Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

پریم کھلاڑی

سردار بُدھ سنگھ

دوسرا ایڈیشن : مرتبہ ڈاکٹر کلونت سنگھ۔ چیف آرگنائزر مہاتما بُدھ سنگھ فاؤنڈیشن جموں۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

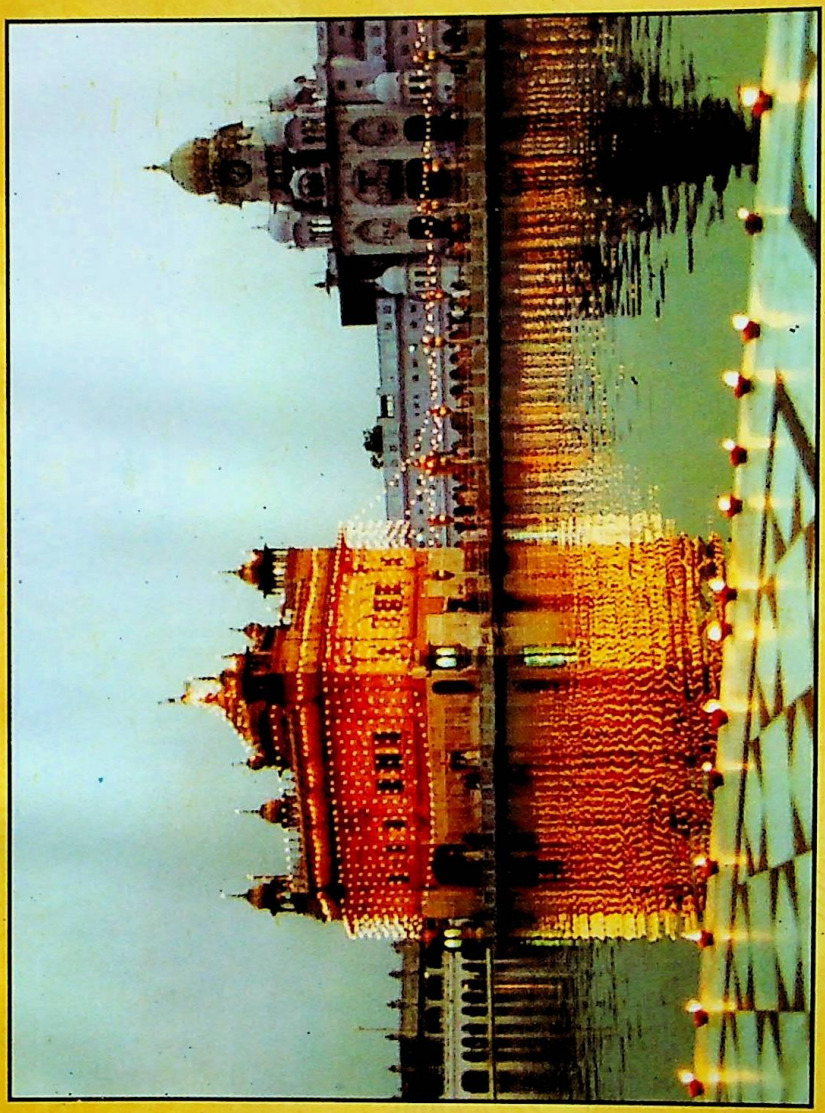

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

With Best Compliments.

from

Dr. Bhupinder Singh
Dy. Director (Retd)
AHD
S/o Dr. Kulwant Singh
Retd Director AHD.

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سب حق بحق مہاتما بُدھ سنگھ فاؤنڈیشن محفوظ ہیں۔

پریم کھِلاڑی

سانچ کہوں سُن لیو سبھے

جن پریم کیو تِن ہی پربھ پایئو

(گورُو گوبند سنگھ جی)

مُصنف

سردار بُدھ سنگھ

پرنٹر و پبلشر

ڈاکٹر گلونت سنگھ

چیف آرگنائزر مہاتما بُدھ سنگھ فاؤنڈیشن 96۔اے۔گاندھی نگر جموں۔

قیمت:۔250 روپے۔ دوسرا ایڈیشن۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نام کتاب ۔ پریم کھلاڑی

ایڈیشن۔ دوسرا

سن اشاعت۔ 2004ء

انتساب :۔اُن شہیدوں کے نام جنہوں نے حق وانصاف کیلئے اپنی جانوں کا نذانہ پیش کیا، پسِ دیوارِ زنداں مصائب برداشت کئے، اور جو حقوقِ انسانی کی جدوجہد میں مصروفِ کار ہیں۔

ملنے کا پتہ :۔ڈاکٹر کلونت سنگھ 96اے گاندھی نگر جموں (جے اینڈ کے) انڈیا۔180004

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

انڈکس

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	پیش لفظ۔	I - X
2	دیباچہ	1
3	پریم کھلاڑی۔ضرورت	5
4	ملازمت	6
5	کھدر پوش	10
6	تپوں راج راجوں ترک	11
7	مہاراجہ ہری سنگھ کا سینئر ممبر بننا	11
8	سکھ دھرم قبول کرنا	13
9	اکالی مورچہ جیتو	15
10	گوروکا باغ	19
11	باز کے درشن	19
12	ایک عجیب ارداس	20
13	کالی پگڑی پہنی	20
14	اکالی دیوان سرینگر	22
15	جلاوطنی کی تجویز	24
16	دو کتابیں مسودے ''ملازمت کی زندگی، اور فریاد رعیت	26
17	راجہ ہری سنگھ جی کشتواڑ میں	32
18	رقبہ جات شاملات کا جنگل میں شامل ہونے کی تجویز۔	41
19	کوئی انصاف کرنیوالا افسر ہے یا نہیں۔	43
20	تبادلہ کشمیر	45
21	ملازمت ترک کرنا۔	45
22	زندگی کی دو حالتیں اور پنجہ صاحب میں ماتا جی سے بات چیت۔	47
23	ماتا کی آ گیا۔	49
24	پنجہ صاحب کی یاترا	50
25	پتا جی کی تسلی کرانے کا کام۔	54
26	ماتا جی کی روحانی طاقت۔	57
27	ڈوگرہ سبھا کا صدر منتخب ہونا۔	59
28	ترجمہ انگریزی چٹھی جو مہاراجہ کو ولایت بھیجی گئی۔	61
29	بغیر آگ کے پکی خوراک کا تجربہ۔	72
30	غریبوں کے دکھ کا علاج۔ کسان کی داستان۔	74
31	قلعہ باہو میں نظر بندی۔	75
32	ایک عجیب بھوک ہڑتال۔	78
33	قید سے رہائی۔	79
34	کراچی کانگرس سیشن	80
35	پمفلٹ دردِ دل۔	81
36	پھر جنگلوں میں۔	82
37	شیخ محمد عبداللہ سے پہلی ملاقات۔	83
38	کشمیر اسمبلی میں کسان پارٹی۔	85
39	راجہ محمد اکبر خان کی سزایابی۔	86
40	پبلک جلسہ اور دفعہ ۱۴۴ کا توڑنا۔	87
41	ریاسی جیل میں روزے۔	89

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
42	مسلم کانفرنس سے نیشنل کانفرنس۔	90
43	نیشنل کانفرنس کا جھنڈا۔	92
44	نیشنل کانفرنس کے اغراض ومقاصد۔	93
45	نیشنل کانفرنس کا صدر منتخب ہونا۔	94
46	کانگرسی لیڈروں کی گرفتاری۔	94
47	کانفرنس کا اجلاس بارہمولہ۔	96
48	آل انڈیا سٹیٹ پیپلز کانفرنس۔	96
49	نیا کشمیر کا منصوبہ۔	98
50	ہمارا آئین نیا کشمیر۔	100
51	جاگیر چھینی میں ستیہ گرہ۔	108
52	کوئیٹ کشمیر۔	112
53	مقدمہ بغاوت میں میرا بیان۔	114
54	۱۹۲۰ء میں پہلا لیکچر۔	137
55	تمام امراض کا ایک علاج۔	145
56	سرینگر جیل میں بھوک ہڑتال۔	146
57	سرینگر جیل سے میرپور جیل۔	149
58	سول اتھارٹی بارہمولہ کا چارج لینا۔	153
59	شیخ محمد عبداللہ کی منسٹری۔	156
60	منسٹری سے استعفاء۔	159
61	شیخ محمد عبداللہ کی گرفتاری اور ممبران پارلیمنٹ کا غم وغصہ۔	161
62	تیج اخبار میں جموں کشمیر کا مستقبل	162
63	۱۹۲۰ء سے ۱۹۶۶ء تک	175
64	کمیونسٹ لیڈر۔ سندریہ کا بل۔ بابت لینڈ ریفارز ۳ ستمبر ۱۹۵۴ء	181
65	چھوت چھات دور کرنے کا بل۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۴ء۔	188
66	ریفیوجیز کو معاوضہ دینے کا بل ۲۰ ستمبر ۱۹۵۴ء	198
67	سٹیٹس ری آرگنائزیشن کمیشن رپورٹ۔ 19 دسمبر ۱۹۵۵ء	206
68	تقریر پانچسالہ پلان پر 10 مارچ ۱۹۵۹ء۔	218
69	تقریر ریلوے بجٹ پر ۲۸ فروری ۱۹۶۴ء۔	226
70	تقریر بجٹ پر ۱۰ مارچ ۱۹۶۴ء	237
71	آخری پیغام۔	253

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ضمیمہ جات

نوٹ:۔ یہ مہاتما بُدھ سنگھ جی کی خودنوشت سوانعمری کا حصہ نہیں ہیں۔ انہیں بعدازاں مختلف ذرائع سے اکٹھا کیا گیا ہے۔ تاکہ اُن کی زندگی کے بارے مزید معلومات حاصل ہوسکیں۔ بیشتر مضامین سردار راجندر سنگھ جی رینہ کی مرتبہ کتاب ''سردار بُدھ سنگھ تحریک حُریت کشمیر سے حاصل کئے گئے ہیں۔ جسکے لئے فاؤنڈیشن اُن کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

تفصیل

الف:۔ مہاتما بُدھ سنگھ جی کے مضامین اور تقریریں۔ — صفحہ نمبر

☆ ڈوگرہ صدر سبھا کی سالانہ کانفرنس میں صدارتی تقریر (زنبیر ۱۸ اپریل ۱۹۳۰ء)۔ — 260

☆ قومی زندگی کا نیا پروگرام۔ (زنبیر ۵ مارچ ۱۹۳۷ء)۔ — 276

☆ ہریجنوں کی دردناک حالت (زنبیر ۱۹۳۹ء)۔ — 282

☆ حقوق طلبی سے پہلے خودشناسی اور اتحاد ضروری ہے سکھوں کے دیوان میں تقریر (روزانہ خدمت جون ۱۹۴۵ء) — 338

(ب):۔ پُرانے ساتھیوں کے مضامین اور خراج عقیدت

☆ شیخ محمد عبداللہ — 286

☆ صدرالدین مجاہد — 287

☆ محمد یوسف مسعودی۔ — 292

☆ عبدالکبیر خان (جیل بابا)۔ — 297

☆ مولانا محمد سید مسعودی۔ — 301

☆ لالہ مُلک راج صراف۔ — 308

☆ رشید تاثر۔ — 312

☆ ملک عبدالغنی سوپوری۔ — 320

☆ کامریڈ کرشن دیو سیٹھی (سوانعمری)۔ — 328

☆ جی۔ ایم۔ ہمدانی۔ — 329

☆ پنڈت کشیپ بندھو۔ — 331

☆ بلراج پوری۔ — 335

☆ سردار سنت سنگھ تیغ۔ (ہسپتال سے وصول ہوئی چٹھی)۔ — 353

☆ 120 ویں سالانہ منعقدہ تقریب کی کاروائی (بشکریہ اخبار ڈیلی ایکسیلسر۔ — 355

(ج)۔ مہاتما کی یاد میں منعقدہ تقاریب میں خراج عقیدت پیش کرنے والوں کی کچھ تصاویر۔ 357 سے آگے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نام کتاب : پریم کھلاڑی

ایڈیشن: دوسرا

سن اشاعت: 2004ء

ملنے کا پتہ :۔

ا۔ڈاکٹر کلونت سنگھ 96-A گاندھی نگر جموں (جے اینڈ کے) انڈیا۔180004۔

۲۔پریتم بُک ڈِپو۔گول مارکٹ۔گاندھی نگر جموں (جے اینڈ کے) انڈیا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

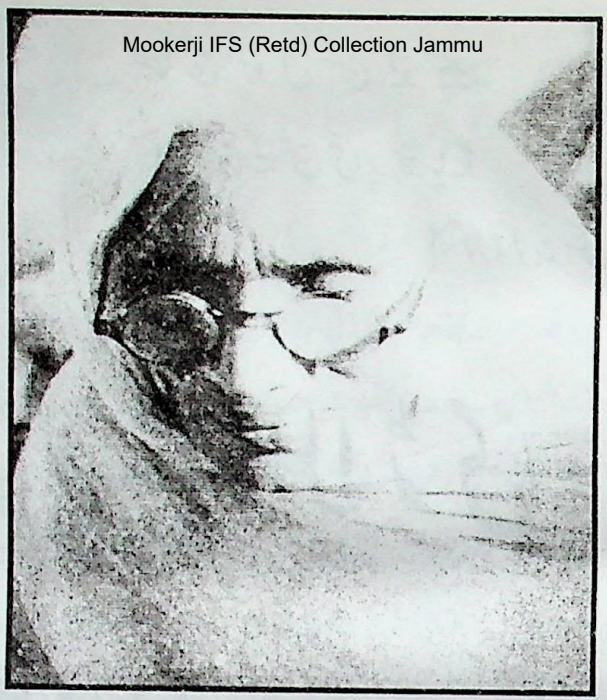

ماتا لچھمی دیوی جی ہمشیرہ سردار بدھ سنگھ جی (والدہ ڈاکٹر کلونت سنگھ) جو 1947ء میں پاکستان میں بہت عرصہ قید رہیں۔

شہید ماسٹر اوتار سنگھ جو 1947ء میں میر پور شہر کا ڈیفنس کرتے ہوئے شہادت پا گئے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سانچ کہوں سُن لیو بھے

جن پریم کیو تن ہی پربھ پایئو

(گورُو گوبند سنگھ جی)

پریم کھِلاڑی

مُصنف

سردار بُدھ سنگھ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

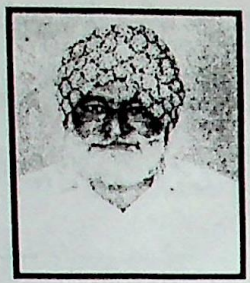

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

پیش لفظ

(دوسرا ایڈیشن)

تیاگ مورتی مہاتما سردار بُدھ سنگھ جی کی خود نوِشت سوانحمری ''پریم کھِلاڑی'' انکی آخری مستند دستاویز ہے، جسے انہوں نے اپنے عقیدت مندوں کی استدعا پر 82 سال کی عمر میں تحریر کیا۔ اس کتاب میں انہوں نے اپنی زندگی کے مختصر حالات اور اُس جدو جہد کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے غریب پسماندہ اور مظلوم عوام کے لئے کی۔ اس سے قبل انہوں نے بہت سی کتابیں اور پمفلٹ لکھے، مگر حکومت وقت نے انہیں ضبط کر کے ضائع کر دیا۔ جب انہوں نے ڈپٹی کمشنر کے عہدہ سے استعفےٰ دے کر صدائے حق بلند کی تو انہیں جموں کے قلعہ باہو کی تنگ اور تاریک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ متعدد بار انہیں ریاست کی مختلف جیلوں میں رکھا گیا مگر کوئی طاقت ان کی قوتِ ارادی کو کمزور نہ کر سکی۔ انہوں نے قید و بند کی ہر قسم کی تکلیف کو اپنے مذہبی عقیدہ کے سنہری اصولوں کے مطابق خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور انہیں پریم کا کھیل قرار دیا۔ اسی لئے انہوں نے اپنی اس کتاب کا نام ''پریم کھلاڑی'' رکھا۔ کتاب کے سرِ ورق پر گورو گوبند سنگھ جی کے یہ شبد درج ہیں۔

ساچ کہوں سُن لیو سبھے
جن پریم کیو تِن ہی پربھ پائیو

عموماً بڑھاپے میں اپنی زندگی کے حالات لکھنا مشکل کام ہوتا ہے لیکن اپنے عقیدت مندوں کے اصرار پر انہوں نے یہ مشکل کام بھی کیا اور قوم کے نام اپنی زندگی کا آخری پیغام بھی دیا۔ اپنی زندگی کے حالات لکھتے وقت انہوں نے بہت سی تفصیلات تحریر نہیں کیں اور نہ ہی اپنی روحانی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

بُلندیوں کا تذکرہ کیا ہے۔اس کتاب میں زیادہ تر ان واقعات کا ذکر ہے جو تحریک آزادی سے
Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu
وابستہ تھے۔اُن کی زندگی کے بہت سے واقعات اور روحانی باتوں کا ان لوگوں سے پتہ چلتا ہے
جو اُنکے ساتھ رہے ہیں۔اِنکی روحانی زندگی کو بیان کرنے کیلئے ایک علیحدہ تصنیف کی ضرورت
ہے۔

''پریم کھِلاڑی'' کا پہلا ایڈیشن 1966ء میں سردار صاحب کی زندگی میں چھپا تھا۔
اسکا سہرا پرنسپل جسونت سنگھ جی کے سر بندھتا ہے، جو اُن دِنوں ایم سی خالصہ کالج جموں میں
تعینات تھے اور سردار صاحب سے ملتے رہتے تھے۔اُنہوں نے بھی سردار صاحب کو اپنی زندگی
کے حالات لکھنے کے لئے راغب کیا۔اس کتاب کو ترتیب دینے اور چھپوانے کا کام پرنسپل
صاحب نے خود انجام دیا۔وہ اس وقت دُنیا میں موجود نہیں ہیں مگر اُن کے ذریعہ ''پریم
کھِلاڑی'' کا معرضِ وجود میں آنا مُلک اور قوم کی بہت بڑی خدمت ہے جسکے لئے اُنہیں ہمیشہ
عزت واحترام کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ پہلے ایڈیشن کا دیباچہ بھی پرنسپل صاحب نے ہی لِکھا
تھا۔پہلے ایڈیشن کی اشاعت کتابت کے بعد عمل میں آئی تھی۔مگر اب دوسرے ایڈیشن کو کمپیوٹر
کے ذریعہ چھپوایا جا رہا ہے۔جس کی وجہ سے کتاب کے اوراق کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے۔
کچھ الفاظ کی صحت یابی کے علاوہ ایک آدھ نام جو سردار صاحب کو یاد نہ تھا اُسے حاشیے میں درج
کیا گیا ہے۔

''پریم کھِلاڑی'' کے دوسرے ایڈیشن کو آپ کے سامنے لاتے ہوئے مُجھے بہت مسرت محسوس
ہو رہی ہے۔سردار صاحب کے آخری 15 سال اُنکے قریب رہنے کا جو تجربہ مُجھے حاصل ہوا اور
اُن کی روحانیت کا جو عکس میرے دماغ پر پڑا ہے اُس کے پیش نظر میں یہ اپنا مقدس فرض سمجھتا تھا
کہ اتنے عظیم انسان کی تصانیف جو نایاب ہو چکی ہیں یا جن کے نایاب ہو جانے کا اندیشہ ہے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

انہیں محفوظ کیا جائے۔ کیونکہ یہ ملک وقوم کا بیش قیمتی اثاثہ ہیں۔ پچھلے سال جب سردار صاحب کی
Modkerjr IFS (Retd) Collection Jammu
یاد میں تقریب منعقد ہوئی تو کامریڈ محمد یوسف تاریگامی نے اپنی تقریر میں یہاں تک کہا کہ اگر ہم ان کی تصانیف کو محفوظ نہ کر سکے تو ہم ایک عظیم گناہ کے مرتکب ہوں گے۔ شری آر پی سیٹھی ریٹائرڈ جسٹس سپریم کورٹ نے جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے کہا کہ سردار صاحب کی تصانیف کو سکولوں اور کالجوں میں پڑھایا جانا چاہیئے۔ اسی طرح کامریڈ کرشن دیو سیٹھی، شری اجے سدھوترہ، سردار گورمکھ سنگھ، سردار سنت سنگھ تیغ اور شری بلراج پوری نے بھی سردار صاحب کے لٹریچر کو اکٹھا کرنے کے علاوہ ان کے نام پر یونیورسٹی میں چیئر قائم کرنے اور دیگر مقامات پر یادگاریں بنانے کا مطالبہ کیا۔ ایسے مطالبات اور خیالات کا اظہار پچھلے چند برسوں سے کچھ دُوسرے ساتھی بھی کرتے آرہے ہیں۔ جن میں ڈاکٹر فاروق عبداللہ، شری محمد ایوب خان، پنڈت منگت رام شرما، شری وید بھسین، آنجہانی سردار ہربنس سنگھ آزاد، آنجہانی لالہ ہربنس لال بگوترہ، وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ چنانچہ مہاتما بُدھ سنگھ فاؤنڈیشن جس کے صدر ڈاکٹر دلیپ سنگھ جی ہیں اور راقم چیف آرگینائزر ہے، نے مِل کر فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے ''پریم کھِلاڑی'' کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جائے، کیونکہ یہ کتاب اب صرف چند ہاتھوں میں ہی رہ گئی ہے، اور تھوڑے عرصہ کے بعد اسکا ملنا ناممکن ہو جائے گا۔ سب ساتھیوں کے جذبات اور احساسات سے راقم کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ اور نتیجہ کے طور پر ''پریم کھِلاڑی'' کا دوسرا ایڈیشن آپ کے سامنے ہے۔

مہاتما بُدھ سنگھ جی جموں وکشمیر کی تحریک آزادی کے بانی تھے۔ جن دِنوں اُنہوں نے عوام پر ہو رہی زیادتیوں کے خلاف آواز اُٹھائی اُن دِنوں ریاست میں کوئی ایسی تنظیم نہ تھی جو عوام پر ہو رہی زیادتیوں اور مظالم کے خلاف آواز اُٹھا سکتی۔ مہاتما بُدھ سنگھ کی آتما غریب، کسان، مزدُور اور پسماندہ عوام پر ہو رہی زیادتیوں، بیگار، رشوت ستانی اور بے انصافی کو برداشت نہ کر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سکی۔ انہوں نے اعلےٰ سرکاری عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود بڑی بے باکی اور سچائی سے عوام کے دُکھ کی درد بھری آواز کو مہاراجہ تک پہنچایا۔ منسٹروں وغیرہ کو چٹھیاں لکھیں۔ جب انکے اِنسداد کے لئے مناسب قدم نہ اٹھائے گئے تو 1920ء میں حضوری باغ سرینگر میں انہوں نے دو پبلک جلسے کئے۔ اگرچہ وہ اس دوران تحصیلدار تھے اور رخصت لے کر پیدل سرینگر گئے تھے تا کہ عوام کے حالات اور اُن کی مشکلات کا جائزہ لے سکیں۔ یہ مہاتما بُدھ سنگھ کی شخصیت ہی تھی جنہیں ایسا کرنے پر بھی وقت کی حکومت نے برداشت کیا ورنہ کسی دوسرے آدمی کا حشر کچھ اور ہی ہوتا۔ یہ انوکھی کہانی ہے جس کا ذکر پریم کھلاڑی میں موجود ہے۔ انکا ہر ایسے حکم کو ٹھکرا دینا جو انصاف پر مبنی نہ ہوتا تھا کسی سرکاری ملازم کیلئے آسان کام نہ تھا۔ آخر میں انہوں نے ڈپٹی کمشنر کے عہدہ سے اِسی لئے استعفےٰ دے دیا تا کہ وہ غریب عوام پر ہو رہے ظلم وستم کے خلاف کھُل کر آواز بُلند کر سکیں۔ اُس زمانے میں جب انگریز کا راج تھا اور ریاست میں شخصی حکومت تھی ایسا کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا، مگر لوگوں کی تکالیف اور دُکھ درد کا اتنا گہرا اثر اُن کے دِل ودماغ پر پڑا کہ نہ صرف اُنہوں نے ملازمت ہی چھوڑ دی بلکہ گھر بار بیوی بچوں کو چھوڑ کر فقیر ہو گئے اور جدوجہدِ آزادی کیلئے سَر پر کفن باندھ کر میدان میں کُود پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے انہیں مہاتما، سنت اور تیاگی جیسے ناموں سے پُکارا۔ اسوقت کے پرائم منسٹر ویکفیلڈ نے انہیں قلعہ باہو کی تنگ وتاریک کوٹھڑی میں بند کر دیا مگر مہاتما کا حوصلہ پست نہ کر سکا۔

تحریک آزادی میں جو راستہ اُنہوں نے اپنایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ سب سے پہلے اُنہوں نے حکام کو سمجھایا اور انہیں درُست راستے پر لانے کی کوشش کی۔ جب حالات ٹھیک ہوتے ہوئے نظر نہ آئے تو اپنی درد بھری آواز کو نہایت بے باکی اور سچائی سے بُلند کیا۔ ایسا کرتے وقت اُن کا نشانہ صرف بُرائیاں ہی ہوتی تھیں۔ انہیں کسی کی ذات سے کوئی دُشمنی نہ تھی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

۔اُنہوں نے جنگِ آزادی پریم کانفرنس بھ کرکی اور ہر طرح کے مصائب اور قید و بند کی تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ جب انہوں نے ڈپٹی کمشنر کے عہدہ سے استعفےٰ دیا تو مہاراجہ پرتاپ سنگھ جنہیں اُن سے پیار تھا اور ان کی قدر کرتے تھے، بہت دُکھی ہوئے۔

مہاراجہ ہری سنگھ ان کے ساتھ ٹینس کھیلتے تھے اور اُن کے دوست تھے۔ مگر جب وہ مہاراجہ بنے تو سردار بُدھ سنگھ نے بڑے صاف الفاظ میں انہیں رعایا کی تکالیف سے آگاہ کرتے ہوئے اُن کا انسداد کرنے کیلئے لِکھا ۔مگر جب حالات دُرست نہ ہوئے تو سخت رویہ اختیار کرتے ہوئے انہوں نے ''کوئٹ کشمیر'' کا نعرہ لگایا، مگر یہ سب کچھ بغیر کسی ذاتی رنجش یا دشمنی کے تھا۔

شیخ محمد عبداللہ عُمر میں اُن سے 20 سال چھوٹے تھے۔ مہاتما بُدھ سنگھ کی روحانی شخصیت سے متاثر ہو کر اور ان کی ہدایت پر شیخ صاحب نے مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں تبدیل کیا۔ چنانچہ سردار بُدھ سنگھ آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کے دو مرتبہ صدر منتخب ہوئے۔ نیشنل کانفرنس کے جھنڈے کا سرخ رنگ، اُس کے اوپر ہل کا نشان اور ''نیا کشمیر'' کا منصوبہ اُنہی کی تجاویز تھیں۔ انہوں نے ہی ''نیا کشمیر'' کے منصوبہ کو تشکیل دے کر اُسے کھُلے اجلاس میں اتفاق رائے سے پاس کرانے کے بعد اِسے نیشنل کانفرنس کا نصب العین قرار دیا۔ شیخ صاحب اور مہاتما بُدھ سنگھ جی ایک دوسرے کے قریبی ساتھی تھے جسکا ذکر اُنہوں نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور شیخ صاحب کی بہت تعریف کی ہے۔ مگر جب شیخ صاحب نے اُنہیں منسٹر بننے کے لئے مجبور کیا تو دو سال سے کم عرصہ میں انہوں نے منسٹری سے استعفےٰ دے دیا، کیونکہ حکومت کے کام کاج کے طریقے انکے مزاج اور خیالات کے مطابق نہ تھے۔

1953ء میں نیشنل کانفرنس ورکنگ کمیٹی کی اکثریت نے شیخ صاحب کے نئے سیاسی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

موقف کی مخالفت کی۔ مہاتما جی بھی شیخ صاحب سے متفق نہ ہو سکے۔ اختلاف رائے کے باوجود شیخ صاحب کے ذہن میں مہاتما جی کے لئے ہمیشہ عقیدت موجود رہی جس کا ذکر اُنہوں نے کئی مرتبہ راقم کے ساتھ گفتگو کے دوران کیا۔ 1975ء میں جب شیخ صاحب نے دوبارہ اقتدار سنبھالا تو وہ مہاتما جی کی رہائش گاہ پر آشیرواد لینے گئے۔

مہاتما جی کی زندگی کے بہت سے غیر معمولی واقعات انکی عظمت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ مثلاً ہندو گھرانے میں پیدا ہونے کے بعد تقریباً 35 سال کی عُمر میں سِکھی عقیدہ اختیار کرنا، انگریزی لباس کو یک لخت ترک کر کے کھدر پوش بن جانا، ڈپٹی کمشنر کے عہدے سے استعفےٰ دے دینا، بال بچوں کو چھوڑ کر فقیر بن جانا، تقریباً چھ برس تک اناج نہ کھانا، ایک دو چادروں اور ایک دو جوڑے لباس پر گزارا کرنا، اپنے کپڑے خُود دھونا اور اپنا کھانا خُود پکانا، جیل کی سنگین کوٹھڑیوں میں صبر و سکون سے رہنا، پنجہ صاحب گوردوارہ کا سنگِ بُنیاد رکھنے کے لئے مُلک بھر سے چُنے ہوئے پانچ پیاروں میں منتخب ہونا، ڈوگرہ صدر سبھا کا تین دفعہ صدر منتخب ہونا، آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کا دو مرتبہ صدر منتخب ہونا، منسٹری سے استعفےٰ دے دینا، 1947ء میں اپنے لڑکے اور پوتے کے قبائیلوں کے ہاتھوں مارے جانے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جموں میں مُسلم آبادی کو بچانے میں مصروف کار رہنا، اور پھر 12 سال بطور ممبر راجیہ سبھا ایوانِ پارلیمنٹ میں کسانوں، مزدوروں، غریبوں اور پسماندہ لوگوں کے حق میں آواز بُلند کرنا، اپنا کوئی بنک بیلنس نہ ہونا، ایک گھاس کی جھونپڑی میں چالیس برس سے زیادہ عرصہ گزارنا اور پھر 82 سال کی عُمر میں اپنی سوانح عُمری اور جدوجہد آزادی کے حالات لکھنا ان کی رُوحانی بُلندیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اگرچہ اپنے روحانی پہلوؤں کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب میں نہیں کیا ہے مگر بے شمار واقعات ایسے ہیں جن کا تجربہ ان لوگوں کو ہوا ہے جو ان کے ساتھ رہے ہیں یا جن لوگوں نے اُن

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کے ساتھ کام کیا ہے۔ ان سب واقعات کو عوام کے سامنے لانا مُلک اور قوم کے لئے بیش قیمتی اثاثہ ثابت ہوگا۔ اُن کی زندگی کے تجربات اور جدوجہد ایک سائینٹفک حیثیت بھی رکھتی ہے، کیونکہ مہاتما جی سچائی کا مجسمہ تھے۔ انہوں نے مُجھے بتایا کہ میں جھوٹ بولنے پر موت کو ترجیح دیتا ہوں۔

مہاتما بُدھ سنگھ جی 14 مئی 1975ء کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ 91 سال کی عُمر میں ضروری حاجات سے فارغ ہوکر چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور کہا کہ اب میں جا رہا ہوں اور اتنا کہتے ہی چند سیکنڈ میں ان کی رُوح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ڈاکٹر آر ایس مودی جو تھوڑی دیر پہلے اُن سے ملنے آئے تھے، نے بتایا کہ مہاتما کو جب سینے میں تھوڑا سا درد ہوا تو انہوں نے علاج کرانے سے انکار کر دیا۔ ڈاکٹر موصوف کا کہنا تھا کہ انہوں نے زندگی میں ایسا پہلا مریض دیکھا ہے جسے موت کا کوئی خوف نہیں۔

ان کے انتقال کے بعد ان کے عقیدت مند اُن کی یاد میں ہر سال تقریب منعقد کرتے ہیں۔ پچھلے چند برسوں سے مہاتما بُدھ سنگھ فاؤنڈیشن کا قیام وجود میں آیا ہے اور اب فاؤنڈیشن نے اپنی خصوصی توجہ نہ صرف اُن کا دن منانے پر مرکوز کی ہے بلکہ وہ اُنکا لٹریچر اور مضامین اکٹھے کرنے کیلئے بھی پوری طرح کوشاں ہے۔ دُور درشن نے اُن کی زندگی پر چھوٹی سی فلم (Documentary) ریلیز کی ہے جس کا سکرپٹ شری بلراج پوری نے لکھا ہے اور جسے شری وید راہی نے ڈائریکٹ کیا ہے۔ شری وید بھسین، شری رام ناتھ شاستری، شری اوم صراف، شری کرشن دیو سیٹھی اور شری بلراج پوری نے اس میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ یہ فلم اُن کی زندگی کی مختصر سی تصویر پیش کرتی ہے لیکن ان کی زندگی کے تمام حالات سے روشناس کرنے کے لئے ناکافی ہے۔ تاہم جو کوشش ان ساتھیوں نے کی ہے وہ قابلِ تحسین ہے۔ اس کے باوجود

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IPS (Retd) Collection Jammu

اُن کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کی اہم ضرورت ہے۔ سردار راجندر سنگھ رینہ نے ایک کتاب بعنوان ''سردار بُدھ سنگھ اور تحریک حُریت کشمیر'' ترتیب دی ہے جس میں سردار صاحب کے اُن پُرانے ساتھیوں کے مضامین ہیں جنہوں نے اُن کے ساتھ کام کیا ہے۔ علاوہ ازیں ان کی کچھ تقریریں اور صدارتی خطبات بھی اس میں شامل ہیں۔ اس کتاب کا مواد اکٹھا کرنے اور اسے ترتیب دینے میں جو کوشش سردار راجندر سنگھ رینہ نے کی ہے وہ قابلِ ستائیش ہے۔ مہاتما بُدھ سنگھ جی کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو سمجھنے کے لئے دیگر بہت سے مضامین اور اُن کے ہمراہ کام کرنے والوں کے تجربات اور مشاہدات کو اکٹھا کرنے کی ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں دیگر کتابیں جو نایاب ہو چکی ہیں۔ مثلاً مسودۂ ملازمت، فریادِ رعیت، ملازمت کی زندگی، انصاف کی تلاش، کسان کی داستان، غریبوں کے دُکھ کا علاج، خون کے آنسو، دیہاتی زندگی، کراچی یاترا، سکھوں کی داستان، جاگیر شاہی کا پوسٹ مارٹم (کشمیر چھوڑ دو تحریک کے سلسلہ میں عدالتی بیان) کمیونسٹ بوگی، دردِ دِل، مقصدِ زندگی وغیرہ کتابوں کی تلاش کرنا باقی ہے۔ اس سلسلے میں تمام ساتھیوں سے تعاون اور مدد کی ضرورت ہے۔ ان سب تصانیف میں مہاتما جی کی اپنی سوانعمری کا مقام سب سے بلند ہے کیونکہ یہ حقائق پر مبنی اُن کی آخری دستاویز ہے۔ جس کا اور کوئی متبادل نہیں ہو سکتا۔

کچھ مضامین جو خراجِ عقیدت کے طور پر اُنکے ساتھیوں نے لکھے ہیں اُن کو اس سوانح عمری کے آخر میں شامل کیا گیا ہے تا کہ اس کتاب کی اصلی صورت میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو۔ مُجھے اُمیدِ واثق ہے کہ یہ کتاب اس تاریخی خلا کو پُر کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ جسکا تعلق اُس زمانے کے سیاسی سماجی اور تمدنی حالات اور تحریکِ آزادی سے ہے۔ علاوہ ازیں اس میں مہاتما جی کا مُلک اور قوم کے نام آخری پیغام ہے جس میں محنت کش مزدوروں اور کسانوں کے حالات درُست کرنے کی واضح تلقین ہے اور فرقہ پرستی کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی ہدایت بھی۔ اس پر عمل

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji-IFS (Retd) Collection Jammu

پیرا نہ ہونے کی صورت میں اس میں ایک گھر کے بحران کی پیشن گوئی بھی موجود ہے۔

راقم اُن تمام اصحاب کا تہہ دِل سے مشکور ہے۔ خاص کر مہاتما بُدھ سنگھ فاؤنڈیشن کے صدر ڈاکٹر دلیپ سنگھ جی اور راقم کے فرزند سردار ہرمندر سنگھ خالصہ، جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے لئے مالی اور اخلاقی امداد دی۔ ڈاکٹر دلیپ سنگھ جی پچھلے تقریباً 60 سال سے بشناہ میں بیماروں کا مشنری سپرٹ سے علاج کرتے آ رہے ہیں۔ اُنکے ہسپتال کا افتتاح مہاتما بُدھ سنگھ جی کے متبرک ہاتھوں سے ہوا تھا۔ اور مہاتما کی رُوح اس ہسپتال میں آج بھی کارفرما ہے۔ پچھلے سال ڈاکٹر صاحب کو مہاتما بُدھ سنگھ آرڈر آف سنت کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔

سردار ہرمندر سنگھ خالصہ اپنی زندگی کے مشکل ترین مراحل سے گزر کر اب بیرونِ ملک سکونت پذیر ہے۔ اور اسکی زندگی تپ تیاگ اور عبادت کے ڈھانچے میں ڈھل چکی ہے۔ اسکے حالات زندگی یہاں تحریر کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ اتنا کہنا ضروری ہے کہ اس کتاب کی اشاعت میں اُس کی معاونت سب سے زیادہ ہے اور اُسکی خواہش ہے کہ یہ کتاب عوام میں مفت تقسیم ہو، لیکن فاؤنڈیشن کی مالی ضروریات کے پیش نظر اور کچھ ایسے مقاصد کے تحت کہ اس کتاب سے حاصل شدہ رقم کو ضرورت مند لوگوں کی مدد کے لئے خرچ کیا جائے، اس کتاب کی مناسب قیمت رکھی گئی ہے۔ مالی حالات سُدھرتے ہی مہاتما بُدھ سنگھ جی کے لٹریچر کو کم سے کم قیمت پر مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ مجھے اُمید ہے کہ اس سے ان مقاصد کی تکمیل میں مدد ملے گی جن کا تعلق تیاگی جی کے مشن سے رہا ہے۔

فاؤنڈیشن کے صدر ڈاکٹر دلیپ سنگھ جی اور راقم کو اس بات کا شدید احساس ہے کہ آج مُلک کی ایسی ابتر حالت نہ ہوتی اگر ہم نے مہاتما کے پیغام کو سُنا ہوتا اور اس پر عمل کیا ہوتا۔ ابھی تک ملک میں انسانی حقوق اور انصاف کی پہچان ہونا باقی ہے۔ لاکھوں لوگوں کی قیمتی جانیں تلف ہو چکی ہیں۔ بے شمار جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مُلک میں بے چینی اور غیر یقینی کا عالم ہے۔ آج اگر مہاتما زندہ ہوتے تو انسانی حقوق کی بحالی اور انصاف کے لئے اُن کی جدوجہد آزادی میں ایک اور باب کا اضافہ ہوا ہوتا۔ کیونکہ مہاتما بُدھ سنگھ جی کے یہاں یقینِ محکم اور عملِ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

پیہم کے ساتھ ساتھ جدو جہد کا ایک نرالا اور انوکھا انداز تھا۔ وہ انداز جو اُن کے ارادوں کو متزلزل نہیں ہونے دیتا تھا۔ ایسے مردِ حق ملک اور رقوم کو کبھی کبھار ہی نصیب ہوتے ہیں۔ بقول شاعر۔

وقت کی آواز تھی اس کے ارادوں کا جمال
ایسے مردِ حق ہوا کرتے ہیں پیدا خال خال

آج اُن کے پیغام کو پھر سے پڑھنے اور اُس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم اُن کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر ہی مُلک کو تباہی اور بربادی سے بچا سکتے ہیں۔ آخر میں واہگورو کا ہزار بار شکر گذار ہوں جس نے مُجھ ناچیز کو ایک عظیم انسان کی سوانح عُمری کو دوبارہ ترتیب دینے اور چھپوانے کی توفیق ادا کی۔

ڈاکٹر کلونت سنگھ

کنوینر سٹیٹ فورم فار جسٹس اینڈ ہیومن رائیٹس
چیف آرگنائیزر مہاتما بُدھ سنگھ فاؤنڈیشن
96-A، گاندھی نگر جموں۔

اکتوبر 2004ء

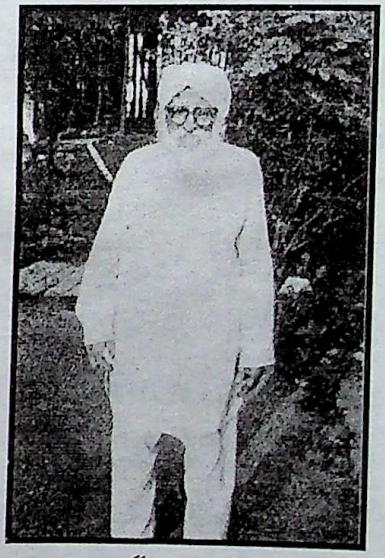

ڈاکٹر دلیپ سنگھ جی

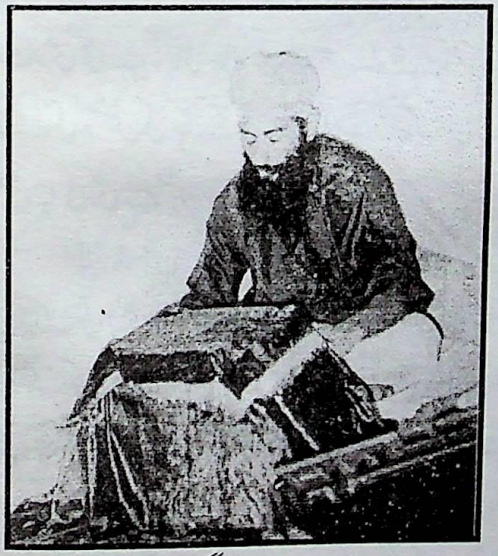

سردار ہرمندر سنگھ خالصہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

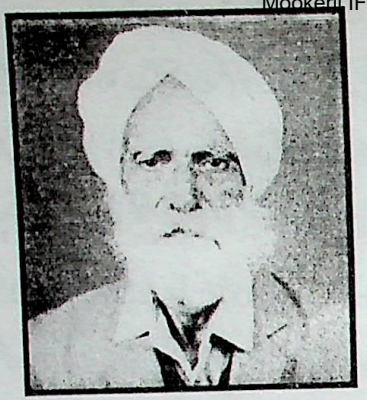

دیباچہ

صُبح ہوتی ہے۔شام ہوتی ہے!
یوں ہی عُمر تمام ہوتی ہے!

عام طور پر انسان پیدا ہونے سے آخیر عمر تک زندگی کی بدستور جدو جہد میں مصروف رہتے ہین۔اُمیدوں کے چکّر میں پھنسے رہتے ہیں۔تھوڑا سا پیسہ کما لینے، جائیداد بنا لینے اور ذاتی ضروریات کو پُورا کرنے کو ہی زندگی کا اصلی مقصد سمجھ لیتے ہیں۔ بہت سے انسان تو اپنی یا اپنے خاندان کی ذاتی ضرورتوں سے اُوپر اُٹھ ہی نہیں سکتے۔ذرا اچھا کھالیا۔ذرا اچھے کپڑے پہن لئے، ذرا اچھا مکان بنا لیا۔بس اسی کو کامیاب زندگی سمجھتے ہیں۔لیکن بعض اوقات اِن ہی عام انسانوں میں سے کبھی کبھی اور کہیں کہیں ایسے انسان بھی نکل آتے ہیں۔جو زندگی کا مقصد ''اپنے لئے جینا نہیں بلکہ دوسروں کے لئے مرنا'' سمجھ کر اپنے جسم و جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تن بدن کو خاک میں رُلا کر، جنگلوں، بیابانوں، ریگستانوں کی خاک چھانتے پھرتے ہیں۔بھوک پیاس سردی گرمی کی تکلیفیں جھیلتے ہیں۔اور کبھی کبھی جیل کی تکلیفیں بھی برداشت کرتے ہیں۔اپنے بال بچّوں، بیوی، ماں، باپ، بہن بھائیوں کے بجائے خلقِ خدا کو ہی اپنا پریوار سمجھ کر انسان کی بطور انسان بغیر تمیز، مذہب و مِلّت سیوا کرتے ہیں۔اور اِسی سیوا کی دُھن میں اپنا آپ ہی نہیں بلکہ اپنا سب کچھ بلیدان کر دیتے ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ ایسے لوگ اس کلیُگ کے دور میں بہت کم ہیں جو دُوسروں کے لئے جیتے ہیں۔اور دوسروں کے لئے مرتے ہیں۔لیکن کہتے ہیں کسی چیز کا بیج ناس نہیں ہوتا۔ ہمارے سامنے ایسے مہاں پرش اب بھی موجود ہیں۔لیکن ہم اپنی خود غرضی میں ڈُوبے ہوئے کچھ اس قسم کے عادی ہو چکے ہوتے ہیں کہ ہماری آنکھیں اُنہیں دیکھ نہیں سکتیں۔اور پہچان نہیں سکتیں۔دماغ اُنہیں سمجھ نہیں سکتا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اس کتاب ''پریم کھلاڑی'' کے لکھنے والے ایک ایسی قسم کے مہاں پرش پوتر آتما ہیں جن کے اصلی رنگ وروپ کو بہت کم لوگ سمجھ سکے ہیں۔ میں خود اُن کا ایک رشتہ دار ہوتے ہوئے بھی اُن کو اپنی عمر کے پچاسویں برس تک غلط سمجھتا رہا۔ اور اس سال جب اتفاق سے مجھے ان کے پاس ایک دو دفعہ تبادلہء خیالات کرنے کا موقع ملا تو میں نے جب اُن کے زندگی کے مقصد، پیار، جذبہ قربانی، سادگی، سیوا بھاؤ اور ایک سچّے گورو نانک کے سکھ کے جیون میں ڈھلا دیکھا تو عقیدت سے سر جھک گیا اور محسوس کرنے لگا کہ جس طرح میں اِتنا عرصہ انہیں غلط سمجھتا رہا۔ شائید اور بھی بے شمار لوگ ہوں گے جو میری طرح ان کو غلط سمجھ رہے ہوں گے۔

چنانچہ میں نے اُن سے عرض کی کہ ''اے بزُرگوار پوتر آتما آپ نے اپنی زندگی غریبوں اور دُکھیوں کے لئے ارپن کردی۔ اب چونکہ جیون شکتی کا تیل ختم ہورہا ہے۔ اور زندگی کا چراغ مدہم پڑ رہا ہے۔ شمع کے بُجھ جانے سے پہلے جن غریبوں۔ مزدوروں، کسانوں، بے بسوں کے اُٹھانے کا بیڑا اُٹھایا تھا وہ کام ادھورا ہے اسے پُورا کرنے کا ارشاد عام جنتا کے لئے چھوڑ جائیں۔ اپنی حیات میں آپ نے اپنی بساط سے بڑھ کر کام کیا۔ قربانیاں دیں۔ طرح طرح کے دُکھ جھیلے اور کافی حد تک کامیابی بھی حاصل کی۔ اب جانے سے پہلے اپنا پیغام جنتا کے نام ضرور دیتے جائیں۔ اپنے مُتبرک ہاتھ سے کچھ اپنی عجیب قسم کی زندگی۔ اپنے کام اور اپنے نشانے کے متعلق ایک چھوٹی سی سوانح عُمری کی شکل میں ہمارے لئے چھوڑ جائیں۔ تاکہ میری طرح بھولے بھٹکے آدمی جو آپ کے مِشن سے واقف نہیں ہو سکے۔ اور طرح طرح کی غلط فہمیوں ہیں مُتبلا میں آپ کو اور آپ کے کام کو سمجھ سکیں اور شاید ان میں سے کچھ ایسے انسان نکل آئیں جو آپ کے نقشِ قدم پر چل کر منزلِ مقصود کی طرف پہنچ سکیں۔ اور آپ کے چلائے کام کو پُورا کرسکیں۔ لوگ نہیں جانتے کہ آپ نے چھوٹی عمر میں گرہستی جیون کیوں ترک کیا۔ ڈپٹی کمشنر کا عہدہ کیوں چھوڑ دیا۔ گھر بار کا سُکھ چھوڑ کر جنگلوں میں شیروں، ریچھوں و چیتوں کے ساتھ زندگی کیوں اور کیسے گزاری۔ چھ سال تک بغیر آگ پکا کھانا کیوں کھایا۔ کئی دفعہ جیلوں میں کیوں گئے۔ اور پھر جب کشمیر آزاد ہوا۔ باوجود اس کے کہ آپ منسٹر بنے۔ صدر نیشنل کانفرنس اور ممبر پارلیمنٹ بنے۔ لیکن پھر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

بھی آپ کے پاس کوئی جائیداد یا روپیہ پیسہ نہیں اور اس ۸۲ سال کی عمر میں اکیلے تن تنہا کُد یا خانپور میں ساتھیوں ورشتہ داروں سے دُور رہتے ہوئے بھی آپ اپنے رنگ میں مست ہیں۔ اس کا راز کیا ہے۔ خاص کر یہ تو کوئی بھی نہیں جانتا کہ کشمیر میں آزادی کی تحریک کی بنیاد رکھنے والے آپ ہیں۔ نیشنل کانفرنس کے بانی آپ ہیں اور کشمیر کی دُکھی جنتا کے پہلے رہبر بھی آپ ہی ہیں۔ کرپا کر کے پردہ ہٹائیں اور اپنی اصلی زندگی کی جھلک اُن لوگوں کو بھی دکھلائیں جو آپ کو کبھی سمجھے نہیں۔ آج ہر گلی و کوچہ کے موڑ پر نئے نئے لیڈر نظر آرہے ہیں۔ ذرا اُنہیں بتا جایئے کہ اصلی لیڈری کتنی مشکل ہے اور پھر آپ کا منصوبہ ''نیا کشمیر'' پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا۔ غریب بدستور غریب ہے۔ لاچار ہے۔ بے شک آپ کمزور وضعیف ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی آپ کی قلم میں طاقت ہے۔ اس جہاں فانی سے رخصت ہونے سے پہلے اپنا پروگرام دوسروں تک پہنچاتے جائیں۔ شائید ان قدموں پر چلنے والے کئی اور نکل آئیں۔ چنانچہ میری اور میرے جیسے کئی اور سیوکوں کی اِستدعا پر مہاتما بُدھ سنگھ جی نے جنہیں اکثر سنت بُدھ سنگھ یا تیاگی بُدھ سنگھ بھی کہا جاتا ہے۔ اِس بڑھاپے میں یہ سوانح عمری لکھی جسے ترتیب دینے اور چھپوانے کے کام میں سیوا کرنے کا مجھے سوبھاگیہ مِلا۔ میں بڑے فخر سے اس ''پریم کھلاڑی'' کے درشن اس کتاب کے ورقوں میں آپ بھائیوں کو کرانا چاہتا ہوں۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ ایسے بزرگوں کی رہنمائی نہ صرف اُن کی زندگی میں ہی ہمیں نصیب ہو بلکہ اُن کے بعد بھی کسی ٹرسٹ کی شکل میں ان کے کام اور پروگرام کو چلایا جائے۔ اکتوبر ۱۹۶۶ء۔

جسونت سنگھ

(پرنسپل ایم۔سی۔خالصہ کالج)

جموں، توی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سردار بُدھ سنگھ (مُصنف پریم کھلاڑی)

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

پریم کھلاڑی۔ضرورت

کئی سال ہوئے مُجھے بہت سے دوستوں نے مجبُور کیا کہ میں اپنی زندگی کے حالات لکھوں چنانچہ میں نے اپنی زندگی کے حالات یعنی بچپن، ملازمت، سکھی عقیدہ اختیار کرنا ترکِ ملازمت۔سنیاس اور فقیری اور پھر سیاسی زندگی اختیار کرنی وغیرہ تفصیل سے لکھے اور آخر تحریک آزادی کا باب لِکھ ہی رہا تھا کہ ۱۹۳۰ء میں مجھے گرفتار کرلیا گیا اور قلعہ باہو میں نظر بند کردیا گیا۔اُس وقت میری عمر ۴۶ سال کی تھی۔اور میں گاؤں خانپور میں جو جموں سے ۵ میل کے فاصلہ پر ہے رہ رہا تھا۔اب بھی میری رہائش اسی گاؤں میں ہے اور یہاں مُجھے رہتے ہوئے ۴۲ سال گذر چکے ہیں۔میری گرفتاری کے ساتھ میرے تمام ریکارڈ۔مسودے وکتابیں پولیس نے ضبط کر لئے۔''غریبوں کے دُکھ کا علاج''۔''کسان کی داستان'' ودیگر پمفلٹ میرے ہاتھ سے جاتے رہے۔بعد میں معلوم ہوا کہ اِن کو ضائع کردیا گیا ہے۔ اُس وقت سے لیکر اب تک میں نے اپنی زندگی کے متعلق کچھ نہیں لِکھا۔البتہ وقتاً فوقتاً اخبارات میں مضامین لِکھتا رہا۔اور کچھ پمفلٹ نیشنل کانفرنس وتحریک آزادی کے سلسلے میں لکھے جواب تک موجود ہیں۔

اب جبکہ میری عمر ۸۲ سال کی ہوچکی ہے۔میری قوت بینائی کم ہورہی ہے اور جسم کے اعضاء آہستہ آہستہ جواب دیتے نظر آرہے ہیں۔میرے دوستوں کے اصرار پر اور کُچھ یہ سوچکر کہ آخر مٹی میں ملنے سے پہلے اپنے عزیزوں ودوستوں اور ہم وطنوں کی خاطر زندگی میں جو جدوجہد میں نے اپنے ہم جنس غریب و دُکھی انسان کے لئے کی ہیں۔اُس کا تحریری ریکارڈ اپنی قلم سے لکھ کر چھوڑ جاؤں تاکہ شائید اس سفر پر چلنے والے کسی اور فقیر یا مسافر کی رہنمائی ہوسکے اور میرے اپنے متعلق جو کسی کے دل میں بھرم بھید ہوں مٹ جائیں۔یہ کتاب لکھنے کی جرائت کرتا ہوں۔

بچپن:۔ میں ۱۸۸۴ء کے ماہ مئی یعنی ۱۹۴۱ بکرمی کو ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوا۔میری

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

والدہ سِکھ گھرانے کی لڑکی تھی اور وہ آخری عمر تک ایک نان سکھ ہندو کے ساتھ شادی کرنے کے بعد بھی سکھی اصولوں پر بڑی سختی سے چلتی رہی۔ شبد کیرتن۔ پاٹھ و گوربانی میں اُس کا بہت گہرا اعتماد تھا۔ چنانچہ اپنے خاوند کے ساتھ ہر قسم کا پریم پیار سیوا بھاؤ ہوتے ہوئے بھی اُس کا مذہبی عقیدہ میرے والد کے مذہبی عقیدہ سے بالکل مختلف تھا۔ میرے والد صاحب تمبا کو اور حُقہ اور مانس استعمال کرتے تھے۔ لیکن اُن کو رسوئی چوکا میں حُقہ لے جانے کی اجازت نہ تھی۔ گھر میں وہ سخت مزاج بارعُب اور عوام میں خوش باش و پُر مذاق تھے۔ لیکن میری ماتا شانت آتما تھیں، بڑی بھگت تھیں۔

مُجھے بچپن میں، نِرموہ راجہ، کے نام سے پُکارا کرتے تھے یعنی اُس کو دنیاوی رشتہ داروں سے کوئی خاص لگاؤ یا کشش موہ نہ تھا۔ اور شائید معلوم نہیں اِسی نام کا اثر میری بعد کی زندگی میں پڑا ہو کہ ساری زندگی میں نہ ہی مجھے روپیہ پیسہ یا مادی دُنیا سے پیار ہوا اور نہ ہی میں کسی کے آگے جھکا سوائے اپنے مرشد کامل گورو پیدا کرنے والی پوجیہ ماتا کے۔ میں شروع سے ذہین اور چنچل تھا۔ پڑھائی میں دلچسپی رکھتا تھا۔ جلد ہی میں نے سکول کی پڑھائی ختم کر لی اور چھوٹی عمر میں ہی ملازم ہو گیا۔ لیکن اسکی خاص وجہ یہ تھی کہ میں دن رات اُداس غمگین رہنے لگا۔ گھنٹوں بند کمرے میں بیٹھا رہتا تھا۔ یا جب باہر نکلتا تو نظر آرہے پہاڑوں جنگلوں کو دیکھ کر رو پڑتا اور یہی دل چاہتا کہ اُڑ کر وہاں چلا جاؤں اور موجودہ ماحول، ناطہ و رشتہ سے الگ تنہائی کی زندگی بسر کروں مگر میرے بس کی بات نہیں تھی آخر میرے لئے یہ تجویز ٹھہری کہ کسی کام پر لگا دیا جاوے۔ میں جلدی ہی میر پور کے گھر سے نکل کر ملازمت میں چلا گیا اور مُجھے پہاڑوں، جنگلوں میں پھرنے کا موقعہ مل گیا اور گھر والوں کے موہ مایا اور لگاؤ و تعلقات سے چھٹکارا مِلا۔

ملازمت :۔ شروع میں مسٹر ٹالبٹ کمشنر بندوبست کے ساتھ قریباً سات سال کیمپ کلرک یا آفس نائیب تحصیلدار کی حیثیت میں کام کیا۔ اس عرصہ میں، میں نے تمام ریاست کا ماسوائے گلگت کے دورہ کیا۔ چار پانچ دفعہ لداخ گیا اور اس علاقہ کو اچھی طرح سے دیکھا۔ ٹالبٹ صاحب مسلمہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

دیانتدار، رحم دل۔ لائق اور برہم چاری تھے۔ ہر ایت وار اندھوں کو روپیہ دیتے۔ انہوں نے شادی نہیں کی تھی۔ چودہ برس ریاست میں رہ کر وہ ریٹایئر ہوئے اور مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے اور انکی ہمشیرہ دونوں نے شادی نہیں کی۔ اور کئی لاکھ روپیہ کا ہسپتال بنا کر اُس میں بیماروں اور غریبوں کی دیکھ بھال میں زندگی بسر کی۔ اب کئی سال ہوئے وہ فوت ہو چکے ہیں۔ ٹالبٹ صاحب عام پارٹیوں، کلبوں یا جلسوں میں نہیں جاتے تھے۔

مُجھے ٹالبٹ نے بہت کچھ سکھایا اور اپنا کانفیڈنشل قابلِ اعتماد، ماتحت سمجھ کر وہ مُجھ پر یقین رکھتے تھے۔ اعتبار رکھتے تھے۔ وہ میرے آرام کا خیال رکھتے اور میرے کام، چلن اور طرزِ زندگی کو بہت پسند کرتے۔ وہ میرے۔ افسر ہی نہ تھے بلکہ اُستاد بھی تھے اور انہوں نے مُجھے بہت کچھ سکھلایا اور اصلاح کی۔

نہایت مشکل اُونچے برفانی پہاڑوں کو میں نے اور کمشنر صاحب نے عبُور کیا بڑا مشکل اور تکلیف دہ سفر برداشت کر کے کمشنر صاحب نے نہ صرف بندوبست اور مال کے کام کی پڑتال کی بلکہ ہر ایک محکمہ کی جانچ پڑتال کی اور دراصل وہ واحد اعلیٰ یورپین آفیسر تھے جن کو ساری ریاست کے حالات سے واقفیت تھی۔ اس لئے ریزیڈنٹ صاحب جو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے ریاست میں تعینات تھے۔ تمام حالات و واقعات اُن سے دریافت کرتے تھے۔ وہ دراصل جنرل سُپر وائیزر تھے۔ جن کو ساری ریاست کی واقفیت تھی اور انہوں نے بیشمار فوٹو لئے۔ جن میں میرے بھی مختلف صورتوں میں زنسکار (لداخ) کے جھولوں پر سے گزرنے۔ اٹھارہ ہزار فٹ کی بلندی پر چوٹی کو عبُور کرنے۔ بیل کی سواری کرنے اور برف پر سے پھسلنے کے کچھ فوٹو تھے۔ مگر جب پہلی بڑی جنگ شروع ہوئی تو اُن کا جہاز جس میں اُن کا سامان تھا۔ اور تمام ریکارڈ تھا اور لداخ کے علاقہ کے عجیب وغریب حالات قلمبند تھے ایک جرمن آبدوز سے ٹکرانے سے تباہ ہو گیا۔ کمشنر صاحب کے میرے متعلق بہت ہی تسلی بخش ریمارکس تھے۔ جب وہ ریاست سے رخصت ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ میرے کام، چلن وطرز زندگی کے متعلق نہایت اعلیٰ ریمارکس ریکارڈ کر کے مسٹر سٹو کمشنر کے حوالہ کر گئے۔ جس کے دل میں میری بڑی قدر و قیمت رہی اور انہوں نے میری زندگی میں جو انقلاب آیا اور جو میرے خلاف گلینسی منسٹر اور دوسرے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

افسران کی طرف سے وقتاً فوقتاً شکایات کی جاتی رہیں۔ اُس میں مسٹر سٹو و نے میری بڑی حمایت کی اور مجھے زک نہ آنے دی اور میری حفاظت کی۔ مجھے ان انگریز کمشنروں کا ذکر کرنے کی اس لئے ضرورت پیش آئی کہ یہ دونوں انگریز بڑی خوبی۔ اخلاق کے مالک تھے اور غریب دُکھیوں کا خیال رکھنے والے تھے۔ بے غرض انصاف پسند شخص تھے۔ خاص کر ٹالبٹ صاحب تو بے نظیر ہستی تھے۔

سات سال ایک نہایت نیک و پاک انگریز کے ساتھ رہنے سے جہاں میرا لباس اور طرز زندگی مکمل ولائیتی بن گیا تھا۔ وہاں ساتھ ہی مسٹر ٹالبٹ کے اعلیٰ چلن۔ برہم چریہ، ایکانت پسند، انصاف پروری اور نہایت سادہ زندگی اور خدا پرستی کے جذبات نے مُجھ پر بہت اثر کیا۔ ان ہی کی کرپا سے نوجوانی کے عالم میں پہاڑی علاقہ کے دورہ میں اپنا چلن صاف و پاک رکھ سکا۔

میں نے ایک دِن اُن کے سونے کے کمرہ کو دیکھا۔ حالانکہ وہ اعلیٰ سرکاری کوٹھی منشی باغ کشمیر میں رہ رہے تھے۔ جہاں اب گیسٹ ہاؤس بنے ہوئے ہیں۔ اُس چھوٹے سے کمرہ میں کوئی فرنیچر نہ تھا۔ صرف ایک کینوس کی چارپائی دو تین کمبل اور سرہانے دیوار کے ساتھ مہاتما بُدھ اور شائید حضرت عیسیٰ کے بھی خاص خاص دھارمک فارمولے لٹک رہے تھے۔ تہ پائی پر پانی کا ایک پیالہ موم بتی اور دیا سلائی تھی۔ کتنا تھا اُس اتنے بڑے انگریز کا سادہ گھریلو جیون۔

جب میں تحصیلدار تھا ایک دفعہ میں بیمار پڑ گیا۔ ٹالبٹ صاحب مُجھے ڈاکٹر نیو ہسپتال میں دیکھنے آئے۔ میں چارپائی سے اُٹھ نہیں سکتا تھا۔ اُن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہنے لگے کہ ''بڑا دُکھ ہے بُدھ سنگھ، اٹھارہ ہزار کی برفانی چوٹیوں پر سے گذرنے والے۔ ہزاروں میل گھنے جنگلوں میں پیدل سفر کرنے والے سے اب چارپائی سے بھی نہیں اُٹھا جاتا۔'' جاتی دفعہ ڈاکٹر کے نام چٹھی لکھی کہ ''ڈاکٹر صاحب بُدھ سنگھ کی زندگی قیمتی ہے۔ یہ نہایت نیک چلن، لائیق دیانتدار اور نیک سیرت انسان ہے۔ اس نے میرے ساتھ سات سال گذارے ہیں۔ اس پر مُجھے مکمل اعتماد ہے۔ اس کی قیمتی زندگی ضائیع نہیں ہونی چاہیئے۔ اس کی ریاست میں بڑی ضرورت ہے''۔

اب تک ٹالبٹ صاحب مجھے خواب میں کئی بار ملے اور میں اب تک اُن کو بڑے ادب سے یاد کرتا ہوں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

۔جب میں نے سروس چھوڑی اور اُن کو کسی طرح معلوم ہوا تو انہوں نے افسوس کا اظہار کیا اور مہتمم بندوبست سرگباشی سردار ہری سنگھ کی طرف چٹھی لکھی اور کہا کہ ''مُجھے سردار بُدھ سنگھ کے ملازمت چھوڑنے کا سُن کر دُکھ ہوا۔ان کو میرا اسلام کہنا۔ملازمت چھوڑنے کی کیا وجہ تھی؟'' کافی وقت کے بعد میں نے انہیں خط لکھا کہ یہاں میرے کام وچلن کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی اور نہ رائے سُنی جاتی تھی اور اب میں ظلم، رشوت ستانی اور غریب مظلوموں کی دردناک حالت دیکھ کر اس مشینری سے علیحدہ ہو گیا ہوں۔کہ کون گنہگار بنے۔اب میں ملازمت ترک کر کے سادہ زندگی بسر کرتا ہوں جنگلوں پہاڑوں میں آزاد گھومتا ہوں اور متصل بٹوت پتنی ٹاپ کے جنگل میں رہتا ہوں وزیر سے فقیر بن گیا ہوں اور تن تنہا ہی گھومتا اور غریبوں دُکھیوں کے ساتھ ہمدردی کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔اس خط کے جواب میں ٹالبٹ صاحب نے دو ماہ کے بعد ریونیو کمشنر صاحب سے پوچھنے کے بعد مجھے لکھا کہ ریونیو کمشنر صاحب میری (بُدھ سنگھ) کی بڑی صفت کرتے ہیں۔اور اسی لئے حکومت نے ان کو ڈپٹی کمشنر بنا دیا ہے۔لیکن وہ خود بخود ملازمت چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔میں نے ٹالبٹ صاحب کو جواب دیا کہ مجھے ترقی عہدہ کی کوئی خواہش نہیں تھی۔کیونکہ میرے کام، رائے، چلن کی کوئی قدر نہیں کی گئی۔میں نے بارہا سرکار اور بڑے افسروں کو عرض کیا کہ ریاست میں بیگار رشوت ستانی، جہالت۔چھوت چھات، مزدور اور کسان کی حالت زار سے میں بہت دُکھی ہوں۔انکی خبر لی جائے لیکن شنوائی نہیں ہوئی۔لہذا میرا ملازمت میں رہنا محض جبر، بے انصافی وزیادتی لوٹ کھسوٹ کرنے والوں، گناہوں میں حصہ دار ہونا جسے میں برداشت نہیں کر سکتا۔اس صورت میں ٹالبٹ صاحب کمشنر کی ایک اور چٹھی نہایت پیار بھری محصول ہوئی جس میں انہوں نے لکھا کہ ''اب مجھے تمہارے استعفےٰ کی وجہ معلوم ہوئی ہے۔تمہارے جیسا آدمی اس حالت میں ملازمت نہیں کر سکتا اور مُجھے خوشی ہے کہ اب یاد خُدا میں غریبوں کے ساتھ بحالت درویش زندگی بسر کر رہے ہو مگر مجھے افسوس ہے کہ تمہارے جیسے آفیسر کی خدمات سے ریاست محروم ہو گئی ہے۔یہ ریاست کی بدقسمتی ہے۔'' اور مُجھے تمہاری چٹھی ملنے پر وہ تمام منظر جو پہاڑوں جنگلوں میں سفر کرتے وقت یاد آ گئے جبکہ بڑی خوشی واطمینان تھا کہ میرے ساتھ تمہارے جیسا بہترین ساتھی ہم سفر ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کھدر پوش :۔ میں ۲۸ سال کی عمر میں تحصیلدار بن چکا تھا۔ جب ٹالبٹ صاحب میری تحصیل میں آتے تو اپنے دفتر کی اپیلیں مُجھ سے سُنتے۔ میں انگریزی لباس میں ملبوس رہتا اور میرا سوٹ بوٹ و ہر چیز ولائیتی تھی۔ جو تنخواہ ملتی اس قسم کی ولائیتی طرز کی زندگی میں خرچ ہو جاتی۔ دِل میں دورانِ ملازمت عوام کی دردناک حالت خصوصاً کسان مُزدور و محنت کشوں کی خستہ حالت کو دیکھ کر دُکھ ہوتا ساتھ ہی مہاتما گاندھی کے بیانات کو پڑھنے اور اُن کے کھدر پرچار کے حالات کو سنتا تھا۔ چنانچہ ایک وقت ایسا آیا کہ جب میں تحصیلدار تھا اور جموں تحصیل کے ایک گاؤں میں خیمہ زن تھا مجھے رات کے وقت ایک آواز سُنائی دی۔ اس آواز میں اس قدر اثر زور و طاقت تھی کہ ''کھدر استعمال کرو'' چنانچہ صبح حسبِ معمول خیمہ سے نکل کر حاجاتِ ضروری سے فارغ ہو کر جب پھر خیمہ میں داخل ہوا تو اتنا عرصہ خیمہ سے باہر نہ نکلا جب تک کُرتہ اور پاجامہ کھدر کے سِل کر نہ آ گئے۔ میں نے تمام انگریزی طرز کے کپڑے، سوٹ بوٹ وغیرہ باہر پھینک دیئے اور کھدر کے کپڑے و دیسی جوتا پہن کر باہر نکلا۔ تو مُجھے ذرا اطمینان آیا میں خود حیران تھا کہ اتنی تبدیلی کیسے عمل میں آئی۔ جبکہ میں بدیشی ساز و سامان، سوٹ بوٹ کا اس قدر دلدادہ تھا۔ گھوڑے کی زین تک ولائیتی استعمال کرتا تھا۔ اب یہ کیسے ہوا کہ گھوڑے فروخت کر دیئے۔ سب ساز و سامان نیلام کر دیا یا مُفت دے دیا اور جموں شہر سے نکل کر ساتھ کے ایک گاؤں۔ راجپورہ میں گھاس کا جھونپڑہ بنا کر رہنے لگا۔ دن کو دفتر کچہری کے وقت جاتا۔ واپس آ کر جھونپڑے میں بغیر کسی کُرسی میز وغیرہ کے چٹائی پر بیٹھتا اور رات کو تخت پوش پر سو جاتا۔ اس طرح میں نہایت سخت تپ کی زندگی بسر کرنے لگا۔ کئی کئی روز دوپہر کو شدّت کی گرمی میں دھُوپ میں بیٹھا رہتا اور اُوپر موٹی اُونی لوئی لیتا۔ اور جب تک جسم کا پسینہ پانی کی طرح نہ بہہ نکلتا دھُوپ میں ہی بیٹھا رہتا۔ ان دنوں مہاتما گاندھی جی کو گرفتار کیا گیا تھا۔ تو عوام نے اُن سے پیغام مانگا۔ اُن کا جواب تھا ''صرف کھدر'' مجھے معلوم ہوا کہ یہ آواز جس نے مجھے کھدر پوش بنایا مہاتما گاندھی کی آواز و للکار تھی۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تپوں راج، راجوں نرک:۔ میں نے ایک خط مہاراجہ صاحب پرتاپ سنگھ جی سرگباشی کو لِکھا جس میں میں نے رعایا کے دردناک حالات، رشوت ستانی۔ حاکموں کی طرف سے جبراً اور مُفت بیگار لینے اور ہر قسم کی لوٹ کھسوٹ کا ذکر کیا اور عرض کی کہ خالی پوجہ پاٹھ سے نجات مُشکل ہے۔ راجہ کا فرض ہے اور دھرم ہے کہ اپنی رعایا کی بہتری۔ حفاظت، اور ترقی کے اُپاؤ کرے اور اُن کو ظالموں اور درندوں سے بچائے ورنہ ''تپوں راج اور راجوں نرک'' درُست ثابت ہوگا۔ عبادت اور ریاضت کے نتیجہ کے طور پر اُنہیں راج ملا ہے۔ اور رعایا کی بہتری اور خبر گیری، انصاف، رحم و ہمدردی پر مبنی اچھا راج نہ کرنے کے عوض نرک (دوزخ) ملے گا۔

میں نے مہاراجہ صاحب کو نہایت درد بھرے الفاظ میں جب رعایا کی دردناک حالت بیان کی تو مہاراجہ صاحب کے آنسو نکل آئے اور فرمایا کہ آپ نے ہمارے ایک آفیسر ہوتے ہوئے ایسا کیوں لکھا۔ تو میں نے عرض کیا'' حضور میں ملازمت کرنا نہیں چاہتا۔ یہ میرا استعفےٰ ہے''۔ وہ ذرا نرم ہوئے اور کہنے لگے'' نہیں نہیں استعفےٰ نہیں دینا۔ مجھے آکر ایسے حالات بتایا کرو میں نے دُور سے تمہارا گھاس کا جھونپڑا دیکھا ہے''۔ میں نے کہا کہ میں سرکار کے پاس حاضر ہونے سے معذور ہوں۔ یہاں کئی ڈیوڑھیاں اور پہرے دار سپاہی ہیں اور میں شہر کو جیل خانہ تصوّر کرتا ہوں۔ یہ کیسے؟ میں نے عرض کیا کہ جیسے جیل میں شام کو گنتی کر کے قیدیوں کو بند کر دیا جاتا ہے اسی طرح ہر گھر میں گھر کے لوگوں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ مہاراجہ صاحب نے اپنے سیکریٹری کو حکم دیا کہ سردار بُدھ سنگھ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس کے لئے پرائیویٹ دربار کھُلا ہے جب چاہیں آئیں اور مجھے رعایا کے حالات سُنایا کریں۔

میں بن بلائے پھر بھی نہیں گیا۔ میں خوشامد، چاپلوسی۔ حاضر باشی سے کوسُوں دُور تھا۔

مہاراجہ ہری سنگھ کے سینئر ممبر بننے پر مُفصل تجاویز کا پیش کرنا:۔

جب مہاراجہ ہری سنگھ سینئر ممبر بنائے گئے تو میں نے اُن کو'' ریاست جموں و کشمیر کا نیا دور یا رعایا ریاست کی قسمت کا فیصلہ'' کے نام سے مفصل نوٹ لکھا جسمیں زیادہ زور اسمبلی بنانے، تجربہ کار، دیانتدار لوگوں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji-IFS-(Retd) Collection Jammu

سے صلاح مشورہ کرنے اور عوام کی حالت معلوم کرنے اور تمام خرابیوں اور برائیوں ولوٹ مار کے واقعات کا سدِ باب کرنے اور اُن کو دُور کرنے کی کوشش کرنا تھا۔ اس میں میں نے خاص طور پر لکھا کہ رشوت ستانی۔ بیگار، غربت، افلاس، بیکاری، جہالت، بیماری وغیرہ کو دور کرنے کی جلد از جلد کوشش ہونی چاہیئے۔ موجودہ حالات پر اصلیت کی بناء پر وچار ہونا چاہیئے۔ صرف سرکاری ملازموں کی رپورٹوں پر انحصار نہ کیا جائے۔ یہ طریقہ رعایا کی دُکھ بھری حالت کو جاننے کا اُسی طرح سے ہے جیسے کسی بھیڑیئے کو بھیڑوں کی خیر خیریت پوُچھنے کا ہوتا ہے۔ یہ لوگ تو ہمیشہ یہ کہتے چلے آئے ہیں۔ ''سرکار سب اچھا ہے۔ لوگ جے جے کرتے ہیں اور وفادار ہیں۔'' چنانچہ اس مفصل نوٹ کے ساتھ امور ذیل کے لئے علحیدہ علیحدہ تجاویز قلمبند کر کے پمفلٹ کی صورت میں فوری عمل کرنے کے لئے بھیجی گئیں۔

رشوت ستانی کا انسداد

پنچائیت سسٹم کا رائج کرنا۔

تعلیم کا عام اور مفت کرنا۔

صنعت اور حرفت کو فروغ کرنا۔

قحط کا انسداد کرنا۔

تحفظ حقوق باشندگان ریاست۔

چھوُت چھات کا دُور کرنا۔

میں یہاں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہو کہ جب میں بڈگام تحصیل کا تحصیلدار تھا اور انگریزی لباس پہنتا تھا تو مسٹر سٹوو کمشنر کو جب معلوم ہوا کہ میں ٹینس کھیلنی جانتا ہوں تو مسٹر سٹوو نے حضوُری باغ کی امر کلب میں مجھے ٹینس کھیلنے کی اجازت دے دی۔ اُس وقت ہری سنگھ جی کی عُمر سترہ اٹھارہ برس کی تھی اور میری عمر ستائیس، اٹھائیس برس کی تھی۔ میری پینٹ وسوٹ بوٹ کو دیکھ کر وہ بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

بھی پاجامہ اور دیسی لباس پہننے پر پہلی دفعہ پیٹ لوٹ کو ترجیح دی۔ جب میرا ٹینس کا میچ ہوتا وہ امپایر بنتے۔ میں اس وقت صاحب لوگ تھا۔ سِکھ نہیں تھا اور نہ ہی کھدر پوش تھا۔ اس وقت سے مہاراجہ ہری سنگھ جی مُجھے اچھی طرح جانتے تھے۔ اور جب وہ سینئر ممبر بنے۔ میں نے اُن کو رعایا کی دردناک حالت بتا کر بُرائیوں کا انسداد کرانا اپنا فرض سمجھا۔

سِکھ دھرم قبول کرنا:۔ صاحب لوگ سے کھدر پوش بننے اور گھاس کے جھونپڑے میں دن بسر کرنے کے بعد میری زندگی میں ایک اور بھاری تبدیلی آئی۔ میں نے سِکھ دھرم قبول کیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک دن رُخصت لے کر ماتا جی کے درشن کرنے کے لئے میں اپنے گھر میر پور چلا گیا۔ ماتا جی نے مُجھے دیسی لباس میں دیکھا تو حیران ہو کر پوچھنے لگے ''تمہارا سوٹ بوٹ گھوڑا وغیرہ کہاں ہیں؟'' میں نے جواب دیا کہ ''یہ سب چیزیں میں نے ترک کر دی ہیں''۔ انہوں نے فرمایا ''بیٹا بے شک کِتنے کھدر کے کپڑے پہنو۔ جھونپڑے میں رہو۔ جب تک تم گورونانک کے سِکھ نہیں بنتے۔ گوروں کی بانی نہیں پڑھتے۔ تمہیں شانتی نصیب نہیں ہوگی''۔ ہر چند وہ کوشش کرتی رہی کہ کِسی طرح میں سکھ دھرم قبول کروں اور چونکہ مجھے حق کی تلاش میں بڑی مشکلات پیش آ رہی تھیں اور عالمگیر محبت اور انسانی رشتہ مساوات حق وانصاف اور غریبوں، مظلوموں کی امداد کے خواب آتے تھے اور بہت بے چینی رہتی تھی۔ ایک وقت آ گیا کہ جب مجھے یہ محسوس ہونے لگا کہ اگر میری ماتا کا سکھی دھرم واقعی سکونِ قلب کا باعث ہے اور پریم محبت اور انسانی رشتہ مقدم سمجھنے میں مددگار ہو سکتا ہے اور امن شانتی مل سکتا ہے۔ تو ماتا جی کی روحانی طاقت ہوگی تو ممکن ہے میں سِکھ بن جاؤں چنانچہ مُجھے بڑے زور سے اندر سے آواز آنے لگی کہ ماتا نا معلوم کِس قدر پریشان اور دُکھی ہو رہی ہوگی۔ مجھے سِکھی دھرم قبول ہی کرنا چاہیئے۔ میں نے سب سِکھ دوستوں اور ماتا جی کو چٹھیاں لکھیں اور نمبردار کو کہا کہ ایک آدمی کو بلاؤ جو چٹھیاں جموں ڈاک خانے لے جائے۔ ابھی وہ آدمی نہیں آیا تھا کہ میرا دل پھر بدل گیا۔ خیال آیا ''کون یہ مُصیبت برداشت کرے غیر سکھ ہی اچھا ہوں۔ اعمال اچھے ہونے چاہیئے۔ بھیس بدلنے سے کیا حاصل ہوگا''۔ یہ خیال

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

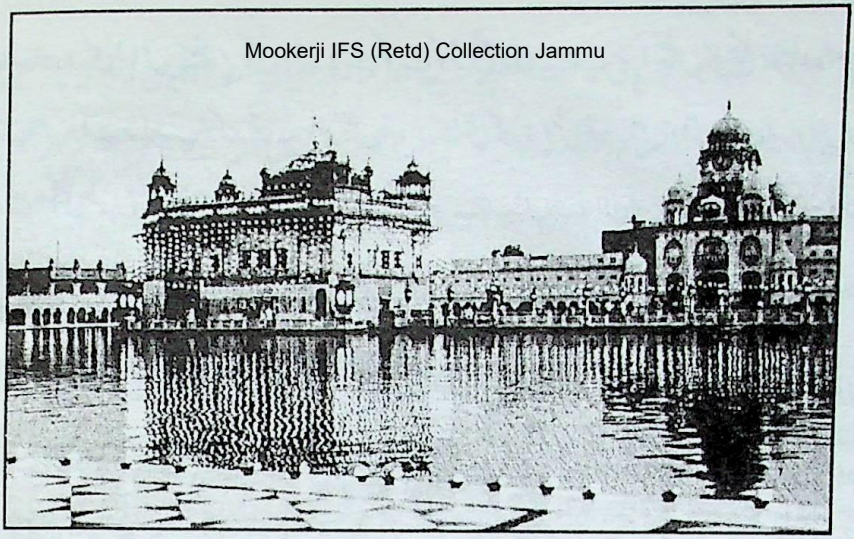

گولڈن ٹیمپل سری دربار صاحب امرتسر

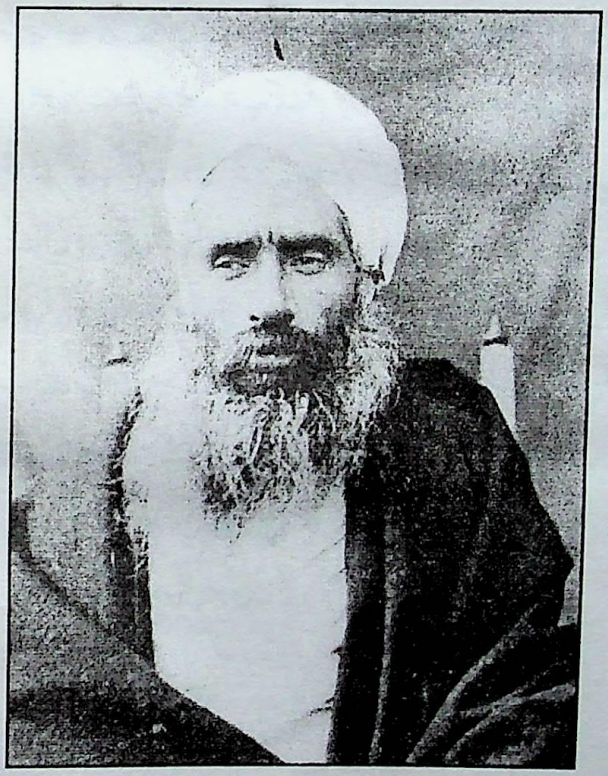

سردار بُدھ سنگھ سکھی عقیدہ اختیار کرنے اور وزیر وزارت کی کُرسی چھوڑنے کے چند سال بعد۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu
آتے ہی میں نے چٹھیاں پھاڑ دیں۔

اِسے خواب کہیں یا حقیقت رات کو کیا دیکھتا ہوں کہ میری ماتا بڑے غُصّے اور جلال سے کھڑی ہے اور فرما رہی ہے۔ ''میری آواز پر عمل کرتے ہوئے تم نے سِکھی عقیدہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر دل بدل گیا اور چٹھیاں لکھ کر پھاڑ دیں۔ یاد رکھو اس سے تمہیں کبھی چین۔ آرام اور کامیابی حاصل نہیں ہوگی''۔ صبح میں نے پھر سے ماتا جی کو چٹھی لکھی کہ ''میرے سب قصور مجھے معاف فرمائیں۔ مجھے بخشدیں۔ آپ کے روحانی حکم کی تعمیل میں میں آج سے سنگھ بجتا ہوں اور سکھی دھرم عقیدہ قبول کرتا ہوں۔'' جب یہ چٹھی ماتا جی کو ملی تو انہوں نے مجھے جواب لکھا۔ ''شاباش۔ مجھے تمہارے سکھی عقیدہ اختیار کرنے اور میری آگیا پالن کرنے پر اتنی خوشی ہوئی جتنی تمہارے پیدا ہونے کی نہیں ہوئی تھی''۔ اور میں نے بڑی درد بھری عاجزی کی۔ ست گورو سے ارداس کی کہ تمہیں ست مارگ مل جائے''۔ پھر کیا تھا تلاش حق میں اطمینان کی راہ ملی اور انسانی زندگی کے اصلی مقصد و کام کی سمجھ آنے لگی۔ میں نے گورو نانک کی بانی (کلام) کو پڑھنا شروع کیا اور گورو صاحبان کے حالات زندگی کو غور سے پڑھا اور پھر کارسیوا کے وقت امرتسر جا کر وہاں گیانی جی سے گورو صاحبان کے حکم مریادا اور سکھی دھرم اور ان کے نیک و پاک پریم مجسم و قربانی وغیرہ کی باتیں سُنیں اور گورو صاحبان کی عظمت اور سِکھوں کے عقیدہ جتھہ بندی اور کارسیوا میں گوردوارہ امرتسر کی کارسیوا میں پریم بھاؤ اور مکمل شردھا کا نظارہ دیکھا۔ لنگر کا نظارہ دیکھا۔ دل و دماغ بے ساختہ پکار اُٹھا کہ ''واہ کیا خوبصورت پریم سیوا بھاؤ اور انسانی برادری کا نظارہ ہے۔'' تب سے میں نے دو تین سال ہی سروس کی اور چونکہ ہر دیوان و جلسہ اور سِکھوں کے گور پورب پر گورو صاحبان کی زندگیوں پر لیکچر دینا شروع کیا۔

اکالی مورچہ جیتو:۔ جب اکالیوں کی ایجی ٹیشن ''نابھ ڈے'' کے وقت اور جیتو کے مورچہ پر سِکھ اکالی جتھوں کا حال پڑھتا تو اسے دیکھنے کا شوق ہوا۔ چنانچہ کچھ دنوں کی چھٹی لے کر وہاں پہنچا وہاں پہنچ کر جو کچھ میں نے دیکھا بیان سے باہر ہے۔ اِس قدر جتھہ بندی، قربانی، یک جہتی، پریم محبت

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

مساوات اور حق آزادی کے لئے کرپ اور جدوجہد جو سکھوں نے دکھائی اُس کا کتھن مشکل ہے۔ میں اُس وقت ڈپٹی کمشنر تھا۔ میں نے جموّں سے چلتے وقت ایک سیوادار ساتھ لے لیا تھا اور امرتسر سے بھی ایک سیوادار ساتھ لے لیا۔ جو وہاں کے حالات سے واقف تھا۔ جب ہم جیتو (اس پڑاؤ کا نام شائید متا تھا) پہنچے تو دیکھا کہ جس جگہ کیمپ لگنا تھا اور دیوان منعقد ہونا تھا جیسا کہ پہلے مقامات پر ہوتا چلا آیا تھا وہاں صرف ایک گڈا دو بیل اور ایک دو بوری بھوسہ پڑا تھا۔ اس کے سوائے وہاں اور کُچھ نہ تھا۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑا دُکھ ہوا کہ یہ کیا ہے۔ جبکہ جتھہ آنے والا ہے۔ کوئی سامان وانتظام ہی نہیں ہے۔ اتنے میں دو آفیسر ایک انگریز ڈپٹی کمشنر اور دوسرا دیسی افسر گھوڑوں پر سوار وہاں آئے۔ آپس میں انگریزی میں باتیں کرنے لگے میں اور میرے آدمی اجنبی اور سادہ کسانوں کی حالت میں کھڑے تھے۔ دیسی افسر انگریز کو کہتا ہے ''کہ صاحب یہاں تو کچھ انتظام نہیں ہے۔ دیکھو کوئی سامان وتیاری نہیں ہے۔ کچھ فکر کی بات نہیں۔'' انگریز خوش ہو کر واپس چلا گیا۔ مجھے اُس وقت بڑی مایوسی ہوئی کہ واقع ہی یہاں کوئی انتظام ہی نہیں ہے۔ وہاں سے میں گاؤں گیا۔ گاؤں خالی پڑا تھا۔ میں نے ایک دیہاتی سے پوچھا کہ لنگر کا سامان کہاں ہے تو مجھے وہ ایک دُکان پر لے گیا جہاں دو تین سو پرشادے کپاس کی چھڑیوں لکڑیوں کا ایک گٹھہ اور ایک کڑاہی میں دو چار سیر دُودھ تھا۔ میں حیران تھا کہ ہزاروں آدمیوں کے لئے یہ لنگر کیسے پورا ہوگا۔

پھر میں گاؤں کے باہر جدھر سے جتھے نے آنا تھا چل پڑا۔ راستہ میں ایک مائی روتی ہوئی ملی۔ میں نے پوچھا ''مائی کیوں روتی ہو۔ آج تو خوشی کا دن ہے۔ اکالی جتھہ آرہا ہے''۔ تو وہ اور رو کر کہنے لگی کہ ''میرے چار بیٹوں میں سے تین رہ گئے۔ چوتھا مر جائے گا۔ وہ اکالی ہو گیا ہے''۔ مجھے مائی کی بات پر ہنسی آئی اور معلوم ہوا کہ اُس وقت ایسا خوف طاری تھا کہ اکالی بن جانا اور اکالی جتھہ میں شامل ہونا موت کو دعوت دینا ہے۔ میں وہاں ایک درخت کے سائے میں انتظار کرنے کے لئے بیٹھ گیا کیونکہ اب جتھہ کی دھوم دھام جس کا ذکر اخبارات میں ہوتا تھا۔ اس کی کیفیت بھی معلوم کرنی تھی۔ دُور سے ڈھول اور باجہ کی اور ست سری اکال کے نعروں کی آواز سنائی دی۔ اتنے میں ڈر ڈر کر کچھ مائیاں اور بچے گاؤں سے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

باہر آ کر کھڑے ہو گئے باہر کے ساتھ کے دیہات کے سب راستے بند کر دئے گئے تھے۔ اور وہاں گورنمنٹ کا سخت پہرہ تھا۔ نہر کے سوئے بھی تھے جنہیں عبور کرنا مشکل تھا۔ جُوں جُوں جتھہ قریب آتا گیا۔ دیکھتے دیکھتے ہی چاروں طرف ہزاروں سِکھ نعرے لگاتے ہوئے نہر کو عُبور کر کے پہرہ داروں کے گھیرے سے نکل کر جتھہ کی پیشوائی کے لئے آگے بڑھے۔ یہ دیکھ کر مُجھے بڑی ڈھارس ہوئی کہ واہ کیا نظارہ ہے۔ کِس قدر ان لوگوں میں جتھہ کے لئے جو قربانی دینے جا رہا ہے۔ کے لئے شردھا اور جوش ہے۔ لوگ استقبال کے لئے جوق در جوق آ رہے ہیں۔ کسی کی طاقت نہ تھی کہ اُن کو روک سکے، یہ تھی جتھہ بندی کی برکت جب جتھہ گاؤں میں پہنچا تو ہجوم بہت بڑھ گیا تھا۔ جب جتھہ گاؤں سے گذر کر باہر میدان میں پہنچا جہاں میں نے چند گھنٹے پہلے صرف ایک بیل گاڑی دیکھی تھی۔ دیکھتا کیا ہوں کہ وہاں ایک عالیشان کیمپ سجایا ہوا ہے اور دیوان و پرکاش کی جگہ اعلیٰ طور پر سجائی گئی ہے۔ اسے دیکھ کر میری عقل دنگ رہ گئی اور خوشی کے مارے میرے دل سے بے اختیار نکلا۔ ''واہ خالصہ جی۔ کمال کر دیا۔'' وہ مائی جو پہلے روتی تھی کہ اُس کا ایک بیٹا اکالی ہو گیا ہے وہ مر جائے گا۔ اب خوشی سے پاگل ہوتی ہوئی اکالی جتھہ کے چرنوں سے مٹی و گرد اپنے سر کے کپڑے سے جھاڑ رہی تھی۔ اور ''دھن گورو۔ دھن خالصہ، دھن اکالی میرے ویر'' کہہ رہی تھی۔ اب اس کا غم اور اندیشہ دُور ہو چکا تھا۔ جب اُس مائی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہاں سینکڑوں باوردی اکالی جتھہ کے نوجوان کلغی دھر پتا کے ساجے نواجے گور سِکھ کس شان و شوکت سے مارچ کرتے ہیں اور اُن کی کس قدر آؤ بھگت ہوتی ہے اور اُن کی خاطر مدارات ہوتی ہے تو اُس مائی کو اطمینان ہوا کہ اُس کا بیٹا بھی خوش قسمت ہے۔ وہ مائی ہر چند تلاش کرتی رہی کہیں اُس کا بیٹا اُس کی نظر میں آ جائے۔ مگر یہاں تو سبھی اُس کے بیٹے نظر آتے تھے۔ سب کی ایک جیسی وردی اکالی بانا۔ کوئی پہچانا نہیں جاتا۔ کہ کون کس جگہ کا ہے۔ سب کا ایک قدم، ایک نعرہ، ایک مشن، ایک اصُول اور مکمل ڈسپلن اور جتھ بندی۔ کتنی قابل تعریف تھیں یہ سب چیزیں۔ اب دیکھئے لنگر کیسے تیار ہوتا ہے اور کہاں سے آتا ہے:۔

اس گاؤں میں گھر گھر سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کے لئے اپنے اپنے حصہ کا بانٹ کر لنگر تیار کیا گیا تھا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IES (Retd) Collection Jammu

اور جب وہ کیمپ میں آ کر تقسیم ہوا آٹھ بجے شام سے دو بجے رات تک تقسیم ہوتا رہا۔ اور دُور دُور کھیتوں میں جو لوگ پڑے تھے اُن کو رات کو اٹھا اٹھا کر لنگر چھکایا جاتا۔ دُودھ کے انتظام کی سیوا ایک بہادر سنگھ کے سپرد تھی۔ یہ بہادر سنگھ کسی وقت ایک ڈاکو تھا۔ ساتھ کے دیہات سے سینکڑوں من دُودھ بڑے بڑے برتنوں میں گاگروں میں بھر کر آیا۔ اس جتھہ کے نظارے نے اس ڈاکو کو اس سیوا کے پھل سروپ حقیقی سنگھ بنا دیا۔ یعنی ڈاکہ زنی کی بجائے وہ گُورو بانی کے مُطابق نام سِمرن والا سِکھ بن گیا۔

میرے ساتھ جو نوجوان سجداری تھا وہ کالی پگڑی پہن کر اس قدر سیوا میں مگن ہو گیا کہ اُس نے کیمپ میں بہت بڑا کام کیا اور باقی سیوا داروں کے ساتھ اُس نے ہر کام خوشی خوشی کیا۔ ایک جگہ ایک گوردوارہ میں ہم ٹھہرے تھے۔ رات کو میں بغیر دُودھ پیئے سو گیا۔ صبح جب میں نے اپنے سیوادار سے پوچھا کہ دُودھ کا انتظام کیوں نہیں ہوا۔ وہ کہنے لگا۔ ''جناب مُجھے رات کو بہت دُودھ پلایا گیا۔ آپ کے پاس بھی گئے تھے۔ آپ نے پیا ہی نہیں''۔ میں حیران تھا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ میں نے کہا ''مُجھے کسی نے دُودھ نہیں دیا''۔ وہ کہنے لگا ''جناب سیوادار میرے پاس آ کر کہنے لگے''۔ ''اُٹھو سمندر چھکو''۔ تو میں نے کہا ''وہ کیا ہوتا ہے''۔ تو سیوادار کہنے لگا۔ ''کملیا دیکھتاں سہی''۔ وہ بڑا کٹورا دُودھ کا تھا جسے وہ سمندر کہتے تھے میں ہنسا اور چُپ ہو گیا۔ مجھے یاد آیا کہ میرے پاس بھی۔ رات کو ایک سیوادار آیا تھا اور اُس نے کہا تھا۔ ''اُٹھو سمندر چھکو'' میں نے کہا نہ معلوم یہ کیا کہتا ہے جواب دے دیا کہ مجھے ضرورت نہیں۔ اس لفظ کے معنی کو نہ سمجھنے سے اُس رات دُودھ سے محروم رہا۔

رات کو دیوان سجایا گیا اور کیمپ میں دربار صاحب کی حضوری میں لیکچر ہوئے۔ زندگی بخش اور اُتسا بھرے شبد مارو راگ اور قربانی کے شبد ''سِر دھر کے تلی تے آجا''۔ ''سُورا سو پہچانئے جو لڑے دِین کے ہیٹھ۔ پُرزا پُرزا کٹ مرے کبھوں نہ چھاڈے کھیت''۔ ''گگن دمامہ باجیا پریا نشانے گھاؤ کھیت جو مانڈے سُورما اب جھوجھن کو چاؤ۔ ''آ گئی فوج اکالی۔ رستے کر دیو خالی''۔ کلغی والے گورو جی تیری ہے لوڑ۔ باجاں والے گورو اتیرے درشن دی لوڑ''۔ غرضیکہ جوش بھرے شہادت کے شبد گائے جاتے۔ سُننے والوں کو بھی خاصہ جوش آتا اور جتھہ تو سراپا جوش و مستی میں جھومنے لگتا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ان چند دنوں میں، میں نے جو کچھ دیکھا اُس نے میرے دل میں خالصہ کی تعریف۔ کام اور بہادری، دلیری۔ جتھہ بندی، قربانی اور ڈسپلن اور گورو پر بھروسہ اور مکمل اتفاق، محبت رواداری، یک جہتی، بھائی چارہ اور پریم مجسم بن جانے کا جو نظارہ دیکھا اُس نے میرے اندر گھر کر لیا گیا۔ میں نے جو پڑھ سُن رکھا تھا اُس سے کہیں بڑھ کر اکالی جتھوں کی شان، قربانی اور مارچ وغیرہ کو دیکھا۔

گُورو کا باغ:۔ جب میں گورو کے باغ پہنچا تو وہاں کا عجیب نظارہ تھا بڑی سختی ہو رہی تھی جتھوں پر۔ لاٹھیاں برسائی جاتیں اور مار پیٹ کی جاتی اور چاروں طرف سے تاروں میں اُنہیں بند کیا جاتا۔ اور راشن وغیرہ لانے اور لے جانے کی سخت ممانعت تھی۔ غرضیکہ گورنمنٹ نے اس قدر سختی کی کہ وہاں نہ صرف جتھوں کے نوجوانوں بلکہ دوسرے یاتریوں کے لئے بھی بڑی مشکل کا سامنا تھا اور عجیب قسم کی دہشت پھیلی ہوئی تھی۔

میں حیران تھا کہ آخر اس سنگین پابندی اور سختی کے یہ سکھ لوگ کیسے کھانا کھاتے اور جیتے ہیں۔ تو مُجھے چپکے سے بتایا گیا کہ ایک ڈُرلی جتھہ تیار ہوا ہے جو یہ کہتا ہے کہ ہم نے اکال تخت شانت مئی کا پرن نہیں کیا۔ ہم اپنا کام کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے تیار ہو کر رات رات تاریں توڑ کر راشن پہنچانا شروع کیا۔ اس جتھہ کی دھاک اس قدر تھی کہ اُن کے سامنے کوئی پولیس والا اور چھوٹا موٹا آدمی مقابلہ پر ٹھہر نہیں سکتا تھا۔

باز کے درشن:۔ دیکھتے دیکھتے آوازیں آئیں اور شور مچ گیا کہ گورو کا باز آیا۔ درشن کر لو۔ میں بھی دوڑا دوڑا کھیت میں پہنچا۔ وہاں واقعی ایک سفید خوبصورت باز اُڑتا ہوا نظر آیا۔ دیگر پرندے بہت آواز اور زور شور سے بھاگے جا رہے تھے۔ مگر وہ سفید باز نہایت اطمینان سے آہستہ آہستہ ہوا میں پرواز کر رہا تھا۔ اور جہاں خاصہ ہجوم نعرے لگاتا نظر آئے اُس کے سر پر چکر لگاتا۔ لوگ بڑے خوش ہوتے۔ میں ان باتوں سے پہلے متاثر نہ ہوتا تھا مگر خالصہ جی کی شردھا عقیدت اور گورو صاحب پر اکتھ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اٹوٹ وشواش اور اسی سفید باز کے درشن کی کشش کہ جیسے انہوں نے تواریخ میں پڑھا اور تصویروں میں دیکھا تھا کہ گورو دسم پادشاہ گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے ہاتھ پر باز نہایت شان اور مستی سے بیٹھا رہتا تھا۔ گویا خالصہ نے اُس باز کو گورو کا باز سمجھ کر اس قدر بھروسہ وشردھا کا ثبوت دیا کہ اُن کو یقین ہو گیا کہ گورو صاحب نے اپنا باز ہماری سہائیتا کے لئے بھیجا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس باز نے گویا گورو صاحب کی قربانیوں اور اُن کے وقت کی شہادتوں کے کارناموں کو از سر نو آنکھوں کے سامنے لا کر رکھدیا۔ میرے جیسا نیا سکھ بننے والا متلاشی بھی خالصہ کی عظمت، جتھ بندی اور گورو کی برکات پر بھروسہ کرنے میں تیار ہو گیا۔

ایک عجیب ارداس:۔ جب میں گورو کے باغ میں گورو کے گوردوارہ میں متھا ٹیکنے گیا تو میں نے دروازہ کی سردل پر سر رکھا تو میرے ساتھ ہی ایک فٹ کے فاصلہ پر ایک مائی جو بڑی شردھالو نظر آتی تھی۔ سر دروازے پر رکھ کر ارداس کرنے لگی۔ میں سر اٹھانے والا تھا کہ جب میں نے اُس کی خاموش دھیمی آواز میں ارداس سُنی تو گورو در پر سر رکھا رہا اور ارداس سُنی۔ اس کا مُجھ پر جو اثر ہوا آج تک میں بھول نہیں سکا۔ ارداس یہ تھی کہ ''ہے سچے پادشاہ ہے ست گورو کلغی والے مہر کرو۔ سہائتا کرو۔ میرے ویراں نوں ظالم سخت مار کٹائی کر رہے ہن اتے دُکھ دے رہے ہن۔ جلدی بوہڑہ تے ویراں نوں آزاد کر اوُ۔ ویراں دی فتح ہووے۔ تیرے آسرے میرے ویر خالصہ جی تیرے سجائے بنائے ہوئے اس ویلے تینوں پکار رہے ہن'' مجھے یقین ہو گیا کہ اب یقیناً خالصہ جی کی فتح ہے۔ اور دُشمن ہار جائے گا۔ ایک سچی سُچی پوتر مائی کی پُرسوز دل سے نکلی ارداس خالی نہیں جا سکتی۔ جلد ہی مورچہ فتح ہو گیا۔ ''سر اوُپر ٹھانڈا گور سورا نانک تانکے کارج پورا'' جس نے اس نسخے پر نسچہ کر لیا اور سر گورو کے چرنوں میں رکھدیا اُس کی رکھشا ہونی ہی ہے اور اُس کی فتح یقینی ہے۔

میں نے کالی پگڑی پہنی:۔ جب واپس جموں ڈیوٹی پر آیا تو چونکہ میرے دل و دماغ میں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

خالصہ جی کی عظمت وجتھ بندی کا کمال، پریم وقربانی کے ولولے چکر لگا رہے تھے کہ ایک دن جبکہ میں منڈی کے باغ میں بیٹھا تھا کیونکہ میرے چارج میں ریاست کا خزانہ بھی تھا۔ ایک چپراسی روتا ہوا آیا اور کہنے لگا۔ ''مجھے میرے افسر نے موقوف کر دیا ہے''۔ یہ چپراسی کشمیر کا سکھ تھا۔ میں نے پوچھا۔'' کیوں؟ کس لئے؟ وہ کہنے لگا۔'' میں نے کالی پگڑی پہنی تھی۔ اس لئے موقوف کر دیا گیا ہوں۔'' میں نے اُسی روز گھر جا کر پگڑی کالی باندھ لی اور منڈی مبارک کے میدان میں بیٹھ گیا۔ اکالی بانا بنا لیا۔ کرپان بھی لٹکا لی۔ اُس وقت میرے منسٹر نے کہا یہ کیا بات ہے۔ آپ اکالی بن گئے اور یہ کیا لٹکایا ہے۔ کرپان کے ساتھ خزانہ کی چابیاں لٹکی تھیں۔ مجھے کہنے لگے دفتر میں کیوں نہیں بیٹھتے۔ میں نے کہا جناب خزانے کی حفاظت کرنی ہے نا کہ دفتر کی۔ اپنے خزانہ کے سامنے بیٹھا ہوں اور یہ کرپان ہے جس سے اس خزانہ کی حفاظت کرنی ہے۔ یہ سُنکر وہ منسٹر حیران رہ گیا۔ مُجھے معلوم ہوا کہ میرے برخلاف مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی سرُ گباشی کے پاس شکایت کی گئی ہے کہ بُدھ سنگھ اتنا بڑا افسر اکالیوں کی حمایت کرتا ہے اور اُن جیسی وردی لگاتا اور کالی پگڑی باندھتا ہے۔ حالانکہ برٹش انڈیا کی حکومت نے اکالیوں کے برخلاف سخت کاروائی کا حکم دے رکھا ہے وغیرہ۔ مہاراجہ نے کہا۔'' خبردار بُدھ سنگھ کو کچھ نہ کہو ابھی تو اس اکیلے نے کالی پگڑی باندھی ہے۔ اگر سارے کالی پگڑی باندھ لیں گے تو پھر کیا کرو گے۔ کِس کِس کو پکڑو گے۔ ہم ریاست میں ایسی کوئی کاروائی نہیں کریں گے جس سے شور برپا ہو اور ایجی ٹیشن شروع ہو وغیرہ۔ ان دنوں جب کبھی کوئی دیوان کسی گوردوارہ میں ہوتا مُجھے بُلایا جاتا۔ اگر میں نہ جاتا تو سکھ مُجھے تنگ کرتے۔ طعنے دیتے کہ'' سردار جی سِکھ ہو کر ڈرتے ہو''۔ گویا انہوں نے سمجھ رکھا تھا کہ سکھ بن جانا ڈر وخوف سے بالاتر ہونا ہے۔ واقعی اس حقیقت کو میں نے بعد میں سمجھا اور پھر میں نے جو کچھ بھی کہا اسی سپرٹ سے کہا۔

میرے برخلاف ڈائیریاں آنی شروع ہوئیں۔ میں جواب دے دے کر تنگ آ گیا۔ میں نے کہا'' میں دربار صاحب کے سامنے گوردوارہ میں متھا ٹیکنے جاؤں گا۔ یہ میرا دھرم ہے۔ اس سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ مجھے سرکاری طور پر کہا گیا کہ اچھا جاؤ مگر وہاں لیکچر نہ دیا کرو۔ میں نے کہا جی مجھے مجبور کیا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جائے تو میں انکار نہیں کر سکتا۔ اس لئے گورو کے جنم دن پر گور پرب پر مجھے کچھ نہ کچھ کہنا پڑتا ہے۔ اور اس میں موجودہ کشمکش اکالیوں اور گورنمنٹ کے درمیان جو ہو رہی ہے، کا ذکر بھی اکثر آجاتا ہے۔

آخر میں نے تنگ آکر کہا اور لکھا کہ میں اس گورنمنٹ کی ملازمت نہیں کرنا چاہتا۔ جس میں اتنی تمیز نہیں کہ میرے جیسا وزیر وزارت (ڈپٹی کمشنر) افسر زیادہ ذمہ وار، معتبر اور قابل عزت افسر ہے یا ایک پولیس کا معمولی ملازم سب انسپکٹر۔ اس کے معنی ہیں کہ آپ اپنے ایک بڑے افسر کی توہین کرتے ہیں۔ جو ڈپٹی کمشنر ہے اور جس کے چارج میں کروڑوں کا خزانہ ہے۔ اس لئے جب بھی کوئی رپورٹ پولیس کی طرف سے میرے برخلاف آئے مجھ سے پوچھ لیا کرو کہ آیا یہ درست ہے کیونکہ میں خود ہی صحیح اور سچی رپورٹ کر دیا کرونگا۔ میرا مذہب سچائی ہے۔ اس پر مہاراجہ نے حکم دیا۔ ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک دن دیوان تھا۔ اکالیوں کا ذکر آیا اور میں نے تقریر کی۔ جس کی رپورٹ خود سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بھیجی۔ وہ میرے واقف تھے۔ انہوں نے چند الفاظ جو قابل اعتراض تھے درج نہ کئے۔ جب وہ رپورٹ میرے پاس آئی۔ میں نے وہ لفظ بھی درج کر دئے جو واقعی کہے تھے تو مجھے میرے منسٹر نے کہا کہ سردار جی یہ تو سخت قابل اعتراض ہیں۔ جب پولیس کے سپرینٹینڈنٹ نے درج نہیں کئے تو آپ خود بخود کیوں پھنستے ہو۔ میں نے کہا کہ میں نے جو الفاظ گوردوارہ میں گورو کے حضور کہے وہ ضرور رپورٹ میں آنے چاہئیں اور پھر جب میں نے کہدیا ہے کہ میں خود سچی رپورٹ سُنا دیا کرونگا تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں غلط بیانی کروں۔ منسٹر نے کہا سردار جی سوچ لو ایک طرف بڑی ملازمت وافسری ہے اور دوسری طرف آپ کے سکھی اصول اور سچائی کی باتیں۔ میں نے کہا جی اس وقت میرے سکھی کریکٹر کا امتحان ہو رہا ہے۔ ملازمت بے شک چلی جائے۔ مگر سکھی اصولوں اور اپنے دھرم کو آنچ نہ آنے دوں گا

اکالی دیوان:۔ انہی دنوں کشمیر میں ایک بھاری اکالی دیوان کرنے کا فیصلہ پنجاب کے سکھوں واکالیوں کی طرف سے کیا گیا۔ اور میرے ایک پریمی دوست سردار امیر سنگھ جی ٹھیکہ دار کو پردھان مقرر کیا گیا۔ وہ دوڑے دوڑے میرے پاس جموں آئے اور کہنے لگے کہ وہاں کشمیر میں ہندوؤں و مسلمانوں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کے تعلقات اچھے نہیں ہیں۔ اور اکالی دیوان بھی ہو رہا ہے۔ حالانکہ برٹش گورنمنٹ اس کے برخلاف ہے۔ ہزاروں سکھ پنجاب سے آئیں گے۔ اس لئے آپ ہماری مدد کریں۔ میں نے کہا۔ سردار جی آپ میرے مِتر ہیں۔ آپ پرائیویٹ حیثیت میں جو چاہیں کریں۔ میں ایک ذمہ دار ڈپٹی کمشنر (وزیر وزارت) کیسے ان جلوسوں و دیوانوں میں شامل ہو سکتا ہوں۔ کیا آپ مجھے موقوف کرانا چاہتے ہیں؟'' وہ کہنے لگے۔ ''ایک طرف سارے سکھ پنتھ کی عزت ہے اور ایک طرف آپ کی ملازمت بمہربانی سکھوں کی عزت وشان کو قائم رکھیئے۔ اور اُن کی اس مشکل وقت میں سہائیتا کرنے کا کام ضرور کریں۔'' میں مان گیا اور کچھ دنوں کی رخصت لے کر کشمیر چلا گیا۔ میرا خیال تھا کہ چُپ چاپ اُن کو مشورے دوں گا اور ایکٹو پارٹ ادا نہیں کروں گا۔ مگر میرے کیا بس تھا۔ خالصہ بھی عجیب سپرٹ اور جوش وولولے اور فیصلہ کن معاملات کی حد نپٹانے میں تیار برتیار۔ کہنے لگے۔ ''سٹیج کا کام آپ سنبھالو''۔ میں حیران کہ میں ڈپٹی کمشنر اور سٹیج سیکریٹری۔ پھر اکالی دیوان کا میرا بھی عجیب امتحان ہو رہا ہے۔ مُجھے دیوان کے پربندھکوں نے متفقہ فیصلہ کر کے میرے گلے میں چپراس ڈال دی۔ جس پر لکھا تھا۔ ''سٹیج سیکریٹری کا سارا کام آپ کے سپُرد ہے''۔ ایک عجیب وغریب وقت تھا۔ سرکاری افسر۔ پولیس اور خصوصاً انگریز بڑے افسر سب حیران ہو رہے تھے۔

میرے پاس ہندوؤں اور مسلمانوں کے نمائندے آئے کہ چونکہ دیوان بٹ مالو کی پریڈ میں ہونا تھا۔ وہاں سے جلوس چھٹی پادشاہی کاٹھی دروازہ تک چھ میل چلنا تھا اور درمیان میں شہر سے گزرنا تھا۔ اس لئے ہماری خدمات لی جائیں۔ مجھے معلوم تھا کہ اُن کی ٹکر ہو جائے گی یا کرائی جائے گی تاکہ ہمارا جلُوس فیل ہو جائے اور گڑبڑ ہو جائے میں نے کہا مہربانی کر کے آپ اپنے اپنے محلّہ وار علاقہ میں موجود رہیں اور اپنی حدُود سے ہمارے جلوس کو باامن گزرنے میں مدد کریں اور اکٹھے ہو کر جلوس کے ساتھ نہ چلیں کیونکہ ممکن ہے کہیں تصادم نہ ہو جائے۔ چنانچہ وہ مان گئے۔ جب جلوس حبہ کدل پہنچا تو ہندو پنڈتوں کے مشتعل ہجوم نے نعرے لگانے شروع کئے کہ ''رام کی جے کرشن جی کی جے''۔ اور جوش میں بڑھے آرہے تھے۔ میں نے اُن کو روکا اور درخواست کی کہ ایسا نہ کرو مگر مجھے کہا گیا کہ آگے ہزاروں مسلم

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IES (Retd) Collection Jammu

بھائیوں کا بھاری جلوس مشتعل صورت میں اللہ ہو اکبر اور کہیں کہیں ست سری اکال کے نعرے لگا تا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس ہجوم کی وجہ سے پنڈت صاحبان بھی نکل آئے۔ انہیں خیال تھا کہ سکھوں کے ساتھ مسلمانوں نے اظہارِ ہمدردی کیا اور ہم کو پیچھے رکھا ہے۔ حالانکہ ایسا نہ تھا۔ خیر یہ ہجوم بھی ساتھ ساتھ چل پڑا۔ اب میرے لئے انتہائی مشکل کا سامنا تھا۔ میں ادھر اُدھر دوڑتا تھا۔ اور خالصہ جی کو کہدیا کہ خبردار کوئی کسی قسم کی حرکت نہ کرے جس سے کسی کو تکلیف ہو یا فساد کا اندیشہ ہو۔ چپ چاپ شبد کیرتن کرتے چلے جاؤ۔ چنانچہ سکھوں نے پورے ڈسپلن اور جتھ بندی کا ثبوت دیا اور پورن شانت مٹی پر عمل کیا۔ اور شکر کر کے یہ جلوس اپنی منزل مقصود پر پہنچا لیکن اس کے انتظام میں سخت سے سخت تکلیف، پریشانی دوڑ دھوپ اور خطرہ سے واسطہ پڑا۔ وائیگورو نے ہماری لاج رکھ لی۔ اب جو کاروائی لیکچر مختلف منچلے پرچارکوں راگیوں اور جوشیلے اکالیوں کے ہوئے اُن کا ذکر لا حاصل ہے اور نہ اب یاد ہے مگر کشمیر اور بٹمالو کی پریڈ میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہاں خالصہ راج قائیم ہو گیا ہے۔

جلاوطنی کی تجویز:۔ دیوان تو ہو گیا مگر میرے اور دس اور سکھوں جن میں سردار امیر سنگھ جی پردھان بھی تھے۔ کا نوٹس لیا گیا اور انگریز منسٹر نے تجویز کی کہ بُدھ سنگھ کو ڈسمس کر دیا جائے۔ اور دوسرے سکھوں کے ساتھ اُسے بھی جلاوطن کیا جائے۔ مجھ سے جب دریافت کیا گیا تو میں نے میثر مال صاحب کو کہا کہ مجھے دربار شاہی میں پیش کرنے سے پہلے میری بات سُن لی جائے۔ وہاں انگریز افسر بھی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ مہاراجہ کی شان وعزت میں فرق آجائے۔

میں نے اُن کو کہا کہ اُن کو معلوم ہے کہ یہاں کی فضا بڑی خراب تھی۔ ہندو مسلم فساد کرانے کی کوشش ہو رہی تھی۔ اور اکالیوں کے جلوس کو فیل کرنے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ جس سے ریاست کے نظم ونسق میں گڑبڑ کرنا مقصود تھا۔ یہ انگریز کی چال تھی۔ اس لئے آخر میں نے مہاراجہ کی خدمت میں اپنے منسٹر کے ذریعہ سے عرض کی کہ سرکار اگر یہاں سرکار مہاراج کا راج ہے تب تو میں نے عظیم خدمت کی ہے کہ ہندو مسلم فساد کو روک دیا ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان خود بمعہ ہزاروں سکھوں کے کھڑا رہا ہوں۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

بجائے اس کے کہ میرے کام کی تعریف ہو اُلٹا میرے لئے سنگین سزا تجویز ہوتی ہے اور اگر یہاں پر انگریزوں کا راج ہے تو چونکہ وہ اکالیوں وسکھوں کو مٹا دینا چاہتے ہیں اور مجھے برداشت نہیں کرتے۔ اِس لئے جو سزا بڑی سے بڑی ہو سکتی ہے دی جائے۔ آخر اکالی بھائی بھی تو سخت سے سخت سزائیں وتکلیفات برداشت کر رہے ہیں۔ مسٹر گلینسی انگریز منسٹر نے کہا کہ اچھا بُدھ سنگھ معافی مانگ لے کہ آئیندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ میں نے انکار کر دیا۔ اور کہا معافی کس بات کی۔ امن کو قائم رکھنا اور فساد کو روکنا اچھا کام ہے یا کہ بُرا آخر مہاراجہ نے مشیر مال کو کہا کہ جاؤ اور بُدھ سنگھ کو کہو کہ جلدی جا کر اپنا چارج لے لے۔

اس سارس کیفیت کے بیان کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اکالی تحریک جس کا میں نے ذکر کیا اور جسکی حمایت کے لئے میں ہر امتحان میں سرخرو نکلا وہ عالمگیر محبت رواداری ایکتا کا منظر تھا۔ اُس وقت سکھوں میں دھڑے بندی نہ تھی۔ ایکتا، محبت پریم پیار قربانی اور گور سکھوں میں بھائیوں بھائیوں کا سلوک اور عملاً سب گورو کے سکھ تھے۔ بڑا پوتر اچھا جیون تھا۔ اس وقت ہزاروں سجدھاری سکھ سجے۔ پنڈت مالویہ جی و دیگر ہندو لیڈر حمایت کے لئے آئے اور بڑی شہرت سکھوں کی ہوئی۔ بڑی ترقی ہوئی مگر افسوس کہ اب وہ صُورت نہیں۔ آزادی کے بعد تو شیرازہ ہی بکھر گیا اور اب تو حالت افسوسناک ہے۔ میں تو اکثر تقریروں میں خالصہ جی کو عرض کرتا ہوں اور یہاں بھی پھر عرض کرتا ہوں کہ جب تک پارٹی بازی دھڑے بندی خود غرضی۔ لالچ، ذاتی مفاد اور لیڈر و پردھان بننے کی خواہش اور جھوٹے مان پر تسٹا اور نفرت حقارت کو دُور نہ کیا جائے گا۔ اور ایک پتا ایکس کے ہم بارک کے واک انسار۔ ''مانس کی جات سب ایک ہی پہچان بُو'' ''ساچ کہوں سُن لیو سبھے جن پریم کیو تن ہی پربھ پائیو''۔ سیوا کرت ہووے نہکامی'' تس کو ہووت پراپت سوامی''۔ ''سیوک کو سیوا بن آئی۔ حکم بُوجھ پرم گت پائی''۔ ''یعنی بے غرضانہ خدمت خلق کا جذبہ بدرجہ کمال رکھنے اور سبھے سانجھیوال سدائین کوئی نہ دسے باہرا جیو''۔

''سب کو میت ہم اپنا کینا ہم سبھنا کے ساجن'' ''من اپنے تے بُرا مٹانہ پیکھے سگل سرشٹ ساجنا''۔۔

ان گورو داکوں پر عمل کرتے ہوئے اور گورو صاحبان کی قربانیوں۔ ان کے ارشادات اور گورمکھوں کی کی شہادتیں، غریبوں، دینوں، دُکھیوں، مظلوموں، غلاموں کو آزاد کرنے ۔ اُن کی سہائتا کرنے کے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

لئے سب کچھ جان و مال وغیر کی بازی لگا دینے کے بعد ان اصولوں پر کاربند نہ ہوں گے۔ تب تک نہ تو انہیں خود آرام چین، عزت اور گورو دربار میں رسائی ملے گی۔ نہ ہی دینوی دنیوی سچے سچے کاموں وسیوا سے فیضیاب ہونیکا موقع ملے گا۔ اس لئے وقت ہے کہ جتنی جلد ہو سکے ایک جان پران ہو کر دیش کی ایکتا یکجہتی، پریم۔ قربانی، سیوا دیش کی آزادی کی رکھشا کیلئے تیار برتیار رہنے اور ایک مکمل اصلی حقیقی انسان اور پھر قربانی مجسم پریم کی کھیل کے کھلاڑیوں میں شامل ہو کر تمام گناہ۔ پاپ۔ بے رحمی۔ لوٹ کھسوٹ، رشوت ستانی، جھوٹ، نفرت دشمنی۔ خودغرضی اور لالچ چھوڑ کر۔ ''لالچ چھوڑ واندھیو۔ لالچ دُکھ بھاری۔ لوبھ لہر سوان ہلک ہے۔ لوبھی کا وساہ نہ کیجئے''۔ وغیرہ گورو واکوں پر عمل کرتے ہوئے تمام بُرائیوں کو تیاگ کر پریم و قربانی کے مجسمے بن جائیں پھر آپ خالصہ کہلانے کے حقدار ہونگے۔

مُلازمت کی زندگی اور فریادرعیت:۔ غالباً ۱۹۲۰ء میں کچھ دنوں کی رخصت لے کر پیدل سفر کر کے جموں سے کشمیر پہنچا۔ کئی لوگوں سے راستہ میں ملا۔ اور حالات دریافت کئے۔ جب بانہال پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سرکاری سامان دفتر کے بڑے بڑے صندوق جن کا وزن اڑھائی اڑھائی من سے بھی زیادہ ہوگا۔ مقفل تھے اور اونٹوں پر جموں سے سرینگر لے جا رہے تھے۔ بارش کی وجہ سے اونٹ چڑھائی نہ چڑھ سکتے تھے۔ کیونکہ اُس وقت موٹر کی سڑک نہ تھی۔ غریب کسانوں کو جو مزدوری بھی کرتے ہیں، کو مجبور کیا جا رہا تھا کہ ان بھاری صندوقوں کو اور سرکاری سامان کو اُٹھا کر کشمیر لے جائیں۔ درمیان میں گیارہ ہزار فٹ اونچا بانہال کا پیر پہاڑ تھا جو کہ چڑھنا تھا۔ یہ کام نہایت مشکل تھا۔ جب ایک ایک آدمی اتنا بوجھ نہ اٹھا سکے تو دو دو مزدور لگائے گئے ایک ایک صندوق کو اٹھانے کے لئے تو چڑھائی میں پچھلے مزدور کے جسم کو زخم لگتے۔ خون نکلتا۔ غرضیکہ نہایت دردناک اذیت دینے والا ظلم تھا۔ میں نے اُن کو کہا کہ ''تم مت اٹھاؤ'' تو انہوں نے مجھے کہا کہ ''یہ ہمیں ماردیں گے'' چنانچہ جو سلوک اُن کے ساتھ ہوا بہت ہی بے رحمانہ تھا۔ اُسے دیکھ کر میرے دل کو بڑی چوٹ لگی اور سخت دُکھ ہوا۔ حالانکہ اس وقت میری حیثیت تحصیلدار رخصتی کی تھی مگر فقیرانہ طور طریق تھا اور جب اننت ناگ پہنچا تو باہر باغ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

میں کچھ دن ٹھہرا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ درجنوں کشمیری مزدور بوجھ اٹھائے اور کچھ رسد، مُرغ، بکرے وغیرہ لئے حکماً اور جبراً لے جائے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ کہاں جاتے ہو۔ تو معلوم ہوا کہ بیگاری پکڑ کر پہلگام لے جائے جا رہے ہیں۔ صاحب ریزیڈنٹ و دیگر انگریزوں نے شکار کھیلنا ہے۔ مُجھے یہ سُنکر اور دُکھ ہوا۔

میں نے ''مُلازمت کی زندگی'' اور ''فریادِ رعیت'' دو کتابوں کے مُسودے تیار کئے۔ میں نے منسٹران کے پرسنل اسسٹینٹوں کو چٹھیاں لکھیں کہ رعایا پر بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ میری بات سُنو اور اس بُرائی کا جلدی انسداد کرو۔ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ آخر مجھے کُھلے میدان میں حضوری باغ میں جلسہ کرنا پڑا اور لیکچر دینے پڑے۔ دو لیکچر میں نے دئے۔ شائید یہ صدیوں کی غلامی مظلومیت، بے بسی۔ غریبی۔ جہالت کے باوجود پہلی آواز تھی جس کو سُننے کے لئے عوام کافی تعداد میں آئے۔ کشمیریوں کے دُکھ، ظلم و ستم کی داستان اور مصیبت زدہ زندگیوں کے حالات سُن کر وہ پُکار اُٹھے کہ ''شکر ہے ہماری دستگیری کے لئے ایک بندہ خُدا آیا۔''

میرے ان دو لیکچروں کا یہ اثر ہوا کہ حاضرین ہزار ہا کشمیریوں میں کھدر اور سودیشی چیزوں کے استعمال کی خاصی رغبت پیدا ہونے لگی۔ شہر سرینگر میں جب ہزاروں حاضرین کے دلوں میں میری درد بھری آواز اور سادہ لباس کھدر نے گہرا اثر کیا اور اُن کے دل و دماغ میں خاصی ہل چل پیدا ہو گئی معلوم ہوتی تھی۔ جس سے جتنے انگریز افسر تھے اور ریزیڈنٹ بھی گھبرا گئے۔ اُسی روز مہاراجہ صاحب کا آدمی میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ کل تو اُن کا جنم دن ہے۔ پرسوں دربار میں حاضر ہو جاؤ۔

چونکہ مجھے جموں سے تار آیا کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس لئے میں بجائے مہاراجہ صاحب کے پاس حاضر ہونے کے براستہ بانہال جموں روانہ ہو گیا۔ مجھے راستہ میں وزیر وزارت اُودھم پور کی طرف سے ایک تار مِلا کہ بُدھ سنگھ کو واپس سرینگر حاضر ہونے کا حکم دیا جائے۔ مگر میں نے اس کی تعمیل نہ کی۔ کیونکہ مُجھے معلوم تھا کہ مُجھے گرفتار کر لیا جائے گا۔ اس کا تو مُجھے کوئی ڈر نہیں تھا۔ البتہ ان دو مُسودوں کے ضبط ہونے کا اندیشہ تھا اور چاہتا تھا کہ ان دو مسُودوں کی نقول رکھی جائے۔ چنانچہ جموں آ کر جب

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection, Jammu

چارج لیا تو چونکہ میرے پاس کافی پٹواری تھے۔ ایک دن میں نے ان دونوں مسودوں کی نقل کرائی۔ مجھے حکم دیا گیا کہ فوراً گلمرگ حاضر ہو جاؤ۔ میں نے سفر خرچ نکال لیا۔ اور براستہ راولپنڈی کشمیر روانہ ہوا۔ براستہ بانہال جانے کی اجازت نہ تھی۔ مجھے سیدھا گلمرگ پہنچنے کا حکم تھا۔ بارہمولہ میں بھی کسی شخص کو مل نہیں سکتا تھا۔ میرے ایک دوست تحصیلدار کو میری نگرانی پر لگایا گیا تا کہ میں کسی کشمیری سے بات چیت نہ کر سکوں۔

جب کیبنٹ منسٹران اور دیگر افسران و مہاراجہ صاحب کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا تو مُجھ سے پوچھا گیا کہ ایک ذمہ دار افسر ہوتے ہوئے ایسی حرکت کیوں کی جس سے عوام میں سرکار کے خلاف ناراضگی اور جُوش پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ میں نے کہا کہ رعایا کی دُکھ بھری کہانی اتنی لمبی ہے کہ میں کیا بیان کروں کہ کن کن دردناک واقعات نے مجھے مجبور کر دیا کہ گورنمنٹ کے ذمہ دار افسران اور سرکار کو سارے حالات سے آگاہ کروں۔ چنانچہ میں نے پہلے منسٹران کے پرسنل اسسٹنٹوں کو چٹھیاں لکھیں کہ میری عرضداشت سنو اور گورنمنٹ اور سرکار کے نوٹس میں لا کر جلد ان بدعنوانیوں کو دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مگر مُجھے کوئی جواب نہ ملا۔ اس لئے میں اپنے جذبات اور دِل کے درد کو جو مصیبت زدہ غریبوں کی مظلومیت بے بسی کے حالات کے اظہار کے لئے مجبور تھا اور اس کے نتائج برداشت کرنے کے لئے تیار تھا اس لئے میں نے عوام کو لیکچر دئے اور حضوری باغ ہی ایک جگہ تھی جس میں بھاری میٹنگ یا جلسہ ہو سکتا تھا۔ میرے اس بیان پر مسٹر سٹوو کمشنر بندوبست جو میرے افسر تھے۔ اور مہاراجہ صاحب اور ایک منسٹر کو بھی معلوم ہوا کہ کن حالات میں مُجھے ایسا کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔ چونکہ ٹابٹ صاحب کمشنر جو ریٹائیر ہو کر ولایت چلے گئے تھے۔ میرے کام، چلن وغیرہ کے متعلق بہت اعلیٰ ریمارکس کر کے ریکارڈ چھوڑ گئے تھے۔ اس کا اثر مسٹر سٹوو پر کافی اچھا پڑا اور دوسرے مہاراجہ صاحب سے پہلے میں کافی عرض معروض کر چکا تھا۔ اور اُن کو رعایا کی دُکھ بھری کہانی سُنائی تھی۔ اس لئے ان پر اس کا اثر موجود تھا۔ اس لئے انہوں نے میرے برخلاف کسی قسم کا ایکشن لینے سے انکار کر دیا اگر چہ دوسرے کئی بڑے افسر خصوصاً انگریز منسٹر۔ ریزیڈنٹ وغیرہ سخت نوٹس لینا چاہتے تھے۔ آخر مہاراجہ صاحب نے کہا ان دو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کتابوں کو چھپوانا نہیں چاہیئے۔ اس سے سرکار کی گورنمنٹ کی بدنامی ہوگی۔ اس لئے وہ ہمیں دیدی جائیں۔ اور ہم تم کو یقین دلاتے ہیں کہ جلد ان خرابیوں، رشوت بیگار وغیرہ کو دُور کیا جائے گا۔ مُجھے حکم دیا گیا کہ میں واپس جموں کام پر چلا جاؤں۔ میں نے اپنے کمشنر بندوبست سے عرض کی کہ اب مجھے براستہ بانہال جانے کی اجازت دی جائے۔ انہوں نے منظوری دے دی۔ لیکن جب ریزیڈنسی کے کمشنر صاحب کو اطلاع ملی کہ ہزاروں لوگ بُدھ سنگھ کا استقبال کرنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں اور بڑی گڑبڑ ہوگی۔ اس نے لکھا کہ مجھے سیدھا براستہ راولپنڈی جموں بھیجا جائے چنانچہ مجھے حکم دیا گیا کہ براستہ بانہال جانے یا سرینگر پہنچنے کی اجازت نہیں ہے۔ ان دو کتابوں کے مسودے جن کی کاپیاں میں نے کرا لی تھیں۔ نیشنل کانفرنس کے دفتر میں مجلد محفوظ رکھے گئے۔ مگر بعد میں جو تبدیلیاں ہوئیں اور لیڈرشپ بدلی نہ معلوم وہ مسودے کہاں گئے۔

میں چونکہ رشوت خور ملازموں کا سخت نوٹس لیتا اور خود نہایت تکلیف اٹھا کر خاص وقت صرف کر کے ہر فریادی اور سائیل کی بات کو سُنتا اور جلد فیصلہ کرنے کے لئے تیار رہتا۔ اس لئے میرا یہ طریق عمل رشوت کھانے والے ملازموں اور خوشامدی لوگوں کو ناگوار گزرتا تھا۔ اور وہ مُجھے ہر حیلہ و بہانہ گورنمنٹ و سرکار کے سامنے یہ کہہ کر کہ یہ لیکچر دیتا ہے۔ اور کھدر کا پرچار کرتا ہے۔ اس نے سودیشی طرز زندگی اختیار کر لی ہے وغیرہ وغیرہ شکایات کرتے۔

مسٹر سٹو و کمشنر نے ایک دفعہ مُجھے کہا ''سردار بُدھ سنگھ ہم کو بڑا افسوس ہے کہ آپ نے ڈی سینٹ اور بارعب شاندار لباس اور طرز زندگی ترک کر دیا ہے اور کھدر کا معمولی لباس پہن لیا ہے۔ گھوڑے اور سامان جو ایک افسر کے لئے ضروری ہوتے ہیں ترک کر دئے۔ یہ اچھا نہیں کیا'' ''تو میں نے اپنی کیفیت سنائی اور کہا۔ ''میرے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ افسری شان گھوڑے، ساز و سامان قائیم رکھوں یا اپنے ذاتی اخراجات اور بچوں کی پرورش کا خیال کروں۔ میری اپنی ذاتی حیثیت کو آپ جاننا چاہتے ہیں تو وہ جو سڑک پر مزدور غریب جا رہے ہیں اُن سے بھی چھوٹی ہے اور اگر افسری پوزیشن قائیم رکھنا۔ بارعب انگریزی لباس اور شان سے آپ رہنے کو کہیں تو کافی تنخواہ اور روپیہ چاہیئے۔ جس سے یہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

چیزیں مل سکتی ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ میں اپنے جسم و جان، دل و دماغ کو دُکھی و پریشان کر کے تنگ رہ کر، بچوں و بیوی کو بھوکا رکھ کر ایک فرضی شان کو قائیم رکھوں۔ مجھے اپنی بیوی اور بچوں کا خیال ہے۔ اُن کا فکر ہے۔ مُجھے جھوٹی شان منظور نہیں ہے''۔ صاحب کمشنر کہنے لگے'' آخر دوسرے افسران بھی تو ہیں۔ وہ بھی تو شان اور افسرانہ لباس و انداز سے رہتے ہیں''۔ میں نے کہا'' صاحب اُن کا کیا کہنا۔ اُن کا گھوڑا مفت گھاس دانہ مُفت سائیس مفت۔ لباس خوراک کی اچھی چیزیں مُفت اور بالائی آمدنی مُفت اُن کو کیا تکلیف ہے'' یہ سُن کر وہ حیران رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے۔

میں نے ملازمت ترک کرنے کے لئے کئی دفعہ افسران کو کہا مگر وہ مجھے چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ ایک دفعہ جب میں نے کمشنر صاحب کو کہا'' صاحب میں اس مشین میں کام نہیں کر سکتا جس میں عوام کے ساتھ ہمدردی، رعایا پروری اور لوٹ کھسوٹ دُور کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ بلکہ دن بدن حالت بگڑ رہی ہے۔ اور میرا دُکھ درد بڑھ رہا ہے۔'' تو وہ کہنے لگے'' ساری مشینری تو بدلی نہیں جا سکتی۔'' میں نے کہا اگر مشین کا ایک پُرزہ روک پیدا کرتا ہو تو اُسے باہر نکال دینا چاہیئے''۔ صاحب فرمانے لگے۔'' یہ پُرزہ بہت قیمتی ہے۔ اسے باہر نہیں نکال سکتے۔'' میں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تمام خرابیوں، بدعنوانیوں کو دُور کرنے کی کوشش تو نہ ہو اور ایک شخص جوان کو دُور کرنے کے لئے بیتاب اور دُکھی ہو رہا ہو۔ اُس کو مجبور کیا جائے کہ وہ دیر تک اس مشینری میں کام کرتا رہے۔

غرضیکہ میری حالت یہ تھی کہ جہاں مجھے لگا کر بھیجا جاتا میں رعایا پر سے تمام ظلم، بے انصافیوں اور برائیوں کو دُور کرنے کی کوشش کرتا۔ میری سادہ زندگی۔ سودیشی چیزوں کے استعمال، فقیرانہ طرز زندگی اور غریب محنت کشوں کی مدد اور اُن کی قدر و قیمت کا خیال رکھنے کا عوام پر بڑا اچھا اثر پڑتا اور۔ ادنےٰ سے اعلیٰ ملازم کو میری زندگی سے سرکاری نقطہ، نگاہ سے خطرہ محسوس ہوتا۔ لیکن وہ میرا کچھ نہ بگاڑ سکتے کیونکہ خود مہاراجہ صاحب میرے حالات اور طرز زندگی کو جانتے تھے۔ بجائے مُجھے فارغ کرنے کے ترقی دی گئی۔ اسسٹنٹ سیٹلمنٹ آفیسر مقرر کر کے ڈیمارکیشن کی جانچ پڑتال پر لگایا گیا۔ ڈیویژنل فارسٹ آفیسر کے ساتھ کام کرنا پڑا۔ میں نے جس قدر کار آمد رقبہ جات چراگائیں اور قابل کاشت

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

رقبہ جات اور جہاں کثیر مال سویلین عوام بھاریں پیدائی کرتے ہیں۔ پڑتال حد بندی کے وقت جنگل کی حدود سے باہر کر دیں کیونکہ اُن پر جنگل نہ تھا۔ البتہ ملحقہ دیہات کے زمینداروں کو تنگ کرنے اور اُن سے محکمہ جنگلات کے ملازموں کے لئے ہر قسم کی چیزوں کے ناجائیز طور پر وصول کرنے اور تنگ کرنے کا موقعہ فراہم کرنا تھا۔ جس کے سلوک سے اکثر دیہاتی زمینداران جو جنگلات کے ساتھ رہتے تھے، شاکی و دُکھی تھے۔ اس پر جنگل کے افسران اور اُن کے چیف کنسرویٹر سب مجھ پر ناراض رہتے لیکن عوام میں خاص کر محنت کشوں کسانوں میں میری قدر و قیمت بڑھ رہی تھی۔ وہ مُجھ پر بھروسہ و اعتبار کرتے اس لئے گورنمنٹ کو مجبوراً کئی ایک میرے دیگر ساتھیوں کے ساتھ مجھے بھی ڈپٹی کمشنر بنانا پڑا۔

پھر بھی میرا طور طریق زندگی اور سرکاری کام و عوام کے ساتھ منصفانہ اور ہمدردانہ سلوک جاری رہا۔ گورنمنٹ کو اندر ہی اندر سے میری زندگی اور کام اُن کے منشا کے موافق نہ دکھائی دیتا تھا۔ مگر مہاراجہ صاحب میری بڑی قدر کرتے اور میرے کام کو پسند کرتے۔

ایک دفعہ جب میں نے اُن کو عرض کیا کہ حضور میں ملازمت نہیں کرنا چاہتا۔ یہاں ہر قسم کی بے جا پابندیاں۔ روکاوٹیں اور جواب طلبیاں ہوتی رہتی ہیں۔ میں اگر اپنا ایمان، دھرم، انسانی حقوق، خیالات کا اظہار اور خاص کر بے انصافی اور زیادتی ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق نہیں رکھتا اور مجھے ایسا کرنے سے روکا جاتا ہے تو میں ایک قیدی کی طرح تمام بدعنوانیوں اور مخالفانہ کاروائیوں اور غلط اور ضرر رساں احکامات جو رعایا کے دُکھ درد کو بڑھا رہے ہیں۔ دیکھ کر زندگی اطمینان سے بسر نہیں کر سکتا۔ ایسی حالت میں مجھے کبھی بھی شانتی سکون نصیب نہیں ہو سکتا۔ اور انسانی فرائیض اور بے غرضانہ خدمتِ خلق کے اعلیٰ فرض کے ادا کرنے میں رُکاوٹ میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ ''تپوں راج راجوں نرک'' کا مسئلہ درست ہے۔ بڑی ریاضت و عبادت بھگتی سے آپ کو راج ملا مگر اب جو ظلم زیادتی، لوٹ کھسوٹ کا دور دورہ ہے۔ اس کی وجہ سے آپ کو نرک دوزخ ملے گا اور اگر آپ وہاں جائیں گے تو ہم آپ کے وزیر بھی تو جہنم نرک کے بھاگی ہوں گے۔ میں اس بات کے لئے تیار نہیں ہوں لہذا ملازمت ترک کرتا ہوں۔ اس کا بڑا گہرا اثر مہاراجہ کے دل پر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

پڑا اور جب میں نے گورنمنٹ کو مجھے فارغ کرنے کے لئے مجبور کیا تو اگر مہاراجہ صاحب نہیں چاہتے تھے۔ مگر گلینسی صاحب انگریز منسٹر اور دوسرے افسران گورنر و ریونیو منسٹر تو چاہتے تھے کہ میں کسی طرح نکل جاؤں کیونکہ میں اُن کے نہ صرف اشارے پر نہیں چلتا تھا بلکہ اُن کے لئے دردسر بنا ہوا تھا کہ آئے دِن انگریز افران کیطرف سے اُنہیں باز پرسی ہوتی رہتی تھی۔

سرہری سنگھ بحیثیت سینئر ممبر کشتواڑ میں :۔ میں جموں میں تعینات تھا اور دورہ پر تھا۔ مجھے حکم ملا کہ فوراً کشتواڑ چلے جاؤ۔ میں نے اپنے کمشنر صاحب مسٹر سٹوو کو تار دیا کہ کیا بندوبست میں میری ملازمت کی ضرورت نہیں کہ مجھے اتنے دُور اور پھر ریونیو تحصیلدار و مجسٹریٹ درجہ اول کے اختیارات دے کر بھیجا جا رہا ہے۔ کمشنر صاحب نے لکھا کہ یہاں دربار میں منسٹروں اور مہاراجہ صاحب کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا کہ چونکہ کشتواڑ میں بیگار، رشوت ستانی وغیرہ جبر دسختی کی شکایات ہیں۔ کوئی بڑا آفیسر وہاں نہیں جاتا جو وہاں کی دُور و سخت دشوار پہاڑوں میں بسنے والی غریب جنتا کو اُن پر ہو رہی زیادتیوں، سختیوں اور لوٹ کھسوٹ سے بچائے۔ وہاں تمہاری خدمات کی بڑی سخت ضرورت تھی۔ جب میں نے سُنا کہ وہاں غریب جنتا کو تمام تکلیفات سے نجات دلانا اور اُن کی ہر طرح سے حفاظت کرنا میرا کام ہوگا تو میں کیمپ میں سب کچھ چھوڑ کر پا پیادہ کشتواڑ کی طرف چل پڑا۔ بمقام اُودھم پور مشیر مال جنرل جنک سنگھ جی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے دُور مجھے ایک دُکان پر کھڑے دیکھا تو انہوں نے اسسٹینٹ گورنر کو میرے پاس بھیجا کہ بُدھ سنگھ کو بُلا لاؤ میں نے کہا کہ میں سفر میں ہوں۔ اس سادہ اور کھدر کے کُرتہ میں معمولی دیہاتی آدمی کی طرح اُن کو کیا ملتا۔ جبکہ دیگر افسران حاکمانہ ٹھاٹھ باٹھ میں ہیں مجھے معاف کیا جائے۔ جب اُن کی طرف سے دوسرا آدمی آیا اور اصرار کرنے لگا تو میں اُن کے پاس پہنچا۔ جنرل جنک سنگھ جی اپنے ساتھ کھڑے ضلع افسران کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ تم نے کیا نوکری کرنی ہے۔ دیکھو بُدھ سنگھ کس حالت میں پیدل چل پڑا ہے۔ پھر وہ ہنسی مذاق میں کہنے لگے۔ سردار جی گڈوی۔ ڈوری کتھے ہیں۔'' یعنی پانی پینے کا برتن اور پانی کنویں سے نکالنے کے لئے رسی کہاں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہے۔ کیونکہ ایک سادھو فقیر کے پاس سفر میں اکثر یہ دو چیزیں ہوتی ہیں۔ میں نے کہا۔ ''جناب میرے پاس ڈوری بھی ہے اور گڈوی بھی''۔ یہ دو ہاتھ گڈوی کا کام دیتے ہیں اور یہ بازو ڈوری ہیں۔ اُن دنوں سڑکیں نہ تھیں۔ راستہ بہت مشکل تھا۔ بٹوت سے دو پڑاؤ آگے مجھے دو چپراسی ملے۔ پوچھنے لگے۔ ''تم کہاں سے آرہے ہو۔ ہمارے نئے تحصیلدار آرہے ہیں۔ ہم چپراسی ہیں۔ اُن کی پیشوائی کے لئے آئے ہیں۔ کہیں وہ تمہیں راستہ میں ملے تو نہیں؟۔ میں نے کہا'' چلو واپس کسی کی پیشوائی کی ضرورت نہیں۔'' وہ کہنے لگے''۔ اگر ہم آگے نہ گئے۔ تو ہمیں سزا ملے گی''۔ اور جب میں نے انہیں کہا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ میں ہی وہ تحصیلدار مجسٹریٹ ہوں۔'' وہ حیران رہ گئے۔ میرے غریبانہ معمولی کپڑے دیکھ کر انہیں یقین نہیں آتا تھا۔ لیکن جب میں نے انہیں نام بتایا تو اُن کو یقین آیا اور وہ میرے ساتھ چل پڑے۔

جب شہر میں مجھے سرکاری مکان پُرانی قسم کا مِلا۔ اس کے ارد گرد رات کو بڑا شور ہوتا تھا۔ وہ صحت کے اصوُل کے مطابق اچھا نہ تھا۔ تو میں نے کشتواڑ کے بڑے پریڈ گراؤنڈ میں جو ایک بڑی خوبصورت جگہ ہے ایک چھوٹا سا لکڑی کا ہٹ بنوایا۔ اور وہاں کھُلی ہوا میں رہنے لگا۔ جب وہاں چارج لیا تو پہلی ناخوشگوار ڈیوٹی سے واسطہ پڑا۔ کہ کئی انگریز خانساموں اور نوکروں کو لے کر وہاں شکار کے لئے پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ بیگاری دو۔ میں اُن کی اس مانگ کو پورا نہیں کر سکتا تھا اور کہدیا کہ اپنا پرائیویٹ انتظام کرو۔ اس پر انہوں نے راجہ ہری سنگھ صاحب اور مہاراج صاحب تک شکائیتی تاریں دیں۔ ان شکاریوں سے جو مجھے آنکھیں دکھاتا۔ اُسکو میں قطعی انکار کر دیتا۔ البتہ جو انسانیت اور تہذیب سے استدعا کرتا اُن کو کہا جاتا کہ پہلے پُوری مزدوری دو۔ پھر مزدوروں کی رضامندی حاصل کرو اور پھر تم شکار کے لئے سفر کر سکتے ہو۔

اس کے بعد ایک اور مشکل مرحلہ میرے سامنے آیا:۔

ایک سپیڈنگ کمپنی تھی جو جنگلات کی ٹھیکہ دار تھی۔ جس کا منیجر انگریز تھا۔ وہ تحصیل کشتواڑ کے جنگلات کے ہر قسم کے کام کے لئے براہ راست اپنے حکم سے مزدور یا قُلی لے لیتا اور تحصیل دار سے ہرگز اجازت

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IPS (Rete) Collection Jammu

نہ لیتا۔ کیونکہ وہ مقامی تحصیلدار کو جموں سے مدد اور گندم کا آٹا وغیرہ چیزیں منگوا کر دیتا اور خوش رکھتا۔ میں نے حکم دیا کہ کسی کو خود سنجود بیگاری پکڑنے کا حق نہیں ہے۔

سب علاقے میں اطلاع دی گئی کہ کمپنی کو بیگاری لینے کا کوئی اختیار نہیں۔ میرے آدمیوں نے کہا کہ جی یہاں تو صرف جو کا آٹا ملتا ہے۔ چاول اس تحصیل میں نایاب ہیں۔ گندم کا آٹا صرف کمپنی سے ہی مل سکتا ہے۔ کمپنی کے لوگ ہی تحصیل افسر و مجسٹریٹ کو گندم کا آٹا مہیا کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ''کوئی پردہ نہیں۔ میں جو کی روٹی ہی کھاؤں گا۔'' جو کے کھانے سے سرد ملک میں مجھے کمر کی تکلیف ہوگئی۔

کچھ دنوں کے بعد راجہ ہری سنگھ صاحب سینئر ممبر کے دورہ کا پروگرام مشتہر ہوا۔ مجھے بھی حکم پہنچ گیا۔ چونکہ راجہ صاحب کی جاگیر بھدرواہ میں تھی۔ وہاں کے وزیر وزارت نے انتظام کرنا ہی تھا۔ معلوم ہوا کہ وہاں راجہ صاحب کا شاندار استقبال ہوا ہے۔ دربار ہوا ہے اور ساز و سامان کے ساتھ خیمے، شامیانے لگائے گئے ہیں۔ راشن۔ بھیڑ بکرے، دودھ اور دیگر چیزیں جمع کی گئیں اور کافی تعداد میں بیگاری جمع کئے گئے وغیرہ وغیرہ۔ جب میں نے یہ کیفیت سُنی تو بڑا پریشان ہوا۔ اب میرا امتحان ہوگا۔ ایک طرف مجھے اس لئے منتخب کر کے بھیجا گیا ہے کہ اس بیگار اور ظلم زیادتی کو بند کروں اور دوسری طرف اس قدر بڑا ڈیرہ راجہ صاحب کا آرہا ہے۔ کیا ہوگا!

میں نے ویکفیلڈ کو لکھا کہ وہ انڈنٹ ضروریات کیمپ کا مجھے بھیج دے۔ چنانچہ انڈنٹ آگیا۔ میں نے اُس کے مطابق انتظام شروع کیا۔ مجھے گورنر جموں اور چیف انجینئر سے حکم مِلا کہ آٹھ فٹ سے زیادہ راستہ خچروں کے آسانی سے گذرنے کے لئے بنا دو۔ میں نے کہا مزدوری دینی ہوگی۔ میں کسی سے بیگاری نہیں لینی چاہتا اور نہ مُفت کام جبراً کرانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ مزدوری کیا ہے۔ میں نے کہا۔ آٹھ آنہ یومیہ فی کس۔ وہ کہنے لگے کہ وہاں دو تین آنہ بمشکل مزدوری دی جاتی ہے۔ آپ کس کے حکم سے آٹھ آنہ یومیہ مانگتے ہیں۔ میں نے لکھا کہ بُدھ سنگھ کے حکم سے۔ وہ سخت ناراض ہوئے وہ اتنی مزدوری دینی نہ مانے۔ میں نے سڑک بنانے سے انکار کیا مجھے بڑا ڈرایا دھمکایا گیا کہ نقصان کے ذمہ دار تم ہو۔ چونکہ میں پہلے سے ہی استعفےٰ جیب میں ڈال کر کام کر رہا تھا۔ لہذا ڈٹا رہا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

آخر جب راجہ صاحب کے میری تحصیل کی حد میں آنے کو تین دن رہ گئے کہ گورنر مان گیا۔

نہایت مشکل کام:۔ میری تحصیل کی حد سڑک کے راستہ نتھن پاس کی چوٹی تک تقریباً ۸۰ میل تھی۔ تھوڑے وقت میں اتنا لمبا راستہ بنانا ناممکن تھا۔ مجھے فوراً یہ تجویز سوجھی کہ پہاڑی علاقہ جات میں اطلاع یا حکم دُور دُور پہنچانے کا طریقہ اونچی آواز سے ایک پہاڑی سے دوسری تک پہنچانا مناسب ہوگا۔ چنانچہ بیس بائیس چپراسی سارے علاقہ میں بھیج دئے گئے کہ اونچی آواز سے تمام راستہ کے نزدیک کے دیہات میں حکم سُنا دیں کہ ۱۲ برس سے لے کر ۶۰ برس تک کے آدمی اپنے اپنے گاؤں کی حُدود میں واقع سڑک آٹھ فٹ تک بنا دیں۔ اور آٹھ آنہ یومیہ مزدوری لے لیں۔ مزدوری ساتھ ساتھ ملے گی۔ چنانچہ یہ کوشش کامیاب ثابت ہوئی اور راستہ تیار ہو گیا۔

اب راجہ صاحب جب کشتواڑ میں تشریف لائے تو اُن کے ساتھ ویکفیلڈ بھی تھا جو بعد میں منسٹر بنا۔ ڈاکٹر اور سیکریٹری بھی تھے۔ سب نے انگریزی ٹوپی (ہیٹ) لگا رکھی تھی۔ شہرداری مُجھ سے پوچھنے لگے کہ ہمیں معلوم نہیں راجہ صاحب کون ہیں میں نے کہا جس کے گلے میں، میں ہار ڈالوں گا۔ وہی راجہ صاحب ہوں گے۔ جب نزدیک آئے تو میں نے اُنہیں خوش آمدید کہتے ہوئے ہار پہنایا۔ وہ پہلے تو مجھے پہچان ہی نہ سکے۔ کیونکہ جب میں تحصیلدار بڈگام کی حیثیت میں امر کلب میں اُن کے ساتھ ٹینس کھیلتا تھا تو میں اُس وقت صاحب لوگ تھا۔ اور اب داڑھی موچھوں والا کھدر پوش سکھ۔ وہ مجھے کیسے پہچانتے۔ میری اس تبدیلی کا ان پر بڑا گہرا اثر ہوا اور خاص کر جب انہیں پتہ تھا کہ میں سپیشل آفیسر کشتواڑ کے عوام پر ہو رہے ظلم زیادتی کو دُور کرنے کے لئے لگایا گیا ہوں۔

بازار سے گزرنا تھا۔ معمولی نمائش تھی وہ بھی شہرداروں نے کچھ کچھ رنگدار کپڑے دُکانوں پر لٹکائے ہوئے تھے کیونکہ جب انہوں نے مجھے کہا کہ کافی بیگاری مزدور دو، شہر کو سجانے کے لئے تاکہ بھدرواہ کی طرح شان وشوکت سے استقبال کیا جائے۔ تو میں نے کہا۔ ''ایک آدمی بھی نہیں دوں گا۔'' آپ کا راجہ تشریف لا رہا ہے۔ اپنے خرچ سے اور اپنی شردھا سے جتنی چاہو استقبال کی تیاری کرو۔''

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جب راجہ صاحب کشتواڑ کے میدان میں پہنچے تو خیمہ جات جو پہلے آ چکے تھے ایسے ہی پڑے تھے۔ اُن کے لگانے والا کوئی نہ تھا۔ ویکفیلڈ سخت ناراض اور آگ بگولہ ہو گیا۔ جب اُس نے بھدرواہ والی شان و شوکت کے بعد یہاں کی حالت کا اندازہ کیا۔ میں نے کہا کہ آپ نے انڈنٹ میں مزدوروں کی ضرورت واضع نہیں کی۔ اب اپنے فراشوں سے یہ کام لیجئے۔ بمشکل جلدی میں ایک خیمہ لگا تھا۔ کہ بارش ہو گئی پھر تھم گئی۔ وہاں حسب معمول پولیس والے کھڑے تھے۔ میں نے کہا۔ ''ہٹ جاؤ دُور۔ ان لوگوں کو جو دُور سے آئے ہیں درشن کے لئے انہیں جے دیو کر لینے دو''۔ ''میں نے اُن کو اجازت دی کہ اندر خیمہ میں جا کر اچھی طرح جے دیو کرو۔ مسٹر ویکفیلڈ سخت ناراض ہوئے۔

میں پہلے بتا آیا ہوں کہ میں نے اس میدان کے مشرقی سرے پر لکڑی کا چھوٹا سا ہٹ بنوایا تھا اور اس میں رہتا تھا۔ راجہ صاحب یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ جو کا آٹا کھانے کی وجہ سے بیمار تھا اور چلنے پھرنے میں تکلیف سمجھتا تھا۔ جب مُجھے بُلایا گیا۔ میں نے انکار کر دیا کہ میں بیمار ہوں۔ میرے لئے ڈاکٹر اور ڈانڈی بھیجی گئی۔ جب میں پیدل چل کر حاضر ہوا تو مجھے آرام کرسی دی گئی اور میرا حال پوچھا گیا۔

دربار کرنا:۔ اب بڑی مشکل پیش آئی۔ جب یہ پوچھا گیا دربار ہوگا۔ اس کا کیا انتظام ہے۔ میں نے کہا۔ ''حضور خیمے، شامیانے اور فرش وغیرہ کا سامان مہیا کرنا میرے لئے مشکل ہے۔ کیونکہ سرکاری طور ان میں سے میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ ہاں اگر گلی سڑی دریاں یا قالین مِل بھی جائیں تو وہ بیماری کا گھر ہے۔ بدبُو آئے گی اُن سے۔ کیا اچھا ہو کہ اس وسیع میدان میں چناروں کا نظارہ، یہ سبزہ زار خوشنما میدان اور چاروں طرف پہاڑوں کی سبزی میں یہاں دربار کیا جائے اور رعایا کی فریاد۔ عرضداشت سُنی جائیں''۔ راجہ صاحب نے کہا یہ ٹھیک ہے مگر لوگ کہاں بیٹھیں گے۔ میں نے کہا وہ میدان میں خوشی سے بیٹھیں گے۔ ویکفیلڈ نے کہا۔ ''یہ دربار کی ہتک ہے'' راجہ صاحب نے کہا۔ ''سردار جی کی تجویز ٹھیک ہے''۔ لوگ یہ سُن کر حیران رہ گئے کہ راجہ صاحب کا دربار صرف پانچ چھ کرسیوں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کے ساتھ ہوگا۔ ویکفیلڈ بہت ناراض تھا اور وہ کوشش کرتا تھا کہ بُدھ سنگھ کو زیر عتاب لایا جائے۔ اور اُس کا نوٹس لیا جائے لیکن اُس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ بُدھ سنگھ معمولی تحصیلدار نہیں ہے اور یہ کہ راجہ صاحب اُس کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ اب ویکفیلڈ نے یہ طریقہ بنا رکھا تھا کہ کوئی شخص بھی خواہے وہ کتنا بڑا کیوں نہ ہو براہ راست راجہ صاحب سے بات نہیں کر سکتا تھا۔ جس نے راجہ صاحب سے ملنا یا بات کرنی ہو اُس کے ذریعے ہی کر سکتا تھا۔ اب میرے لئے اس طریق کار کو پسند کرنا اور اس پر عمل کرنا بہت مشکل تھا۔ میں ویکفیلڈ کی طرف نہیں۔ راجہ صاحب کی طرف دیکھ کر براہ راست ڈوگری میں باتیں کرتا۔ اس بات نے ویکفیلڈ کو بڑا رنجیدہ کیا۔

ویکفیلڈ راجہ صاحب کو سرکار کہہ کہ عرض کرتا اور میں راجہ صاحب کو حضور کہتا کیونکہ سرکار تو مہاراجہ پرتاپ سنگھ موجود تھے۔ راجہ صاحب کو کیسے سرکار کہتا۔ اس بات پر بھی اُس نے بہت ناراضگی کی اور ممکن ہے شکائیت بھی کی ہو۔

ڈالی کا بند کرنا:۔ وزیر صوبا رام صاحب بھی راجہ صاحب کے ساتھ تھے کافی آدمی اور کچھ ڈالی کا سامان زعفران، گچھیاں، بھیڈ وغیرہ لائے اور کہنے لگے حضور لوگ ڈالی سرکار کے پیش کرنے کے لئے لائے ہیں۔ راجہ صاحب نے کہا۔ ''کیوں سردار جی۔'' میں نے عرض کیا کہ ''حضور یہ ڈالی رشوت کا نام ہے۔ اسی نام سے ہر چیز ناجائیز طور پر مُفت میں چھوٹے بڑے افسر لیتے ہیں اور اسی ڈالی کے سسٹم کو بند کرنے کے لئے ہی تو میں یہاں آیا ہوں۔'' یہ سُن کر ویکفیلڈ تو لال پیلا ہو گیا۔ کہنے لگا کہ لوگ بُرا مانیں گے۔ تھوڑی بہت لے لینی چاہیئے۔ جب راجہ صاحب نے مُجھ سے پھر پوچھا تو میں نے کہا۔ ''ہرگز بُرا نہیں مانیں گے۔ میں اُن سے پوچھتا ہوں''۔ لوگ چند گز کے فاصلہ پر بیٹھے تھے۔ میں نے اُن کو ساری بات سُنائی اُنہوں نے کہا کہ وزیر صاحب ہم کو لائے ورنہ ہم تو عرضیاں، درخواستیں لے کر آئے تھے۔ میں نے راجہ صاحب کو ساری بات سُنائی اور عرض کی کہ اِن کی بے شمار درخواستیں ہیں اُن کو سُننا چاہیئے۔ یہی دربار ہے۔ جب عرضیاں جمع کی گئیں اور ایک ایک میں سُنا تا گیا۔ تو ان سے کئی نوٹ کی جاتی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

رہیں۔عموماً شکایات یہ تھیں کہ چاول نایاب، گندم نایاب، پینے کا پانی ندارد، سڑکیں بالکل نہیں، سپیڈنگ کمپنی کی طرف سے مفت بیگار، مزدوری برائے نام، کئی کئی لوگوں کو زبردستی شکار کھیلنے کے لئے بیگار پر پکڑ لے جانا۔ بیکاری کوئی کام نہیں ملتا۔ضرورت کی چیزیں کھانڈ، کپڑا چائے، ادویات کا نہ ملنا قرضداری، غرضیکہ کافی شکایات تھیں۔

جب میں نے کہا کہ انگریز شکاری ان غریبوں سے جو کام لیتے ہیں وہ بڑا نامناسب اور تکلیف دہ ہے۔ وہ کئی کئی دن ان کو پکڑے رکھتے ہیں۔تو ویکفیلڈ کہنے لگا شملہ میں ایسا نہیں ہوتا۔ میں نے کہا وہاں شائد انسان بستے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو انسان نہیں سمجھا جاتا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے صاحب کہ اِن بیگاروں میں جہاں اچھوت ہیں۔ مُسلمان بھی ہیں، وہاں ٹھکر بھی ہیں۔ جو وزیر صوبا رام (جو پاس کھڑے تھے۔اشارہ کر کے) کی برادری کے آدمی ہیں۔ اِن کی پیٹھ سے کپڑا اٹھا کر دیکھیں کس طرح چھلنی ہیں اور زخمی ہیں۔

جب چاول کے لئے درخواستیں آئیں تو میں نے کہا۔''حضور کیا یہاں سرکار کا راج ہے''۔ اُس وقت راجہ صاحب غُصہ میں آکر کہنے لگے۔''اور کس کا راج ہے۔آپ نے کیا کہا۔''میں نے عرض کیا۔ ''حضور میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہوں کہ جس راج میں غریب رعایا کو چاول نہ ملے، خواہ وہ کیسا ہی بیمار ہو اور کشمیر میں ۲۴ سیر چاول فی روپیہ ملے اور یہاں ایک دانہ بھی نہ ہو۔تو کیا یہ سرکار کا راج ہو سکتا ہے۔'' راجہ صاحب کہنے لگے۔''کشمیر سے لے آئیں''۔ میں نے کہا کشمیر سے چاول نہیں لانے دیئے جاتے۔اس پر راجہ صاحب سخت ناراض ہوئے اور نوٹ کیا کہ اس تکلیف کو دُور کیا جائے۔

راجہ صاحب کیلئے گھوڑا:۔ سپیڈنگ کمپنی کے منیجر نے ویکفیلڈ سے ساز باز کر کے پہلے سے ہی بڑی اعلیٰ قسم کا ولائیتی گھوڑا لا رکھا تھا اور وہ کیمپ کے سامنے دوڑایا جاتا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ گھوڑا مہاراجہ صاحب کو بطور ڈالی پیش کیا جانا تھا۔ جب مُجھے معلوم ہوا تو میں نے کھلے طور پر ظاہر کر دیا کہ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ اِس کا مطلب ہے کہ کمپنی کے ملازم پھر ساری تحصیل کے مالک و مختار کل بن

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جائیں جن کی زیادتیوں اور جن کے خلاف شکایات کو دُور کرنے کے لئے میں آیا ہوں۔ وہ گھوڑا نہ ہی راجہ صاحب نے منظور کیا اور نہ ہی ویکفیلڈ کو وہ بطور ڈالی پیش کیا جا سکا۔ ویکفیلڈ نے حکم دیا کہ زنسکار کے دو گھوڑے منگاؤ۔ سرکار دیکھیں گے کہ وہ کیسے ہیں۔ وہاں سے چار روز کا سفر پاڈر تھا۔ اور وہاں چار پڑاؤ زانسکار جو کرگل تحصیل میں تھا۔ دو دن میں وہاں پہنچنا مشکل تھا۔ میں نے پاڈر کے علاقہ سے رات رات سفر کر کے دوسرے روز زانسکاری نسل کے دو گھوڑے حاضر کئے کہنے لگے۔ یہ اچھے نہیں۔ میں نے کہا ان کے لانے اور لے جانے کا خرچہ دو۔ اُس کو تیس روپے دلائے گئے۔ پھر کہا بھیڈ و منگاؤ۔ بھیڈ و منگائے گئے۔ لڑائی میں ایک سب سے اوّل نکلا۔ وہ جیت گیا۔ صاحب کہنے لگے کہ یہ سرکار کو پسند ہے۔ میں نے کہا میں مالک سے پوچھتا ہوں کہ اُس کو دنیا بھی پسند ہے کہ نہیں۔ جب اُن کو میں نے پوچھا تو وہ کہنے لگے ہم کیسے انکار کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا تم پُوری قیمت لو۔ اُس نے کہا کیا مجھے کسی نے دس بیس تھوڑے ہی دینے ہیں۔ میں نے کہا تیس روپے مانگتا ہے۔ ویکفیلڈ کہنے لگا اس کا گوشت تو پانچ چھ روپے کا ہے۔ میں نے کہا اس کا جوہر سو روپے کا ہے۔ چنانچہ پُورے تیس دئے گئے۔

ایک اور امتحان کا پرچہ آیا:۔ ویکفیلڈ کہنے لگا کہ کشتواڑ سے بارہ، تیرہ میل کے فاصلہ پر اونچے پہاڑ پر میدانی جگہ ۳۰۰ قلی بیگاری چاہڑ یعنی شکار کو ڈرانے یا نکالنے کے لئے حاضر کرو۔ سرکار نے شکار کھیلنا ہے۔ میں نے رات رات چپراسی بھیجکر حکماً ۳۰۰ مزدور وہاں پہنچائے۔ جب ویکفلیڈ کو معلوم ہوا کہ تعمیل ہوگئی ہے تو دوسرے دن کہہ دیا کہ سرکار کی طبعیت ناساز ہے وہ شکار کے لئے نہیں جا سکتے۔ میں نے نائیب تحصیلدار کو کہا کہ اُن کو کہے کہ آٹھ آنے یومیہ کے حساب سے اُن کی مزدوری دے دو۔ ویکفیلڈ نے نائب تحصیلدار کو دھمکایا اور کچھ دینے سے انکار کر دیا۔ آخر جب اُن کو میری طرف سے لکھا گیا کہ مزدوری دینی پڑے گی تو وہ شکایت لے کر راجہ صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا کہ بس زیادہ بات نہ کرو۔ ڈیڑھ سو روپے کے نوٹ بُدھ سنگھ کے جیب میں ڈالو۔ پھر بات کرو۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

مُطالبات کیلئے ڈرامہ:۔ عوام کی عرضیاں پیش کرنے اور اُن کی شکایات سُنانے سے پیشتر ایک ڈرامہ دکھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اُس وقت کے ہیڈ ماسٹر نے میری ہدایات کے مطابق ڈرامہ تیار کرایا تھا۔ وہ ڈرامہ تمام تکالیف کی منہ بولتی تصویر تھی۔ کسی بیمار کو ہسپتال لایا جا رہا ہے۔ اُس کو سخت پیاس لگی ہوئی ہے نلکے لگے ہوئے ہیں۔ دوڑتے دوڑتے جب اُس بیمار کو وہاں پہنچایا تو قطرہ پانی کا نہ نکلا۔ کوئی بیمار ہے ڈاکٹر کہتا ہے اسے چاول دودھ دو۔ بیمار کہتا ہے چاول کا تو ایک دانہ بھی نہیں ملتا۔ ایک سین ایک طالب علم کا ہائی سکول بھدرواہ میں داخل نہ ہونے اور کتابوں کے نہ ملنے کے متعلق تھا۔ جسمیں ایک اجنبی کو مخاطب کر کے یوں کہتا ہے کہ آپ کہاں سے آئے۔ اُس نے جواب دیا کہ جموں سے، اس جموں سے جہاں راجہ ہری سنگھ جی رہتے ہیں۔ مہربانی کر کے اُن کو کہنا کہ مُجھے کتابیں بھیجیں۔ تا کہ مڈل سے آگے تعلیم حاصل کر سکوں۔ کتابوں کے نہ ملنے سے بڑی مشکل ہو رہی ہے اور ہائی سکول بھدرواہ میں ہم لڑکوں کو داخل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس شکایت یا مطالبہ کے معنی جب راجہ صاحب کے نوٹس میں آئے تو کہنے لگے ہم اپنے ہائی سکول بھدرواہ میں ریاست کے لڑکوں کو داخل کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ میں نے ادب سے عرض کیا کہ حضور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب یہاں کا کوئی لڑکا مڈل پاس کر کے بھدرواہ جائے تو اُسے داخلہ نہ ملے۔ کسی ماسٹر یا کسی اعلیٰ افسر یا حضور کا ضمیر یہ اجازت کیسے دے سکتا ہے کہ معصوم بچے کو تعلیم سے محروم رکھا جائے۔ خیر ہم انتظار کریں گے۔ اس وقت کے لئے جب بھدرواہ کے ہائی سکول میں داخل ہونے کی اجازت ہوگی۔ میرا مطلب اُس وقت سے تھا۔ جب راجہ ہری سنگھ مہاراجہ بنیں گے۔

ایک دیہاتی لڑکے نے جنگل کی تکلیفات کے معاملہ میں جب بہت سی شکایات دردناک لہجہ میں کہیں کہ باوجود اس قدر جنگلات اور درختوں کے باوجود اُن کو لکڑی نہیں ملتی۔ اُن کے گھر کچے اور گھاس پھُوس کے ہیں۔ اور نہ صرف اُن کو جنگلات سے ہی لکڑی نہیں ملتی بلکہ اُن کے اپنے ملکیت رقبہ جات میں سے بھی درختان چیل دیار کے کاٹنے اور استعمال کرنے کی اجازت نہیں اور عدم موجودگی عمارتی لکڑی اُن

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کے گھر ٹپکتے ہیں۔ گر جاتے ہیں اور برفباری میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ایک لڑکے نے لکڑی کی نایابی کے متعلق ایک نظم گا کر سُنائی۔ اس کا ایک فقرہ یاد ہے۔ وہ راجہ ہری سنگھ کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

''تم تو محلوں میں بسو ہمیں جھونپڑے سے بھی جواب ہے''۔

اس کا بڑا گہرا اثر راجہ صاحب کے دِل پر ہوا۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ کم از کم ایک ماہ تک رات کو اس نظم میں بیان کردہ فریاد کو گاتے رہے۔ بلاشبہ اس کا اثر تمام حاضرین پر بہت ہوا۔ چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ جو درخت کسی کی اپنی ملکیت زمین میں تھے اُن کو کاٹنے اور استعمال کرنے کی اجازت ہوگئی۔ جب کشتواڑ سے جانے کا دن آیا تو میں نے راجہ صاحب کو عرض کیا کہ آج حضور دیکھتے ہیں کہ وہ دیکھو کسان جو کا فصل کاٹ رہے ہیں۔ اور کیسے خوش ہیں اور گا رہے ہیں۔ ورنہ اس سے پیشتر جب کبھی کسی افسر کا ڈیرہ آتا تھا تو یہ لوگ گھروں سے بھاگ جاتے تھے۔ کہ کہیں بیگار میں نہ پکڑے جائیں۔ اُن کو ہر وقت خوف زدہ اور سہما ہوا رہنا پڑتا تھا۔ آج یہ حالت نہیں ہے۔ جب گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تو کہنے لگے۔'' سردار جی نوکری نہیں چھوڑنی۔ ابھی آپ سے ہم نے بہت سے کام لینے ہیں''۔ ''چونکہ میں نے بیگار دُمفت کام جبراً لینے کے طریقہ کو بند کر دیا تھا۔ ہنسی مذاق میں راجہ صاحب فرمانے لگے۔'' سردار جی ہمیں ایک قلی مزدور ملے گا کیونکہ ہم نے سرکار کے لئے کسروڑ کا ساگ لے جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔'' حضور ملے گا ضرور مگر آٹھ آنے یومیہ مزدوری دینی پڑے گی''۔

کروڑوں روپے کی ملکیت کے رقبہ شاملات دہ کو بغیر کسی معاوضہ و مالکان کی رضامندی کے جنگلات کی حد بندی میں شامل کرنے کا جابرانہ حکم:۔

ایک دفعہ محکمہ جنگلات کے کنسرویٹر نے کمشنر صاحب بندوبست سے مل کر دونوں نے یہ حکم جاری کر دیا کہ تمام سفید رقبہ جات شاملات محکمہ جنگلات کو دئے جائیں اور مالکان دہ سے لیکر جنگلات کی حدود میں شامل کئے جائیں کیونکہ زمیندار کسان وغیرہ جنگل کا نقصان کرتے ہیں۔ اس لئے ایسے رقبہ جات میں جنگلات کے درختان لگائے جائیں گے جب اس پر عمل کرنے کے لئے پیمائش کرنے ونقشہ جات

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

بنانے کے لئے مختلف علاقہ جات میں پارٹیاں جو بندوبست مال کے نائب تحصیلدار اور رینج آفیسر کے ساتھ کام کرتی تھیں تعینات کی گئیں نے کام شروع کیا تو چونکہ مالکان کا بہت دیرینہ قبضہ ایسے رقبہ جات پر تھا۔ اور اس میں وہ مال مویشی چراتے تھے اور وقتاً فوقتاً جب ضرورت پڑے تو نوتوڑ کر کے فصل بیج دیتے تھے۔ جب جبراً بلا کسی معاوضہ دینے یا وجہ بتانے کے وہ رقبہ لینے کے لئے پارٹیاں کام کرنے پہنچ گئیں تو ایک جگہ قابضان مالکان کے ساتھ ٹاکرا ہو گیا اور لڑائی مار کٹائی تک نوبت پہنچی۔ اور حملہ بر ملازمان سرکار کے جرم میں چالان کرنے کا حکم ہوا۔ اور جب نائیب تحصیلدار بندوبست اور گرداور و پٹواری حد بندی کرنے والا عملہ کے آدمی میرے پاس فریاد کرنے آئے تو میں نے کہا تم بلا اجازت خود بخود کیوں کسانوں زمینداروں کے مقبوضہ وملکیت رقبہ میں داخل ہوئے اور اُن کا رقبہ لینا چاہتے ہو، میں کچھ نہیں کر سکتا۔ جب یہ اطلاع چیف کنسرویٹر و کمشنر بندوبست کو پہنچی تو وہ سخت ناراض ہوئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ بُدھ سنگھ کا سخت نوٹس لیا جائے۔ مگر کمشنر صاحب میرے کام و کریکٹر سے واقف تھے۔ انہوں نے مجھے سرینگر حاضر ہونے کو لکھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو انہوں نے مجھے غصہ میں آکر کہا کہ ''یہ آپ نے کیا کیا کہ اپنے ماتحت نائیب تحصیلدار کے ساتھ اس طرح کا حملہ وغیرہ کا سلوک ہوا اور آپ نے کوئی نوٹس نہیں لیا اور کام بند کرا دیا''۔ میں نے عرض کیا۔ ''جناب حسب قاعدہ قانون سرکار کسی ایسے سفید رقبہ جات شاملات دہ جو مالکان کے نام درج ہیں۔ اور ہر ایک گاؤں یا کسی واحد کسان و مالک کے پاس اسے رقبہ جات کا ہچرائی اور آئیندہ حسب ضرورت نوتوڑ وغیرہ کے لئے رکھے جاتے ہیں تو گورنمنٹ کو اندراج بندوبست کے برخلاف قابضان کے حقوق میں دست اندازی کرنا اور حکماً کروڑ ہا روپے کے لاکھوں کنال ایسے رقبہ جات کو محض ایک حکم کے ذریعئے بغیر کسی معاوضہ و دریافت کے جنگلات کے محکمہ کو دے دینے قطعاً خلاف قانون کاروائی ہے۔ میں بندوبست کا افسر ہوں اور مجھے اسی لئے محکمہ جنگلات کے ڈویژنل فارسٹ آفیسر کے ساتھ لگایا گیا ہے کہ دیکھوں کہ کہیں زمینداروں یعنی کسانوں، مالکان و قابضان کے حق میں سختی و بے انصافی تو نہیں ہوتی۔ میں کس طرح اُن کا نوٹس لے سکتا ہوں جبکہ اُن کے رقبہ جات میں حکماً جبراً دست اندازی کی جائے وغیرہ۔ اگر محکمہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جنگلات وحضور والا چاہتے ہیں اسلئے رقبہ جات محکمہ جنگل بنانے کے لئے بھی ضروری ہیں کہ بہت سے دیہات کی زمینات بُرد ہو جاتی ہیں وغیرہ اور مالکان ایسے رقبہ جات سے اکثر درخت کاٹتے ہیں۔ مگر نئے لگاتے نہیں تو میں نے تجویز پیش کی اگر آپ ان رقبہ جات میں واقع درختان کو بلا کسی خاص ضرورت اور اجازت کے کاٹنے سے منع کرتے ہیں اور نئے درخت لگانا چاہتے ہیں تو اُن قابضان و مالکان کو آٹھ سال کی مہلت دو کہ وہ اس عرصہ میں ایسے رقبہ جات کو محفوظ کریں اور اِن میں درخت لگائیں وغیرہ۔ غرضیکہ کمشنر صاحب نے میری تجویز مان کر اور سارے حالات سُن کر کہا جس طرح تم نے میری تسلی کرائی ہے اُسی طرح مشیر مال و چیف کنسرویٹر وغیرہ متعلقہ افسران کی بھی تسلی کرائی جانی چاہیئے۔ آخر افسران کی میٹنگ ہوئی تو میں نے مفصل حالات سُنائے اور میری تجویز منظور کر لی گئی مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ میرے وقت پر ڈٹے رہ جانے سے اور ملازمت کی پرواہ نہ کرنے سے کروڑوں روپے کی زمینوں سے مالکان قابضان کو ہاتھ نہ دھونا پڑا۔ اور وہ رقبہ جات بدستور اُن کے قبضہ میں رہے۔

میری اس کارروائی سے محکمہ جنگلات کو بڑا غم وغصہ تھا لیکن وہ کُچھ نہ کر سکتے تھے اور اس کا یہ اثر ہوا کہ جہاں کہیں محکمہ جنگلات یا محکمہ مال کی طرف سے محکمہ جنگلات کے دباؤ میں آ کر کسی گاؤں میں دیہاتیوں کے مقبوضہ رقبہ میں جبراً قبضہ کرنے اور جنگلات میں شامل کرنے کے لئے مشیر مال و کمشنر صاحب غرضیکہ گورنمنٹ کے پاس شکایت ہوتی تو مجھے اِس کام پر لگایا جاتا۔

کوئی انصاف کرنیوالا ہے یا نہیں؟:۔ تحصیل کوٹلی کے ایک دُور کے گاؤں پونچھ علاقہ کی حدود کے ساتھ ملتا تھا شائید تھکیالہ پڑاوا کا علاقہ تھا۔ قابضان مالکان کا رقبہ کو جنگل کا تصور کر کے محکمہ جنگل کی طرف قابضان کے نوتوڑ کرنے کے لئے محکمہ مال کے پاس شکایت کی اور ان پر علاوہ اُن کے رقبہ کے حاصل کرنے کے جرمانہ وغیرہ کر دیا تو انہوں نے آخری محکمہ مشیر مال صاحب کے پاس اپیل کی۔ تحصیلدار۔ وزیر وزارت، گورنر، اِن شکایت کنندگان کے برخلاف حکم دیتے رہے۔ کئی بار اُن کو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جموں حاضر ہونا پڑتا کبھی سرینگر مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی تو اس میں آ کر سائیلان نے کہا کتنا اندھیر ہے اس ریاست میں اتنا ظلم وستم، بے انصافی ہے۔ کیا کوئی بھی دیانتدار انصاف کرنیوالا ایماندار افسر ریاست میں نہیں؟ تو جنرل جنک سنگھ جی مشیر مال نے کہا اچھا جاؤ انصاف کرنے والا افسر وہاں پہنچیگا۔ میرے پاس اُن کی مثل بھیج دی گئی تا کہ میں تحقیقات کروں اور رپورٹ کروں۔ جب میں کوٹلی کے ڈیمارکیشن کے کام کے لئے دورہ کر رہا تھا، اس وقت میں بحیثیت اسسٹینٹ مہتمم بند وبست برائے پڑتال حد بندی جنگلات کام کرتا تھا تو میں نے پہلے معلوم کیا کہ ان کا کیوں فیصلہ نہیں ہوتا۔ کیا کسی نے موقعہ دیکھا اور موقعہ پر جا کر تحقیقات کی ہے۔ جب مجھے بتایا گیا کہ کوئی افسر موقعہ پر نہیں گیا اور نہ ہی رقبہ وکاغذات وغیرہ کو کسی نے دیکھا ہے۔

میں نے مقامی تحصیلدار سے پوچھا کہ وہ جگہ کوٹلی سے کتنی دُور ہے تو کہنے لگے کہ وہ جگہ کوٹلی سے سات آٹھ میل کے فاصلہ دریائے پونچھ کے جانب شمال کی طرف ہے۔ جب میں اُدھر روانہ ہوا تو درمیان دریائے پونچھ تھا۔ اگر کشتی کے راستہ جاتا تو آر یا پار جانے تک چار میل کا فاصلہ طے کرنا تھا۔ جبکہ وہ آدھ میل سے کم دوری پر تھا۔ میں دریا میں کود پڑا۔ اور نہایت دُشوار گذار پہاڑی راستہ کو طے کرتا ہوا، ۱۶ میل پر موقعہ پر شام کو پہنچا۔ وہاں پہنچکر معلوم ہوا کہ کسی افسر نے موقعہ نہیں دیکھا۔ اور سب فرضی اور جھوٹی رپورٹیں کرتے رہے اور اس پر حکم دیتے رہے۔ خیر میں نے تحقیقات کی اور موقعہ دیکھا بند وبستی کاغذات بھی دیکھے تو مجھے معلوم ہوا کہ جو رقبہ نوتوڑ کہا گیا ہے۔ یہ ان لوگوں کا اپنا مقبوضہ رقبہ ہے۔ اس پر محکمہ۔ جنگلات کا کوئی حق نہیں جنگلات کے نچلے ملازمان اور پٹواری، گرداور اور آفیسر تحصیل نے محکمہ جنگلات کا تصور کر کے بغیر موقعہ وتحقیقات کے نوتوڑ کندگان کو کافی دربدر کیا اور نقصان پہنچایا۔

جب میں نے مشیر مال صاحب کی خدمت میں رپورٹ کی تو انہوں نے اپیل کرنے والوں کو بُلا کر کہا کہ تمہاری اپیل منظور ہے۔ رقبہ تمہارا ہے۔ کوئی شخص اس پر قبضہ نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی ان کو کہا کہ بتاؤ کہ انصاف ہوا کہ نہیں؟ اور ہماری ریاست میں انصاف کرنے والا افسر ہے یا نہیں۔ وہ لوگ فخر اور خوشی سے میرے کام کی تعریف کرنے لگے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection-Jammu

دیکھنا یہ ہے کہ فرضی کاروائی و رشوت ستانی کرنے والے چھوٹے بڑے افسروں کی طرف سے اگر ایسی بے انصافی ہوتی ہے تو علاوہ رشوت ستانی کے یہ امر بھی کہ وہ سخت محنت و مصیبت برداشت کر کے سخت دشوار گذار سفر کر کے ایسے مقدمات اور شکایات کا موقعہ پر جلدی درست فیصلہ نہیں کرتے۔ اکثر وہ آرام طلب ہوتے ہیں اور ماتحتوں کی غلط بے بنیاد رپورٹوں پر انحصار کر کے فیصلے دے دیتے ہیں۔

اس عہدہ پر کام کرتے ہوئے کئی ایسے موقعے آئے کہ مجھے وہاں جان جوکھوں میں ڈال کر دور دراز برفانی پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا کر موقعہ دیکھ کر حد بندی کی پڑتال کرنی پڑتی اور کسی وقت ڈی۔ ایف۔ او (ڈویژنل فارسٹ آفیسر) جو خود پہاڑ نہ چڑھ سکتے مجھ پر زیادہ انحصار کرتے۔ چونکہ میں جموں پراونس میں محکمہ جنگلات کی طرف سے بے ضابطگیوں اور ڈیمارکیشن کے سلسلہ میں یک طرفہ کاروائیوں کا نوٹس لیتا اور ان کیساتھ اتفاق نہ کرتا تو جنگلات کا محکمہ مجھے موافق نہ پاتا۔

تبادلہء کشمیر:۔ فروری کا مہینہ تھا۔ سرینگر میں برف پڑی ہوئی تھی۔ مجھے وہاں تبدیل کیا گیا۔ میں نے بمعہ دو امریکن سیاحوں کے ایک موٹر کار کرایہ پر لی اور براستہ مری سرینگر کو چل پڑا۔ جب سٹی بنک مری میں پہنچے تو برف میں موٹر پھنس گئی۔ ہمیں واپس راولپنڈی آنا پڑا۔ پھر براستہ ایبٹ آباد روانہ ہوئے اور سرینگر پہنچے۔ وہاں ان دنوں ڈیمارکیشن کا کام نہیں ہوسکتا تھا اور نہ ضرورت تھی۔ مگر مجھے اِدھر اُدھر دوڑاتے اور جگہ جگہ تبدیل کرتے۔ نہ معلوم یہ عمل کیوں جاری رہا۔ جب دو ماہ کے بعد دھوپ نکلی اور موسم بہار شروع ہوا تو مجھے پھر جموں و میر پور ڈسٹرکٹ میں بھیجا گیا۔ جہاں آگ کی سی شدت کی گرمی پڑتی ہے۔

ملازمت ترک کرنا اور انقلابی فقیر کی حیثیت سے کام شروع کرنے سے پہلے تیاری کرنا عبادت ریاضت میں مصروف تا کہ تحریک آزادی میں ہر قسم کے عذاب، تکالیف کا مقابلہ کرسکوں:۔ میں پیچھے کہہ آیا ہوں کہ میری نوکری کی ابتدا ٹالبٹ صاحب کمشنر کے ساتھ بطور (

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

آفس نائیب تحصیلدار بندوبست) کا نفٹ پنشل کلرک کے شروع ہوئی۔ اس ڈیوٹی پر میں نے قریباً
Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu
سات سال کام کیا۔ اس کے بعد مجھے تحصیلدار بنایا گیا اور بعد میں سپیشل تحصیلدار مال و مجسٹریٹ درجہ اوّل ڈیمارکیشن کے کام کی پڑتال ونگرانی کرنے والا اسسٹنٹ سیٹلمنٹ آفیسر اور آخر میں وزیر وزارت (ڈپٹی کمشنر)۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں میں اپنے اعلیٰ افسروں کے اشارے پر ناچ نہیں سکتا تھا اور نہ ہی اس بیگار، رشوت ستانی، ظلم زیادتی، لوٹ کھسوٹ کے عہد میں، میں زندگی کے باقی دنوں کو ایسی ملازمت جس میں میرا وشواس نہیں رہا تھا۔ وقت ضائع کرنا چاہتا تھا۔ لہذا میں نے ۱۹۲۵ء میں ملازمت ترک کر دی اور فقیرانہ زندگی بسر کرنے اور دُکھی عوام کے ساتھ ہمدردی کرنے اور ان کے درد کی دوا تلاش کرنے کے لئے گھر بار، بال بچہ، بیوی، ماتا، پتا، بہن بھائیوں سب کو روتے چلاتے چھوڑ کر جنگلوں، پہاڑوں کی طرف نکل پڑا اور ساتھ ہی دھرم گرنتھوں اور گوروبانی میں سیوا بھاؤ پریم اور خدا کی یاد وسمرن بھگتی کی مہماں سُنتا رہا۔ ایسا کرنے کے لئے مجھے ایکانت کی ضرورت تھی۔ چنانچہ میں نے ایکانت کے دواڈے بنائے۔ ایک سردیوں کے لئے تِلو کے تالاب کے پاس ایک کُٹیا میں اور دوسرا گرمیوں کے لئے بٹوت کے نزدیک پتنی ٹاپ یا بار ہمولہ کے پاس ایک اونچی پہاڑی پر چلا جاتا۔

ایک دفعہ جب کہ میں سناسر کے جنگل میں بیٹھا تھا تو ان دِنوں مہاراجہ صاحب جو بیمار تھے بٹوت میں مقیم تھے۔ انہوں نے اپنا سیکریٹری اور نائیب تحصیلدار میرے پاس بھیجے کہ سنت بُدھ سنگھ سے جا کر کہو کہ سرکار کہتے ہیں کہ میرے لائق کوئی سیوا ہو تو بتائیں۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو انہیں مہیا کی جائے۔ میں نے کسی قسم کی مدد لینے یا چیز مانگنے سے انکار کر دیا۔ میں کسی سے مانگ کر کھانا اپنا دھرم نہیں سمجھتا تھا اور جو نوکری چھوڑی اس کے ساتھ ہی ٹھاٹھ باٹھ چھوڑا تو اب دنیاوی آدمیوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا میرے لئے پاپ تھا اور پھر جس مہاراجہ کی ملازمت ڈپٹی کمشنری چھوڑ دی اب اس کی امداد کا سہارا لینا قطعاً نامناسب سمجھتا تھا۔ جب ماتا پتا اور گھر والوں سب کو میرا یکلخت ملازمت ترک کر دینا سخت ناگوار گزرا اور انہیں سخت صدمہ محسوس ہوا۔ میرے واقف لوگ طرح طرح کے ریمارکس کرنے لگے ہر کوئی کہتا کہ بُدھ سنگھ کو کیا ہو گیا ہے۔ کئی دل جلے یہ بھی کہنے لگے کہ یہ تو پاگل ہو گیا ہے۔ بھلا کوئی چپراسی کی ملازمت

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection: Jammu

نہیں چھوڑتا۔ یہ چھوٹی عمر میں ڈپٹی کمشنر کے عہدہ کو ترک کرتا ہے۔ اور نہ صرف ملازمت ہی ترک کرتا ہے بلکہ گرہستھ کا بھی تیاگ کرتا ہے اور فقیر بن رہا ہے۔

اسی اثنا میں میری جس ماتا نے مجھے گورو کا دَر بتایا تھا اور سکھی عقیدہ اور گورو چرنوں پر پورن وشواس و شردھا قائیم کرنے کے لئے کہا تھا اور جس نے میرے سِکھ بننے پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا تھا۔ وہی ماتا میری تلاش میں گھر سے نکل پڑی اور ماسٹر موہن سنگھ (اپنے داماد) کو ساتھ لے کر پنجہ صاحب کے گوردوارہ میں پہنچ گئی۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ میں پنجہ صاحب گیا ہوا ہوں۔ انہوں نے دُکھ اور افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا کہ یہ تم نے کیا کیا ہے۔ ماتا پتا سے اجازت لیتے۔ اور انہیں اتنی بھاری تبدیلی کی وجوہات بتاتے تو اچھا تھا۔ میں نے زیادہ بحث کرنا مناسب نہ سمجھا۔ میں جانتا تھا کہ ماتا جی روحانی طاقت رکھتی ہیں۔ مگر اب ماتا کی ممتا کے بس میں ایسی باتیں کر رہی ہیں۔ میں نے زندگی کی دو حالتوں کا ذکر کیا:۔

زندگی کی دو حالتیں:۔ ایک حالت یعنی عہدہ، عزت، امیری، دولت اچھی کوٹھی موٹر گاڑی، عیش و آرام کے سامان۔ لذیز کھانے حکومت کا نشہ۔ بال بچوں کے لئے اعلیٰ تعلیم، ولائیت سے ڈگری لانا، بڑا افسر بننا، عورت سونے اور زیورات سے لدی ہوئی۔ نوکر، چاکر۔ مگر ان سب دنیاوی چیزوں جاہ وجلال کے ذہنی تکلیف، بے چینی، دل و دماغ کی پریشانی اور قلبی راحت وشانتی کا نہ ملنا، موہ مایا کے چکر میں پھنس کر اصلی مقصد زندگی نشکام سیوا کا خیال نہ کرنا۔ اور افسران کی خوشامد، ڈر خوف اور غلام زندگی بسر کرنا اور دیکھتے ہوئے کہ ظلم ہو رہا ہے، بے انصافی ہو رہی ہے۔ چُپ رہنا جو بڑا مشکل ہے۔

دوسری طرف۔ تیاگ، تپ، ریاضت، عبادت سمرن، ایکانت، ہر کسی کا بھلا چاہنا اور پریم کی کھیل میں ہتھیلی پر رکھ کر گورو جی کے سامنے حاضر ہونا اور غریبوں، مظلوموں، بھُوکے ننگے، نادر و اچھوت لوگوں سے نہ صرف اظہار ہمدردی بلکہ اُن کی سیوا کا کام کرنا خواہ اس میں کتنی ہی مصیبت و تکلیف کیوں نہ اٹھانی پڑے۔ اور ظلم ایتاچار، پاپ گناہ کے اسباب جن سے جنتا ستائی جاتی ہے کو دُور کرنے کا کام کرنا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Modkerji IFS (Retd) Collection Jammu

چنانچہ گورو صاحب تو نیچوں، اچھوتوں، دیوں غریبوں دکھوں کے سکھوں کی خبر لینے۔ اُن کو گلے لگانے کا اُپدیش دیتے ہیں۔ ''نانک نیچوں کے سنگھ ساتھ بڑیوں سے کیا ریس۔ جتھے نیچ سنبھالئے اُتھے نظر تیری بخشیش''۔ غرضیکہ اس راستہ پر چلنے سے سُکھ آنند روحانی خوشی گورو کرپا کا پراپت کرنا اور اطمینان قلب شانتی کا حاصل ہونا اور سربت کا بھلا چاہنے اور عملاً ایسی ارداس کرنے کے لئے اپنے آپ کو نشکام سیوا میں لگا دینا ہی۔ ''سیوا کرت ہووے نہ کامی تسکو ہوت پراپت سوامی''۔

سیوک کو سیوا بن آئی۔ حکم بوجھ پرم پد پائی۔'' ان گورو واکوں پر عمل کرنا ہی مقصد زندگی ہے۔ اِسی کو میں سِکھ دھرم سمجھتا ہوں۔ میں نے ماتا جی کو کہا کہ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ مُجھے کون سا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایک تو آپ مجھے جنم دینے والی ماتا ہیں۔ اور دوسرے مجھے گورو کے چرنوں میں لانے سکھی دھرم قبول کرنے کے لئے اپنی روحانی طاقت کا معجزہ دکھا چکی ہے۔ اب حکم کریں کہ میرے لئے کون سا راستہ کلیان کاری ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ گرہستھ میں رہ کر سکھی دھرم پر عمل کرتے تو اچھا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ فرماتی تھیں کہ آپکو ایک سنت مہاتما نے کہا تھا کہ'' ماتا تمہارے دو بیٹے ہوں گے۔ دونوں سکھ بنیں گے۔ ان میں سے ایک سنت فقیر ہوگا''۔ تو اب آپ مجھے گرہستھ میں کیسے رکھ سکتی ہیں۔ کیونکہ میرا دل دماغ جسم و جان اور زندگی کا آئیندہ پروگرام اور جو کام نشکام سیوا کا میرے سپُرد ہوا ہے۔ اس بات کے بالکل برخلاف ہے کہ میں صرف اپنے بال بچہ و گرہستھ کا پہرہ دوں، صرف انہی کا فکر کروں اور دوسرے لاکھوں کروڑوں دُکھیوں جن کو حیوانوں کی طرح ظالم لالچی لوگوں نے دبا کر رکھا ہے۔ اُن کا فکر نہ کروں۔ یہ کام مجھے کرنا ہے مگر بغیر قربانی اور سر دھڑ کی بازی لگانے اور پریم کی کھیل میں سر ہتھیلی پر رکھ کر سیوا کے لئے میدان میں آئے ممکن نہیں ہے۔ ماتا جی آپ تو بڑی گیان وان ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سکھ ''سنت سپاہی'' ہوتا ہے۔ اب آپ مجھے خوشی سے اجازت دیں گی اور جبکہ آپ میرے بال بچہ پریوار کا فکر کر رہی ہیں۔ اُن کو آپ کا اچھا ساتھ ملا ہوا ہے۔

''جیا جنت سب تدھ اُپائے — سرب چنت تدھ پاسے
جو تدھ بھاوے سوئی چنگا — اِک نانک کی ارداسے
سب کچھ کیا تیرا ہووے — ناہیں کچھ اساڑا جیو''

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ماتا کی آگیا:۔ بس پھر کیا تھا۔ ماتا جی نے فرمایا کہ میں پڑھی لکھی ہوں میرا سکھی جیون ہے اور مجھ پر گورو کی کرپا ہے۔ میں دل پر پتھر رکھ کر ماتا کی ممتا کے جذبہ اور موہ مایا کو چھوڑ کر تیری کلیان کے لئے اور تمہاری زندگی تمام دُکھیوں کی سیوا میں صرف ہونے کیلئے خوشی سے اصلی جیون گور سکھی کا بنانے کے لئے اجازت دیتی ہوں۔ یہی راستہ ٹھیک ہے اور سچا ہے۔ جو تم نے اختیار کیا ہے۔ اب میری کچھ باتیں تم منظور کرلو:۔

ا۔ جس طرح تم نے میری تسلّی کی ہے اور سارے حالات بتائے ہیں۔ اِس طرح اپنے پتا جی کی جو آریہ سماجی ہیں اور سخت دُکھی ہیں۔ اُن کو بھی سہارا دیں اور اُنہیں سمجھائیں۔ (میں نے ہر چند کوشش کی کہ اس حکم کی تعمیل سے کسی طرح بچ جاؤں کیونکہ یہ کام بہت مشکل تھا مگر ماتا نہ مانی آخر میں مان گیا کیونکہ ماتا کا حکم تھا اور ''ماتا پتا کی اسیں'' بھی کچھ اثر رکھتی ہے) ماتا جی نے کچھ آخری باتیں مجھے کہیں اور مختصراً اُپدیش دیا کہ:۔

۲۔ جب تک میں زندہ ہوں مجھے کبھی کبھی درشن ضرور دینا۔ زیادہ نہ ہو سکے تو سال میں ایک دفعہ اور پھر میں جب آپ کو بلاؤں، آجایا کرو۔

۳۔ مانگ کر نہ کھانا۔ مزدوری کر لینا ٹوکری اُٹھا لینا۔ کرت کمائی محنت کرنی۔ مگر کسی سے کچھ نہ مانگنا۔

۴۔ گورُدوارہ کا پیسہ نہ لینا۔ اور نہ ہی مُفت لنگر چھکنا۔ جب تک لنگر میں ڈیوڑھا، دُگنا داخل نہ کرو یا گھالنا کی سیوا نہ کرلو۔

۵۔ من بانی میں لگا رکھنا۔ یہ نہیں کہ دل میں کچھ اور من میں کچھ اور۔ اور پھر ماتا نے یہ گوردواک سُنائے:۔

''جن من ہور مُکھ ہور سے کاہڈے کچیا''۔ تھائیں نہ پائی کوڑ ہار مُنہ کالے دوزخ چلیا۔''

''حق پرایا نانکا اُس سُور اُس گائے۔ گور پیر ہاماں تاں بھرے جاں مُردار نہ کھائے''۔

''جے رت لگے کپڑیں، جامہ ہوئے پلیت۔ جورت پئے مانساں تن کیوں نرمل چیت۔''

''سب کو میت ہم اپنا کینا۔ ہم سبھناں کے ساجن''

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji RSS (Regd) Collection Jammu

''سچے نچھی مال مدیں کی اُدھ سے باہرا جیو۔''

''نانک آکھے راہ پہ چلنا۔ اسیہ مال دھن کہاں کو سنچا ہی''۔

نانک نیچوں کے سنگ ساتھ بڈیوں سے کیا ریس۔

''جتھے نیچ سنبھالیں اُتھے ندر تیری بخشیش۔''

''نکیاں وڈیاں ماواں بھنیاں دھیاں جانے۔''

ماتا کے دل میں مجھے فقیرانہ حالت میں دیکھ کر شائید کچھ خیال آیا ہو۔ مگر انہوں نے پھر کبھی مجھے فقیری ترک کرنے کو نہیں کہا۔ ہاں ایک دفعہ جب میں میر پور گیا تو شائید میری بیوی بچوں کے تنگ کرنے پر وہ اُن کو لا کر میرے پاس کے کمرے میں آئیں اور کہنے لگیں۔ ''دیکھو تم ان کو چھوڑ گئے ہو۔'' میں نے کہا۔'' ماتا میں نے اِن کو کب چھوڑا۔ انہوں نے مجھے چھوڑا ہے۔ آزادی کے لئے قربانی دینے کیلئے میرے ساتھ جنگلوں، غاروں، اونچے پہاڑوں پر چلیں۔ یہ تو خود پکے مکانوں کو اور آپ کے زیر سایہ سکھوں کو تیاگ کر میرا ساتھ نہیں دیتے۔

پنجہ صاحب کی یاترا:۔ ملازمت چھوڑ کر جموں شہر کے باہر میں ایک جگہ تلو کے تالاب کے پاس ایک کٹیا بنا کر بیٹھ گیا۔ شری پنجہ صاحب کا منیجر سردار ترلوک سنگھ جو بڑا لائیق اور

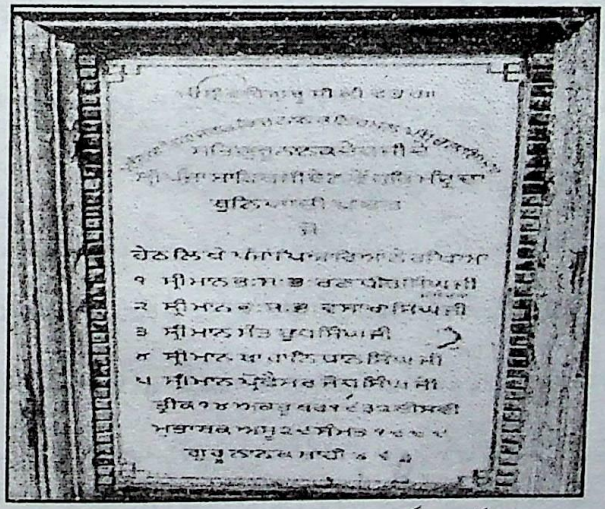

سنگِ بنیاد گوردوارہ شری پنجہ صاحب

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

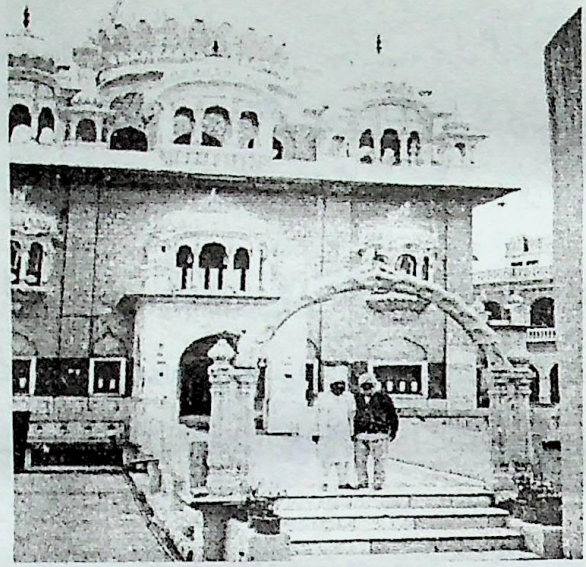

گوردوارہ سری پنجہ صاحب جس کا سنگِ بنیاد پانچ پیاروں نے رکھا جن میں سردار بُدھ سنگھ جی بھی شامل تھے۔

مِلنسار تھا۔ پنجہ صاحب کے بیساکھی کے میلہ پر لنگر کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کے لئے جموں آیا تو کئی سِکھوں نے اُسے بتایا کہ بُدھ سنگھ ڈپٹی کمشنر کی نوکری چھوڑ کر فقیر بن گیا ہے اور وہ تلو کے تالاب کے پاس کُٹیا میں رہتا ہے۔ اگر وہ آپ کے ساتھ ہو تو کافی چندہ آسکتا ہے۔ چنانچہ منیجر صاحب میرے پاس آئے۔ میں اپنے باغیچہ میں جو پھل پھول کے پودے لگائے تھے اُن کی گوڑی کر رہا تھا۔ اور میرے ہاتھ پاؤں مٹی، کیچڑ سے لت پت تھے۔ دُور سے گورسکھ کو آتے دیکھا تو کیٹا سے چٹائی نکال کر باہر بچھادی اور فتح بلا کر اُنہیں بیٹھنے کے لئے کہا۔ وہ کہنے لگے مجھے سنت بُدھ سنگھ سے ملنا ہے۔ جلدی بتایئے وہ کہاں ہیں۔ اُن سے ایک ضروری کام ہے۔ میں نے کہا بیٹھو۔ درشن دو۔ وہ کہنے لگے میں نے گاڑی میں جلدی جانا ہے۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔ ''میں ہی بُدھ سنگھ ہوں۔ فرمائیے کیا حکم ہے''۔ بس اتنا کہنا تھا کہ وہ چپ چاپ میرے پاؤں پر گر پڑے اور اُن کے نین (آنکھیں) جل بھر آئے کہنے لگے کچھ کام نہیں ہے۔ درشن سے کام پُورا ہو گیا ہے۔ میری اُس وقت کی

بعد از دریافت اِنکا نام بابا ندھان سنگھ جی معلوم ہوا ہے اور سنگِ بُنیاد رکھنے کی تاریخ ۱۴، اکتوبر ۱۹۳۲ء بروز شکروار معلوم ہوئی۔ (از ڈاکٹر کلونت سنگھ) یہ نوٹ صفحہ 54 کے نیچے پڑھا جائے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

حالت کا نہ معلوم اُن پر کتنا اثر ہوا۔ شائید اتنا بڑا عہدہ چھوڑ کر فقیری اختیار کرنے سے اُن کو تعجب آیا ہو۔ جب بیساکھی کا میلہ آیا تو منیجر صاحب کا مجھے تار آیا کہ آپ پنجہ صاحب آئیں۔ میری بھی خواہش تھی۔ پنجہ صاحب کے درشن کرنے کی۔ میں وہاں پہنچا گوردوارہ کمیٹی نے میری بڑی عزّت کی۔ اور مجھے یاتریوں کے مقدمے و جھگڑے نپٹانے کے لئے سیوا سپرد کی۔ ماتا جی بھی اسی سال وہاں پہنچی تھی۔

ٹٹیوں کی صفائی، کوڑا کرکٹ صاف کرنیکا انتظام:۔ جب میں باہر کھیتوں میں گیا تو دیکھا کہ ہندو سکھ عورتیں درجنوں کی تعداد میں کھلے میدان میں پاخانہ کرنے بیٹھی ہیں۔ مجھے بڑی شرم آئی کہ یہ کیا بُرا رواج ہے۔ انہیں دیکھ کر وہاں ایک دو پٹھان سخت آواز میں گالیاں دے رہے تھے۔ اس پر میرا سر ندامت سے جھک گیا۔

میں نے کمیٹی میں کہا کہ میں اپنے لئے خود سیوا مانگوں گا۔ وہ خوش ہوئے۔ جو حکم کریں۔ میں نے کہا کہ ٹٹیوں کی صفائی کی سیوا کروں گا۔ میں نے جگہ جگہ جو کوڑا کرکٹ اور گندگی کے ڈھیر تھے اُن کو بھی صاف کرنے کی سیوا لے لی۔ اب میں اور میرے ساتھ عملہ صفائی صبح سے شام تک اس سیوا میں لگے رہتے۔ پہلے تو کمیٹی یہ سیوا مجھے دینے کو تیار نہ تھی۔ وہ کہنے لگے کہ اتنا غلیظ اور صفائی کا کام آپ جیسے سنت مہاتما کو ہرگز نہیں دیا جا سکتا مگر جب میں نے عرض کیا کہ مُجھ سے اس قسم کی مائیوں، بہنوں کی بے عزتی برداشت نہیں ہو سکتی۔ میری، مانو تو ابھی زنانہ و مردانہ ٹٹیاں بنانیکی منظوری دو۔ چنانچہ منظوری دی گئی۔ دو تین ہی دنوں میں ٹٹیاں بن گئیں۔ پرنالے لگ گئے۔ راستے بن گئے۔ اور باقاعدہ دن میں دو چار دفعہ صفائی ہونے لگی مُجھے بتایا گیا کہ جب ڈپٹی کمشنر اور پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ وغیرہ افسران وہاں آئے تو صفائی دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور ان کو منیجر صاحب نے بتایا کہ اُن کے عہدہ کا ہی ایک ڈپٹی کمشنر ملازمت چھوڑ کر فقیر بن گیا ہے۔ اور یہ اُسی کا کام ہے وہ میری تلاش کرنے لگے لیکن میں کسی سے علیحدہ نہیں ملتا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ یہ کام کوئی خاص قربانی کا نہیں یہ میرا فرض ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

پنجہ صاحب کی ایک اور یاترا:۔ جموں آنے کے بعد دوسرے یا تیسرے سال پھر ایک تار آیا کہ پنجہ صاحب ہری مندر کو از سر نو تیار کرتا ہے۔ اس کی بنیاد رکھنی ہے۔ بنیادی پتھر رکھنے کے لئے سارے ہندوستان و پنجاب کے سکھوں سے جو پانچ پیارے چُنے گئے ہیں۔ اُن میں ایک آپ ہیں۔ میں نے ہر چند انکار کیا اور لکھا کہ میں گیانی۔ اُپدیشک نہیں ہوں۔ نہ ہی دھارمک آگو ہوں۔ صرف سیوا دار ہوں۔ نہ معلوم کیوں مجھے لوگ سنت گیانی کہتے ہیں۔ میں تو ابھی سکھی کا اُمیدوار ہوں۔ میرا نام کاٹ کر کسی اور یوگ سجن کو میری جگہ لے لیا جائے۔ انہوں نے اور پنجاب کے گور سکھوں نے میری درخواست منظور نہ کی۔ اور مجھے پانچ پیاروں میں منتخب کیا گیا۔

خیر یہ داستان لمبی ہے کہ کس طرح سنگتیں پنج پیاروں کے درشنوں کے لئے بیتاب دوڑتی تھیں۔ اور ہر ایک ہم لوگوں کے پاؤں چھونے اور نعرے لگانے کو اپنا دھرم سمجھتا۔ ایک میل کا فاصلہ طے کرنے میں کافی وقت لگا۔ اس قدر گرد و غبار کہ آنکھیں۔ منہ۔ سر اور سارا جسم مٹی مٹی ہو گیا۔ اب اگر منہ بند کرتے ہیں اور کپڑا رکھتے ہیں تو درشن کے ابھلاشی اعتراض کرتے ہیں اور مجبور کرتے ہیں۔ کہ درشن دو عجیب کیفیت تھی۔ ایک قدم چلنا بھی دشوار تھا۔

گو بظاہر تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ مگر شردھالوؤں اور سنگتوں کے اُوتسا۔ شردھا پیار اور سکھی صدق کا جو پنج پیاروں کے لئے وہ دل میں رکھتے۔ دیکھ کر دِل باغ باغ ہو رہا تھا۔ اور بے اختیار منہ سے نکلتا تھا۔ ''دھن سکھی ہے۔ دھن گورو کے ساجے نواجے پنج پیارے''۔ جن کی عظمت اور قربانی اور گورو پر مکمل بھروسہ و شردھا کا یہ نظارہ ہے۔

میں اپنے اتنے بڑے شردھالووں سے دُور بھاگنے کی کوشش کرتا ہوا، رات کو ایک چٹائی لے کر ولی قندھاری کی پہاڑی پر ایک بڑے پتھر کے نیچے سو جاتا۔ جب بُنیاد رکھی گئی تو بڑا بھاری دیوان ہوا۔ اُس وقت پانچ پیاروں نے کچھ کچھ کہنا تھا۔ یہ پانچ پیارے تھے۔

(۱)۔ سنت رندھیر سنگھ جی۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

(۲)۔سنت بیسا کھا سنگھ جی۔(انہیں پھانسی کی سزا ہوئی تھی۔ جو بعد میں منسوخ ہوئی)۔

(۳)۔پرنسپل جودھ سنگھ جی۔

(۴)۔ایک گورمکھ جن کا مجھے نام یاد نہیں۔(اُنہوں نے ۲۴ سال جیل کاٹی تھی)۔

(۵)۔بُدھ سنگھ۔

میری جب بولنے کی باری آئی تھی تو میں نے بھائی جودھ سنگھ جی کو کہا کہ میں بڑی بڑی بلڈنگز بنانے کے خلاف ہوں۔ یہاں ہر قسم کی صنعت وحرفت کی سکھلائی وتعلیم کا انتظام ہونا چاہیئے۔ سکھی کا پرچار ہو اور ہر غریب امیر کو بلا لحاظ مذہب وملت ست گورو کے دربار میں ہر طرح کا سُکھ زندگی کا سامان میسر ہو واچھی ودیا ملے۔ وغیرہ۔ بھائی جودھ سنگھ نے کہا کہ آپ نہ بولیں۔ میں تقریر کروں گا۔ اس موقعہ پر ایک رسمی سروپا اور ایک سند شیشے میں مڑھی ہوئی گورودربار سے مجھ داس کو بخشی گئی۔ اور جو سنگ مرمر کا پتھر لگایا گیا۔ اُس میں میرا نام بھی پانچ پیاروں میں ''سنت بدھ سنگھ کشمیر والا'' لکھا ہے۔

پھر پنجہ صاحب کے درشنوں کا موقع نہیں ملا۔ بڑی بدقسمتی ہے کہ پاکستان بننے کے بعد ہم لوگ اس بے نظیر گوردوارہ کے درشن سے محروم ہیں۔ جب میں نے پنجہ صاحب کا سارا حال ماتا جی کو سنایا اور اُن کو سروپا اور سند پیش کی تو نہایت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ آج واقعی مجھے معلوم ہوا کہ سنت مہاتما کا واک سچ تھا کہ تمہارا ایک بیٹا سنت ہوگا اور تمہاری کُکھ سپھل ہوگئی۔

پتا جی کی تسلی کرانے کا کام:۔ ماتا جی کی تسلی کرانے کے بعد حسب وعدہ پتا جی کی تسلی کرانی تھی۔ اُن کے غم وغُصہ کو دُور کرنا تھا۔ چنانچہ جب میں ماتا جی کے بلانے پر میرپور گیا تو پتا جی جو خود وکیل تھے بمعہ دو تین دیگر آریہ سماجی وُکلا کے مجھ سے پوچھنے لگے۔ جی آپ وید شاستر کے برخلاف کیسے گھر وملازمت چھوڑ کر چلے گئے۔ ابھی تو آپ کی عُمر چھوٹی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ میرے پتا جی اور دوسرے میرے بزرگ ہیں۔ میں آپ کے سامنے کیا بحث کر سکتا ہوں۔ شائید آپ ناراض ہو جائیں گے۔ کہنے لگے کہ نہیں ہم سمجھنا چاہتے ہیں کہ کس دھرم شاستر کے اُنسار تم نے ایسا کیا۔ میں نے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

پوچھا کہ کس دھرم شاشتر کے برخلاف میں نے عمل کیا ہے۔ کہنے لگے۔ منو دھرم شاستر کے خلاف۔ میں نے کہا۔ منو کے مطابق یہ ٹھیک ہے کہ پہلے ۲۵ برس تعلیم۔ ۲۵ سے ۵۰ تک گرہستھ پھر ۷۵ تک بان پرستھ اور ۷۵ سے ۱۰۰ سال کی عمر تک سنیاس۔ مگر جس زمانہ میں منو جی مہاراج نے یہ دھرم شاستر بنایا تھا۔ اُس وقت انسان کی عُمر اوسطاً ۱۰۰ برس تھی اور اب اوسط عُمر بمشکل ۳۵ سال ہے۔ آپ میری کُل عُمر ۵۰ لگالیں۔ اس کے مطابق چار حصے کر دیں۔ تو آپ دیکھیں گے کہ میں نے جو قدم اٹھایا ہے۔ وہ درست ہے۔ مجھے تو اب جنتا کی سیوا کے لئے سنیاسی ہو جانا چاہیئے۔ اور آپ کے کہنے کے مطابق تو مجھے ساری عمر گرہستھ میں ہی رہنا چاہیئے۔ اور اپنی کلیان کاری مکتی وایشور بھگتی۔ لوک سیوا کے لئے مجھے کچھ وقت نہ ملنا چاہیئے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

ہم آدمی ہاں اک دمی مہلت مہت نہ جانا۔

نانک بنوے تسے سریو وجا کے جیو یرانا ''گورونانک''

آپ مجھے لکھ دیں کہ میری عُمر ایک سو برس ہوگی اور اس بات کی ضمانت یعنی گارنٹی دیں۔ پھر میں پچاس برس تک گرہست میں ہی رہوں گا۔ اور کام کاج کرونگا ورنہ یہ زبانی بحث بے معنی ہے۔

اس دلیل پر وہ لاجواب ہو گئے۔ پھر میرے والد صاحب نے بڑے زوردار لہجہ میں کہا۔ تم نے کیوں جلدی میں سب کچھ چھوڑ دیا۔ میں نے عرض کیا کہ عام جنتا دُکھی ہے لوگ مظلوم ہیں۔ دُکھی ہیں۔ غریب ہیں۔ بیمار ہیں۔ کمزور ہیں۔ اُن پر بڑا ظُلم ہو رہا ہے۔ اُن کی سیوا کرنے اور ظُلم زیادتی ولوٹ کھسوٹ سے بچانے کے لئے اور اُن کو آسودہ صحت مند انسانی زندگی بسر کرنے کے قابل بنانے کے لئے فقیر بن گیا ہوں۔ کہنے لگے کیا تمہارے بال بچے نہیں۔ میں نے کہا۔ ہیں۔ مگر میں اُن کو تمام ملک کے بچوں میں شامل سمجھتا ہوں۔ جب سب کا بھلا مانگوں گا سب کو موجودہ دُکھوں۔ غربت و بیماری۔ جہالت اور زور و جبر جو اُن پر ہو رہا ہے سے خلاصی دلاؤں گا۔ تو اس میں میرے بال بچے بھی آجائیں گے۔ جب دوسروں کو فائدہ ملے گا۔ اُن کو بھی فائدہ مل جائے گا۔ انسان سیوا و خدمت خلق کے لئے بنایا گیا ہے۔ پھر وہی باتیں جو ماتا جی کے ساتھ کی تھیں جن سے اُن کی تسلی ہوئی تھی۔ وہی پتا جی سے کیں۔ مگر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

وہ وکیل تھے۔ انہیں یہ باتیں پسند نہ آئیں۔ کہنے لگے کیا تم نے دُنیا کے غریبوں۔ دُکھیوں بیماروں کی سیوا کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ سب کوئی اپنے اپنے کرموں کا پھل بھگت رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ آپ ناراض نہ ہونا۔ آپ کئی سالوں سے چارپائی پر ہیں۔ اور گووٹ کی بیماری میں مُبتلا ہیں۔ آپ کی آواز سنتے ہی سب چھوٹے بڑے۔ لڑکے، لڑکیاں آپ کو کھانا کھلانے اور سیوا کرنے کے لئے دوڑے آتے ہیں۔ آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اس پر بھی آپ کئی دفعہ سخت ناراض ہو جاتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ اگر کوئی نزدیک آجائے تو اُسے دھپڑ وغیرہ بھی لگا دیتے ہیں۔ آخر ہم نے کیا پاپ یا بُرے کرم کئے ہیں کہ ہم کو سزا دی جائے۔ اگر یہ درست ہے کہ ہر دُکھی بیمار اپنے کرموں کا پھل بھوگ رہا ہے۔ تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم آپ کی چارپائی گھر سے باہر چھوڑ آئیں۔ اور آپ کو کرموں کا پھل بھگتنے دیں۔ وہ کہنے لگے۔ وہاں تو میں فوراً مر جاؤں گا۔ میں نے کہا آپ تو کرموں کا پھل بھگتنے کے لئے تیار نہیں اور دوسروں کی مدد چاہتے ہیں اور دوسروں کے لئے چاہتے ہیں کہ وہ کرموں کا پھل بھگتیں اور کوئی ان کی سیوا یا مدد نہ کرے۔

یہ سُن کر اُن کی سمجھ میں کچھ فرق پڑا میں نے عرض کیا کہ کرم کا پھل اچھا یا بُرا پرماتما کے قدرتی قانون واصول کے مطابق ہر کسی کو ملنا ہے۔ مگر وہ انسان جو دھرم والا رحم دل۔ محبت پریم وانسانی ہمدردی وسیوا کا مادہ رکھتا ہے۔ اُس کا فرض اور دھرم ہے کہ کسی دکھیا۔ بیمار کی سیوا کرے۔ اسی لئے سب مہاتماؤں۔ گوروؤں۔ پیغمبروں۔ اوتاروں نے تاکید کی ہے کہ ہر پرانی کی سیوا کرو۔ اور اس کا بھلا چاہو۔ سب سے ہمدردی پیار کا برتاؤ کرو۔ سب کو سُکھ پہنچاؤ۔ اور اُن کی خبر گیری کرو۔ چنانچہ ہزاروں ہسپتالوں اور آشرموں میں جا کر ڈاکٹر اور مشنری لوگ سخت تکلیف اُٹھا کر انتہائی قربانی و تیاگ کا ثبوت بیماروں دُکھیوں کے علاج کے کام میں دن رات سیوا کرتے ہوئے دے رہے ہیں۔ یہی ایک اعلیٰ اور عملی دھرم ہے۔ یہی انصاف وحق پرستی واصلی عبادت وبھگتی والا کام ہے۔

"یہی ہے عبادت۔ یہی دین وایماں
کہ کام آئے دُنیا میں انسان کے انسان"

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

گورو واک:۔ بردھ بھیا او پر ساک سین، مُکھ اُپیاؤ بیٹھ کو دین

اُیہہ نرگن گُن کچھو نہ بوجھے۔ بخش لیو تو نانک **سیجے**۔

خیر پتا جی کی تسلی ہوئی یا نہیں۔ کیونکہ اُن کے دِل کی کیفیت کا مجھے علم نہیں۔

ماتا جی کی روحانی طاقت:۔ جب کبھی ماتا جی نے مجھے بُلانا ہوتا تو میری لڑکی کو جو اُن کے پاس تھی کہتی کہ چاچا جی کو چٹھی لکھو۔ ابھی وہ تاریخ و بمقام ہی درج کرتی کہ ماتا جی اسے کہتے کہ اسے چھوڑ دو۔ چٹھی لکھ دی ہے۔ مجھے اطلاع ہو جاتی اور میں اُن کے درشن کے لئے چلا جاتا۔ ایسا کئی سال ہوتا رہا۔

ایک دفعہ جبکہ میرا بھائی میر پور میں تحصیلدار تھا اُس نے جموں تار بھیجا کہ ماتا بیمار ہے جلدی آؤ میں نے بھائی کے لڑکے کو کہا کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ ماتا بیمار ہو۔ کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ مُجھے ضرور یاد کرتی اور مُجھے حسب معمول اطلاع پہنچ جاتی۔ خیر میں چل پڑا ماتا جی کے درشنوں کو۔

میرے پاس پیسہ نہ تھا کرایہ دینے کے لئے۔ اور میں اُن دِنوں پیدل ہی چلا کرتا تھا میں نے چھوٹا سا بستر ہ اُٹھا لیا۔ اور ایک سو میل کا سفر طے کر کے براستہ اکھنور۔ بھمبر میر پور پہنچا۔ میرے پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔ پاؤں زخمی ہو گئے۔ جب ماتا جی کو ست سری اکال کی اور اُن کے پاؤں چھوئے تو وہ حیران ہو گئے۔ کہنے لگے آپ خود بخود کیسے آ گئے۔ میں نے کوئی نہیں بُلایا۔ میں ٹھیک ہوں۔ معمولی کسی وقت شریر کو تکلیف ہو جاتی ہے۔ میں نے بتایا کہ بھائی صاحب کی تار گئی تھی کہ ماتا جی بیمار ہیں۔ وہ بھائی صاحب پر سخت ناراض ہوئیں کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا اور مجھے ایک سو میل پیدل سفر کرنے کے لئے مجبور کیا۔

میں واپس جموں چلا آیا۔ کچھ ہی دنوں کے بعد ماتا جی نے یاد کیا۔ میں وہاں پہنچ گیا۔ دیکھا کہ وہ بیمار ہیں۔ اور دکھی ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگیں ''سنت جی ارداس کرو کہ میری موت ہو جائے۔ میں سخت تکلیف میں ہوں''۔ میں نے کہا ماتا جی میں سنت نہیں ہوں۔ آپ کا وہی بچہ ہوں ''بدھو'' وہ بولیں''

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نہیں تو سنت ہے۔ مجھے پہلے ہی ایک مہاتما نے کہہ دیا تھا کہ تیری ارداس سنی جائے گی''۔

میں نے کہا ماتا جی وہ کون نالائق اور پاپی بچہ ہے جو اپنی ماں کے لئے اس کی موت کی ارداس کرے مجھ سے آپ یہ کیسے اُمید رکھتی ہیں آخر کیوں آپ ایسا کہتی ہیں۔ واہگورو پر بھروسہ رکھو۔ بانی پڑھو۔ کہنے لگی کہ بڑھاپے میں تکلیف اور بیماری کے وقت دُکھ درد برداشت نہیں ہوسکتا۔ تو میں نے کہا۔ ماتا جی آپ گیان وان ہیں۔ آخر اپنے کرموں کے مطابق سُکھ دُکھ بھوگنا ہے اور حساب دینا ہے۔ اگر کوئی ایسا کرم باقی رہ گیا ہے جس کی سزا سے آپ کو دُکھ ہو رہا ہے تو اسی جنم میں لیکھا دے دو۔ تو اچھا ہے۔ ورنہ یہ اگر باقی رہ گیا تو صرف اس کے لئے پھر جنم دھارنا پڑے گا۔ پھر زیادہ عذاب ہوگا۔ اگر اس بوڑھے جسم سے جو چند دِن کا مہمان رہ گیا ہے حساب بے باق ہو جائے تو اچھا ہے پھر آپ مُکت ہو جائیں گی۔ کہنے لگیں۔ کہ تکلیف بڑی ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اچھا دیکھو کہ آپ کی یہ تکلیف جلدی دُور ہو جائے گی۔ وہ کہنے لگیں۔ کس طرح؟ میں نے کہا کہ آپ مخدوب حالت میں دکھ درد سے چھوٹ جائیں گی۔ جیون مُکت ہو جائیں گی آپ کو شریر کی کوئی ہوش نہ رہے گی۔ نہ کسی قسم کی تکلیف رہے گی۔ اب میں جاتا ہوں۔ گورو سہائی ہووے۔ ساودھان رہو۔ اب دُکھ نہیں ہوگا۔ اس خاکی جسم و جان کا موہ تیاگ دو۔ میں نے ماتا جی کے چرنوں پر سر رکھا اور کہا۔

''سُکھ دُکھ دونو سم کر جانو اور مان اپمانا''۔

آخری درشن کرتے ہوئے میں نے کہا کہ آخری وقت آنے سے پیشتر آپ تکلیف۔ دُکھ، درد سے مُکت ہو جائیں گی۔ اور اب آپ کی۔ رُوحانی تار مجھے نہیں مِل سکے گی۔ اس لئے آپ کے انتم سمے میں نہیں آسکوں گا۔ اب آخری پرنام کرتا ہوں۔ ست سری اکال بلاتا ہوں اور جا رہا ہوں۔ پس پھر جتنے دن یا مہینے وہ جیتے رہے بالکل بے سُدھ مست مکت کی حالت میں رہے۔ اور چل بسے۔ میں تو پہلے ہی رُخصت ہو آیا تھا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ڈوگرہ سبھا کا (پردھان) صدر منتخب ہونا

میں فقیرانہ زندگی کے ساتھ ساتھ اس بات کی تلاش میں تھا کہ ایسی سبھا۔ سوسائیٹی۔ پریس یا پلیٹ فارم مل جائے۔ جس کے ذریعے عوام کا دُکھ درد اور اُن کی آواز دوسروں تک خاص کر حکومت کے کانوں تک پہنچا سکوں۔ مجھے تعجب ہوا اور خوشی بھی کہ جموں کے کئی معزز ڈوگرہ بھائیوں نے جن میں سب کے سب مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے وفادار تھے۔ مگر بارسوخ اور باہر کے دیہاتی لوگوں سے بھی تعلق رکھتے تھے۔ اور اُن پر ہو رہے ظلم اور لوٹ کھسوٹ سے واقف تھے۔ مجھے ڈھونڈ نکالا۔ چانچہ میں تین دفعہ ڈوگرہ سبھا جموں کا مختلف اوقات میں صدر منتخب ہوا۔ ڈوگرہ بھائیوں نے اور دیگر عوام نے بلا لحاظ مذہب وملت مجھے موقع دیا کہ میں اصل علاج تمام بُرائیوں کا بتاؤں اور جو تکالیف ونقصانات رعایا کو ہو رہے ہیں اور جو مشکلات ان کے راستہ میں حائل ہیں اُن کے دُور کرنے کی اپیل کروں۔

میں نے اپنے خیالات صدارتی ایڈریسز کی شکل میں پیش کئے ایڈریس ہائے میں سیاسی رنگت نمایاں تھی۔ اور گوکھلے۔ شری تِلک۔ مہاتما گاندھی وغیرہ ہندوستانی نیتاؤں کے حوالے دیتے ہوئے انڈین نیشنل کانگریس اور اس کے پروگرام سے لوگوں کو آشنا کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ریاست کی حکومت سے مانگ کی گئی کہ تعلیم عام ہو سکول جگہ جگہ کھولے جائیں۔ پینے کا پانی جلد مہیا کیا جائے۔ کنویں بنوائے جائیں۔ تالاب بنوائے جائیں۔ پُل بنائے جائیں۔ راستہ جات بنائے جائیں۔ بڑی بڑی سڑکیں تیار کی جائیں کسانوں کو ہر قسم کی امداد وسہولیت بہم پہنچائی جائے۔ بیگار اور رشوت ستانی کو دُور کیا جائے۔ سودیشی چیزوں کا استعمال کیا جائے۔ صنعت وحرفت میں ترقی کی جائے۔ پنچائیت سسٹم جاری کیا جائے۔ عوام کو حق نمائیندگی دیا جائے۔ یعنی اسمبلی بنائی جائے۔ چھوت چھات قطعاً بند کی جائے۔ انصاف کیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس طرح ریاست میں ہر قسم کی بہتری وترقی کے مطالبات پیش کئے جاتے رہے۔ شاید ریاست میں یہ پہلا موقع تھا کہ جب کسی پلیٹ فارم سے پبلک کے خیالات کا اظہار کیا گیا ہو۔ اور ان اجلاس کو قومی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کانفرنس کے نام سے بیان کیا گیا۔

مجھے افسوس ہے کہ میرے ایڈریس پبلک میں باقاعدہ تقسیم نہ کئے گئے اس وقت میرے پاس ایڈریس کی کاپی نہیں تاکہ میں عوام کو دکھا سکوں کہ مُسلم کانفرنس اور نیشنل کانفرنس کے وجود میں آنے سے کئی سال پیشتر جب میں عوام کی خدمت، اُن کی بیداری و آزادی کی جدو جہد کے میدان میں کوُد چکا تھا۔ کن خیالات کا اظہار کیا گیا۔

مہاراجہ شری پرتاپ سنگھ کے عہد میں اُن کے ماتحت افسر کی حالت میں اور پھر ملازمت ترک کرنے کے بعد قومی وسیاسی دپولیٹیکل کاموں میں حصہ لینا ڈوگرہ سبھا کے سالانہ تین اجلاسوں میں بحیثیت صدر آل جموں وکشمیر ڈوگرہ سبھا کھُلم کھُلا آزادی کا پرچار کرنا۔ غریب ومصیبت زدہ مظلوم لوگوں کی فریاد سنانے اور تمام برائیوں۔ بدعنوانیوں کے دُور کرنے کے لئے ''گورنمنٹ کی توجہ دلانے وغیرہ۔ اور بمثل قومی کانفرنس کے صدر ہونے کے سلسلہ میں بڑے بڑے کانگریسی نیتاؤں کے خیالات و پروگرام کی اشاعت کرنے کا کام آسان نہ تھا۔ جبکہ ڈوگرہ سبھا کے لئے مہاراجہ صاحب کا حکم تھا کہ یہ سبھا پولیٹیکل کام نہیں کرسکتی۔

چونکہ مہاراجہ صاحب میرے چلن کام اور رعایا کی بھلائی وبہتری کرنے اُن کی ہر طرح مدد کرنے کے جذبات وخیالات سے واقف تھے۔ انہیں یقین تھا کہ بُدھ سنگھ رعایا کی بھلائی کا کام کرتا ہے اور ہندو مسلم اتحاد اچھوت اُدھار اور دیگر اصلاحی کام کرتا ہے۔ انہوں نے کوئی نوٹس نہ لیا۔ نہ مجھے روکا۔ میں خود حیران تھا جو پُشتینی وفادار اور گورنمنٹ سرکار کے خاص آدمی مجھے بلا کر لائے ہیں کہ ہماری رہنمائی کرو۔ اس سے ظاہر تھا کہ انہیں میری صدارت میں جلسہ کرنے کی اجازت تھی۔

جب میں نے اُن ڈوگرہ اور دوسرے بھائیوں کو کہا کہ فرقہ وارانہ سبھا سوسائیٹیوں سے کنارہ کش ہوکر قومی کانفرنس بناؤ تو وہ اُس حکم کو سامنے رکھ کر کہ یہ سبھا کوئی پولیٹیکل کام نہیں کرسکتی، چپ ہوگئے۔ ڈوگرہ سبھا کے سالانہ اجلاسوں کی کاروائی اور مفصل حال کئی ایک میرے دوستوں کو جو میرے ہم عمر اب تک موجود ہیں۔ معلوم ہے اور خاص کر لالہ ملک راج صراف ایک سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے اور رنبیر اخبار کے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ایڈیٹر کی حیثیت میں ملک کی خدمت کرنے کے سلسلہ میں اور عوام کی آواز سنانے وغیرہ کے کاموں میں خاص حصہ لیتے رہے۔ اُن کے پاس ممکن ہے ریکارڈ موجود ہوں۔ وہ اس بات میں روشنی ڈال سکیں گے۔ جب مُجھے کہا گیا کہ ڈوگرہ سبھا پولیٹیکل کام نہیں کر سکتی۔ تو میں نے اس سبھا کو چھوڑ دیا۔ میں نے کہا جب تک سیاسی آزادی نہیں ملتی۔ سب جلسے بے کار ہیں۔

بدقسمتی سے ڈوگرہ سبھا۔ رنبیر اخبار وغیرہ کو مہاراجہ ہری سنگھ نے بند کر دیا۔ جس کے متعلق جو اظہار ناراضگی میں نے کیا۔ وہ ذیل کی چھٹی میں درج ہے جو مہاراجہ کو فرانس بھیجی گئی۔ اور ساتھ ہی دو کتابیں ''غریبوں کے دُکھ کا علاج'' و ''کسان کی داستان'' بھیجی گئیں۔ اور ''انصاف کی تلاش'' کتاب کا مسودہ بھی بھیجا گیا۔ اور ساتھ ہی کچھ مطالبات پیش کئے گئے۔

یہ چٹھی اس امر کا ثبوت ہے کہ عوام کی خدمت کے لئے آزادی کی تحریک کو میں نے ۱۹۳۰ء اور اس سے پہلے ہی شروع کر دیا تھا۔ اس چٹھی کا ذکر میں نے ۱۹۴۶ء میں اپنے عدالتی بیان میں (جس کا ذِکر آگے آئیگا) مُجھ پر چلائے گئے بغاوت کے مقدمہ میں بھی کیا تھا۔ اس وقت مہاراجہ ہری سنگھ کے نوٹس میں میرا بیان آ چکا تھا۔ اس چٹھی میں ویکفیلڈ کے متعلق میرے اثرات (جو بعد میں بالکل سچ ثابت ہوئے) بدلتے ہوئے وقت کی نشانیاں اور بروقت مہاراجہ کو چیتاونی جس کا مہاراجہ نے خیال نہ کیا میری اُس وقت کی سیاسی سوُجھ بوُجھ کا نتیجہ تھیں۔ اگر ان خدشات کا مہاراجہ صاحب خیال رکھتے۔ جو میں نے چٹھی میں اُن کی توجہ میں لائیں۔ اور ریاست کے نظم ونسق میں خاطر خواہ تبدیلیاں کرتے۔ تو ریاست میں یہ کچھ نہ ہوتا۔ جو ۱۹۴۷ء کے وقت میں ہوا۔ باوجود اس کے کہ میرا عدالتی بیان مشتہر ہو چکا تھا۔ پھر بھی میں نے اس چٹھی کو مشتہر نہیں کیا۔ مگر اس تواریخی چٹھی کو مشتہر کرنا عوام کی واقفیت کے لئے ضروری ہے تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ کب سے اور کس کی طرف سے کیا کچھ لکھا گیا۔ وغیرہ۔

ترجمہ انگریزی چٹھی جو میں نے مہاراجہ صاحب کو ستمبر ۱۹۳۰ء میں لکھی:۔

یوور ہائینس۔ میں اس کے ساتھ آپ کو اپنی کتاب ''انصاف کی تلاش'' کا مسودہ بھیج رہا ہوں۔ یہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IES (Retd) Collection Jammu

کتاب ابھی اس لئے چھپوا کر شائع نہیں کی گئی تاکہ ہر مقصد کے متعلق یا میری آپ کی اور آپ کی گورنمنٹ کی طرف وفاداری کے متعلق خواہ مخواہ کوئی شک وشُبہ نہ ہو جائے۔ میں اس وقت بھی محسوس کر رہا ہوں کہ آپ کا دل صاف ہے۔ اور آپ اپنی رعایا کی بہتری چاہتے ہیں۔ لیکن جب ہم اُن احکام کی طرف دیکھتے ہیں جو ابھی آپ نے صادر کیئے ہیں۔ اور جو کہ انصاف کے سراسر اُلٹ ہیں۔ اور جنہوں نے رعایا کی سماجی قسمت کو بجائے اچھا بنانے کے بالکل جابرانہ طریقہ سے دبا دیا ہے۔ بجائے مظلوموں کو انصاف دینے کے اور اُن کی اقتصادی زندگی کو بہتر بنانے کے۔ اُن کی سہائتا کرنے کے اُن کی مالی حالت اچھی بنانے کے اور اُن میں سماجی بُرائیوں کو بذریعہ پریس و پلیٹ فارم دور کرنے کے، یہ جو حُکم صادر کئے ہیں انہوں نے ریاست کے مستقبل (بھوکھ) کے متعلق جو ہمیں اُمیدیں تھیں۔ سب خاک میں ملا دی ہیں۔ بے شک یہ کہا جا رہا ہے کہ جو کچھ ہوا ہے یہ تھوڑے سے عرصہ کے لئے ہی ہے۔ اور یہ کسی دباؤ کے نیچے آ کر کیا گیا ہے۔ اور کہ آپ خود اپنے دل سے ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر بھی کچھ اُمید باقی رہ جاتی ہے اور اُمید کی جاتی ہے کہ شائید جو ظُلم کی تیز ہوا ہمارے اس سُندر، خوبصورت علاقہ پر جس پر آپ حکمران ہیں۔ چلی ہے وہ جلدی ہی گزر جائے۔ لیکن اس سچائی سے ایک لمحہ کے لئے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جو اقدام یُور ہائینس نے اٹھائے ہیں۔ وہ سراسر بے انصافی پر مبنی ہیں۔ اور انہوں نے رعایا کو سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ اور ان کے دِلوں میں اس قدر نفرت پیدا کر دی ہے کہ لوگ باغیانہ قدم اُٹھانے پر مجبور ہو اُٹھے ہیں۔ اس لئے تمام وفادار شہریوں اور امن کے چاہنے والوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ یوور ہائینس کو عرض کریں کہ یہاں معاملہ بند کرنا چاہیئے۔ اور جو کچھ ریاست میں ہو گزرا ہے اور ہو رہا ہے۔ اِسے بند کرنا چاہیئے۔ اگر اِس امر کی طرف انگہلی کی گئی تو نتیجہ ریاست اور ریاست کے رہنے والے لوگوں کی تباہی ہو گی۔ اگر موجودہ مناسب وقت میں کچھ نہ کیا گیا تو بعد میں کچھ بھی کرنا بے فائدہ ہو گا شاید آپ کو معلوم نہیں ہو گا کہ پبلک کو دبانے کے لئے جو احکام ان دنوں آپ کی سرکار نے صادر کئے ہیں۔ اِن سے آپ کے پاک نام اور پبلک کے نام پر دھبہ لگا ہے۔

اب پبلک کا آپ کی سچائی انصاف پسندی اور جذبہ ذمہ واری کے متعلق وہ نسچہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ یہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

خیال اس وقت نہ صرف ریاست میں بلکہ سارے ہندوستان میں پھیل رہا ہے۔ اس سے پہلے آپ کو ایک ہوشیار ضمیر والا۔ خوددار۔ نہایت ذہین۔ انصاف پسند شہزادہ سمجھا جاتا تھا۔ اور اِن دِل و دماغ کی خاصیتوں کی وجہ سے لوگ آپ سے پیار کرتے تھے۔ اب لوگ آپ کو کمزور۔ شرمیلا بے انصاف حکمران کہہ کر پُکارتے ہیں۔ جو اپنے ذاتی مفاد کے لئے لوگوں سے اُن کے جائز حق چھین رہا ہے۔ جو ڈر کے مارے زبان سے دئے گئے لفظوں سے پیچھے ہٹ گیا ہو۔ اور جو ہندوستانی لوگوں کے جذبات کو ہر ممکن طریقہ سے کچلنے کے لئے تیار ہو گیا ہو۔ مجھے معاف کرنا۔ میرا مذہب سچائی ہے۔ میرے دل و دماغ سے چاپلوسی۔ خوشامد اور جھوٹی باتیں کرنا دور ہیں۔ میں اصلیت کا پوجاری ہوں۔ اس لئے ناراض نہ ہونا۔ یوور ہائینس کو خوش کرنے کے لئے اور خوشامد چاپلوسی کرنے کے لئے تو آگے پیچھے بہت سے لوگ ہیں۔ لیکن میری وفائی اور راج بھگتی جو آپ کے لئے ہے اس چیز کی مجھ سے مانگ کرتی ہے کہ میں آپ کے سامنے اوپر لکھی سچائی پیش کروں اب بھی وقت ہے کہ جو غلطی ہو چکی ہے اُس کی تلافی کی جائے۔ آپ جیسا خوددار حکمران یہ بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا۔ اب بھی آپ کی طاقت کے اندر ہے کہ آپ لوگوں کے دِلوں میں جذبہ محبت پیدا کر سکیں۔ اچھے کام کرنے سے آپ اُنہیں جیت سکتے ہیں جس چیز کی ہمیں کچھ اُمید کی جھلک ملتی ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے کیا ہے دانستہ نہیں بلکہ دباؤ کے نیچے آ کر کیا ہے۔ لوگ کھُلے بندوں کہہ رہے ہیں کہ آپ ایک پچھمی جادُوگر کے زیر اثر ہیں۔ اُس جادوگر سے میرا مطلب آپ کے بدیشی اور پولیٹیکل منسٹر سے ہے جس کے حق میں آپ دست بردار ہو چکے ہیں۔ اس آدمی کے کارناموں سے معمولی سے معمولی آدمی بھی واقف ہے۔ لیکن آپ جن کے ساتھ وہ ایک مدت سے چپٹا ہوا ہے شائید ابھی اس کو سمجھ نہیں سکے کتنی افسوسناک حالت ہے۔ یہاں اب بھی کچھ سمجھدار آدمی ہیں جو صحیح طور پر سمجھتے ہیں کہ یہ آپ کے خلاف آپ کی ریاست کے خلاف اور آپ کی رعایا کے خلاف ریزیڈنیسی سے در پردہ ملا ہوا ہے۔ اس لئے پہلے اُس نے آپ کو دھمکایا اور پھر آپ سے ریاستی عوام کے خلاف سب کچھ لکھوا لیا جو وہ چاہتا تھا۔ پبلک کی آنکھوں میں آپ کو گرانے والا یہی شخص ہے۔ جیسا کہ آپ اسے غلط سمجھتے ہیں۔ اس شخص نے پبلک کی کوئی سیوا نہیں کی وہ تو دوسروں کی آنکھوں میں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

دھول جھونکنے کے کام میں طاق ہے۔ اس نے ریاست کو تباہ کر دیا ہے۔ جیسا کہ آپ جلدی ہی محسوس کرنے لگیں گے۔ اُس نے آپ کا سر دُنیا کی نظروں میں نیچا کر دیا ہے۔ کبھی وہ مُسلمانوں کو ہندو حکومت کے خلاف بھڑکاتا ہے۔ کبھی ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ کے خلاف لا کھڑا کرتا ہے۔ اب وہ ڈوگرہ اور پنجابی کے سوال پر اپنی ڈپھلی بجا رہا ہے۔ اور راجپوتوں کو اُکسا رہا ہے کہ وہ ریاست میں بسنے والے باقی فرقوں کے خلاف آواز اُٹھائیں۔ ان سب باتوں کا مطلب ہے ریاست اور ریاست کے لوگوں کی تباہی۔ کوئی شخص آپ کو سچ کہنے کی جُرت نہیں کرتا۔ اور نہ ہی آپ اپنے خیر اندیشوں کو موقع دیتے ہیں کہ وہ کبھی کبھی آپ سے مل کر آپ کے متعلق جو ریاست میں ہو رہا ہے، روشن کریں۔ لوگ حیران ہیں کہ آخر آپ نے اپنے بدیشی و پولیٹیکل منسٹر کو کیا سے کیا بنا رکھا ہے۔ سیاست اور مدبری اِسی میں ہے کہ اس شخص کی خدمات سے جلد چھٹکارا پایا جائے۔ اتنی سمجھ بُوجھ کے انسان سے جیسا کہ یوؤر ہائینس ہیں اُمید کی جا سکتی تھی کہ اس چال کو بہت عرصہ پہلے سمجھ گئے ہوتے۔ مہربانی فرما کر اپنے آپ کو اور اپنی ریاست کو ایسے شخص کے چُنگل سے آزاد کرائیں۔ جس شخص نے ریاست کے نام کو بٹہ لگایا ہے۔ اور آپ کی عزت اور لوگوں کی عزت کو برباد کیا ہے۔

مفصل حالت کے لئے میری دستاویز کو جو میں ساتھ بھیج رہا ہوں غور سے پڑھیں۔

یوؤر ہائینس نے سپنسرز ایسوسی ایشن کو ۷۵ ہزار روپیہ ایڈوانس دینے کا وعدہ کیا۔ دفتروں میں ریاست کی بنی ہوئی چیزوں کا ضروری طور پر استعمال کرنے کا حکم دیا۔ سلک و یونگ انڈسٹری کو ریاست کی طرف سے امداد دینا تا کہ لوگوں کی غُربت کچھ حد تک دُور ہو۔ یہ سب بڑی اچھی باتیں ہیں اور آپ کی اور آپ کے ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی لوگ صِفت کرتے ہیں۔ لیکن ان چیزوں کو عملی شکل دینے کے لئے بہت بڑا حوصلہ چاہیئے۔ کھدر بھنڈار کو وعدے کے مطابق ۷۵ ہزار روپیہ کا قرضہ نہ دینا۔ اور اس طرح سے ہزاروں گھریلو دستکاری کے کارندوں کو بے کار رکھنا۔ اور اُن سے روزی چھیننا پرلے درجے کی فضول بات ہے۔ اس سے گورنمنٹ پر لوگوں کا اعتماد جاتا رہا ہے اور آپ کے اس کام کو لوگ منہ کھولے تعجب سے دیکھ رہے ہیں۔ دُنیا آپ پر ہنس رہی ہے۔ اس کی وجہ اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ سوائے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اس اوپر لکھے منسٹر کی وجہ سے جس سے آپ بہت ڈرتے ہیں۔ یور ہائینس نے اسکواب عام سے بھی زیادہ طاقتیں بخش دی ہیں۔ اب وہ ہر چیز کر سکتا ہے۔ جو وہ چاہئے اور جس قسم کی فضا وہ چاہے پیدا کر سکتا ہے۔ وہ اپنے ملک کے مفاد کے خلاف کیسے جا سکتا ہے۔ یہ بھید آپ پر جلدی ہی کھل جائے گا۔ جب آپ آہستہ آہستہ اِسی آدمی کے کئے کاموں کی وجہ سے سکتا میں آجائیں گے۔ جن باتوں سے اُس کے اپنے دیش واسیوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ وہ کبھی نہیں کرے گا۔ اس لئے وہ ریاست کی گھریلو انڈسٹری کی مدد کس طرح برداشت کر سکتا ہے۔ اس سے ہمیں اپنی ریاست اور اس کے لوگوں کے لئے پیار کا سبق سیکھنا چاہیئے۔ لیکن نہیں! اُس نے آپ سے ایسی باتیں کرائی ہیں جو کہ پاپ ہیں۔ اور جن سے ریاست اور ریاست کے باشندوں کے مفاد کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔

کیا ''رنبیر'' اخبار کو جو آپ کی ریاست کا پہلا اور صرف ایک ہی اخبار ہے، بند کرنا انصاف اور عقلمندی کا کام ہے؟ جبکہ اس کا ایڈیٹر آپ کی پکی اور سچی وفاداری کرتا ہے جس کے لئے اکثر لوگ اُس پر ہنستے ہیں جو سزا اس کو اور اس کے ساتھیوں کو دی گئی ہے۔ وہ نہایت ہی سنگدلانہ ہے۔ ایک حکمران کے لئے اس قسم کا حکم صادر کرنا جو سچائی سے دور اور غلط بیانیوں کی بنا پر ہو جو ''رنبیر'' اخبار کو بند کرنے کے لئے بنائی گئی ہوں، اچھا نہ تھا، لالہ ملکھراج صراف بی۔ اے۔ ایڈیٹر جس نے اس اخبار کے ذریعے آپ کی خدمت کرنے کے لئے گورنمنٹ ملازمت کو ترک کیا۔ اور پنڈت گنگا ناتھ بی۔ اے۔ جائینٹ ایڈیٹر اور دیگر کئی اور پڑھے لکھے اور ان پڑھ ورکروں کو قلم کی ایک ہی جُنبش سے بے روزگار کر دینا انصاف نہیں ہے۔ وہ دراصل مالی طور پر تباہ ہو چکے ہیں۔ ان کے خلاف اتنا سخت قدم اُٹھانے سے پہلے اُن کو اپنی پوزیشن صاف کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ اس اخبار کے بند کرنے سے ایک عظیم گناہ ہوا ہے۔ اُس نے اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لئے کئی تاریں دیں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پولیٹیکل منسٹر نے اور سٹیٹ سیکریٹری نے اسے افسوس ظاہر کرنے کے لئے کہا ہے۔ اگر وہ دوبارہ اخبار چلانا چاہتا ہے۔ اُس نے یہ بھی کیا۔ لیکن پھر بھی اُسے صاف انکار کر دیا گیا۔

کیا یہ طریقہ ہے حکومتیں چلانے کا۔ آخر کوئی بھی چیز چھپے بغیر نہیں رہے گی۔ ان سب واقعات کا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IRS (Retd) Collection Jammu

پکار یکارڈ بنے گا۔ جب ہماری آئندہ نسلیں یہ پڑھیں گی تو کیا کہیں گی۔ جو برتاؤ ایڈیٹر کے ساتھ کیا گیا۔ اس کی ضرورت نہ تھی۔ اور نہ ہی کسی مہذب گورنمنٹ کی تاریخ میں مثال ملتی ہے۔ اب بھی آپ اگر ایڈیٹر اور جائینٹ ایڈیٹر اور دوسروں کو اگر وہ مناسب سمجھیں تو اخبار جاری کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ اور اس طرح سے آپ اپنی عزت بچا سکتے ہیں۔ مجھے امید نہیں کہ آپ کو اس ''رنبیر'' اخبار کے بند کرنے کی پالیسی سے پریس میں جو ہلچل ہوئی ہے اس سے باخبر رکھا جاتا ہو۔ ایڈیٹر نے کوئی غلط چیز نہیں لکھی۔ ہر چیز جو اخبار میں لکھی گئی ہے۔ وہ سچائی پر مبنی ہے۔ آپ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بھی جب وہ لالہ ہنس راج وکیل کے مقدمہ میں اپنی شہادت دے رہا تھا۔ اس بات کی تصدیق کی کہ'' مہاتما گاندھی کی جے'' کے ساتھ ''مہاراجہ بہادر کی جے'' کے نعرے بھی سُنے جا رہے تھے۔

حکم میں یہ کہا گیا ہے کہ ایڈیٹر نے قانون شکنی کی ہے۔ جس کا میں سمجھتا ہوں کہ کوئی وجود ہی نہیں۔ لیکن کون سُنتا ہے جب کہ انتقام کے جذبہ کا بول بولا ہو۔ اسطرح سے ایک طاقتور شہزادے نے ایک معصوم مکھی کا قتل کر دیا۔

پھر سوال آتا ہے ڈوگرہ سبھا کا جس نے ''رنبیر'' اخبار کی طرح یوؤر ہائینس کی اتنی وفاداری اور لگن سے خدمت کی۔ اس کو کیا انعام ملا ہے۔ ایک بہانہ بنایا گیا اور اس پر الزام لگایا کہ یہ سبھا انڈین نیشنل کانگریس کیساتھ ملی ہوئی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ڈوگرہ سبھا کے سیکریٹری نے بغیر کسی کے علم کے اور بغیر ایگزیکٹو باڈی کے مشورہ کے۔ لیبر کانگریس (جب کہ ابھی وہ غیر قانونی جماعت تصور نہیں کی گئی تھی۔) کہ وہ سبھا کے کچھ ممبروں کو اجازت دے (بحیثیت جموں و کشمیر کانگرس کے) کہ وہ ڈیلیگیٹ کے ٹکٹ بھیج کر سیشن دیکھنے کی اجازت دیں۔ لیکن جب ریسیپشن کمیٹی نے جواب دیا کہ جب تک کوئی باڈی کانگرس کے ساتھ شامل نہ ہو۔ اس کے ممبروں کو ڈیلیگیٹ ٹکٹ نہیں دیئے جا سکتے سارا معاملہ وہاں ہی ختم ہو گیا۔ بے شک میں خود بھی اس کے متعلق کچھ نہ جانتا تھا جب تک کہ حکم صادر نہ ہوا۔ لیکن کون سُنتا ہے۔ سچائی کو، جب کہ ہر چیز پہلے سے ہی طے شدہ ہو۔ لوگوں کو اوپر اُٹھانے کے لئے ''رنبیر'' کی طرح یہ سبھا بھی بڑا مفید کام کر رہی تھی اپنے حکمران اور دیش کی سیوا کرنے کی وجہ سے اور ریاست میں اسمبلی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

مانگنے کی وجہ سے قربان کر دیا گیا۔

لوگ حیران ہیں کہ ریاست کی راج نیتی کہاں گئی؟ ڈوگرہ سبھا پھر سے نہ چلائی گئی۔ اس کا نام بدل دیا جائیگا۔ اور یہ اپنا کام کرتی رہے گی۔ اس کے متعلق ایک خط شائع کر چکا ہوں۔ اور آپ کی گوش گزار کرنے کے لئے اس کی کاپی آپ کو بھیج رہا ہوں۔

اتنا کہنے کے بعد اور لوگوں کی مصیبتوں میں زیادہ باریکی میں نہ جاتے ہوئے جن کا مفصل حال اِن دستاویزات میں دیا گیا ہے۔ جو ساتھ بھیج رہا ہوں۔ میں صاف صاف لفظوں میں یہ کہہ دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں کیا چاہتا ہوں؟ یہ میں اس لئے کر رہا ہوں تا کہ باوجودیکہ آپ کے سچے وفادار ہونے کے دوسرے لوگ جن کا اپنا مفاد ہے۔ آپ کے دل میں میرے متعلق غلط فہمیاں پھیلا نہ دیں، میں چاہتا ہوں کہ:۔

(۱)۔ ایک کمیٹی جس کو ''رعایا کے خادم'' کے نام سے پُکارا جائے۔ ریاست میں قائیم کی جائے۔ جس کا کام غریبوں اور ضرورت مندوں کی سیوا کرنا۔ اُن کی مادی چیزوں سے حالت کو درست کرنا۔ ان کی سماجی اور سیاسی حالت کی سدھارنا۔ ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنا۔ ہر قسم کے ظُلم اور بے انصافی کو ریاست کی حدوں سے باہر نکالنا ہو۔ یہ سب باتیں میں نے اپنے صدارتی ایڈریس میں ڈوگرہ سبھا کے پہلے سالانہ اجلاس میں پوری طرح واضع کی ہیں۔ اور اس کی کاپیاں تقسیم کی ہیں۔

(۲)۔ ریاست میں ''غریبوں کے لئے گھر۔ کھولے جائیں۔ اور ایک پوئر فنڈ چلایا جائے۔ جس میں گورنمنٹ اور پبلک دونوں چندہ دیں۔

(۳)۔ ''رنبیر'' اخبار کو پھر سے چلایا جائے۔ اس کے بغیر آپ کی حکومت لوگوں کا اعتبار حاصل نہیں کر سکتی۔ نہ ہی اس کے بغیر رعایا کی دُکھ کی فریاد آپ تک پہنچ سکتی ہے تا کہ آپ اس کا حل نکال سکیں۔ اس سے ایڈیٹر جائینٹ ایڈیٹر اور باقی کارندوں جو ریاست کے پشتینی باشندے ہیں، کے نقصانات کی تلافی ہو جائے گی۔ اگر آپ اس وقت ''رنبیر'' اخبار کے بند کرنے سے ریاست اور ریاست کے باہر جو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

واویلا ہو رہا ہے، اس کا نصف حصہ بھی سن لیں تو آپ اسے دوبارہ چلانے کے لئے اجازت دینے میں ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہ کریں گے۔

(۴)۔ جس رقم کا بطور قرضہ سپنسرز ایسوسی ایشن کو دینے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ رقم فِل فور ادا کر دی جائے۔ اپنے لفظوں پر قائیم نہ رہنے سے جو گناہ ہوا ہے اس کو جلد از جلد مٹانا چاہیئے۔ اور اپنا وعدہ پورا کیا جانا چاہیئے۔ لوگوں نے اسے بہت محسوس کیا ہے۔ اور اس سے گورنمنٹ کی بہت بدنامی ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے آپ کو یاد ہوگا:۔

''رگھوکُل ریت یہی چلی آئی پران جائیں پر بچن نہ جائی''

(۵)۔ لوگوں کی مصیبتوں کا اِنسداد کیا جائے۔ اور جو نقصانات اُن کو ہوئے ہیں۔ (جن کا ذکر ساتھ کی دستاویز میں ہے) اُن کی تلافی کی جائے۔

(۶)۔ جو کچھ میں نے اپنے صدارتی ایڈریس میں کہا ہے اُس پر حکومت جلدی ہی دھیان دے۔ حکومت اپنے نیک ارادوں کا ثبوت سُدھار کی طرف قدم اُٹھا کر دے۔

(۷)۔ پریس اور پلیٹ فارم کے راستہ میں لگائی گئی پابندیاں۔ جلسوں اور جلوسوں کی مناہی کو فوراً ہٹایا جائے اور لوگوں کو سہولتیں دی جائیں تا کہ وہ سماجی بُرائیوں اور اُن کے سُدھار کے متعلق کھُلا پرچار کر سکیں۔

(۸)۔ امدادِ غربا'' یعنی غریبوں کی مدد کی کمیٹی اپنا کام جلد از جلد شروع کر دے۔ جیسا کہ میں اپنے صدارتی ایڈریس میں مفصل بتا چکا ہوں۔ کمیٹی کے ممبر دیگر صاحبان کے علاوہ گورنمنٹ کے پنشنر بھی ہوں۔ لیکن چونکہ ڈوگرہ سبھا بند کر دی گئی ہے۔ کوئی کام نہیں ہو سکتا۔

میرا خاص پروگرام جس کی تشریح میں نے اپنے صدارتی ایڈریس میں کی ہے۔ غریبوں کی مدد کے کام کو فروغ دینا اور اس سے اپنی وفاداری کا اصل ثبوت دینا ہے میں آپ کو ایڈریس کی ایک کاپی بھی بھیج رہا ہوں کرپا کر کے اس ایڈریس کو بھی اور دستاویز کو بھی پڑھیں۔ اور یوور ہائینس کو معلوم ہوگا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کہ میرا پروگرام کیا ہے۔ اس میں شک وشبہ میرے متعلق آپ کے من میں نہ رہنا چاہیئے میں وہی آدمی ہوں جو کچھ سال پہلے تھا میں آپ سے پیار کرتا ہوں۔ اور آپ سے بہت اُمید رکھتا ہوں۔ ریاست کی بہتری اسی میں ہے کہ غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کی جائے۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ سے کوئی بات چھپائی جائے۔ اور آپ کے ساتھ کوآپریشن نہ کرتے ہوئے آپ کے اور آپ کی حکومت کے متعلق ہر بات کو چھپوا کر شائع کیا جائے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اس چٹھی کے پہنچنے کی اطلاع دیکر مشکور فرمائیں گے تاکہ ہمیں یہ سب باتیں ایک کتاب کی شکل میں چھپوانے کی ضرورت نہ پڑے۔ میں دو ماہ تک انتظار کروں گا۔ اگر اس عرصہ میں آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا، یا مجھے اس میں سُدھار کے کرنے کی کوئی اُمید نظر نہ آئی۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے میرے پاس سوائے ان چیزوں کے جو میں آپ کو بھیج رہا ہوں، کی اشاعت کے اور کوئی چارہ نہیں رہ جائے گا۔ میں نے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا ہے۔ اور میں لوگوں اور دیش کی سیوا کے لئے نکلا ہوں۔ میں پہلے ہی لوگوں کو ایک کتاب کی شکل میں (جس کی کاپی شامل کر رہا ہوں) بتا چکا ہوں کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ اور کہ لوگوں کا دھرم ان سے کیا اُمید رکھتا ہے۔ اور میں کیا چاہتا ہوں کہ وہ کیا کریں۔ اس وقت میں صرف یوور ہائینس کو مخاطب کر کے عرض کر رہا ہوں۔ صرف اس لئے کہ میں اپنے دل ہی دل میں محسوس کرتا ہوں کہ میں آپ کا وفادار ہوں اور میں آپ سے پیار کرتا ہوں۔ لیکن میں حکومت کی بے انصافی اور ظالمانہ پالیسی کا جس کا مجسمہ یہی ویکفیلڈ ہے، وفادار نہیں ہوسکتا۔ آپ کو ہم اپنا حکمران مانتے ہیں۔ لیکن ویکفیلڈ کو ہم مہاراجہ ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ اور نہ ہی ہم ریاست کے کاموں میں اس کی مداخلت کو پسند کرتے ہیں۔ میرا پکا نسچہ ہے۔ اور میری ایماندارانہ رائے ہے کہ اس نے ریاست اور لوگوں کے مفاد کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ اس کے ریاست میں اور زیادہ عرصہ رہنے سے ریاست میں تباہی آجائے گی۔ اور آپ کی بہت زیادہ بے عزتی ہوگی۔ جس کو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔

"آخر میں میں پرماتما سے دُعا کرتا ہوں کہ آپ بخریت اپنے دیش میں واپس آئیں۔ آپ کے خیالات ان نئے نئے خیالات سے لدے ہوئے جو آپ کے دل میں مغربی دیشوں کے لوگوں کی ترقی کو دیکھ کر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IES (Retd) Collection Jammu

آئے ہوں گے یہ وقت بے شک بہت ہی نازک ہے۔ تبدیلیاں بہت جلد ہو رہی ہیں۔ آج وقت پہلے کی طرح کا نہیں اور نہ ہی مستقبل ایسا ہوگا۔ جو اب ہے۔ رعایا آپ سے اُمید رکھتی ہے کہ مغربی دیشوں سے واپس آنے کے بعد آپ رعایا کی بہتری کے کام کریں گے۔ اور اُن میں سدھار کریں گے۔ آپ اُن لالچی اور ناسمجھ راجاؤں سے دھوکا نہیں کھائیں گے۔ جو رعایا کے حقوق کو دبا کر رکھتے ہیں۔ حکمران کے طور پر آپ کو اپنے ذاتی مفاد سے اوپر اٹھنا چاہیئے۔ اور صرف اپنے آرام وعیش وعشرت کا ہی خیال نہ کرنا چاہیئے۔ آپ پر پرماتما نے اعتبار کیا ہے۔ انصاف اور رحم آپ کا ماٹو اور ہمدردی اور سچائی آپ کا نشانہ ہونا چاہیئے اپنی رعایا کی طرف بحیثیت حکمران آپ کی بڑی ذمہ داری ہے۔ آپ کی طرف سے ایسی کوئی بات نہ ہونی چاہیئے جس سے آپ کی عزت میں لوگوں کی طرف سے فرق آئے۔ ہمارے بعد ہمارے نام اور کام کے سوائے اور کچھ نہیں باقی رہے گا۔

میرا خیال ہے کہ یوور ہائینس محسوس کریں گے کہ تہذیب کے مطابق اس خط کا جو کہ ایک بڑی ریاست کے ایڈمنسٹریشن کے متعلق ہے جواب دیں گے۔ میں اپنے سوالوں کا صاف صاف لفظوں میں جواب چاہتا ہوں۔ اگر میں غلطی پر ہوں۔ مجھے یقین کروایا جائے میں ان کو مفصل طور پر اگر یوور ہائینس اجازت دیں، بحث کرنے کو تیار ہوں۔ جو کچھ لوگ دراصل کہتے ہیں آپ کے اور آپ کی حکومت کے متعلق، اس کی طرف آپ کو دھیان دینا چاہیئے تاکہ حکومت ساکن چل سکے۔

اگر کیبنٹ جو سوائے ویکفیلڈ کے اور کچھ بھی نہیں، نے اگر کوئی ایسا نامناسب قدم نہ اٹھایا یا حالات اور بھی زیادہ خراب نہ ہو گئے تو یوور ہائینس کے واپس آنے تک کچھ بھی نہیں کیا جائیگا۔ آپ کی غیر حاضری میں میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا جس سے آپ کو کسی قسم کی تشویش ہو جب کہ آپ بدیش میں ہیں لیکن میں اس خط کا جواب ملنے کی ضرور اُمید رکھتا ہوں۔ اگر صاف لفظوں میں مجھے جواب مل گیا۔ اور میرے غریبوں کی امداد کرنے کے راستے میں کوئی روکاوٹ نہ ڈالی گئی تو سب اچھا ہے۔ ورنہ میں جو کچھ کرنا چاہوں گا۔ اس کے لئے آزاد ہوں گا۔ مجھے غریبوں کی مدد کرنے سے کون روک سکتا ہے۔ یوور ہائینس کو اپنی کیبنٹ کو کہنا چاہیئے کہ میری مدد کریں۔ اور مجھے اس انسانی ہمدردی کے کام میں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سہولتیں دیں۔ یہی دُنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے اور اس کام کے کرنے کی ہمارا پرماتما ہم سے اُمید رکھتا ہے۔

آپ کا صادق

دستخط:۔ بُدھ سنگھ تاریخ ۳۰، اکتوبر ۱۹۳۰ء

پوسٹ آفس کنڈولی (جموں ریاست)

ہندوستان

خدمت میں

ہر ہائینس شری مہاراج ہری سنگھ جی بہادر

سی۔سی۔آئی اینڈ کے۔سی۔وی۔او

مہاراجہ جموں اینڈ کشمیر ریاست۔ معرفت

(انڈیا آفس۔لندن (انگلینڈ)

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

چھ (۶) سال کچی سبزیوں و پھل وغیرہ پر گذارا کرنا:۔

ملازمت ترک کرنے کے بعد میں فقیرانہ طرز پر رہتا اور گرمیوں میں گلمرگ کے قریب ایک گاؤں گوئین کے جنگل میں یا پتنی ٹاپ کے جنگل میں کٹیا میں رہتا رہا۔

بارہ مولہ کے موضع گوئن جنگل میں مجھے کئی گیانی سادھو سنت اور دیگر معزز سِکھ سردار جو بارہ مولہ رہائش رکھتے تھے، ملتے رہتے۔ یہاں کے حالات کو بیان کرنے کے لئے تو ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ یہاں صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ وہاں ہندو۔ سِکھ اور مُسلمان بھائیوں نے میری عزت کی اور سِکھوں نے مجھے فقیر، درویش یا سنت سمجھ کر میری دیکھ بھال کی۔ خاص کر ایک ماسٹر متوال سنگھ جی تھے۔ جو مشن سکول بارہ مولہ (جو اب کالج ہے) ملازم تھے۔ انہوں نے میری بہت سیوا کی۔ وہ بڑے بھلے پُرش ہیں اور اُن میں شرافت، نیکی وانسانیت کا خاصہ مادہ بھرا پڑا ہے۔ دیگر سِکھ بھائیوں نے بھی میری بڑی سیوا کی۔ اس گاؤں میں اس قدر اچھا اور بہتات میں پھل میوہ مِلا کہ بعد میں آج تک نصیب نہیں ہوا۔ جب میرے پاس تعلیم یافتہ، دھرم ایمان مذہب میں اعتقاد رکھنے والے کچھ گیان۔ دھیان معرفت اور روحانی باتوں پر بات چیت کرتے تو انہیں مناسب جواب دیا جاتا وہ سب میری طرز زندگی۔ فقیرآنہ طور طریق اور ایکانت خلوت نشینی کو دیکھ کر متاثر ہوتے اور میرے ساتھ لمبی چوڑی بحث کرنے سے پرہیز کرتے جبکہ میں اُنہیں یہ کہتا کہ مجھ میں مذہبی تنگ خیالی نہیں۔ میں ایک قومی فقیر ہوں اور آزادی کے لئے جدو جہد کرتا ہوں۔ اور عوام کی خدمت، جسے پریم کی کھیل کہتے ہیں کے لئے کام کر رہا ہوں۔ اُن دوستوں اور ملاقاتیوں خاص کر سادھو، سنتوں کی صحت کا حال سُنتا جو اکثر بیمار رہتے ہیں۔ اور کھانے پینے میں وہ سخت بے احتیاط ہیں اور گرہستی لوگ اُن کو بڑے نفیس اور مصالہ دار کھانے کھلاتے اور یہ لوگ زبان کے ذائیقہ کے اس قدر غُلام کہ روکھی سوکھی سادہ روٹی یا صرف اُبلی ہوئی سبزیوں کو چھوتے تک نہ تھے۔ اکثر سردار صاحبان مجھے اُن کے ساتھ کھانا کھانے پر زور دیتے۔ دو تین دفعہ مجھے اُن کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوا۔ وہ غذا میرے موافق نہ تھی، بیمار ہو گیا۔ اُن دنوں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

میں نے اخبار میں پڑھا کہ چند جرمن یا کسی اور مغربی دیش کے ڈاکٹر بغیر آگ پر پکائے کچی خام چیزوں کو اصلی حالت میں کھانے کا تجربہ کر رہے ہیں۔ میں نے بھی ''ان فرائڈ فوڈ'' کھانے کا تجربہ شروع کر دیا۔

میں نے چولہا پھینک دیا اور بغیر آگ سے پکائے سبزیاں کھانی شروع کر دیں۔ چھ سال تک متواتر میں یہ تجربہ کرتا رہا۔ خشک میوہ، پھل سبزی و سردیوں کے لئے انہیں خشک (سکڑیاں) بنا کر لے آتا اور ہر ایک سبزی ماسوائے آلو کے تازی کھاتا۔ کیونکہ آلو کچا کھانا مشکل تھا۔ اس تجربہ کا یہ اثر ہوا کہ جہاں میں پہلے کئی دفعہ چھوٹی موٹی تکلیف محسوس کرتا تھا اگرچہ میں صرف ایک ہی چیز جیسے ناکھ، سیب، ساگ جو بھی ملتا چاول میں ڈال کر گھی مصالحہ ڈال کر بناتا اور کھاتا۔ پھر بھی کبھی کبھی ہاضمہ درست نہ رہتا۔ لیکن اب بغیر پکائے کھانا کھانے سے مجھے محسوس ہوا کہ اب مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ بیشک میرا جسم پتلا پڑ گیا۔ اور میں کمزور نظر آتا تھا۔ لیکن مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے میں ہوا میں اُڑ رہا ہوں۔ اور میرے پیشاب پاخانہ وغیرہ میں ذرا سی بھی بُو نہ تھی۔ اور اس کا رنگ گائے بھینسوں کے گوبر کی طرح تھا۔

آپ کو یہ سُن کر تعجب ہوگا کہ جب ڈوگرہ سبھا کا آخری سیشن ہو رہا تھا۔ تو اس وقت میری خوراک کچی چیزیں تھی۔ اور کئی دِنوں تک میں نے ایک قطرہ پانی کا بھی نہ پیا۔ جب مجھے ساگ سبزی وغیرہ کچی چیزیں کھانے سے پانی پینے کی ضرورت نہ ہوئی۔ تو میں نے ساتھ ہی ساتھ یہ تجربہ بھی شروع کر دیا کہ بغیر پانی بھی زندہ رہا جا سکتا ہے کہ نہیں۔ ڈوگرہ سبھا کے سیشن میں مجھے بحیثیت صدر بہت بولنا پڑتا اور بہت دماغی محنت کرنی پڑی۔ جس سے مجھے دماغی اور جسمانی طور پر کافی تھکاوٹ محسوس ہوئی۔ جب رات کو واپس اپنے جھونپڑے خانپور (جموں سے پانچ میل دُور) میں آیا تو جسم میں پانی کی عدم موجودگی سے بہت کمزوری محسوس کی۔ اور خیال آیا کہ اب اس پانی کے نہ پینے کے عمل کو جاری نہ رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ ایک گھڑا پانی کا بھر کر اور ساتھ ایک گلاس لے کر سرہانے رکھ کر لیٹ گیا۔ رات کو ایسا معلوم ہوا جیسے دِیئے میں تیل ختم ہو جانے سے روشنی مدہم پڑ جاتی ہے۔ جسم میں پانی کی کمی کی وجہ سے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

میرے اندر جیون کی جوالا ختم ہونے کو ہے۔ اور زندگی کا چراغ بجھنے کو ہے۔ میں نے ایک گھونٹ پانی کا پیا۔ اور ایسے معلوم ہوا جیسے بجلی کے یکا یک اثر کی طرح جیون مجھ میں پھر واپس آ رہا ہے میں نے گلاس بھر کر پانی پی لیا اور پھر کئی روز کافی پانی پیتا رہا۔ اس طرح یہ پانی نہ پینے کا تجربہ ختم ہوا۔ یہ تجربہ اچھا نہ تھا اور خطرناک تھا۔ لیکن مجھے اس کا ایک فائدہ ہوا کہ مُجھے بہت پیاس ہی نہ لگتی اور اکثر جیٹھ۔ ہاڑ کی گرمی میں بھی مُجھے بہت پیاس نہ لگتی اور بہُت تھوڑا پانی استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی۔

بغیر آگ چیزوں کو اپنی اصلی حالت میں یا دھوپ میں سوکھا کر کھانے سے صحت بہُت اچھی رہی۔ اور زبان کے ذائقہ کی غلامی سے نجات ملی رہی پانچ برس تو ایک دانہ بھی اناج کا میں نے نہیں کھایا۔ چھٹے برس نخود۔ مٹر، گندم پانی میں بھگو کر چباتا رہا۔ اور اس کے بعد جب سبزی و پھل نہ مل سکے۔ کیونکہ کشمیر کے سوائے پھل سبزیاں اور کہیں آسانی سے نہ مل سکتی تھیں تو آہستہ آہستہ دوُدھ اور آلو بھون کر یا اُبال کر کھانے پڑے۔

غریبوں کے دُکھ کا علاج اور کِسان کی داستان:۔ جیسا کہ صفحہ ۵ پر ذکر کر چکا ہوں میں جب اپنے گاؤں خانپور میں آیا تو گہری سوچ میں ڈوب گیا کہ اب کیا کیا جائے۔ کس جماعت و پلیٹ فارم سے حصول آزادی اور سیاسی بیداری اور اقتصادی حالت، غربت وغیرہ دُور کرنے کے لئے کام شروع کیا جائے۔ اس خیال میں محو مجھے اندر سے ایک تحریک شروع ہوتی نظر آئی۔ وہ یہ تھی کہ غریبوں کے متعلق کچھ لٹریچر لِکھ کر بانٹا جائے۔ تاکہ تھوڑا بہُت پرچار ہوتا رہے اور کام جاری رہے۔ چنانچہ دو کتابیں ''غریبوں کے دُکھ کا علاج'' اور ''کسان کی داستان'' لِکھ کر چھپوالیں۔ اور ابھی کچھ کاپیاں بانٹی ہی تھیں کہ پولیس نے سب کو ڈرایا کہ کوئی اِن کتابوں کو نہ تو اپنے پاس رکھے اور نہ ہی پڑھے۔ ان کو سرکار ضبط کر چکی ہے۔ اس وقت میری کتابوں کو پڑھنا تو درکنار ہاتھ لگانا بھی جرم سمجھا جانے لگا۔ ایک ساتھی کو ایک پیکٹ دیا اور کہا۔ ایک دوکاندار کے پاس جا کر وزن کر لے آؤ۔ ٹکٹ لگانا ہے۔ اس دوکاندار نے ترازو میں پیکٹ کو رکھتے ہوئے پوچھا یہ کیا ہے؟ میرے ساتھی نے جواب دیا۔''

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

بُدھ سنگھ کی کتابیں'' یہ سُنتے ہی دوکاندار نے وہاں ہی رکھ دیا۔ اور ڈر سے کہنے لگا۔ ''نہیں! نہیں میں ان کتابوں کا وزن نہیں کرونگا''۔ عوام اتنے ڈر سے ہوئے تھے کہ یہ جو چند کتابیں تقسیم ہوئیں۔ اُنہیں لوگوں نے ضائع کر دیا۔

خوشی کی بات ہے کہ جس کسان کی حالت سدھارنے میں میں نے ۱۹۳۰ء میں جو نعرہ بلند کیا اُسے مجرمانہ کاروائی سمجھتے ہوئے مجھے جیل میں بھیج دیا گیا اور میری کتابوں کو ضبط کر لیا گیا۔ اب وہی نعرہ ''جے کِسان۔ جے جوان'' بن کر حکومت کی طرف سے ایک قومی نعرہ بن چکا ہے۔ یہ اب عوام نے اور حکومت نے بہت حد تک سمجھ لیا ہے کہ کسان کی حالت اچھی کئے بغیر ترقی تو درکنار قوم کا جینا بھی مشکل ہے۔

باہو کے قلعے میں نظر بندی:۔ جب میں نے یہ دو کتابیں اور ایک مفصل چٹھی جو پچھلے صفحوں میں آ چکی ہے۔ مہاراجہ ہری سنگھ کو ولایت بھیجیں تو اس وقت مسٹر ویکفیلڈ پرائیم منسٹر تھے اور ٹھاکر کرتار سنگھ اور ٹھاکر جنگ سنگھ منسٹر تھے۔ مجھے راتوں رات خانپور سے گرفتار کر کے قلعہ باہو (جموں کے نزدیک) میں پہنچا دیا گیا۔ غالباً نومبر ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے۔ مجھے ایک لفظ بھی نہ بتایا گیا کہ کس قصور کے جرم میں مجھے گرفتار کیا گیا ہے۔ میں حیران تھا کہ کیا ریاست کی کسی بھی باقاعدہ جیل میں میرے لئے جگہ نہ تھی جو ایک قلعہ میں مجھے بند کر دیا گیا۔

پانچ چھ مسلح سپاہی کارتوسوں سے بھری بندوقیں تانے میرے اوپر تعینات تھے۔ جو مجھے ایک منٹ بھی پہرہ کے بغیر نہ چھوڑتے تھے اور میرے سر پر بندوق اُٹھائے سوار رہتے مجھے ایک پُرانے زمانہ کے کمرہ جو تاریک و پُرانا تھا میں بند کر دیا گیا۔ یہاں دِن کو بھی لالٹین جلانی پڑتی تھی۔ اور اس قلعہ کی دیواروں میں جو عام بندوق چلانے کے لئے سوراخ ہوتے ہیں۔ وہ بھی بند کر دیئے گئے۔ مجھے ایک دو چکر آئے۔ جنگلوں کی فضا میں رہنے والا اور سبزہ زار میدانوں اور خوشنما وادیوں میں پھرنے والے کو یکدم اندھیری کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ قدرتی طور پر اس کا فوری اثر میرے جسم و جان پر ہونا تھا سپاہیوں نے پوچھا''۔ کیا گھبرا گئے ہو؟ میں نے جواب دیا۔ ''جب پریم کی کھیل میں سر تلی پر رکھ دیا تو ڈرنا کیا؟''

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IRS (Retd) Collection Jammu

یہ جو چکر آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاست کی بجلی گئی ہے۔ وہ کہنے لگے۔ ''ہمیں نظر نہیں آتی''
میں نے کہا۔ ''گھبراؤ نہیں۔ تم اس کا انجام دیکھو گے۔ ابھی وقت نہیں آیا۔''

کچھ دنوں کے بعد مجھے اس کوٹھڑی سے نکال کر باہر ایک چھوٹے سے کمرہ میں بند کر دیا گیا۔ وہاں سے دِن میں باہر نکل کر ایک پانی کے حوض کے فرش پر بیٹھنے کی اجازت مل گئی۔ لیکن رفع حاجت اور نہانے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ مجبوراً مجھے ایک کھُلے کمرے میں گڑھا کھود کر جگہ بنانی پڑی۔ لیکن جب وہاں بھی بھری بندوق کندھے پر رکھے سپاہی میرے سر پر کھڑا رہتا تو میرے لئے بہت مشکل اور تکلیف دہ ثابت ہوا کہ کسی آدمی اور پھر فوجی سپاہی کے سامنے حاجت ضروری سے کوئی کیسے فارغ ہو سکتا ہے۔ آخر قدرت نے مدد کی۔ جہاں کوئی دادفریاد سننے والا نہ ہو۔ اور سنگین قید میں زبردست فوجی پہرہ کے اندر بے بس اور مجبوری کی حالت ہو تو اکثر قدرت کوئی راستہ نکال لیتی ہے۔ قلعہ بہُت پرانا ہے نامعلوم کہاں سے اور کس جگہ سے ہوا کے درازوں سے ٹکرانے سے یا کسی اور وجہ سے اچھی خاصی ڈراونی آوازیں نکلتی تھیں جوں ہی آوازیں آنی شروع ہوئیں کہ سپاہی اور پہرے دار سب ڈر جاتے وہاں یہ مشہور تھا کہ یہاں اکثر بھوت آتے ہیں۔ اور یہ اُن کی آواز ہے میں نے شکر منایا کہ مجھے رفع حاجات کا موقع تو مل جاتا۔ یہ لوگ تو مجھے گڑھا بھی نہ بنانے دیتے۔ اور نہ ہی وہاں کہیں پاخانہ کرنے کیلئے گڑھے کو استعمال کرنے کی اجازت دیتے۔

ایک اور واقعہ پیش آیا کہ جب میں صُبح تین بجے اُٹھ کر سُکھ منی صاحب کا پاٹھ کرتا تو کئی دفعہ مستی میں آکر اونچی آواز میں باتیں کرنے لگتا۔ ایکدن جب ایسا کیا تو سپاہی سب دوڑے دوڑے میری تنگ کوٹھڑی میں پہنچ گئے۔ اور پوچھنے لگے ''وہ آدمی جس سے ابھی ابھی تم باتیں کر رہے تھے کدھر گیا؟'' میں نے کہا ۔''میں نے کوئی آدمی نہیں دیکھا''۔ وہ حیران ہو کر ادھر اُدھر تلاش کرنے لگے اور بار بار یہ کہیں ابھی ابھی ہم نے بدھ سنگھ کو کسی سے باتیں کرتے سُنا ہے مگر وہ آدمی غائیب ہو گیا ہے میں ہنسا اور رائن کی وہم پرستی اور سادگی کو سمجھ کر اور کچھ نہ کہا۔ آخر انہوں نے خود ہی فیصلہ کر لیا اور سمجھ لیا کہ یہاں کوئی بھوت یا دیوی دیوتا آتا ہے۔ بدھ سنگھ نے کسی دیوی دیوتے یا بھوت کو سِدھ کیا ہوا ہے۔ یہ بڑا بھگت وسادھو ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کیونکہ یہ اناج نہیں کھاتا کچے پھل اور کچی سبزیاں بغیر پکائے کھا لیتا ہے۔

میں نے دیکھا کہ سپاہی اکثر فحش گیت گاتے اور ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہیں میں نے ایکدن انہیں کہا۔ ''دیکھو یہاں دیوی کا مندر ہے۔ یہ پوجا کرنے کی جگہ ہے۔ گالیاں نکالنا پاپ ہے اگر سلامتی چاہتے ہو تو پوجا کرو اور متھا ٹیکو اور گندی گالیاں نکالنے سے پرہیز کرو'' وہ مان گئے اور دیوی کے بھگت بن گئے۔

ایک دفعہ وہ تنگ آکر پوچھنے لگے۔ ''سردار جی! آپ کا جرم کیا ہے؟ اور آپ کو کتنی سزا ہوئی ہے؟'' میں نے کہا۔ میرا جرم غریب مزدوروں کسانوں کی مدد کرنا ہے وہ کہنے لگے آپ اس سنگین قلعہ میں رہ کر بھی خوش ہیں۔ قیدی تو دراصل ہم ہیں۔ ہم کو حکم ہے کہ رات کے دس بجے شہر میں جا کر اپنا راشن اور دیگر چیزیں خرید کر لایا کریں۔ اگر کسی کو معلوم ہو گیا کہ بدھ سنگھ یہاں قید ہے تو تم موقوف ہو جاؤ گے۔ میں نے کہا کہ اگر ہمیں پتہ نہیں کہ کتنی قید ہے تو اچھا ہے اور جیسے ہمیں پتہ نہیں کہ مرنا کب ہے؟ اس سے زندگی جیسی کیسی ہے گزر رہی ہے اگر ہم کو بتا دیا جائے کہ تم دو سال یا اتنے عرصہ کے لئے قید ہو تو زیادہ فکر اور تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ میں نے جب یہاں سے جانا ہوا۔ دو چار دن پہلے اطلاع دے دونگا وہ حیران ہوئے کہ ایسا کیوں کر ہو سکتا ہے؟۔

ایک دفعہ میں حوض کے فرش پر لیٹا ہوا ہاتھ ہلا رہا تھا۔ جیسے پرندے پر ہلاتے ہیں۔ اور اُڑتے ہیں تو سپاہی پوچھنے لگا۔ ''یہ کیا کرتے ہو؟'' میں نے کہا ''آسمان میں اُڑتا ہوں۔'' میں زمین پر لیٹے آسمان کی طرف منہ کئے ہوئے اُڑتی چیلوں و گِدھوں کی طرف دیکھتا ہُوا مانو اُن کی طرح اُڑ رہا تھا۔ جب سپاہیوں نے سُنا کہ اُڑتا بھی ہے تو ایسا نہ ہو کہ کہیں اُڑ کر باہر نکل جائے۔ قلعہ کے دروازے مضبوط کر لئے اور ڈبل قُفل لگا دئے۔ اور چند دِنوں کے اندر میں نے دیکھا کہ دیواریں جو پہلے ہی کافی اونچی تھیں۔ اور اونچی کی جا رہی ہیں تا کہ اکالی سِکھ بُدھ سنگھ کو قلعہ سے باہر نہ نکال کر لے جائیں۔

جس جگہ میں بیٹھتا تھا۔ اُس جگہ ایک سُوکھا درخت تھا۔ میں نے اسے پانی دینا شروع کیا۔ وہ کچھ دنوں میں ہرا ہو گیا۔ سپاہی یہ دیکھ کر بھی حیران ہو گئے۔ ایک بندر میرا دوست بن گیا۔ چنانچہ میں اُسے روزمرہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اپنی سبزیاں، پھل وغیرہ کا حصہ دیتا۔ ایک دن بندروں کے دو جتھوں میں لڑائی ہوئی اور یہ بندر کچھ دن نہ آیا۔ وہ سخت زخمی ہو چکا تھا میں اُداس رہنے لگا۔ آخر ایک دن وہ آنکلا۔ دیکھا کہ بہت کمزور ہو چکا ہے وہ میرا پھر بھی دوست تھا میں نے اُسے کھانا دیا۔

اس طرح سے پرندوں۔ بندروں اور کچھ سپاہیوں کے ساتھ باتیں کرتا تو دِل بہل جاتا۔ اور جب چرخہ کاتنے کو مانگا۔ تو ویکفیلڈ بڑا ناراض ہوا۔ میں نے کہا مر جاؤں گا۔ لیکن چرخہ ضرور کاتوں گا۔ آخر چرخہ مل گیا۔ اور تقریباً چار ماہ میں میں نے کافی سوت کاتا۔ جتنا وقت چرخے کی گھوں گھوں کے ساتھ معرفت کے گیت شبد اور ہیر وارث شاہ گاتا رہتا۔ وقت بڑا اچھا گزرتا میں باجہ بجانے اور گانے کا شوق رکھتا تھا۔ میرا چرخہ ہی باجہ تھا۔ سپاہی بھی میرے گیت سُن کر وجد میں آجاتے۔ ایک دو واقعات سیاسی اور روحانی پہلو میں خاص اثر رکھتے ہیں۔ جن کا ذکر ضروری ہے۔

ایک عجیب بھوک ہڑتال:۔ ایک رات جب میں صُبح چار بجے پاٹھ کرنے بیٹھا میرا دِل نہ لگے کیونکہ رات کو تین بجے کے قریب ایک خواب آیا۔ کچھ کہہ لو کہ خواب میں مسٹر کیرنی برہمن نظر آیا۔ اور رو کر کہنے لگا۔ سخت برف و سردی میں کشمیر میں قید ہوں۔ دُکھی ہوں اور بیمار ہوں۔ پرماتما کے لئے میری مدد کرو میں دیوی دیوتاؤں کے نام لے کر پرارتھنا کر رہا ہوں۔ مگر میری کوئی مدد نہیں کرتا۔ مجھ پر اتنا بھاری اثر ہوا کہ میں بڑا بے تاب اور دُکھی ہو گیا۔ اور گہری سوچ میں پڑ گیا۔ ایک غریب دُکھی قیدی نے مجھے پکارا ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔ یا تو اسے قید سے چھڑاؤں یا جان دے دوں۔ میں نے صُبح ایک چٹھی گورنمنٹ کو بذریعہ پولیس لکھی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے کیرنی کو جو بیمار اور دُکھی ہے سردیوں کے موسم میں کشمیر میں قید رکھا ہے۔ نہ اُس کو چھوڑتے ہو نہ اُس کی فیملی کو آلاؤنس دیتے ہو۔ جب تک اُسے رہا نہیں کیا جاتا۔ اور اس کی فیملی ممبروں کو آلاؤنس نہیں دیا جاتا۔ میں کچھ نہیں کھاؤں گا۔ اور یہ بھی لکھا کہ کیا اس کے لئے جموں پراونس میں کسی جیل میں جگہ نہ تھی کہ اُسے سردیوں میں برفباری کے موسم میں کشمیر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جب میں نے کھانے کا ساگ اور کچی جڑی کا راشن نہ لیا۔ تو دوسرے روز پولیس کو فکر پڑ گیا۔ انہوں نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔ وہی ایسا قیدی نہیں ہے۔ نہ معلوم آپ کو کیا خواب آیا ہے۔ اور وہ آپ کی درخواست بھی گُم ہو گئی ہے۔ میں نے دوسری لکھ دی اور پولیس افسر کو کہا کہ جب تک اُسے یہاں لا کر چھوڑا نہیں جاتا میں کچھ نہیں کھاؤں گا۔ مجھے بھوُکا دیکھ کر سپاہیوں کے دِلوں میں میرے لئے یہ پُختہ یقین ہو گیا کہ یہ کوئی پہنچا ہوا فقیر سادھو ہے۔ کہنے لگے۔ ''سردار جی آپ اپنا فکر کریں۔ اس برہمن قیدی کو ہندو راجہ اور لاکھوں برہمن اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی اُس کی مدد نہیں کر سکتا۔ تو آپ جو خود قیدی ہیں کیا کر سکتے ہیں اور خواہ مخواہ کیوں مرنا چاہتے ہیں''۔ میں نے کہا۔ ''کیا ضروری ہے کہ ہر انسان جس کا دھرم و ایمان اور فرض ہر دُکھی غریب بے گناہ کو ظُلم کی قید اور بند سے چھوڑانا ہے۔ صرف آزادی کی حالت میں ہی ایسا کر سکتا ہے۔ پریم کی کھیل کا کھلاڑی تو جس حالت میں بھی ہے۔ وہ اپنے دھرم اور فرض کو پورا کر سکتا ہے۔ جیل کی چار دیواری اُس کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتی۔ جان کی قربانی تو ہر جگہ دی جا سکتی ہے۔ میرے مرنے کا فکر نہ کرو۔ آخر جس طاقت نے یہ کام میرے سپُرد کیا ہے وہی میری رکھشک اور سہائیک ہے'' غالباً سات آٹھ روز گزرے ہوں گے کہ مُجھے اطلاع دی گئی کہ کیرنی صاحب کو چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ جموں آ گیا ہے۔ پھر میں نے راشن لینا شروع کیا۔ میرے ساتھ میرا دوست بندر بھی سات آٹھ روز بھوکا رہا۔ اور اتنے دن میرے ساتھی سپاہیوں نے بھی بڑی بے آرامی سے گزارے۔ فوجی سپاہیوں کو یہ اچنبہ دیکھ کر اور بھی حیرانی ہوئی اور وہ مجھے فقیر سمجھ کر جب باہر جاتے یا اندر آتے تو متھا ٹیکنے لگے۔ میں نے اُنہیں کہا کہ میں معمولی انسان ہوں۔ آپ دیوی کے مندر میں متھا ٹیکیں۔ وہ کہنے لگے۔ نہیں ہم پہلے آپ کو نمسکار کریں گے اور پھر دیوی کو نمسکار کریں گے۔

رہائی:۔ رہائی سے تین چار روز پہلے میں نے فوجی سپاہیوں کو کہہ دیا کہ فلاں تاریخ دو بجے جیل کا دروازہ کھُل جائیگا۔ اور آپ میرے ساتھ باہر چلے جائیں گے۔ اُنہوں نے یقین کر لیا کہ جو کچھ کہتا ہے کر دکھائے گا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

میں نے اپنی سوکھی سبزیاں و راشن اور اخروٹ وغیرہ بانٹنا شروع کر دئے اور کہا کہ اب ان کو خرچ کر دینا چاہیئے۔ تین دن کے بعد پولیس کے دو بڑے افسر قلعہ میں تشریف لائے اور مجھے کہنے لگے کہ آگے ایک ناخوشگوار ڈیوٹی پر ہم یہاں آپ کو لائے تھے۔ اب ایک خوشگوار ڈیوٹی پر حاضر ہوئے ہیں۔ آپ رہا کر دئے گئے ہیں۔ آپ باہر تشریف لے چلیئے۔ میں نے جواب دیا۔ ویکفیلڈ کو اطلاع دو کہ میں اور وہ دونوں ایک ساتھ اس ریاست میں نہیں رہ سکتے۔ مہاراجہ آئیں گے تو باہر نکلوں گا۔ مگر اُس نے پولیس افسروں کو تاکید کر رکھی تھی کہ جتنی جلدی ہو بُدھ سنگھ کو باہوٗ کے قلعہ سے باہر نکالا جائے۔ پولیس افسروں نے اپنی مجبوری ظاہر کی۔ اور میں اپنی کمبلی لے کر باہر نکلا۔ باہر نکل کر دیکھا کہ میں چل ہی نہیں سکتا۔ خیر اُن کی مدد سے بمعہ چرخہ سوت وغیرہ کے توی کے پُل پر پہنچا۔ اور ٹانگہ میں بیٹھ کر جموں پہنچا۔

میں رات کو ایک دوست کے گھر ٹھہرا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مسٹر کیرنی جس کا میں نے ذکر کیا ہے میرے سامنے آ رہا ہے۔ اُس نے آتے ہی میرے پاؤں پکڑ لئے۔ میں نے اس سے حال احوال پوچھنے کے بعد دریافت کیا کہ کیا اُس نے مجھے جیل سے یاد کیا تھا تو اُس نے بتایا کہ وہاں کشمیر کی جیل سے انتہائی دُکھ کے وقت آپ کو یاد کیا تھا۔ اور مدد کے لئے پُکارا تھا۔

جب میں ماتا جی کے درشن کے لئے میر پور پہنچا۔ تو میرا بہُت سے شہریوں اور رشتہ داروں کی طرف سے استقبال کیا گیا۔ ماتا جی کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ میں نے کہا ماتا جی آپ کسقدر میری رہائی کے لئے بے تاب تھے۔ کہنے لگیں جب میں نے سُنا کہ مہاراجہ ہری سنگھ کے گھر فرانس میں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ تو میرا دِل تڑپ اُٹھا کہ میرا لڑکا قید میں ہے اور یہاں ہر طرف خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ وقت اور تاریخ پوچھنے پر پتہ لگا کہ یہ وہی وقت اور تاریخ تھی جب مجھے رہا کیا گیا تھا۔

کراچی کانگریس سیشن پر:۔ رہا ہونے کے چند ہی دنوں کے بعد بیشک میں کمزور تھا اور بے سروسامان تھا۔ میں کراچی کے کانگریس اجلاس میں شامل ہونے کے لئے چل پڑا اسیشن کی کاروائی کو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

میں نے ''کراچی یاترا'' کے نام پر چھپوایا۔ اب میرے پاس اس کی کوئی کاپی نہیں ہے۔ یہاں اس کاروائی کو درج کرنا ضروری نہیں۔ البتہ ایک دو باتیں بتانا چاہتا ہوں:۔

چونکہ بھگت سنگھ کی پھانسی کا حکم ہو چکا تھا۔ کراچی میں ہزار ہا نوجوانوں کا مشتعل جلوس بڑے جوش میں نعرے لگاتا مہاتما گاندھی کے برخلاف نعرے لگا رہا تھا کہ اُنہوں نے بھگت سنگھ کو پھانسی سے نہیں بچایا۔ جب گاندھی جی نے دیکھا کہ جب تک ان نوجوانوں کے جوش کو ٹھنڈا نہ کیا جائے۔ سیشن کرنا فضول ہے تو ایک عام جلسے میں جہاں کافی حاضری تھی مہاتما جی نے کہا۔ ''میرا سر لینے کے لئے آپ کو کچھ مشکل نہ ہوگی۔ میں نے جب سے سیوا کا کام شروع کیا ہے اپنا سر پہلے ہی اُتار دیا ہے۔ آزادی کے لئے جان کی قربانی لازمی ہے۔ بھگت سنگھ نے اپنا کام کیا۔ کیا معلوم اُس کی آتما دیکھ رہی ہو کہ اب ہم آزادی کے لئے کتنی قربانی دیتے ہیں۔ ابھی کئی قربانیاں اور شہادتیں دینی ہوں گی۔ اور یہ سب رائیگاں نہیں جائیں گی''۔ مہاتما جی کی پیار اور درد بھری آواز نے نوجوانوں کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا۔

اس موقعہ پر ڈاکٹر محمد عالم نے بڑے جوش سے لیکچر کیا۔ اور کہا ''بتاؤ سارے ملک میں وہ کون ہستی ہے۔ جو مہاتما گاندھی کا چارج سنبھال سکتی ہے تا کہ انہیں ہٹایا جائے'' جب جواب نفی میں آیا تو انہوں نے کہا کہ ''مہاتما جی اور دیگر لیڈروں کے خلاف آواز نکالنا بڑی غلطی ہے۔ اُن پر پورا اعتماد رکھو اور جتھہ بند رہو۔ جوش میں ہوش کو نہ بھلاؤ''۔ چنانچہ دوسرے روز خوش اسلوبی سے سیشن شروع ہوا۔

مہاراجہ بہادر کو ایک اور چٹھی لکھی اور پمفلٹ ''دردِ دِل'' شائع کیا:۔

میری کراچی یاترا کے بعد جب مہاراجہ صاحب واپس جموں تشریف لائے۔ تو میں نے ایک چٹھی مہاراجہ صاحب کو لکھی کہ آخر مجھے بتایا جائے کہ کس جُرم کے لئے مجھے جنگلوں میں گھومنے والے فقیر کو غریبوں اور بے کسوں کے لئے سہایتا مانگنے والے کو قلعہ باہو کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں بند کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی درد دل کے عنوان سے جو پمفلٹ شائع کیا اس کی ایک کاپی مہاراجہ صاحب کو بھیجی۔ اس پمفلٹ میں کچھ ایسے مطالبات تھے جو کم و بیش میرے ڈوگرہ سبھا کے صدارتی ایڈریس میں آ چکے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تھے۔ میں نے مہاراجہ صاحب کو یہ بھی لکھا کہ میں اتنا عرصہ جلسوں میں شامل نہ ہوں گا۔ جب تک مجھے میرے قید کرنے کی وجہ نہیں بتائی جاتی اور جب تک میرے مطالبات کا خاطر خواہ جواب نہیں دیا جاتا۔ مجھے کوئی جواب نہ ملا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ ویکفیلڈ کے متعلق مزید شکائیتوں کی بنا پر اُسے ہٹا کر پولیس کے پہرہ میں ریاست کی حد سے باہر کیا گیا۔

پھر جنگلوں غاروں میں تن تنہا رہنا:۔ میں پھر جنگلوں۔ پہاڑوں میں چلا گیا۔ گو ذاتی طور پر کسی قسم کی جسمانی تکلیف یا بے سروسامانی کا مجھے فکر نہ تھا۔ البتہ اپنے مشن حصول آزادی۔ عوام کی امداد و بہتری وخدمت خلق کے جذبہ سے کام کرنے کے لئے کسی پریس و پلیٹ فارم کے حاصل کرنے کا خیال دل میں بے چینی پیدا کر رہا تھا۔ اس سادھو و فقیر کی مشکل زندگی میں میں نے ہر تکلیف کا سامنا بڑی دلیری سے کیا۔ مجھے جنگلی جانوروں از قسم ریچھ۔ چیتا۔ سانپ وغیرہ سے بالکل ڈر نہیں لگتا تھا۔ اور شائید اِسی وجہ سے بہت سے لوگ جو مجھے ملنے آتے۔ میری تن تنہا بے سرو سامانی کی گھنے جنگلوں کی زندگی کو دیکھ کر بہت ہی حیران ہوتے۔ اور میرے متعلق ان کی شردھا بڑھتی جاتی۔ گو مجھے ایکانت پسند تھی اور جنگلوں کی زندگی مجموعی طور پر خوش اور تسکین کی زندگی تھی۔ لیکن ایک آواز اندر سے اُٹھتی تھی وہ اکثر ستاتی تھی۔ گورونانک کے مشن کو سامنے رکھ کر بار بار دِل کہتا کہ جب تک جنگلوں پہاڑوں سے نیچے اُتر کر غریب اور دُکھی لوگوں کی نشکام سیوا نہیں کرو گے۔ تمہیں تپ، عبادت۔ بھگتی سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ پریم کی کھیل میں جب تک جان کی بازی لگا کر کسی انسان کے کام نہیں آؤ گے۔ سکھ نہیں کہلا سکو گے۔ دُکھیوں لاچار لاکھوں بھوکے ننگے غلام مظلوموں کی خاطر جب تک قربانی نہ دو گے تمہاری سیوا درگاہ میں قبول نہ ہوگی۔

چنانچہ میں نیچے اُترا اور کسی ایسی سیاسی جماعت کے بنانے میں جو بلا لحاظ مذہب وملت وفرقہ حصول آزادی کے لئے جدوجہد کرے مشغول ہوگیا۔ میں سری نگر پہنچا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ ریاست کی مُسلم اکثریت کے تعاون بغیر کوئی مشترکہ محاذ آزادی کی جدوجہد کرنے کے لئے مشکل ہوگا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

شیخ محمد عبداللہ سے پہلی ملاقات :۔ جب میں پہاڑوں اور جنگلوں سے نیچے اُترا تو مجھے کئی معزز ہندو ممبران نے کہا کہ آپ تو جنگلوں میں پھر رہے ہیں اور اِدھر ایک نوجوان پڑھا لکھا لڑکا جس کا نام محمد عبداللہ ہے۔ مُسلمانوں کو اکٹھا کر رہا ہے۔ ہمیں خطرہ ہے آپ ہمارے پردھان بنیں اور ہماری رہنمائی کریں۔ میں نے کہا کہ میرے لئے کسی فرقہ کی نمائندگی کا کام مشکل ہے۔ میں تو سیاسی اور اقتصادی آزادی کو حاصل کرنے کے لئے ایک قومی جماعت جس میں مُسلمان ہندو، سکھ، اچھوت سب شامل ہوں بنانا چاہتا ہوں۔ اگر شیخ محمد عبداللہ تعلیم یافتہ ہے تو آپ اُسے ملیں اور اس سے تبادلہ خیالات کریں۔

وہ کہنے لگے۔ ''وہ ہمیں نہیں ملے گا''۔ میں نے کہا۔ ''میں خود اس کے پاس جاؤں گا۔'' چنانچہ پتہ دریافت کر کے فتح کدل کے ایک چھوٹے سے مکان میں میں شیخ محمد عبداللہ کو ملا۔ اور جب میں نے کہا ۔آپ شیخ عبداللہ ہیں۔ میرا نام بُدھ سنگھ ہے میں آپ سے ملنے اور کچھ باتیں کرنے آیا ہوں۔ میرے اتنا کہنے پر وہ بڑی خوشی اور ادب سے اُٹھے۔ آگے بڑھ کر سبحان اللہ کہتے ہوئے مجھے ملے۔ اور کہنے لگے۔ ''خُدا نے میری خواہش پوری کی کہ آپ کا دیدار ہوا'' میں نے کہا میں آپ کو پہلے نہیں ملا۔ آپ مجھے کیسے جانتے ہیں۔ اور کیوں مجھے دیکھنے کی اور ملنے کی خواہش رکھتے تھے تو انہوں نے کہا ''میرا گھر شوراگاؤں میں ہے۔ میں نے سکھوں کے گوردوارہ چھٹی پاتشاہی میں آپ کو لیکچر دیتے دیکھا جبکہ آپ کالی کمبلی اوڑھے تھے اور فقیرانہ صورت میں غریبوں، دُکھیوں۔ مظلوموں کی امداد اور فرقہ وارانہ اتحاد کی ہدائیت دے رہے تھے۔ تب سے میں محسوس کر رہا تھا کہ اگر یہ فقیر ہماری دست گیری کرے تو ہم آزاد ہو سکتے ہیں۔'' میں نے کہا یہ باتیں تو پھر کریں گے۔ اب تو میں اس لئے آپ کے پاس آیا ہوں کہ چند ہندو بھائیوں نے خطرہ ظاہر کیا ہے کہ شیخ عبداللہ محض مُسلمانوں کو اکٹھا کر رہا ہے۔ اور انہوں نے مجھے یہ بھی کہا کہ میں اُن کا صدر بن کر اُن کی رہنمائی کروں۔ میں نے قطعی انکار کر دیا ہے۔ کیونکہ فرقہ وارانہ علحیدہ علیحدہ جدوجہد سے آزادی ملنی مشکل ہے۔ اس لئے ایک قومی جماعت بنانی چاہیئے۔ میں نے شیخ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

صاحب کو کہا کہ آپ صرف مُسلمانوں کو اکٹھا کر کے اور مسلم جماعت بنانے کی کیوں سوچ رہے ہیں۔ آزادی حاصل کرنے کا مسلہ سب کا مشترکہ ہے۔ واحد ایک فرقہ اسے حل نہیں کر سکتا۔ تو انہوں نے کہا ۔''میں نے آپ کا کچھ لٹریچر پڑھا ہے۔ اور آپ کی بابت بہت کچھ سُنا ہے۔ صرف آپ ہی ایک غیر مُسلم ہیں جو سب کا خیال کرتے اور سب کے لئے آزادی کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے اپنے غریب کشمیری مُسلمان بھائیوں کی مظلومیت کو دُور کرنے کے لئے آواز اُٹھا رہے ہو۔ ورنہ کوئی غیر مُسلم مُسلمانوں کی مدد کرنا یا اُن کے ساتھ مل کر آزادی حاصل کرنے کی تحریک میں شامل نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ شخصی حکومت اور گورنمنٹ کے زیر اثر ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ اس لئے قبل اس کے کہ ہم کوئی قومی جماعت بنائیں اور تحریک شروع کریں میں اَن پڑھ اور غلام و مظلوم کشمیری مُسلمانوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں تا کہ انہیں احساس ہو کہ آزادی حاصل کرنا اُن کا حق ہے اور جماعتی طور پر جدو جہد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں وغیرہ۔'' میں نے کہا'' شیخ صاحب آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کبھی کسی صورت میں فرقہ وارانہ تحریک چلانے سے آزادی کا ملنا مُمکن نہیں۔ البتہ دوسرے غیر مسلم فرقہ جات اور آپ لوگوں میں مخالفت و کش مکش کا پیدا ہونے کا خطرہ ہو جائے گا۔ اور اب تو شخصی حکومت کے برخلاف کئی طرح کی بدعنوانیوں۔ سختیوں و لوٹ کھسوٹ کی شکایت ہے۔ پھر جب غیر مُسلم بھی اُنکے ساتھ بحیثیت جماعت شامل ہو گئے۔ جیسا کہ فرداً فرداً وہ پہلے ہی ایسا کر رہے ہیں تو مُسلمانوں کو اکیلے رہ کر مقابلہ کرنا اور آزادی کے حصول کے لئے جدو جہد کرنا سخت مشکل اور تکلیف دہ ہو جائیگا۔ اور آخر ناکامی ہوگی۔ یاد رکھو کہ اگر مہاراجہ صاحب آپ کو ساری ریاست کا چارج بھی دے دیں تو بھی آپ کام نہیں چلا سکیں گے یعنی جب ایک بھی غیر مُسلم معمولی انسان یا ایک بیوہ آپ کی حکومت میں نالاں رہے گی۔ مظلوم رہے گی تو بڑی مشکل پیش آجائے گی۔ اور پھر جب لاکھوں غیر مُسلم یعنی ہندو سِکھ آپ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے تو پھر اور بھی مشکل پیش آئے گی۔ بہتر ہے آپ ایک ہندو مُسلم سِکھوں وغیرہ کی ایک مل کر مشترکہ قومی (نیشنل) جماعت و پلیٹ فارم بنائیں۔ پھر کامیابی یقینی ہے۔'' شیخ صاحب نے کہا کہ غیر مُسلم کب ملنے کو تیار ہیں۔ میں نے کہا کہ ہندوؤں کی شکایت ہے کہ شیخ صاحب انہیں ملنا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نہیں چاہتے۔ تو شیخ صاحب نے جواب دیا۔ آپ مجھے جہاں بھی لے جانا چاہیں، میں جانے کو تیار ہوں اور ہر کسی سے ملنے اور بات کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہ واقعہ ۱۹۳۰ء کا ہے۔ اور جب قومی جماعت بنانے کی خاطر اور نیشنل جماعت کے زیر اثر آزادی کی تحریک چلانے کے لئے جماعتی طور پر عوام تیار نہ ہوئے تو شیخ صاحب کو مُسلمانوں کی جتھ بندی بنانی ضروری ہوگئی۔ چنانچہ ۱۹۳۱ء میں مُسلم کانفرنس بنادی گئی۔ اور اس کی طرف سے جس طریق سے جدو جہد شروع ہوئی، وہ سب لوگ جانتے ہیں۔

کشمیر اسمبلی میں کِسان پارٹی کا بنانا:۔ میں جب ۱۹۳۴ء میں کشمیر اسمبلی میں علاقہ میر پور پونچھ کی طرف سے ممبر منتخب ہُوا۔ اسمبلی میں سب سے بڑا اپوزیشن گروپ مُسلم کانفرنس کا تھا۔ دوسرا لبرل گروپ تھا جو سرکار پرست یا دوسرے لفظوں میں سرکاری گروپ تھا۔ تیسرا میرا چھوٹا سا گروپ کسان پارٹی کا تھا۔ جسے بار بار گورنمنٹ کی پارٹی کے آدمی اور منسٹران توڑ دیتے۔ آخر میں اور میرے چند ساتھی کسی اور گروپ میں شامل نہ ہوئے آزاد رہے۔ اُس اسمبلی میں میری طرف سے جو سوالات پُوچھے گئے یا جو تقاریر میں نے کیں وہ قابل ملاحظہ ہیں۔ نہ معلوم اس وقت کی کاروائی کسی کو یاد ہے یا نہیں۔ شائید ہی کوئی مطالبہ یا شکائت عوام کی باقی رہ گئی ہو جس کا میں نے ذکر نہ کیا ہو۔ اور جو ظلم و زیادتی ہو رہا تھا۔ اُس کا ذکر نہ کیا ہو۔ اُس وقت گورنمنٹ کی مشینری میں چار بڑے قابل اور تجربہ کار منسٹر تھے۔ جو ہندوستان سے آئے تھے۔ دلال صاحب۔ مہتہ صاحب۔ وجاحت حسین صاحب۔ انگریز پرائم منسٹر کالون اور ریاستی منسٹر ٹھاکر کرتار سنگھ جی۔ ٹھاکر جنک سنگھ جی بھی تھے۔ ایک دفعہ جب بجٹ پر بحث و تقریر کرنے کی ضرورت پڑی تو سارے ممبران اسمبلی نے مجھے منتخب کیا۔ اور میرے سپُرد یہ کام کیا۔ میں نے بجٹ کے متعلق تنقیدی نوٹ چھاپا جو بیان دیا۔ اور اس خیال سے کہ بعد میں منکر نہ ہو جائیں اس پر سب کے دستخط کرائے گئے اور اُن کا فوٹو لیا گیا۔

اسمبلی میں جب کبھی مُسلم کانفرنس گروپ عوام کی شکایات کا ذکر کرتا اور عوام کی بہتری کے لئے آواز اُٹھاتا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

۔میں ان کا ساتھ دیتا۔ایک دفعہ جب اس گروپ نے بطور پروٹسٹ واک آؤٹ کیا۔تو میں بھی اُن کے ساتھ باہر نکل آیا۔ایک وقت آیا کہ جب ایک ریزولیوشن میری طرف سے پیش ہوا کہ شکارگاہ کے ملحقہ دیہات کا نصف مالیہ معاف ہونا چاہیئے۔کیونکہ جنگلی جانور فصلوں کا نقصان کرتے ہیں۔وہ پاس ہو گیا تو میاں احمد یار لیڈر مسلم کانفرنس گروپ غیر حاضر رہا۔تو بیگ صاحب ودیگر اُن کے ساتھی ممبران نے اتفاق رائے سے فیصلہ کیا کہ بُدھ سنگھ کو لیڈر بنایا جائے۔جب انہوں نے مجھے لیڈر بننے کو کہا تو میں نے ان کو صاف کہہ دیا کہ جب تک قومی جماعت نہیں بنتی۔میں کسی فرقہ وار جماعت میں شامل نہیں ہونا چاہتا۔اسمبلی میں کئی واقعات اور خیالات کا اظہار ہوا۔کئی اخباروں میں میری تقاریر چھپ چکی ہیں۔اب ملنی مشکل ہیں۔جو پہلے مطالبات پیش کرتا رہا۔ان کو اسمبلی میں پیش کیا۔آخر بکر والوں پر زیادہ ٹیکس لگانے پر میں نے بطور پروٹسٹ اسمبلی کی ممبری سے استعفےٰ دے دیا۔اور لکھا کہ جو گورنمنٹ وعدہ کر کے منکر ہو جاتی ہے اور غریبوں اور جن پر ہو رہا جبر دختی ہوتی ہے کی آواز نہیں سُنتی اور کثرت رائے کے سہارے من مانی کاروائی کرتی ہے اور اُسے اسمبلی کی پاس شدہ تجاویز سمجھا جاتا ہے اس میں اپنے آپ کو شامل رکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔اور اس سرکاری اسمبلی سے ملک وقوم کو کچھ مفاد حاصل نہیں ہوتا وغیرہ۔

راجہ محمد اکبر خان کی سزایابی:۔ جب راجہ محمد اکبر خان جو میر پور تحصیل کے رہنے والے میرے ہم وطن تھے اور مُسلم کانفرنس میں شامل تھے۔مجھے ملے تو میں نے انہیں بتایا کہ قومی جماعت بنا کر آزادی کے لئے آواز اٹھائی جائے تو سب کو فائیدہ ہوگا۔راجہ جی پر اس بات کا بڑا اثر پڑا۔اور جب وہ بمقام جموں مُسلم کانفرنس کے اجلاس میں شامل ہونے کے لئے گئے۔تو جب کہ اُن کے ایک دوست وساتھی مولوی عبداللہ سیاکھوی نے ہی راجہ صاحب کے اس ریزولیوشن اور رائے کی مخالفت کی جس میں راجہ صاحب نے نیشنل کانفرنس بنانے اور مُسلم کانفرنس کو ختم کرنے کی زوردار الفاظ میں تحریک کی۔اور واضح طور پر شخصی حکومت کے مظالم اور بدعنوانیوں کا ذکر کیا۔ان پر مقدمہ چلایا گیا۔اور تین سال کی سخت سزا سنادی گئی۔اور وہ کشمیر لے جائے گئے۔اس سے عوام کو خصوصاً مُسلمانوں کو اور ہم میر پور

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

والے کئی غیر مُسلموں کو صدمہ گزرا۔ کیونکہ راجہ محمد اکبر خان کا طرز زندگی فقیرانہ۔ شرافت۔ ملنساری اور غریبوں کی امداد کا جذبہ اُن میں کوٹ کوٹ کر بھرا پڑا تھا۔ وہ پریم کے مجسم تھے۔ افسوس کہ وہ عین جوانی میں آج سے کئی سال پہلے ہم سے جُدا ہو گئے۔ اُن کی یاد اور ہمدردی میں ہم نے ایک پبلک جلسہ کیا۔ تو میں جلسہ کا صدر تھا۔ اُس میں ہر خیال کے لوگ شامل تھے تو زوردار تقریریں ہوئیں۔ جس کے نتیجہ کے طور پر ہم چند دوستوں جن میں شیخ صاحب۔ میں اور صادق صاحب اور مولوی صاحب وغیرہ شامل تھے۔ پر وارنٹ کی تعمیل کرائی گئی کہ نیک چلنی کی ضمانت دو ورنہ ایک سال کے لئے قید کئے جاؤ گے۔ عجیب کیفیت تھی۔ گورنمنٹ نے دفعہ ۱۴۴ لگا دی۔ اور حکم دیا کہ سری نگر شہر یا میراں کدل کے ایریا میں کوئی جلسہ نہیں ہو سکتا۔

پبلک جلسہ اور دفعہ ۱۴۴ کا توڑنا:۔ دوسرے روز ہم نے حضرت بل میں ایک عام جلسہ کیا۔ ہزاروں لوگ شامل ہوئے۔ میں نے تجویز پیش کی کہ اس جلسہ کا صدر پنڈت کیشپ بندھو ہونا چاہیئے۔ کیونکہ میرے خیال میں ضروری تھا کہ کسی طرح ہندو مُسلم اکٹھے ہو سکیں۔ اور ایک دوسرے کا اعتماد حاصل کر سکیں۔ چنانچہ پنڈت جی صدر جلسہ بنائے گئے۔

جب جلسہ ختم ہوا تو شیخ صاحب۔ مولوی صاحب اور راقم باہر میدان میں پھر رہے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ اعلان ہو گیا ہے کہ کل دفعہ ۱۴۴ کو توڑ کر میراں کدل میں جلسہ کیا جائے گا۔ اس پر شیخ صاحب اور اُن کے ساتھی حیران ہو گئے کہ دفعہ ۱۴۴ کے توڑنے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اور اُنہیں خبر ہی نہیں اور نہ ہی کوئی تیاری ہے۔ قانون شکنی معمولی بات نہیں ہے۔ سُنا گیا کہ عوام کہتے ہیں کہ یہ لیڈر ڈرتے ہیں۔ ہم کو تکلیف دیتے ہیں کہ شہر سے اتنے میل دُور اُن کے خیالات سُننے کے لئے حضرت بل آئیں۔ یہ لوگ شہر میں جلسہ کیوں نہیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس لئے ڈرتے ہیں کہ اُن کا صدر ہندو ہے۔ اس پر پنڈت کیشپ بندھو نے اعلان کر دیا کہ کل شہر میں میراں کدل کے پاس جلسہ ہوگا۔

میں نے شیخ صاحب و دیگر ساتھیوں کو کہا اس اعلان کی پوری پابندی کی جائے۔ اور جو سزا ملے اُسے بخوشی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

قبول کیا جائے کیونکہ وارنٹ کی تعمیل کے انکار کی وجہ سے ایک سال کے لئے جیل جانا ہوگا۔ اس سے بہتر ہے کہ چھ ماہ کی سزا برداشت کر لی جائے۔

چنانچہ دوسرے روز میراں کدل کے پاس میدان میں جہاں اب کافی عمارتیں بن چکی ہیں۔ بڑا بھاری جلسہ ہوا۔ چونکہ دفعہ ۱۴۴ کو توڑا گیا تھا۔ اور یقینی تھا کہ اس میں حصہ لینے والے لیڈر گرفتار ہو جائیں گے۔ عوام بھاری تعداد میں آئے۔ اور مُسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ کافی ہندو سکھ غیر مُسلم بھی شامل تھے۔ اس جلسہ کا صدر راقم تھا۔ شیخ صاحب نے عوام اور خاص کر مُسلمانوں کو میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''یہ بزرگ جرنیل ایک وقت ہمارا صدر محترم اور جرنیل ہوگا۔ اور شیخ عبداللہ اس کے حکم کی تعمیل میں پھانسی پر لٹکنے کے لئے تیار ہوگا۔ اس لئے تم سب لوگ اس پر اعتماد و بھروسہ رکھو۔ جب ان کی طرف سے مدد و دست گیری ہوگی تو ہم یقیناً کامیاب ہوں گے۔ یہ صوفی فقیر ہے اور گورونانک کا سِکھ ہے۔''

ایسی صورت میں مجھ پر بڑی ذمہ داری آن پڑی۔ حصول آزادی کے لئے قربانی دینی اور ڈٹ کر ہر ظلم و تشدد کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا ہو گیا خاصکر جب مُسلم بھائیوں نے اور خاص کر شیخ محمد عبداللہ کی طرف سے مکمل اعتماد کرنا اور گورونانک کا سکھ کہہ کر پکارنا ایک ایسی بات تھی کہ میں نے اس اعتماد اور بھروسہ کو یقینی بنانے کا تہیہ کر لیا۔

بھاری تعداد میں پولیس جمع تھی۔ سٹیج پر جو مقرر آتا۔ چند الفاظ کہنے پر اُسے پکڑ لیا جاتا۔ میں نے جلسہ ختم کرنے سے پیشتر جب ایک شاعر کے حسب ذیل لفظ کہے:۔

آزادی کی خاطر گر میری یہ توقیر ہو
ہاتھ میں ہو ہتھ کڑی اور پاؤں میں زنجیر ہو
آنکھوں کے لئے تیر ہو۔ ملتی گلے شمشیر ہو
سُولی ملے۔ پھانسی مِلے اور مُوت بھی دامنگیر ہو
میرے لئے گر کوئی دوزخ نیا تعمیر ہو
آزادی کے لئے منظور ہو۔ منظور ہو

جلسہ کے خاتمہ پر شیخ محمد عبداللہ۔ پنڈت کیشپ بندھو۔ محمد صادق مولانا محمد سعید۔ علی محمد طارق (جو کہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اُس وقت ۱۴ سال کا نوجوان لڑکا تھا۔ جوش میں خوب نعرے لگاتا تھا) ایک اور کارکن جس کا مجھے نام یاد نہیں اور راقم بُدھ سنگھ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور بادامی باغ جیل میں بند کر دیا گیا۔ جیل کے ایک کونے میں ہمیں بٹھا دیا گیا۔ اس وقت میں نے شیخ صاحب کو کہا کہ کوئی فقیر ہی ہمیں آزادی دلا سکتا ہے۔ کھانے کا وقت آیا تو جیل کے احکام برگیڈیئر و کرنل کہنے لگے ''کھانا لائیں'' تو میں نے کہا۔ ''کس جگہ کھانا کھائیں گے۔ ہم انسان ہیں۔ جب تک ہمارے لئے بیٹھنے، آرام کرنے، سونے کا مناسب انتظام نہیں ہوگا۔ کرسیاں، میز، چارپائیاں و بستر نہ ملیں گے تب تک ہم میں سے کوئی کھانا نہیں کھائیگا۔ نا صاف کمرہ ہے یہ بھی کوئی کھانے کی جگہ ہے''۔ میرے باقی کچھ ساتھیوں نے کہا ''کہ ایسا نہ ہو بھوکا ہی رہنا پڑے اور رات یہیں کاٹنی پڑے''۔ میں نے کہا۔ ''دیکھو۔ اگر اب تم دب گئے تو دبے رہو گے۔ یہ ابتدا ہے۔ ڈٹے رہو اور دیکھو کہ کیا ہوتا ہے۔'' کچھ دیر کے بعد ہمارے لئے کرسیاں، میز، چارپائیاں اور بستر لائے گئے۔ اور ہم نے کھانا کھایا اور رات آرام سے گزاری۔ میرے ساتھی پوچھنے لگے۔'' سردار جی! اب آپ کا کیا خیال ہے۔'' میرے مُنہ سے سبھاوک نکلا۔ ''میرا خیال ہے ہمیں سزا سُنا کر اودھم پور بھیج دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہمیں چھ چھ ماہ کی سزا سُنائی گئی اور اودھم پور بھیج دیا گیا۔ پھر وہاں سے الگ الگ دوسری جیلوں میں منتقل کر دیا گیا۔ وہاں پر کیا گزری یہ داستان لمبی ہے۔

ریاسی جیل میں روزے رکھنا:۔ ۱۹۳۸ء کا واقعہ ہے کہ جب مسٹر آئینگر پرائم منسٹر تھے تو مجھے ریاسی جیل میں بند کر دیا گیا۔ محض اس خیال سے کہ مجھے ذہنی کوفت اور تکلیف ہوگی۔ کیونکہ میں اُسی جگہ کا ایک وقت ڈپٹی کمشنر تھا۔ بھلا اس سے کیا ہو سکتا تھا۔ شائید ان لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ جو شخص نہ صرف ڈپٹی کمشنری کو ٹھکراتا ہے۔ فقیر بن کر گھر بار عیش و عشرت کو ترک کرتا ہے اور سر پر کفن باندھ کر پریم کی کھیل میں کود پڑتا ہے۔ اُس کو ان باتوں کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ اس کو تو اپنی ذاتی حیثیت یا گذشتہ زندگی یا اس زندگی کے آرام کا قطعاً خیال نہیں رہتا۔

اس جیل میں مجھے اسلام کی تاریخ اور قران شریف کے مطالعہ کا موقع ملا۔ حضرت مولانا آزاد کے ترجمہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

قرآن شریف کو میں نے لفظ بلفظ پڑھا۔ اتفاق سے میرے ساتھ چوہدری غلام عباس بھی قید تھے۔ وہ مُسلم کانفرنس کے سلسلہ میں وہاں بند کئے گئے تھے۔ ان کے ساتھ تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ جب روزے آئے تو ایک دن دیکھا کہ عباس نے کھانا نہیں بنایا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اُسدن روزہ ہے۔ میں نے اُن کو کہا ''میں بھی روزے رکھوں گا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ میں دن بھر کھاتا رہوں اور آپ میرے ساتھی روزہ نماز و دُعا میں مصروف رہیں۔'' چنانچہ میں نے سارے روزے رکھے۔ صُبح کھانا کھالیتے۔ اور دِن بھر عوام کی بھلائی اور خدمت خلق اور عالمگیر محبت۔ مساوات اور انسانی رشتہ کے متعلق تبادلہ خیالات کرتے رہتے۔ اس طرح سے چھ ماہ گُزر گئے۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ غلام عباس کے خیالات میں تبدیلی آئی۔ اور وہ مُسلم کانفرنس کے لیڈر کی بجائے نیشنل کانفرنس بنانے اور مُسلم کانفرنس کے دروازے غیر مُسلموں کے لئے کھولنے کے حق میں ہوگیا مُسلم کانفرنس کا نام بدل کر نیشنل کانفرنس بناتے وقت جو ریزولیوشن پیش کیا گیا۔ اُس کی تائید غلام عباس نے کی۔ یہ دوسری بات ہے کہ جب وہ پھر مُسلم کانفرنسیوں و تنگ خیال خالص مذہبی آدمیوں کے درمیان جموں رہے ان کا خیال بدل گیا۔ اور وہ بدستور مُسلم کانفرنس میں شامل رہے جس کا مجھے بڑا افسوس ہوا۔ اور پھر اب تک جو کچھ انہوں نے کیا خاص کر پاکستان جانے کے بعد، سب کو معلُوم ہے۔

مُسلم کانفرنس سے نیشنل کانفرنس :۔ اِن چھ ماہ میں چند ایک دوستوں کو تبادلہ خیالات کا موقع ملا اور اُنہیں ہر مذہب وملت کی تعلیم اور اصولوں کو سمجھنے اور مطالعہ کرنے کا بھی موقع ملا۔ اور وہ سوچنے لگے کہ کس طرح پر اس آزادی کی تحریک کو نیشنلسٹ یعنی قومی بنایا جائے۔ جب سب جیل سے باہر آئے تو کوشش شروع ہوئی کہ کسی طرح نیشنل کانفرنس قائیم ہو جائے۔ چنانچہ ایک بڑی کانفرنس کی گئی جس کے صدر غلام محمد صادق تھے۔ جو شروع سے ہی قومی جماعت کے حق میں تھے۔ اس میں قریباً بااتفاق رائے بجائے مُسلم کانفرنس کے نیشنل کانفرنس بنائی گئی۔ صرف ایک دو نے اختلاف کیا بعد میں وہ بھی مان گئے۔ پہلے مجھے کشمیر کے مُسلمان اپنا ہمدرد سمجھ کر اور مجھ پر اعتماد کرنے کی وجہ سے کہتے رہتے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کہ آپ ہمارے جلسوں میں شرکت کیوں نہیں کرتے۔ اور ہمیں ہدایات نہیں دیتے۔ میں کہتا۔ ''بھائی میں فرقہ پرست نہیں ہوں۔ قومی فقیر ہوں۔ جب آپ نیشنل کانفرنس مشترکہ جماعت جو بلا لحاظ مذہب وملت سب کے لئے آزادی کے لئے کام کرے گی۔ تو میں لیکچر دونگا''۔

ہر چند مذہبی اور فرقہ وارانہ ذہنیت رکھنے والے کشمیریوں نے شیخ صاحب کو مجبور کیا کہ وہ مُسلم کانفرنس کا نام رہنے دیں۔ اور جب اُن کو کہا گیا کہ بُدھ سنگھ جیسا انسان اس میں شامل نہیں ہوسکتا۔ جب تک نیشنل کانفرنس نہ بنائی جائے تو وہ کہنے لگے کہ بُدھ سنگھ صرف ایک ہے اور دوسرے غیر مُسلم ہندو سکھ اس میں شامل نہیں ہوتے۔ تو شیخ صاحب نے کہا۔ ''بتاؤ صدیوں سے کبھی کوئی انسان پیدا ہوا جو تمہارا دُکھ اور مصیبت کا حال سُنا تا اور تمہاری آزادی کے لئے اپنے آپ کو وقف کرتا۔ یہی وہ ہستی ہے جس نے آزادی کے لئے آواز اٹھائی''۔ تو عوام نے اس بات کو تسلیم کیا۔ تو پھر کئی ایک کہنے لگے۔ ''شیخ صاحب دیکھیں ایک طرف ہم لاکھوں لوگ آپ کے ساتھ ہیں اور ایک طرف صرف ایک بُدھ سنگھ'' اس پر شیخ صاحب نے صاف طور پر اُن کو کہہ دیا۔ ''یہ شخص فقیر ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ ضرور اس ریاست کو شخصی حکومت سے آزاد کرائے گا۔ اور آزادی حاصل کرنے میں سب سے پیشتر قربانی دے گا''۔

چنانچہ جب نیشنل کانفرنس بن گئی تو عوام نے مجھے تقریر کرنے کے لئے مجبور کیا۔ میں نے کہا آؤ میں تقریر کرتا ہوں۔ میں نے ایک زبردست تقریر کی۔ اور میں نیشنل کانفرنس میں شامل ہوگیا۔ جوں جوں مجھے یہ معلوم ہوتا گیا کہ شیخ صاحب و دیگر ساتھی جن کا لاکھوں ہم مذہب لوگوں میں خاصہ اثر ولحاظ ہے تو میرے لئے ضروری ہوگیا کہ ان کو اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے کہ میں سب کے بھلے کے لئے کام کرنے والا ہوں۔

اس کے کچھ عرصہ کے بعد شیخ صاحب نے اہل جموں وکشمیر کے نام خصوصیت سے ہندو سکھوں کے نام ایک دردناک اپیل چھاپ کر شائع کی کہ وہ ہماری دست گیری کریں۔ تعاون کریں۔ اور ہماری تحریک آزادی میں شامل ہو کر ہمیں آزادی دلائیں۔ میں نے اُن کی اپنی طرف سے مکمل حمایت وتعاون کا یقین دلایا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نیشنل کانفرنس کا جھنڈا:۔ جب نیشنل کانفرنس کے جھنڈے کا سوال آیا تو بڑی مشکل کا سامنا ہوا۔ مذہبی طور پر تو ہندو مُسلم سکھ بھائیوں کے بھگوے۔ پیلے، سبز، سیاہ وغیرہ رنگوں کے جھنڈے ہوتے ہیں۔ جب مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے کہا۔ ''اِن مذہبی نشان ورنگوں کے دلدادہ لوگوں نے ہر ہر مہادیو۔ اللہ ہوا کبر۔ ست سری اکال وغیرہ کے نعرے لگا کر (جن سب کا مطلب تو اصل میں ایک ہی ہے کہ ''پرماتما یا خدا یا اکال پُرکھ بڑا ہے'') آپس میں لڑائی جھگڑے کئے ہیں۔ اس لئے میرے خیال میں جھنڈے کا رنگ انقلابی سُرخ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ اُن مزدوروں کا نشان ہے۔ جنہوں نے گوردوارے۔ مندر۔ مسجد اور دیگر عمارتیں ہوٹل۔ عالی شان مکان اور محل بنائے۔ انہوں نے ہمارے تمہارے آرام کی خاطر سخت جسمانی تکالیف کی حالت میں اور جان جوکھوں میں ڈال کر دُور دُور پہاڑوں سے لکڑی۔ پتھر۔ سیمنٹ۔ چونا۔ کوئلہ وغیرہ چیزیں لائیں اور جو خود بھوک سے لاچار بے گھر بے سروسامانی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس نیشنل کانفرنس نے ان کی زندگی سدھارنی ہے۔ انقلاب لانا ہے اس لئے جھنڈے کا سُرخ رنگ ہونا چاہیئے''۔ چنانچہ یہ تجویز مان لی گئی ایسا سوال آیا کہ اس پر کیا نشان ہونا چاہیئے۔ کوئی کہئے چنار کا پتہ۔ کوئی کنول کا پھول تو میں نے کہا۔'' یہ ٹھیک ہے کہ یہ نشان آپ کو پیارے ہیں۔ لیکن ہم تو غریب و مظلوم ہیں اور پھر کسان کی محنت و کام کا احساس دُنیا کو کرانا چاہتے ہیں۔ لہذا اس پر ''ہل کا نشان'' قائم کیا جائے۔ کیونکہ ''ساریاں کلاں تے بیٹھ ہلاں'' ہل نہایت زندگی بخش اور معنی خیز چیز ہے۔ جب تک کسان ہل نہ چلائے محنت نہ کرے، اناج وغیرہ کھانے کی چیزیں نہ پیدا کرے تو ہم کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔ اور بغیر اناج و زندگی میں کھانے کی چیزیں مہیا نہ ہونے کے کسی کارخانہ و فیکٹری یا دفتر یا دُکان پر کیسے کام ہوسکتا ہے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ رات دن محنت کرنے والا۔ سخت دھوپ و شدت کی گرمی میں کام کرنے والا ہمیں زندہ رکھنے کا سامان پیدا کرنے والا خود اپنے لئے ضروریات زندگی۔ مناسب گھر۔ خوراک و کپڑے سے محروم رہے اور جانوروں کی طرح زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جائے۔ اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ اس محنت کش کی قدر کریں۔ اور پھر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection, Jammu

جھنڈے کا رنگ ونشان وغیرہ پر کمیٹی پر کمیٹی ہوں۔ عام فہم ہو اور پھر جس کسان کی انتہائی محنت وکوشش سے ہم زندہ ہیں اُس کو اوپر اُٹھائیں۔ اور خُدا سے دوسرے درجہ پر اس کے احسان مند بنیں۔ چنانچہ یہ تجویز منظور کر لی گئی اور نیشنل کانفرنس کا جھنڈا سُرخ اور اس پر ہل کا نشان منظور کر لیا گیا۔

نیشنل کانفرنس کے اغراض و مقاصد:۔ اس نیشنل کانفرنس کے نصب العین یعنی اغراض ومقاصد کا سوال آیا۔ ابتدا میں سیلف گورنمنٹ ذمہ دار اہ نظام حکومت حاصل کرنے کا ذکر ہوا۔ جو بعد میں ''نیا کشمیر'' کے منصوبہ کی شکل میں منظور ہوا۔ اِس کے پاس ہو جانے کے بعد اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے جمہوریت نظام کو قائیم کرنے میں ہمیں سرگرم جدو جہد کے لئے تیار ہونا پڑا۔ نیشنل کانفرنس کے اغراض ومقاصد اور اس کی جدو جہد کے سلسلہ میں جو حالات و واقعات پیش آئے اور جن کے لئے انتہائی مشکلات ومصائب سے دو چار ہونا پڑا۔ ایک بڑی لمبی داستان ہے جو کئی کتابوں پمفلٹوں۔ سالانہ جلسوں ومیٹنگوں کی تجاویز اور فیصلہ جات سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ وہ سب نیشنل کانفرنس کے ریکارڈ میں موجود ہوں گے۔ اس کے علاوہ بے شمار تقاریر اخبارات ''ہمدرد'' ''خدمت'' ''سچ'' اور باہر کے کئی اخبارات میں چھپ چکی ہیں۔ اور کئی پمفلٹ کتابی شکل میں مشتہر ہوئے۔

نیشنل کانفرنس کا پروگرام:۔ نیشنل کانفرنس نے واضع طور پر ثابت کر دیا کہ قومی جماعت کا ہونا۔ فرقہ وارانہ مکمل اتحاد۔ یک جہتی۔ مساوات اور ہر کسی کو کام کرنے۔ اپنی محنت کا پھل کھانے۔ تعلیمی اقتصادی۔ معاشرتی ترقی وکام کرنے کی آزادی مذہبی عقائید کی آزادی۔ تحریر وتقریر۔ جلسے کرنے۔ سبھا سوسائٹیاں بنانے تجارت وصنعت وحرفت میں کام کرنے۔ ترقی کرنے اور انسانی سماج میں مساوات برادری بھاؤ پیدا کرنے کا پورا حق ہو اور ملکی وقومی معاملات میں کسی قسم کی مذہبی طریق وتمیز کا عمل دخل نہ ہونا۔ بھائی بھائی کی طرح رہتے ہوئے حصول آزادی۔ امن وشانتی کو قائم

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Modi Keji IFS (Retd) Collection Jammu

رکھنے اور ترقی کرنے کے مواقع حاصل کرنے کے تمام کاموں میں ہر طرح کی امداد و تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

نیشنل کانفرنس کا صدر مقرر ہونا:۔ ۱۹۴۲ء مین مجھے آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کا صدر منتخب کیا گیا۔ اور پھر ۱۹۴۴ء میں دوبارہ صدر مقرر کیا گیا۔ اس عرصہ میں میں نے یا نیشنل کانفرنس نے جو کام کیا۔ اُس کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

اِن موقعہ پر صدارتی ایڈریس جو میں نے پڑھے وہ قابل ملاحظہ ہیں ان کا ریکارڈ نیشنل کانفرنس کے دفتر میں ہوگا یا جن اصحاب میں تقسیم ہوئے اُن کے پاس ہوں گے۔ میرے پاس کوئی کاپی نہیں۔ پھر بھی جو یاد ہے، مختصر عرض کرتا ہوں۔

کانگریسی لیڈروں کی گرفتاری:۔ ۱۸ اگست ۱۹۴۲ء کو مہاتما گاندھی جی نے بمبئی کے کانگریس سیشن میں ''کوٹ انڈیا'' کا نعرہ بلند کیا۔ اور ۹، اگست کو تمام کانگریسی لیڈروں کو گرفتار کرلیا گیا۔ اس موقع پر ہندوستان بھر میں کافی گڑ بڑ ہوئی۔ اس موقع پر میری صدارت میں حسب ذیل قرارداد ۱۶، اگست ۱۹۴۲ء کو نیشنل کانفرنس کی طرف سے پاس کی گئی۔

نیشنل کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی پورے غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ہندوستان کی آزادی ایک ایسا حق ہے۔ جس سے دُنیا کا کوئی انصاف پسند شخص انکار نہیں کرسکتا۔

ورکنگ کمیٹی کی رائے میں کانگریس کا یہ مطالبہ کہ ''ہندوستان کی آزادی کا اعلان کیا جائے معقول وجوہات پر مبنی ہے۔

ورکنگ کمیٹی اس تشدد اور سخت گیری کی سخت مذمت کرتی ہے جو حکومت ہند نے انڈین نیشنل کانگرس کی جماعت ہائے خلاف قانون قرار دیتے ہوئے اور کانگریسی رہنماؤں کو گرفتار کرتے ہوئے اور نہتے عوام پر گولیاں چلاتے ہوئے، اختیار کر رکھی ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ورکنگ کمیٹی ان لوگوں سے دِلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے جو اس سلسلہ میں مصائب کا نشانہ بنے ہیں۔

نیشنل کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی برطانیہ سے پُرزور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ گاندھی جی اور دوسرے کانگریسی رہنما اور دیگر گرفتار شدگان کو فوراً رہا کر دے۔ اور سخت گیری کی پالیسی کا خاتمہ کر کے حالات کو معمولی صورت میں لا کر امن اور اعتماد کی ایسی فضا پیدا کر دے جس میں ہندوستان کی مکمل آزادی اور قومی حکومت کے قیام کو عملی جامہ کی شکل دی جا سکے۔

ورکنگ کمیٹی جموں و کشمیر کے لوگوں سے پُرزور اپیل کرتی ہے کہ مورخہ ۲۳۔ اگست ۱۹۴۲ء مطابق ۸، بھادوں 1999ء بکرمی ایتوار کے دن قومی دن منائیں۔

علاوہ ازیں میں نے (بُدھ سنگھ) بحیثیت صدر آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس وائسرائے ہند کو ستمبر ۱۹۴۲ء میں ایک چٹھی لکھی۔ جس میں انڈین نیشنل کانگریس کی ''ہندوستان چھوڑ دو'' (کوٹ انڈیا) کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا کہ:۔

(۱)۔ کانگریسی رہنماؤں اور ورکروں کی فوری رہائی ہو۔

(۲)۔ تشدد اور سخت گیری کے تدابیر جو عمل میں لائے گئے ہیں ختم کئے جائیں۔

(۳)۔ ہندوستان کی آزادی کا اعلان کیا جائے۔

(۴)۔ مرکز میں ایک عبوری حکومت قائم کی جائے۔

میں نے چٹھی میں یہ بھی واضع کیا کہ ''میں کشمیر کے لوگوں کی طرف سے درخواست کرتا ہوں کہ برطانوی حکومت کی موجودہ پالیسی کو فوراً بند کیا جائے کانگریسی رہنماؤں کے ساتھ گفت و شنید جاری کی جائے۔ اور ہندوستان کو اختیارات سونپ دیئے جائیں۔

ساتھ ہی جنرل کونسل کے اجلاس میں ۱۶۔ اگست ۱۹۴۲ء میں پاس شدہ تجویز کی تصدیق کی اور مطالبہ کیا کہ:۔ ''جنرل کونسل ۱۶، اگست ۱۹۴۲ء میں پاس شدہ تجویز کی تصدیق کرتی ہے اور یہ کہ جنرل کونسل اس امر کو بغرض تجویز میں لاتی ہے کہ گذشتہ تین ہفتوں میں جب سے رہنمائے کانگریس کو حکومت ہند

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

(Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نے گرفتار کیا ہے ہندوستان کے اندر اور باہر کے اخبارات اور سیاسی حلقوں میں جو رائے زنی ہو رہی ہے اُس سے حکومت اور کانگریس کے تصادم کی نسبت آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کی اختیار کردہ پالیسی کی پوری پوری تائید ہوتی ہے۔ ریاست جموں و کشمیر کے باشندوں کے فرائض باقی ہم وطن فرائض کو ادا کرنے کے لئے اب کسی لمبے عرصہ کا انتظار نہیں کرنا ہے۔ ہم ہندوستانیوں کو مکمل طور پر آزاد ہونے اور سیاسی اور اقتصادی لوٹ کھسوٹ سے نجات حاصل کرنے کا پورا پورا حق ہے۔ اس حق کو عملاً حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن قربانی دینا ایک پاک فرض ہے۔

۱۹۴۴ء کے اجلاس بمقام بارہمولہ میں:۔ میری صدارت میں جب ۱۹۴۴ء میں بمقام بارہمولہ میں آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کا اجلاس ہوا۔ تو میں نے قریباً ۷۵ سوالات کا ذکر کیا۔ اور ان کے مختصر جواب دیئے۔ یہ خطبہ صدارت خاصہ مفصل تھا۔ اس میں واضح کیا گیا کہ عوام کس قسم کی حکومت چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے کیا کچھ کیا جائیگا۔ وغیرہ کیونکہ یہ مسئلہ ہے کہ جب تک عوام کو یقین نہ کرایا جائے کہ ان کی ہر قسم کی ترقی۔ بہتری و اقتصادی آزادی کے لئے کوشش کی جاوے گی۔ اور پھر ہر ایک کام کو کس طرح عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ اور جب تک پوچھے گئے سوالات کا مفصل جواب نہ دیا جائے۔ اور کتابی شکل میں منصوبہ یا پروگرام چھاپ کر مشتہر نہ کیا جائے جس سے کہ عوام کو معلوم ہو جائے کہ دراصل نیشنل کانفرنس عوام کے لئے کیا کچھ کرنا چاہتی ہے اور اُن کی حالت کب اور کس طرح بہتر ہو سکتی ہے وغیرہ۔ تب تک عوام اطمینان و شک و شبہ سے بالاتر نیشنل کانفرنس کے پروگرام کو اپنانے اور ہر طرح سے شرکت و تعاون کرنے کو تیار نہ ہوں گے وغیرہ۔ چنانچہ اس کے نتیجہ کے طور پر "نیا کشمیر" کا منصوبہ سامنے آیا جس کا ذکر بعد میں ہوگا۔

آل انڈیا سٹیٹس پیپلز کانفرنس:۔ کانگریسی نیتاؤں خاص کر پنڈت جواہر لعل جی ہندوستان کی تقریباً دس کروڑ آبادی کے ریاستی مصیبت زدہ لوگوں کی دردناک حالت سے واقف تھے جو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ڈبل غلامی کی صورت میں نہایت دُکھ اور بے بسی کی حالت میں پڑے تھے۔ اُن کو آزاد کرانے اور اُن کو اپنے کانگریسی اغراض و مقاصد کے ساتھ یکساں طور پر شامل کرنے کی کوشش ہوتی رہی۔ اور آل انڈیا سٹیٹس پیپلز کانفرنس کے نام کی باقاعدہ آرگینائزیشن بنائی گئی۔ اور اس کے سالانہ اجلاسوں میں ہم ریاستی لوگ شامل ہوتے رہے جن میں سے کئی ایک اجلاسوں میں میں بھی شامل ہوا۔

اودھے پور کے اجلاس میں میں نے تقریر کی۔ جب میں نے ریاستی لوگوں کی بے بسی مصیبت غلامی۔ مظلومیت، جہالت، غریبی وغیرہ کا دردناک الفاظ میں ذکر کیا تو ریاستی لوگ جو ہم سے بھی زیادہ دبائے ہوئے اور خوف زدہ تھے، بے اختیار پُکار اُٹھے کہ ہمیں اس شخصی نظام و مصیبت سے چھوڑایا جائے۔

میں نے کہا۔ ''غم صیاد و فکر باغبان ہے کہ دو عملی میں ہمارا آشیان ہے۔'' ہم ڈبل قید میں ہیں۔ جیسے ایک بڑا جیل ہوتا ہے اور اس کے اندر تنگ و تاریک سنگین کوٹھیاں ہوتی ہیں۔ جہاں قاتل خونی قیدی رکھے جاتے ہیں اور پھر ان سنگین کوٹھیوں کے ساتھ اس سے بھی زیادہ سختی اور ظلم اُن لوگوں پر ہوتا ہے جو اِن مطلق العنان مہاراجوں کے ماتحت چھوٹی چھوٹی جاگیروں کے راجے ہیں۔ مثلاً چنیہنی جاگیر کے مظالم کا ذکر کیا گیا۔ جس کا ذکر آگے آئیگا۔ تو حاضرین حیران ہو گئے۔ اور پھر جب میں نے کہا کہ دیکھو ہم لوگ آرام سے بیٹھے ہیں۔ ہمارے اور دوسرے بڑے آدمیوں کے لئے مکانات میں جگہ دی گئی ہے۔ اور گرم پانی اور باقاعدہ بھوجن خوراک وغیرہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ مگر جو بیچارے دیہاتی کسان غریب مزدور اپنے حقیقی ہمدردوں اور مددگار نیتاؤں کانگریسیوں کے درشن کرنے اور دُکھ درد غلامی مصیبت کے دور کرنے کا پروگرام سے آزادی کے لئے نیتاؤں سے بھاشن لیکچر سُننے آئے ہیں۔ یہ بیچارے دور سردی میں کھُلے میدان اور بے سروسامانی کی حالت میں پڑے رہے۔ اور جب وہ رات کو اس اُمید میں کہ دیکھیں صُبح اجلاس میں اُن کے ساتھ کن الفاظ میں کس طرح پر کس پریم بھرے دل سے کیا کچھ کہا جاتا ہے۔ تو سخت سردی میں کھُلے میدان میں بیٹھے رہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو کہ گھاس پھوس کی جھونپڑیوں میں رہتے۔ اور اپنے مال مویشی کے ساتھ ہی بڑے دُکھ سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور دبائے ہوئے اور خوف زدہ ہیں۔ اُن کی تمام پیداوار۔ محنت و مشقت سے پیدا کیا ہوا پھل سبزی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji, F.S. (Retd) Collection Jammu

اناج وغیرہ کا بہت سا حصہ بڑے افسروں اور راجاؤں مہاراجاؤں کے کام آتا ہے۔ اور یہ بیچارے یہاں ہی نہیں ہر ریاست میں کم وبیش ایسی ہی حالت میں رہتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں جب آپ دیکھتے ہیں کہ ان ریاستوں میں جہاں جہاں پختہ سفید چمکتے ہوئے مکان ملتے ہیں۔ یہ راجہ لوگ اُن کے اہلکاروں۔ شاہوکاروں اور دولتمندوں کے ہیں۔ اُن کو دیکھ دیکھ کر ان ریاستی غریب مظلوم عوام دُکھی جنتا کو بڑا دُکھ ہوتا ہے۔

جب میرے مختصر مگر بڑے دُکھ بھری صدقدلی آواز کو غریب دیہاتیوں نے سُنا تو اُس کا اثر مجھے اس وقت معلوم ہوا کہ جس طرف میں جاتا اکثر دیہاتی مجھے پہچان کر ''جے بُدھ سنگھ'' کہتے سُنے گئے۔ اور کئی کہتے سُنے گئے'' ہمارے تو بُدھ سنگھ کی جے کریں گے۔ اُس نے ہمارے دِل کی بات سُنائی۔ اور خوب ہمارے ساتھ محبت و پیار کیا۔''

غرضیکہ جب کانگریسی نیتاؤں نے ریاستی لوگوں کو آزادی دلانے کا کام اپنے پروگرام میں رکھا اور ہمدردی کرنی شروع کی تو قدرتی طور پر ان کے پروگرام نصب العین کو اپنانا اور اس کا سہارا لینا ہمارے لئے لازم تھا۔ چنانچہ جب کوئی تحریک ہندوستان میں کانگریسی لیڈر چلاتے اُس کا اثر ہم پر پڑتا اور ہم ہر موقعہ پر اُن کو سپورٹ کرتے۔ اور اسی پاداش میں ہمیں سخت سے سخت سزائیں دی جاتیں۔ جن کا ذکر آگے آئیگا''۔

''نیا کشمیر کا منصوبہ'' نیشنل کانفرنس ریاست میں کس طرح کی حکومت چاہتی تھی۔ اس کے متعلق ایک پلان بنایا گیا۔ جس کو ''نیا کشمیر'' کا نام دیا گیا۔ ایک قومی اعلان منظور کیا گیا۔

قومی اعلان:۔

ہم باشندگان جموں وکشمیر، لداخ وسرحدی اضلاع علاقہ ہائے پونچھ چنہنی جنہیں عام لفظوں میں باشندگان جموں وکشمیر کہتے ہیں۔ مکمل مساوات اور اختیار ذاتی کی فضا میں اپنے اتحاد کو تکمیل کرنے کے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

لئے اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو ہمیشہ کے لئے پامالی۔ مفلسی۔ تذلیل اور توہمات کے عاز عمیق سے نجات دلانے کے لئے زمانہ جہالت کے اندھیرے اور لاعلمی سے بچا کر آزادی اور سائینس کی روشنی میں دیانت دارانہ محنت سے مشقانہ حکومت کے تحت پُر امن اور خوشحال وادی میں پہنچانے کے لئے مشرق کی مخلوق اور دنیا بھر کے محنت کش عوام کی صف میں شامل ہو کر اپنا تاریخی فرض انجام دینے کے لئے اور اپنے پیار سے وطن کشمیر کو ایشیا کی برفیلی پیشانی پر چمکتا ہوا ہیرا بنانے کے لئے اپنی ریاست کا حسب ذیل آئین تجویز کرتے ہیں اور اس کی تائید وحمایت کا عہد کرتے ہیں۔

اس نئے کشمیر کے منصوبہ کو میں نے کھلے اجلاس میں پیش کیا اور جو تقریر کی۔ وہ مجھے اچھی طرح یاد نہیں۔ البتہ ایک دو باتیں جو مجھے یاد ہیں بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔ میں نے عوام و رفقائے کار کو کہا کہ جیسا کہ میرے بارہمولہ میں ۱۹۴۴ء کے سالانہ اجلاس کے موقع پر بہت سے سوالات کا ذکر کیا تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئے دن کے سوالات وشک وشکوک پیدا ہونے کی بجائے عوام پر واضع کر دیا جائے کہ ہمارا مقصد کیا ہے اور ہمارا پروگرام کیا ہے۔ اور ہم کس طرح کن کن امور کے متعلق عوام کی بہتری بہبودی ترقی کا کام کن لائینوں پر کس منصوبہ کے مطابق کرنا چاہتے ہیں تا کہ جنتا یعنی عوام کو معلوم ہو جائے تو وہ اپنے لئے الگ تھلگ رہنے یا نیشنل کانفرنس میں شامل ہونے میں سے جو راستہ اپنے ہر پہلو میں مفید اور زندگی بخش تصور کرتے ہیں۔ منتخب کر لیں۔ یہ منصوبہ کیسے مشکل وقت میں کسقدر گورنمنٹ کی مخالفت کے باوجود مشتہر کیا گیا۔ کیونکہ خاص کر کشمیری لوگ اور ساری ریاست جموں وکشمیر کے عوام کبھی بھی کسی ایسی ملکی قومی آزادی کی تحریک میں جس میں شخصی حکومت کی گورنمنٹ کی طرف سے ہر قسم کی سختی وسزا یقینی ہے شامل نہیں ہو سکتے۔ اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالیں۔ جب تک وہ اپنے نفع ونقصان کو اچھی طرح سوچ وسمجھ نہ لیں۔

چنانچہ ''نیا کشمیر'' کا منصوبہ پیش کیا گیا۔ اور اسے بااتفاق رائے سے پاس کیا گیا۔ اور پھر اسے مُشتہر کیا گیا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

MookerjiIFS (Retd) Collection Jammu

ایک مطلق العنان شخصی حکومت میں جسکی پشت پر برٹش انڈیا کی طاقت تھی اور اس کے پاس اقتدار و اختیار تھا۔ سیاسی پروگرام بنانا ایک آسان کام نہ تھا۔ اور جب ہم نے ''نیا کشمیر'' کا منصوبہ شائع کر کے آئیندہ پروگرام عوام کے سامنے رکھ دیا تو پھر کئی طرح کے شکوک ختم ہو گئے۔ اس وقت تک ہر ایک نیشنل کانفرنس کا کارکن ولیڈر ہر روز اپنی تقاریر و تحریر میں۔ ''نیا کشمیر'' کا حوالہ دیتا۔ اور اِس پر عمل کرنے کا عہد اقرار کرتا آیا ہے گویا کانفرنس کی ترقی و مقبول عام ہونے کی بڑی بھاری ضمانت وسند یہ منصوبہ بنا رہا ہے۔

اس وقت کے بڑے ذمہ دار افسر اور حکومت ہی نہیں عوام بھی حیران تھے اور ہنستے تھے اور طرح طرح کے ریمارکس دیتے اور طعنے دیتے کہ یہ غلام غریب مظلوم بے کس لوگ کس طرح اتنے بڑے عظیم اور ترقی پر در منصوبہ کے کام کو پورا کر لیں گے۔ وہ اس پلین کو اکثر ''خیالی پلاؤ'' کہہ کر پُکارتے۔

بلاشبہ حصول آزادی سے پیشتر جبکہ قطعاً ہمیں کوئی اختیار اقتدار و طاقت نہ تھی کہ ہم کسی قسم کی اِصلاح کر سکتے یا نئے قانون بنوا سکتے۔ البتہ ہمارے پاس آئیندہ پروگرام تھا۔ جو حصول آزادی کے بعد قومی اسمبلی کے بن جانے پر آئین بنانے میں ہماری رہنمائی کر سکتا تھا۔

جہاں ہم پہلے زبانی جمع وخرچ کرتے اور کئی طرح کے وعدے کرتے اور سبز باغ دکھاتے۔ جن پر بہت کم لوگ یقین کرتے۔ اور پھر نہ صرف ڈرتے بلکہ اپنے لئے بہتری اور نفع بخش کام نہ دیکھ کر اسے اُلٹا نقصان دہ سمجھ کر الگ رہتے وہاں اس منصوبہ ''نیا کشمیر'' کے پروگرام کو دیکھ کر اکثر لوگ سمجھنے لگے کہ یہ اچھی اور فائدہ مند چیز ہے۔ اور جوق در جوق نیشنل کانفرنس کی طرف آنے لگے۔

ہمارا آئین ''نیا کشمیر'':۔ شخصی حکومت ختم ہوئی۔ قومی جمہوری حکومت نے ریاست کے نظم ونسق کا چارج لیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ''نیا کشمیر'' کے آئین کی تکمیل پوری ہوئی ہے۔ میرا جواب ہے ''صرف کسی حد تک اس کی اشاعت و پرچار میں کوئی کام ہوا۔ کسی پسماندہ قوم کو پستی سے اونچائی تک لے جانے کا کام دس پندرہ سال کے عرصہ میں مکمل نہیں ہو سکتا۔ اور پھر آزادی کے بعد ریاست

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جموں وکشمیر دو دفعہ ۱۹۴۷ء اور ۱۹۶۵ء میں قبائلی و مسلحہ بیرونی فوجوں کا حملہ لاکھوں بے گھر لوگوں کا پھر سے بسانا ذرائع آمد و رفت کو بڑھتی ہوئی ضروریات کو مدنظر رکھ از سر نو تعمیر کرنا۔ غلہ و دیگر ضروریات زندگی کا کافی تعداد میں بہم پہنچانا تعلیم کا عام کرنا اور رفع عام کے کاموں میں اصلاحات کرنا وغیرہ وغیرہ مشکل امور تھے۔

میں ذیل میں نیا کشمیر کی کچھ دفعات کا پھر سے ذکر کرتا ہوں اور عوام وارا کین حکومت کو مشورہ دیتا ہوں کہ اس ''نیا کشمیر'' کے منصوبہ کو بار بار پڑھیں اور اپنا فرض اولین سمجھ کر وہ اقرار وعدے جو شخصی حکومت کے عہد میں عوام کے ساتھ کئے تھے وہ صرف خواب کی شکل میں ہی نہ رہیں۔ بلکہ عملی شکل میں سرگرمی سے ان منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ میری عُمر کے باقی جو تھوڑے سے دن رہ گئے ہیں۔ میں ان دنوں میں اپنے اُن خوابوں کو اصلیت میں بدلتا دیکھنا چاہتا ہوں۔ جو میں دوران ملازمت۔ ملازمت کے بعد اور پھر سیاسی زندگی میں ڈوگرہ سبھا اور نیشنل کانفرنس کے صدر کی حیثیت میں پریس اور پلیٹ فارم سے لیتا رہا ہوں۔ میری یہی تمنا ہے کہ جس غریب محنت کش مزدور کسان کی خاطر میں نے فقیری کو قبول کیا تھا اس کی حالت کو مناسب طور پر بدلا ہوا دیکھ کر اس جہاں فانی سے اطمینان کے ساتھ رخصت ہوں۔

''نیا کشمیر''

دفعہ نمبر ۱ :۔ عقیدہ و مذہب۔ عقیدہ اور ضمیر اور عبادت و عمل کی مکمل آزادی اہل وطن کے ہر ایک فرد کا محفوظ حق تصور ہوگا۔

دفعہ نمبر ۲ وطنیت اور اس کے بنیادی حقوق و فرائیض۔

ریاست کے بسنے والے تمام لوگوں کے لئے و ریاست کی باشندگی و وطنیت کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

قومی زندگی کے اقتصادی۔ سیاسی۔ تہذیبی اور معاشرتی ہر ایک شعبہ میں بلا لحاظ مذہب و مِلت۔ رنگ و نسل اور خاندان اس ریاست کے تمام اہل وطن کے حقوق کی مساوات ایک ناقابل تنسیخ ناقابل ترمیم

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

قانون تصور ہوگی۔ ان حقوق پر براہ راست یا بالواسطہ کسی قسم کی پابندی عائد کرنا اور اس کے برعکس کسی ایک اہل وطن یا اہل وطنوں کے کسی گروہ کے لئے قومیت۔ مذہب۔ نسل اور خاندان کی بنا پر براہ راست یا بالواسطہ کسی قسم کی ریاعات واختیارات محفوظ رکھنا نیز قومی نسلی اور مذہبی بناؤں پر اشنایت چاہنا اور اہل وطن کے درمیان منافرت اور حقارت پھیلانا بروئے قانون جرم ہوگا۔

دفعہ نمبر۳:۔ آزادی تحریر وتقریر۔

دفعہ نمبر۴:۔ عوامی جتھ بندیاں۔

دفعہ نمبر۵:۔ ہر ایک اہل وطن کا حق حُریت محفوظ اور مُسلم ہوگا۔

دفعہ نمبر۶:۔ حفاظت وطن۔

دفعہ نمبر۸:۔ ہر ایک کے لئے کام۔

دفعہ نمبر۹:۔ اہل وطن کو کافی آرام حاصل ہوگا۔

دفعہ نمبر۱۰:۔ بڑھاپے کا آرام۔

دفعہ نمبر۱۱:۔ ہر وطنی کو تعلیم یافتہ ہونے کا حق ہوگا۔

دفعہ نمبر۱۲:۔ عورت ذات کے مساوی حقوق ہوں گے۔

دفعہ نمبر۱۳:۔ بچے قوم کی امانت۔

دفعہ نمبر۱۴:۔ محکمہ عدلیہ۔

دفعہ نمبر۱۵:۔ اقتصادی سکیم ونقشہ

دفعہ نمبر۱۶:۔ کام کرنا لازمی ہوگا۔

دفعہ نمبر۱۷:۔ غیر ملکی شہریوں کو پناہ گزینی کا حق۔

دفعہ نمبر۱۸:۔ قوانین کی پابندی۔

دفعہ نمبر۱۹:۔ ریاست کی قومی اسمبلی۔

دفعہ نمبر۲۰:۔ کوئی ممبر اسمبلی بغیر منظوری گرفتار نہ ہوگا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

دفعہ نمبر ۲۱ تا ۲۳:۔ قومی اسمبلی کے اختیارات وفرائیض۔

دفعہ نمبر ۲۴:۔ ریاست کی مجلس وزراء۔

دفعہ نمبر ۲۵:۔ وزراء کے فرائیض۔

دفعہ نمبر ۲۶ تا ۲۷:۔ محکمہ جات کی تقسیم۔

دفعہ نمبر ۲۸ تا ۳۲:۔ ریاست کا انتظام انتخاب۔

دفعہ نمبر ۳۳ تا ۴۰:۔ انصاف۔ عدالتیں اور ایڈوکیٹ جنرل۔

دفعہ نمبر ۴۱ تا ۴۴:۔ ایڈوکیٹ وسرکاری وکلا۔

دفعہ نمبر ۴۵ تا ۴۷:۔ ریاست کے مقامی نظامی ادارے جمہوری پنچائتیں۔

دفعہ نمبر ۴۸:۔ ریاست کی قومی زبان۔

دفعہ نمبر ۴۹:۔ ریاست کے آئین میں ترمیم۔

دفعہ نمبر ۵۰:۔ ریاست کا قومی اقتصادی منصوبہ۔

دفعہ نمبر ۵۱:۔ پلیننگ۔ (منصوبہ کے خصوصی مقاصد)

اس قسم کا اقتصادی منصوبہ ریاست میں بسنے والے تمام لوگوں کے لئے زندگی کے معقول معیار کو پُر یقین بنادے گا۔ اور موجودہ عدم مساوات کا خاتمہ کردے گا۔ آل جموں وکشمیر نیشنل کانفرنس وانڈین نیشنل پلاننگ کمیشن کے قبول کردہ پیمانوں کو ریاست جموں وکشمیر کی ضروریات پر حاوی ہونے کا اعتراف کرتی ہے۔ ان پیمانوں سے مُراد انفرادی زندگی کا معقول معیار ہے جو حسب ذیل ضررتوں پر مشتمل ہوگا۔

(۱)۔ **عمدہ غذا:**۔ موزوں غذا (خوراک) اور لازمی حیایات (وٹامن) اور جسم کو بڑھانے اور بچانے والا عوام ہر کسی نشونما یافتہ کارکن کے لئے بحساب ۲۴۰۰ کلورک یونٹس۔

۲۔ **کافی لباس:**۔ فی کس سالانہ ۳۰ گز کپڑا جس میں موسم سرما کے لئے اونی لباس کی ذمہ داری لی جائے گی۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

۳۔وسیع مکان رہائیش:۔ جو سرد گرم موسموں کی ضرورتیں پوری کرے۔ جس میں فی کس ایک سو مربع فٹ کے حساب سے رہنے کی جگہ موجود ہو اور شہر کی طرح دیہات میں بھی مکانیت کا معیار یہی ہوگا۔

۴۔بہم رسانی آب:۔ اس قدر کافی اور با آسانی حاصل ہونے والا صاف پانی مہیا ہو کہ ہر ایک انسان دن میں ۲۵ گیلن پانی استعمال کر سکے۔

۵۔انتظامات روشنی ہنگامی ضرورتوں کے وقت۔

۶۔عام تعلیم:۔ قومی منصوبہ ونقشہ کے مطابق تمام باشندگان ریاست کے لئے۔

۷۔ذخیرائے طوام کا انتظام۔ پکی پکائی روٹی کی دوکانات، صفائی کے اصولوں کی پابندی سے کم ازکم ہر ایک ہزار باشندگان کے لئے ایک دوکان کے حساب سے۔

۸۔انتظام ڈاک۔

۹۔انشورنس۔

۱۰۔بینکنگ آسانیاں۔

۱۱۔طبعی انتظامات۔

۱۲۔زرعی پیداوار

جنگلات پر عوامی نگہداشت:۔ زرعی منصوبہ کا مقصد۔

عمارتی لکڑی بالن اور جنگلات کی گھاس چرائی کے فوائد سے ریاستی عوام مستفید ہوں۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کسانوں کا حقوق نامہ:۔ تمام زمین جو اس وقت غیر حاضر چکداریوں وزمین داروں کی کاغذی ملکیت میں ہیں معاشرتی مظلومیت کا خاتمہ کرنے پر کسانوں کو منتقل ہو جائے گی۔ گاؤں کی پیداوار میں سے کسان کی ضروریات سب سے پہلے پوری کرنے کا حق تسلیم کیا جائے گا۔

تمام جاگیردارانہ بوجھ رقوم قرضہ کی لعنت سے پاک کرنا:۔ نذرانے اور بیگار وغیرہ مکمل طور پر ختم کر دیئے جائیں گے۔

ہر ایک کسان کو مکمل طور پر قرض سے آزاد کر دینا مقدم ضرورت ہے۔ عام کسان ریاست کے باقی محنت کشوں کی طرح معاشرتی انشورنس سے فائیدہ اٹھانے کے مستحق ہوں گے۔ ریاست کا فرض ہوگا کہ کسان کو سیلاب۔ ژالہ باری فصل کی بیماریوں وغیرہ حادثات کے نتائج سے بچانے کے لئے مکمل انتظام کرے۔ کسان کا یہ حق ہوگا کہ وہ جدید سائینٹفک تحقیقات کے نتائج سے حسب ذیل امور میں حکومت سے امداد حاصل کر سکے۔

زمین کے معاملات ۔ پیدا ہونے والے اناجوں کی درجہ بندی نباتاتی کیمیائی اور دیگر قسم کی کھادیں پیدا کرنا۔ آبپاشی کو ترقی دینے کی مہمات پانی مار کے خلاف پانی کی نکاسی کی سہولتیں بہم کرنے کی مہمیں۔ جن میں ملیریا کے خلاف محاذ کی حفاظتی مہم بھی شامل ہے۔

بُردی زمین کو بچانے کے لئے انتظامات۔ زرعی اوزار اور مشینیں جو محنت کو بچائیں، مہیا کرنا۔ کسانوں کو زراعت کے جدید طریقے اور سلیقے تعلیم کا ایک ایسا جال بچھا کر سکھانا جس کی نگرانی اور رہنمائی ماہرین زراعت کر رہے ہوں۔ جس میں پیداوار کی نوعیت اور درجہ بندی پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔

غذائی فصلوں کو ضائع کرنے سے بچانے کے لئے ریاستی انبار خانوں اور کوٹھاروں میں ذخیرہ بندی کے انتظامات باہمی اتحادی انجمنوں کے ذریعے کرنا۔ گھریلوں پالتو جانوروں کی حفاظت اور نسل کشی میں امداد دینا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

مرغی خانے قائیم کرنا۔ گھاس اور چارہ کی ترقی یافتہ قسمیں بہم کرنا۔

گاؤں کی صفائی کا انتظام۔ تمام کسانوں کی بار برداری کے جدید اور تیز رفتار ذرائع بہم کئے جائیں گے۔

کِسانوں کی امداد باہمی کے طور سے ایسی منڈی کو سہولتیں بہم کی جائیں گی جو ان کی محنت کی طاقت کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ کِسانوں کو جنگلات کی مقامی پیداوار سے استفادہ کا مکمل حق دیا جائیگا۔ اور انہیں افسران جنگلات ہرگز ستانہ سکیں گے۔

ہر ایک کسان کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ دوا اور طبی خدمات کی سہولتیں منصوبہ کے مطابق مفت حاصل کرے۔

ہر کسان کو حق حاصل ہوگا کہ اُس کے لئے ایک مصفا ہر موسم کے مطابق اور صحت بخش گھر بمعہ پاکیزہ پانی بہم رسائی کے قاعدہ پر بنے ہوئے گاؤں میں مہیا ہو۔

کسانوں کو یہ حق حاصل ہوگا کہ مشترکہ دیہاتی زندگی کو بغرض عمل میں لانے کے لئے گاؤں میں اُن کے لئے ایک ہال ہو جس میں ایک ریڈیو اور اندرونی و بیرونی کھیلوں کا انتظام موجود ہو۔

صنعتی پیداوار:۔ بڑے بڑے سرمایہ داروں کا خاتمہ کیونکہ قومی محنت۔ قومی زرائع پیداوار کو انفرادی اور ذاتی نفع اندوزی کی غرض سے استعمال کرنا محنت کرنے والی تمام آبادی پر تشدد کرنے اور ان کی ناداری کی مصیبتوں میں مُبتلا کرنے کے بنیادی سبب ہیں۔ اس لئے نئے کشمیر کے قومی منصوبہ میں اس سرمایہ پر قابض رہنے کی کوئی گنجائیش نہیں۔

گھریلو دستکاری کی تنظیم:۔ دیہات کو بجلی کے نُور سے روشن کرنا بجلی کے انتظام کا وسیع سلسلہ اس سکیم کا اک لازمی جُز ہوگا۔

مزدوروں کا حقوق نامہ:۔ جموں و کشمیر کا ہر باشندہ حق رکھتا ہے کہ ریاست سے اپنے دماغ اور اپنے دست بازوں کی قابلیت کے مطابق کام کا مطالبہ کرے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہر باشندے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایک آزاد اور جمہوری ریاست میں ایک ایسی ریاست میں جس کی بنیاد انسانوں کو انسان کے ذریعہ لوٹ کھسوٹ کرنے کی بد عادت کے خاتمہ پر رکھی گئی ہے۔ اپنی خودداری اور عزت کے مناسب کام کرے۔

کام کرنے والا ہر باشندہ حق رکھتا ہے کہ محض ضروریات زندگی سے بہت اونچا معیار زندگی حاصل کرنے اور معیار زندگی۔ اقتصادی منصوبہ کے پیمانوں کی رؤ سے حکومت کے ذمہ۔

ہر کام کرنیوالے باشندہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی انجمن بنائے۔ اس میں شامل ہو۔ اور آزادی سے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرے۔

ہر کام کرنیوالے کارکن کو یہ حق حاصل ہوگا کہ سال میں نصف ماہ کی چھٹی اپنی پوری اُجرت کے ساتھ حاصل کرے۔

ہر کارکُن بیماری۔ بڑھاپے اور حادثات کی صورت میں اور عورت ذات کارکن پیدائیش اطفال کے سلسلہ میں انشورنس کے مستحق ہو۔

ہر باشندہ کارکن کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اپنے لئے صحت بخش گھر۔ ایک صحت مند ماحول میں روشنی اور پانی کی پوری سہولتوں کے مہیا کرے۔

رہائیشی مکانات:۔ جموں وکشمیر نیشنل کانفرنس ریاست کے کسانوں اور مزدوروں کے لئے نئے طریقے پر تعمیر کئے ہوئے اور زیادہ پاکیزہ اور مصفا مکانوں کی ضرورت کو محسوس کر رہی ہے۔ کانفرنس کی رائے میں یہ دُوررس مہمات پر مشتمل مکانات کی بہم رسانی کے مکمل قومی منصوبہ کے مطابق اس مقصد کی تکمیل کے لئے ایک نیشنل ہاؤسنگ کونسل بنائی جائے گی۔ جو انجینئروں اور ماہرین صحت و صفائی ماہرین تعمیرات اور اقتصادی مشیروں پر ہوگی۔

تہذیبی و تنظیم مجلسی انشورنس سکہ اور مالیات، عورت ذات کے اقتصادی حقوق، عورت ذات کے مجلسی حقوق۔ عورت ذات کے قانونی حقوق تعلیمی حقوق۔ تہذیبی حقوق۔ اٹھارہ سال سے زائید عمر رکھنے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

والی ہر عورت کے لئے تمام انتخابات میں ووٹ دینے کا حق۔ تمام اداروں میں منتخب رُکن بننے کا حق۔ ریاست میں ادویات کے ذریعہ عورت ذات کیساتھ تعلق رکھنے والے امور طے کئے جائیں۔ ان میں عورتوں کے ترجمانوں سے مشورہ۔۔۔۔۔۔

نیشنل کانفرنس کا کارکن ہونے کی حیثیت میں میرے وقت میں جو ''نیا کشمیر'' کا منصوبہ مشتہر ہوا۔ اس میں تمام رفقاء کار مبارک کے مستحق ہیں۔ یہ منصوبہ دراصل تمام تحریک وجدوجہد کی بنیاد وضمانت تھا۔ جس کو کامیاب بنانے میں ہم اپنے معائدہ کے مطابق عوام کو یقین دلانے کے سلسلہ میں آخر تک مکمل طور پر ذمہ دار ہیں۔ ہم ۱۹۴۴ء سے آج تک بار بار اس منصوبہ کا حوالہ دیتے اور بار بار عہد واقرار کرتے آئے ہیں۔ ماسوائے لینڈ ریفارم کے جو ابھی تک ادھورا ہے۔ ہم بہت کچھ نہیں کر سکے۔ اور یہ مسلہ ابھی تک لٹک رہا ہے۔ میں نے اپنی تقریر مارچ ۱۹۶۴ء میں اس کا ذکر کیا ہے۔ موجودہ حکومت خاص کر کانگرس پارٹی کا اہم فرض ہے کہ از سر نو ''نیا کشمیر'' کے منصوبہ کی اشاعت کرے تاکہ عوام سمجھ لیں کہ ''نیا کشمیر'' کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانا ہی ہمارا نصب العین ہے۔ جو بھی حکومت برسر اقتدار آئے گی اس کا فرض اولین ہے کہ وہ ''نیا کشمیر'' کے منصوبہ کو زمانہ حاضرہ کے حالات وواقعات کی روشنی میں عملی جامہ پہنانے کا کام مکمل کرے۔ کیونکہ بغیر اس کے کوئی گورنمنٹ کامیاب نہیں ہو سکے گی۔

جاگیر چنہینی کے خلاف ستیہ گرہ:۔ ۱۹۳۴ء سے پیشتر میں اِس جاگیر کے مظلوم لوگوں کی طرح طرح کی مصائب ودُکھ اور ظُلم زیادتی کی داستانیں سُن چکا تھا۔ اور دیکھ چکا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی طاقتور جماعت و پریس سے مشترکہ طور پر آواز اُٹھائی جائے۔ جب چنہینی کے چند معزز کارکن سوپور (کشمیر) نیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں فریادی ہوئے اور اُنہوں نے دُکھ درد کی داستان سُنانے کے ساتھ ۱۸ مطالبات پیش کئے تو لیڈر نیشنل کانفرنس نے جو جلسہ کے صدر بھی تھے۔ صدارتی ایڈریس میں اُن کا ذکر کیا۔ اور اُن کو یقین دلایا کہ وہ اُن کی امداد کریں گے۔

جب ہمیں ۱۹۴۵ء میں یا شروع ۱۹۴۶ء میں بمقام جموں اطلاع دی گئی کہ چنہینی کے جاگیردار راجہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نے کئی ایک کارکنوں کو پکڑ کر قید میں ڈال دیا ہے اور اُن پر سخت ظلم کیا جا رہا ہے اور اُن میں سے کئی ایک سخت بیمار ہو گئے ہیں تو میں نے شیخ صاحب کو کہا کہ اُن کی فوری امداد کرنی چاہئے۔

وہ کہنے لگے کہ ابھی ہماری تیاری نہیں ہے۔ والینٹروں وفنڈ کا استعمال کرنا۔ اور پروگرام بنانا ہے۔ جب انہوں نے انکار کیا تو مجھے بڑا ناگوار گزرا۔ اور میں نے کہا کہ نیشنل کانفرنس کا اعتماد خاک میں مل جائے گا۔ جب آپ اُن سے نازک وقت باقاعدہ وعدہ کر کے اور یقین دہانی و بھروسہ دلانے کے اُن کی فوراً مدد نہیں کرتے۔ اور پروگرام بنانے کی سوچ رہے ہیں۔ جب وہ مر جائیں گے۔ اور ظلم مار پیٹ کا بازار گرم رہے گا۔ اور آپ دیکھتے رہیں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ جاگیر کے لوگوں پر کیا گزر رہی ہے۔ لہذا میں روانہ ہوتا ہوں۔ اور محض قانونِ قدرت کے سہارے کہ آخر ظلم کا ناش اور حق کی فتح ہوتی ہے۔ اور غریبوں مظلوموں کی امداد کے لئے غیبی طاقت مل جاتی ہے۔ چنانچہ میں تن تنہا بغیر ایک پیسہ کی امداد اور بغیر ایک والینٹر کے چل پڑا۔ اور عہد کر لیا کہ جان کی بازی لگا دوں گا۔ مگر جو وعدہ نیشنل کانفرنس کی طرف سے کیا گیا اور جو ریکارڈ میں موجود ہے۔ اسے صحیح ثابت کرنے کے لئے انتہا ہی قربانی سے گریز نہیں کروں گا۔ یہ بڑی لمبی کہانی ہے کہ مجھے کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

مختصراً اودھم پور کچھ دِن قیام کیا۔ جب میں مظلوموں گرفتار شدگان کی خبر لینے کے لئے چھینی گیا۔ تو سڑک پر مجھے ایک حکم راجہ کا سُنایا گیا کہ سردار بُدھ سنگھ پنشنر وزیر وزارت کا داخلہ چھینی کی حدود میں چھ ماہ کے لئے بند کیا گیا ہے۔ میں نے وہ حکم لے لیا اور واپس چلا گیا۔ میں نے اودھم پور اور وہاں کے چھینی کے لوگوں کے ہمدرد دوستوں کو سارے حالات بتائے۔ ایک دُوکان کے اوپر میں رہائش رکھتا اور دوکاندار سے روٹی کھا لیتا۔ اودھم پور کے لوگ راج بھگت کہے جاتے تھے اور گورنمنٹ اور پھر راجہ کے خلاف آواز اُٹھانی ہندو دھرم کے برخلاف اور ہندو راج کے خلاف مناسب نہ سمجھتے۔ مگر جب میں نے انہیں ہندو دھرم رامائن۔ مہابھارت، گیتا وغیرہ کے حوالہ جات دیکر سمجھایا کہ یہاں ہندو مسلم کا سوال نہیں ہے۔ آخر رام اور راون بھی ہندو تھے۔ کرشن جی اور کنس بھی ہندو تھے اور یہاں بھی پندرہ ہزار کی آبادی میں بمشکل ایک ہزار مُسلم ہوں گے باقی ہندو ہیں۔ سب مظلوم ہیں۔ غلام ہیں اور خاص کر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہری جنوں، غریبوں پر جو سختی ہو رہی ہے وہ کسی مذہب اور خصوصاً ہندو دھرم میں ایسا ظلم کرنا قطعاً منع ہے۔ اور ایک عظیم پاپ ہے۔ تو کئی دِنوں کے بعد اکثر لوگ میرے ساتھ متفق ہو گئے۔

آخر ایک دن میں ستیہ گرہ کرنے کے لئے جتھہ لے کر چل پڑا۔ جتھہ کیسے بنا۔ عجیب کیفیت ہے۔ میں نے عام جلسہ کیا۔ اُسمیں میں نے کہا'' غریبوں، مظلوموں کو راکھشسوں سے بچانا ہے۔ ان کی رکھشا کرنی ہے۔ اور اُن کو آزاد کرنا ہے۔ جو میرے ساتھ آسکتے ہیں ان کو میں واضع کرنا چاہتا ہوں کہ اچھی طرح سوچ لیں۔ یہ کام بڑا مشکل ہے۔ آپ نے جان کی بازی لگانی ہے۔ مقابلہ پر راجہ جاگیردار ہے۔ اور اس کے پاس طاقت اور پھر مہاراجہ کی طرف سے ہر قسم کی مدد خاص کر فوج کی مدد ہے وغیرہ وغیرہ۔

مگر باوجود یکہ اس کے اودھم پور خاص کر چھینی خاص کے کارکن میرے ساتھ تیار ہو گئے۔ اور شہر کے ہزاروں لوگ مجھے الوداع کرنے کے لئے ایک میل تک ساتھ آئے۔ میں نے اُن کو رُخصت کیا۔ اور تین سو کے قریب جتھہ میرے ساتھ چل پڑا۔ میں نے جلسہ میں کہا تھا کہ ممکن ہے کہ ہم کو کوئی جگہ رہنے کے لئے نہ دے۔ تو ہم توی کے کنارے یا کسی مسان گھاٹ میں ڈیرہ لگائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سمرولی کے پڑاؤ پر پہلے حکم آچکا تھا کہ اس جتھہ کو نہ پانی ملے۔ نہ راشن۔ نہ برتن، نہ مکان اور نہ دوکان رہنے کے لئے۔ رات تو توی کے کنارے چٹانوں۔ جھاڑیوں اور کانٹوں کے درمیان ہم نے ڈیرہ لگا لیا۔ صبح کیا دیکھتے ہیں کہ دو مُردے جلانے کے لئے لائے گئے۔ تو میرے ساتھیوں نے سمجھا کہ بُدھ سنگھ نے پہلے کیسے جان لیا کہ ہم مسان گھاٹ میں رہیں گے۔ جب گھراٹیوں تک سب کو ڈرایا دھمکایا گیا۔ کہ اس جتھہ میں کوئی شامل نہ ہو۔ اور نہ ہی کوئی چیز آٹا وغیرہ ان کو دی جائے۔ جو ایسا کریگا اس کو سزا دی جائے گی۔ تو بڑی مشکل پیش آئی۔ اتنے میں کنٹھر ولد ہا کی دھار کے گاؤں سے کچھ چیزیں راشن کی پہنچائی گئیں۔ جب اُن کو معلوم ہوا کہ یہ اس بُدھ سنگھ کا جتھہ ہے جس نے ہم کو ڈیمارکیشن کے وقت تمام چراگاہیں اور سفید رقبہ جات جنگل سے واگذار کر کے ہمیں دیئے۔ خیر یہ غیبی امداد سمجھو۔

جب ہم جاگیر کی حد پر ڈوڈی نالہ کے پُل کے قریب ایک جگہ پہنچے تو ہمارے سامنے فوج کے کافی سپاہی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu
خیمہ زن تھے اور بندوقیں اُٹھائے ہوئے تیار کھڑے تھے۔

رات کو ہمیں یہاں قیام کرنا تھا۔ یکلخت آسمان پر گہرے بادل کی گھٹائیں چھا گئیں۔ اور میں نے ساتھیوں کو کہا کہ جہاں کسی کو جگہ کسی گھر میں یا درختوں کے نیچے پناہ ملے، چلے جاؤ۔ بڑا طوفان آیا ہے وہ کہیں کہ آپ بھی چلو۔ میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا۔ میں یہیں رہونگا۔ وہ کہیں جان کا خطرہ ہے مگر میں وہاں ہی رہا۔ اور جب سخت بارش اور اولے پڑے تو میں کھلے میدان میں لوئی سر پر رکھے بیٹھا رہا۔ جب کچھ وقت کے بعد طوفان تھم گیا تو دھوپ نکل آئی۔ جتھہ کے لوگ آکر دیکھنے لگے کہ میں زندہ ہوں یا نہیں۔ میں نے کہا فکر نہ کرو۔ ہم کامیاب ہوں گے۔ اور آپ میں سے کسی کو چوٹ لگنے گولی لگنے یا مرنے سے پیشتر میں جان دے دوں گا۔ پہلے میں گولی کا نشانہ بنوں گا۔ جیتے جی یہ مجھ سے کبھی نہیں ہو سکتا کہ اپنی آنکھوں کے سامنے کسی اپنے ساتھی جتھہ کے کارکن کو مرتے دیکھوں۔ اطمینان رکھو اور بے خوف ہو کر مردانہ وار مقابلہ کرو۔ ہم نے چھینی کی حدود میں داخل ہونا ہے۔ اور اس نامناسب ناجائز حکم و پابندی کو توڑنا ہے۔ یہ سڑک کسی کے باپ دادا کی نہیں ہے۔ آخر جموں سے ریاستی لوگوں نے کسی راستہ کشمیر جانا ہے۔ ایسی پابندی کو ضرور توڑنا ہے۔

جب گورنمنٹ کو اطلاع ملی کہ ستیہ گرہی جتھہ چھینی حدود میں داخل ہونے کے لئے تیار کھڑا ہے تو گورنر آ گیا اور جتھہ بخیریت بغیر کسی مزاحمت کے حدود میں داخل ہو گیا۔ آخر جتھہ چھینی پہنچا۔ وہاں نیشنل کانفرنس کا جھنڈا لہرایا گیا۔ اور میں نے بٹوت میں جلسہ کیا اور عسر میں بھی جلسہ کیا اور اس خیال سے کہ کہیں راجہ اس جتھہ کے ممبروں اور دیگر نیشنل کانفرنس کے کارکنوں کو تنگ نہ کرے بٹوت بیٹھ گیا۔ ابھی چند ہی روز ہوئے کہ ایک چٹھی شیخ عبداللہ صاحب کی ایک لاری ڈرائیور کے ہاتھ ملی کہ حالت بڑی نازک ہے چٹھی دیکھتے ہی یہاں آ جائیں۔ میں فوراً سری نگر کے لئے روانہ ہو گیا۔

جاگیر چھینی کے متعلق میں نے بغاوت کے مقدمہ میں عدالت کے سوالوں کے جواب میں (مقدمہ کا مفصل حال آگے آئیگا) چھینی کے مظالم کے سلسلہ میں یہ کہا تھا۔

''ریاست میں چھوٹی بڑی بہت سی جاگیرات ہیں عام طور پر ان سب جاگیروں میں ماتحت رعایا سے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

نامناسب سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ سب سے بڑھ کر جاگیر چنہینی ظلم و تشدد کا گھر ہے۔ اور یہ جاگیردار
Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu
مہاراجہ کا بھانجہ ہے۔ اس نے جاگیر چنہینی میں اسقدر کہرام مچا رکھا ہے۔ اور اسقدر عظیم بے انصافیوں، ظلم۔ جبر و تشدد۔ لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ جن کو دیکھنے سُننے سے رونگٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب میں نے ستیہ گرہ کیا اور کئی مضامین لکھے اور مہاراجہ کو جاگیرداروں کی بدعنوانیوں اور خلاف قانون کاروائیوں کا ذکر کیا۔ مثلاً اُن کی رشوت ستانی اپنی پوزیشن اور قانونی اختیارات کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے عوام کی مقبوضہ اراضیات پر بے جا جبراً قبضہ کرنا۔ اور ہر قسم کی جائیداد پیدا کرنا۔ کاروبار و تجارت کرنا۔ دوکانداری۔ ہوٹل چلانا۔ گھراٹ چلانا۔ عوام کی ملکیت کی زمینات چراگاہیں جبراً اپنے قبضہ میں کرنا۔ بقایا غلہ بٹائی کے عوض دو روپیہ فی کنال کی قیمت سے غریب ہری جنوں کی زمینات اپنے نام جمع کرا لینا۔ ہزاروں روپے کے قیمتی درختاں از قسم دیودار۔ چیل کے لوگوں کی ملکیت کا حکماً کاٹ کر لکڑی اپنے پرائیوٹ مکانات و ہوٹلوں و دکانات میں استعمال کرنا۔ اور ہزاروں روپیہ کی لکڑی فروخت کر کے قیمت اپنی جیب میں ڈالنا۔ اور کئی طرح کے ٹیکس وصول کرنا۔ کسانوں سے مفت کام لینا۔ بیگار جبراً لینا۔ غرضیکہ وہ تمام کام جو ریاست میں کسی بھی سرکاری ملازم اور پھر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سیشن جج جیسے اعلےٰ افسر کے لئے خاص کر اپنی حدود اختیار میں قطعاً ناجائیز خلاف قانون قرار دیئے گئے۔ وہ سب اس جاگیردار راجہ چنہینی کی طرف سے عمل میں آئے۔

کوئیٹ کشمیر:۔ ۱۹۴۲ء میں انڈین نیشنل کانگریس نے ''کوئیٹ انڈیا'' کا نعرہ لگایا تھا۔ نیشنل کانفرنس نے اس نعرہ کی تائید کی تھی اور نیشنل کانفرنس نے ۱۶، اگست کو جو ریزولیوشن پاس کیا اور صدر نیشنل کانفرنس نے جو چھٹی وائیسرائے ہند کو ستمبر میں لکھی۔ وہ اس امر کا ثبوت ہیں کہ ریاستی رعایا ہندوستان کی آزادی اور کشمیر ریاست کی آزادی درست سمجھتی تھی ۴۶۔۱۹۴۵ء میں ''کشمیر چھوڑ دو'' اور بعینا مہ امرتسر توڑ دو'' کے نعرے عوام کے سینے سے نکل کر فضائی لہروں کو ارتقاش میں لانے لگے یہاں ایک طرف ریاستی عوام کے جذبات و احساسات آزادی کے آئینہ دار تھے۔ وہاں ان کا تعلق

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

پورے ہندوستان کی آزادی کے ساتھ عموماً اور تمام ہندوستان کی ریاستوں کے ساتھ خصوصاً بہت گہرا تعلق تھا۔

ہندوستان کی چالیس کروڑ آبادی آزادی کے لئے پچھلی نصف صدی سے جو قربانیاں پیش کر رہی تھی اُن کی تاریخ دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ آزادی کس کے ہاتھ طلب کی جا رہی ہے آپ کہیں گے کہ برطانوی امپریلزم سے۔ لیکن برطانوی امپیریل ازم نے اکتیس (۳۱) کروڑ انسانوں کو براہ راست اپنے پنجہ میں لے رکھا تھا اور نو کروڑ تیس (۳۰) لاکھ ریاستی عوام ایسے تھے جو برطانوی امپریلزم کی ایجاد کی ہوئی کٹھ پتلیوں کے ذریعہ اس امپریلزم کے غلام ہیں۔ نوابوں۔ راجاؤں اور مہتروں اور سُلطانوں کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ہندوستان بھر میں کشمیر سے لے کر راس کماری تک اور الموڑہ سے لے کر درّہ خیبر تک پھیلی ہوئی ہیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے فروری ۱۹۳۹ء میں بمقام لدھیانہ ریاستوں کی کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''ہمیں آج کل ریاستوں کی خودمختیاری اور تاج برطانیہ کے ساتھ اُن کے معاہدوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے۔ اور اصرار کیا جاتا ہے کہ وہ معاہدے مقدس اور ناقابل منسوخ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ قائیم رہیں گے ہم نے حال ہی میں دیکھا ہے کہ جب بین القوامی معاہدات اور مقدس ترین دستور امپریلزم کے مفادات کے منافی پائے جاتے ہیں تو اُن معاہدوں کو پُرانے کہا جاتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے معاہدات کا جو آج سے سوا سو سال پہلے لوگوں کی مرضی اور خواہش کے بغیر کئے گئے ہیں ریاستی عوام پر ٹھونسا جانا ایک انتہائی ظُلم ہے اور یہ توقع رکھنا کہ عوام اپنی غلامی کی زنجیروں کو جو اُن کو زبردستی اور دھوکے سے پہنائی گئی ہیں۔ قائیم رکھیں گے ایک بڑی حماقت ہے وہ کسی ایسے نظام حکومت کو برداشت نہیں کریں گے۔ جو اُن کا خون چُوستا ہے ہم ایسے کسی معاہدہ کو تسلیم نہیں کرتے اور کسی صورت میں اُن کو برداشت نہیں کریں گے۔

''کوئیٹ کشمیر'' کے معنی ہیں ''کشمیر کو خالی کردو'' یہ ہم کس کو کہتے ہیں کہ کشمیر خالی کردو بظاہر ہمارا خطاب اس ڈوگرہ راج کی طرف ہے جو ۱۶ مارچ ۱۸۴۶ء کو تحریر امرتسر کی بنا پر قائیم ہے لیکن ہمارا اصلی مخاطب

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IES (Retd)Collection Jammu

اس غلط نظام کیساتھ اس نظام کا بانی ہے یعنی انگریزی امپریلزم۔ آج جبکہ انگریزی امپریلزم دہلی سے شکست کھا کر اپنی بنائی ہوئی ریاستوں کی طرف دوڑ رہا ہے تو ہمارا فرض ہوتا ہے کہ ہم اُس کو مخاطب کر کے یہ کہیں کہ تم اور تمہارا بنایا ہوا جاگیردارانہ سسٹم دونوں ریاست کی حدود سے باہر ہو جائے۔ یہی ''کوئیٹ کشمیر کا مفہوم ہے گویا'' ''کوئیٹ کشمیر'' ''کوئیٹ انڈیا'' کا ایک لازمی حصہ ہے۔

''کوئیٹ کشمیر'' کے سلسلہ میں تحریک اور گرفتاریاں:۔ چنانچہ جب میں سرینگر پہنچا تو دیکھا کہ وہاں ''کوئیٹ کشمیر'' کے نعروں سے آسمان گونج رہا تھا۔ گورنمنٹ اس تحریک کو دبانے کے لئے گرفتاریاں عمل میں لانے کے لئے تیار کھڑی تھی مجھے کہا گیا کہ اس سلسلہ میں تقریر کرنی ہے۔ میں نے ۱۶، مئی ۱۹۴۶ء کو چوک مائی سوماں میں ایک بہت بڑے پبلک جلسہ میں تقریر کی۔ اور اس کے بعد 19 مئی کو گورودوارہ چھٹی پاتشاہی میں خالصہ دیوان میں تقریر کی۔ اس کے بعد شیخ صاحب ہندوستان جانے کے لئے خصوصاً شری جواہر لال نہرو و دیگر کانگریسی لیڈروں سے مشورہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ لیکن راستہ میں ہی اُن کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد ہزار ہا لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ ریاست کی تمام جیلیں بھر گئیں۔ مجھے بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اور ہری پربت کے قلعہ کے ساتھ جیل میں بند کر دیا گیا۔ مجھ پر بغاوت کے جُرم میں ایک مقدمہ چلایا گیا۔ جس کی وجہ سے مجھے سخت سردی میں جیل سے لاری میں سخت سردی اور برفباری کے موسم میں عدالت میں جو بٹہ مالو کی طرف تھی، لے جایا گیا۔ عدالت میں جاتے ہوئے راستہ میں دیکھتا کہ خراب موسم میں برفباری اور سردی کا موسم کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے خاص کر محنت کشوں غریب کسانوں۔ مزدوروں کے لئے تو اس عذاب اور تکلیف کا تجربہ ہوا۔

مقدمہ بغاوت اور میرا بیان:۔ بغاوت کے مقدمہ کے دوران مُجھ سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات مفصل طور پر ایک کتاب کی شکل میں نیشنل کانفرنس نے شائع کئے اس کتاب کی صرف ایک کاپی میرے پاس باقی رہ گئی ہے۔ اس جگہ مکمل جوابات یعنی بیان دوہرانہ مشکل ہے لیکن پھر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

بھی اس بیان کے چند ضروری اقتباسات بیان کرتا ہوں۔

فرد جرم میں مجھ سے پوچھا گیا'' کیا آپ نے یہ کہا کہ مہاراجہ کا یہ کہنا کہ میرا مذہب انصاف ہے یہ سب ڈھونگ ہے۔ کیسے؟''

جواب:۔ مہاراجہ ہری سنگھ کے دعویٰ انصاف کو میں نے آج ہی پرکھنا شروع نہیں کیا۔ بلکہ آج سے بہت پہلے میں نے یہ سونا کسوٹی پر پرکھنا شروع کر دیا تھا۔ ۱۹۳۰ء میں جب ویکفیلڈ نے جو اس وقت کیبنٹ کا صدر تھا۔ اس نے آرڈیننس راج قائیم کر دیا۔ اس وقت ریاست بھر میں ایک ہفتہ وار اخبار'' رنبیر'' تھا۔ وہ بھی بند کر دیا گیا۔ جلسوں۔ جلوسوں پر پابندیاں قائم کر دیں اور ہندو مسلم فساد پیدا کرنے اور ریاست میں ایک شور برپا کرنے کی سکیم تیار کی۔ اس وقت مہاراجہ ولایت میں تھے۔ تو میں نے جہاں'' کسان کی داستان''۔'' غریبوں کے دُکھ کا علاج'' دو کتابیں ایک لمبی چوڑی چٹھی کے ساتھ مہاراجہ کو ولایت بھیجی۔ وہاں ایک مسودہ بھی بھیجا جس کا نام'' انصاف کی تلاش'' تھا۔ اس میں تمام ظلم بے انصافیاں جو مہاراجہ کے راج میں اُس کی گورنمنٹ کر رہی تھی، کا مفصل بیان کیا اور لِکھا کہ ان حالات کو چھاپنے سے پیشتر آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔ اگر جلدی انسداد نہ کیا گا تو چھاپ دیا جائیگا۔ میں نے چٹھی میں میسٹر ویکفیلڈ کی طرف سے تمام پابندیوں۔ بے انصافیوں۔ سختیوں اور ہر قسم کی آزادی چھیننے اور آرڈیننس راج قائیم کر دینے ریاست میں ہفتہ وار اخبار'' رنبیر'' بند کروانے، جلسوں، جلوسوں پر پابندی لگانے کے متعلق لکھا۔ میں نے لکھا کہ یہ انگریز بڑا خطرناک جادوگر ہے۔ اس کی سکیم کے مطابق ہندو مسلمان فساد ہوں گے۔ کُشت وخون ہوگا۔ آگ لگے گی۔ تباہی ہوگی۔ اس لئے جس قدر ہو سکے۔ انسداد کیا جائے۔ (مفصل خط صفحہ ۶۱) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ چٹھی ۱۹۳۱ء کی تحریک مُسلم کانفرنس سے چند ماہ پیشتر لکھی گئی تھی۔ گویا میں تب سے انصاف کی تلاش کرتا آیا ہوں۔ مگر بجائے انصاف کے صریحاً بے انصافی بلکہ ظلم وتشدد ورشوت ستانی۔ لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔

سوال نمبر۴:۔ کہ (الف) میں نے تقریر کی یا نہیں؟

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

(ب)۔ گورنمنٹ اور مہاراجہ کے خلاف لوگوں کے دِلوں میں نفرت وحقارت پھیلانا میرا مقصد تھا یا نہیں؟

(ج)۔ رعایا کے مختلف گروہوں کے درمیان نفرت پھیلانا میری غرض تھی یا نہیں؟

میں نے جواب میں بیان دیا:۔ واقعہ یہ ہے کہ موجودہ نظام حکومت اور اسکی پولیس نے چند باتیں فرض کر لی ہیں۔ جن کا عملاً وجود نہیں ہے۔ مثلاً انہوں نے فرض کیا ہوا ہے کہ ریاست میں اس وقت جو حکومت موجود ہے۔ اور اُسی حکومت کا جو حکمران ہے لوگوں کے دلوں میں اُن کے لئے بڑی محبت اور وفاداری ہے۔ اور وہ اس کے لئے جان نثاری کے جذبہ سے سرشار ہیں۔ لہذا اگر کوئی شخص یا اشخاص ایسی بات منہ سے نکالیں جو اُس محبت کے منافی ہو۔ تو وہ نفرت وحقارت پھیلانے کا مجرم ہے۔

آخر یہ وفاداری ہے کہاں؟:۔ پولیس اور حکومت کی باقی مشینری اگر اس قسم کے خیالات میں مست رہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن جو کچھ میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ اور کان سُن رہے ہیں۔ ان کی موجودگی میں میں مجبور نہیں ہوں کہ وہی یقین رکھوں جو حکومت کی مشینری کا یقین ہے۔ میں پوری ذمہ داری سے اعلان کرتا ہوں کہ جن لاکھوں عوام سے میں ملا ہوں۔ مجھے اُن میں حکومت کی محبت اور جذبہ وفاداری کی قسم کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ میں نے ان کو ہر جگہ حکومت کے ہر محکمہ سے شاکی حاکموں کے اعمال سے متنفر اور مہاراجہ سے مکمل مایوس پایا۔ اگر میں مہاراجہ اور اس کی حکومت کے خلاف نفرت وحقارت پھیلانے کا بیکار مشغلہ اختیار بھی کر لیتا۔ تو یہ نفرت میں کس کے سامنے پھیلاتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں وہ پہلے سے ہی متنفر ہیں۔ اس لئے تقریر سے میری غرض یہ نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے برخلاف میری غرض یہ تھی کہ میں عوام کو بتا دوں کہ جس حکومت اور جس مہاراجہ کے سلوک سے تنگ آ کر تم متنفر اور مایوس ہو چکے ہو، اُن سے نجات پانے کا راستہ کونسا ہے اس کیساتھ ہی یہ بھی بتا دوں اگر عوام میں یہ نفرت، حقارت پہلے سے ہی موجود نہ ہوتی مجھے اس کے پھیلانے میں کوئی جھجک بھی نہ ہوتی۔ کیونکہ غلط کار حاکموں اور فرسودہ حال لوگوں کے لئے وبال جان بنے ہوئے نظام حکومت کی نسبت اگر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کوئی انسان غلط فہمی سے حُسن تحسن میں مبتلا ہوگا تو سچائی کے ہر ایک پوچاری کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کو اس گمراہی سے خبردار کر کے اُس کا فرض یاد دلائے۔ کیونکہ جس طرح ایک نیک اور جمہوری نظام کیساتھ محبت کرنا اور اُن کی وفاداری اور حمایت کرنا نیک شہریوں کا فرض ہے۔ اسی طرح بُرے نظام سے نفرت کرنا۔ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اس کے نتیجہ سے لوگوں کو آزاد کرنے کی کوشش کرنا بھی اُس کے فرائیض میں شامل ہے۔

سوال کیا ہونا چاہیئے تھا؟:۔ اصل سوال محض نفرت وحقارت کا نہیں، سوال تو یہ ہے کہ نظام حکومت اچھا ہے یا بُرا۔ آپ کو مجھ سے یہی سوال کرنا چاہیئے تھا کہ میں موجودہ نظام حکومت کو اچھا سمجھتا ہوں یا بُرا؟ اگر مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں بُرے نظام حکومت کو بُرا کہوں تو مجھے یہ حق بھی حاصل ہے کہ میں اُس کی بُرائیاں اُن پر واضع کروں جو میری بات سُنتے ہیں اور مجھ سے خیر خواہی کے متوقع ہیں۔

حکمران کی ذات اور وقار کا بھوت:۔ ایک زمانہ تھا کہ حکومتوں نے اپنا وقار اور حکمران کی ذات اور اس قسم کے دوسرے پُتلے گھڑ رکھے تھے۔ جن کو ہوّا بنا کر لوگوں کو ڈرایا جایا تھا کہ ''دیکھنا کہیں والئے مُلک کی ذات کے خلاف کوئی لفظ زبان پر نہ آجائے۔'' لیکن اب وہ زمانہ گیا۔ آج آزادی کا سُورج اتنی تیزی سے چمک رہا ہے کہ عوام کو ان بھوُل بھلیاں میں مبتلا رکھ کر غلام نہیں رکھا جا سکتا۔

راج بھگتی کا بے معنی نعرہ:۔ جب جموں وکشمیر کے باشندے اپنی آنکھوں سے بادشاہوں کو گرتا دیکھ رہے ہیں۔ زاروں اور شہنشاہوں کے بعد ہٹلر اور میسولینی جیسے عالمگیر شہرت رکھنے والے ڈکٹیٹروں اور دوسرے بڑے بڑے حکمرانوں کو وہ اپنی آنکھوں کے سامنے عوام کے ہاتھوں ختم ہوتا دیکھ رہے ہیں تو اُن سے یہ توقع رکھنا کہ وہ ''راج بھگتی'' کے خالی فضول لفظوں کی پُوجا آنکھیں بند کر کے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کرتے رہیں گے اور اپنے نیک و بد کو سوچیں گے پرلے درجے کی سادہ لوہی ہے۔ اور پھر ذاتی طور پر میں ایک فقیر آدمی ہوں۔ جو راج پاٹ پر کوئی وشواس نہیں رکھتا۔ میں تو پرجا کا سیوک ہوں۔ راج اور راجہ میری نظروں میں اُسی وقت عزت کے لائق ہو سکتے ہیں۔ جب وہ پرجا کے سیوک اور خادم ہوں جس راج میں پرجا دُکھی ہو۔ میں اس کو نفرت اور حقارت سے دیکھتا ہوں اور اس کو تبدیل کرنا۔ اپنا دھرم سمجھتا ہوں۔ دھرم وہ ہے جس میں لاکھوں کی بھلائی ہو نہ کہ ایک دو کی۔

واقعات سے پوچھو:۔ یہ سوال کہ جموں و کشمیر کا راج اور جموں و کشمیر کا مہاراجہ محبت اور عزت کے لائق ہیں یا نفرت و حقارت کے، ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب صرف واقعات دے سکتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ واقعات سب کے سامنے آئیں۔ تا کہ نا صرف آپ کو بلکہ ہر ایک سمجھدار دِل و دماغ رکھنے والے مخلص انسان کو صحیح فیصلہ پر پہنچنے کا موقع ملے۔ اس لئے میں ذیل میں تھوڑا سا اشارہ اِس وِیتا۔ انتہا ہی مصیبت کی طرف کرتا ہوں جو اس ریاست کے لاکھوں عوام کو شب و روز پیش ہے۔

ایک مسلمہ حقیقت:۔ کون نہیں جانتا کہ ریاست جموں و کشمیر کے عوام دُکھی ہیں مفلس ہیں۔ غلام ہیں اور ہر پہلو سے ستائے جا رہے ہیں۔ اور موجودہ نظام حکومت کے تحت سخت مصیبت اور عذاب کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان پر حکومت کی جانب سے طرح طرح کے مظالم توڑے جاتے ہیں۔ اُن کی کوئی دادفریاد نہیں سُنی جاتی۔

جاگیر شاہی کا ظلم:۔ روز روشن میں تمام ملک کی پیداوار سرمایہ دولت اور سامان زندگی کو عوام سے چھین کر مہاراجہ اور اُن کی گورنمنٹ اور اُس کے ایجنٹوں۔ سرمایہ داروں۔ جاگیرداروں چکداروں۔ اور دوسرے لوٹ کھسوٹ کرنے والوں نے اُس پر قبضہ جما رکھا ہے۔

نفرت پھیلانے کی ضرورت نہیں:۔ جب تک یہ حالات ہیں ہر ایک دُکھی اور

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ستم رسیدہ دِل اس نظام حکومت سے یقیناً متنفر ہوگا کسی کے خلاف نفرت پھیلانے کے لئے کسی لیکچر یا تقریر کا اتنا اثر نہیں ہوتا ہے جتنا مصیبت زدہ اور بھوکے ننگے کی اپنے دل کی آواز کا ہوتا ہے۔ جس انسان کا اثاثہ حیات لوٹا گیا ہو جس کیساتھ حیوانوں سے بدتر سلوک ہو رہا ہو۔ اور غلط نظام حکومت کی وجہ سے جو دن رات پریشان ہے۔ اس کے دل و دماغ میں ہر ظالم جابر و غاصب کے لئے نفرت وحقارت کے سوائے اور کون سا نقشہ بیٹھ سکتا ہے۔

موجودہ راج کی برکات:۔ مجھے خدا راہ بتائیے کہ جس راج میں لاکھوں انسان پریشان ہوں اور خاص کر کسان مزدور اور بیکار لوگ جس کی بدنظمی کی وجہ سے بھوکے ننگے ہوں اور جس میں بیوائیں اور بچے فاقہ کشی اور روکھی سوکھی روٹی اور اناج کے دانہ دانہ کے محتاج ہوں اور جس راج میں آج عوام کو ایک سیر۔ ڈیڑھ سیر فی روپیہ کے حساب سے چاول۔ آٹا۔ دال میسر نہ ہوتا ہو اور جس جگہ لوگ تولہ بھر تیل اور نمک کے لئے اور تن پوشی اور کفن کے لئے گز بھر کپڑا کے لئے پریشان در بدر اور مارے مارے پھر رہے ہوں۔

جس مُلک کے جنگلات رکھوکھ کروڑوں منوں کی لکڑی سے بھرے پڑے ہوں مگر اس کے باوجود جلانے کی لکڑی حسب ضرورت دستیاب نہ ہو اور اس وقت جبکہ سخت برفباری اور کٹ کشٹو اور غیر معمولی سردی سے تمام مُلک یخ بستہ ہو چکا ہے۔ اور ٹمپریچر درجہ انجماد سے ۲۵ سے ۳۰ درجے تک نیچے گر گیا ہو۔ اور سردی کے مارے خون منجمد ہو جاتا ہو۔ عوام کی یہ دُرگت ہو رہی ہو کہ اُن کو لکڑی بھی میسر نہ آتی ہو۔ اور بستر ہ وگرم کپڑا نہ ہو۔ گھر محفوظ نہ ہو۔ رات کانپتے و ٹھٹھرتے گزرتی ہو۔ اور دن کو یہ غریب نیم برہنہ جسم و ننگے پاؤں اس برف اور کٹ کشٹو پر چلنے کے لئے، عذاب سہنے کے لئے مجبور ہوں۔ اور انتہا تو یہ ہو کہ ان کو پاؤ بھر راکھ جسے باریک کوئلہ کہا جاتا ہے، کانگڑی کے لئے میسر ہونا مشکل ہو۔ کیا ان کے دِلوں میں اس نظام حکومت کے لئے جذبہ محبت کی گنجائیش ہو سکتی ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

دیہات میں انسانیت سوز حالات :۔ مزید سوچئے کہ جس مُلک میں دیہاتی لوگوں کی جانیں کئی طرح کی بیماریوں کی وجہ سے بلا وجہ تلف ہو جاتی ہیں جہاں ہزاروں عورتیں بچہ جنتے وقت بغیر دایہ وعلاج کے اور عدم موجودگی خوراک۔ کپڑا اور محفوظ وموزوں مکان کے جان دے دیتی ہوں اور پھر جہاں ایسی بیمار وکمزور عورتیں بشرطیکہ بچ جائیں اپنے بچوں کو دودھ تک نہ پلا سکتی ہوں اور اُن کی چھاتی میں دودھ ہی نہیں۔ بھلا (جس ماں کے بدن میں خون ہی نہ ہو اور جسے بحالت بیماری اور بعد میں پوری خوراک میسر نہ ہو۔ اور جس کے بچے بھوکے، ننگے بیمار تڑپ رہے ہوں اور نمونیہ میں بخار میں مبتلا ہوں۔ اور دوائی علاج کا نام ونشان نہ ہو۔ دودھ جیسے آب حیات کا چشمہ اس کے سینے سے کہاں سے اُبلے گا)۔

اگر آپ نے کبھی اس ریاست کے کسی گاؤں میں جا کر کسان کی حالت دیکھی ہے تو فرمائیے کہ جہاں صحت کی یہ کیفیت ہے کہ دیہاتی لوگوں کے گھر مکان اس قدر غلیظ وگندے ہوں اور لوگ مال مویشی کیساتھ ایک کمرہ میں حیوانی بول و براز بدبو اور دھویں میں رہ کر صحت خراب و برباد کر رہے ہیں۔ اقتصادی بربادی اس درجہ تک پہنچ چکی ہو کہ کروڑوں روپے کسانوں پر قرضہ ہو۔ اور جہاں ایک طرف ساہوکار۔ وڈوار۔ بنک کے قرضہ کی ادائیگی کے دستک وارنٹ جاری ہو رہے ہوں۔ بقایا مالیہ کے لئے سرکاری سپاہی دروازہ کھٹکھٹاتے ہوں۔ گھر عورت بیمار ہو۔ بچہ مر رہا ہے اور گھر کے آدمی بھوک سے لاچار ہوں۔ ضروریات زندگی نایاب ہو۔ اور انتہائی عذاب مصیبت و دُکھ کا سامنا ہو۔ وہاں کے دُکھی لوگوں کے دلوں میں اگر نفرت وحقارت کے جذبات پیدا نہ ہوں تو اور کیا ہو۔

ہماری غلامانہ زندگی :۔ سینکڑوں بار یہ حقیقت پریس و پلیٹ فارم سے دُنیا کے سامنے واضع کی جا چکی ہے کہ سرزمین جموں وکشمیر میں بسنے والی رعایا کی مجلسی تعلیمی معاشرتی اقتصادی وسیاسی حالت بہت خراب ہے۔ دیہاتی راستہ جات نہایت خراب وخستہ حالت میں ہیں۔ ساری ریاست

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

میں ماسوائے دو بڑی سڑکوں کے باقی راستوں کی حالت بدتر ہے۔ چند جگہوں کے علاوہ نالوں۔ دریاؤں پر پل ہی نہیں۔ اکثر اوقات مسافر غرق ہو جاتے ہیں۔ ان کے جان و مال و اسباب کا نقصان ہوتا رہتا ہے۔ مثال کے طور پتن گٹالیاں میر پور کی جو کیفیت بغیر پل کے ہے۔ اور جو تکلیف۔ مصائب، نقصان، بے عزتی ضلع میر پور۔ علاقہ پونچھ۔ راجوری وغیرہ کے قریباً دس لاکھ باشندگان کو برداشت کرنی پڑتی ہے، بیان سے باہر ہے۔ یہی حال ضلع کٹھوعہ میں دریائے اوجھ کا ہے۔ دیہاتی صحت وصفائی کا عملاً کوئی انتظام نہیں۔ ریاست کشمیر جس کے پانی کی شہرت چار و رنگ عالم میں مشہور ہے۔ اس میں ایسے علاقے بھی ہیں جس کے باشندے پینے کے لئے گھونٹ بھر صاف وستھرے پانی کے لئے ترس رہے ہیں۔ مگر کوئی انتظام نہیں کیا جاتا۔

پانی تک میسر نہیں:۔ جہاں ایک طرف امیروں۔ افسروں۔ راجاؤں جاگیرداروں کے باغیچوں کو سیراب کرنے اور جانوروں تک کو نہلانے کے لئے کافی ٹھنڈا شیریں پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف ریاست میں کنڈی کے علاقہ جات کے لاکھوں انسان اور مال مویشی کی پیاس وہلاکت کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ چنانچہ جیٹھ ہاڑ کی گرمی میں جب تالابوں میں پانی ختم ہو جاتا ہے اور کہیں تھوڑا موجود رہتا ہے۔ تو وہ گوبر اور پیشاب اور کیڑوں سے بھرا پڑا ہوتا ہے تو اس کو وہاں کے بدنصیب انسان پینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور جب یہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ پھر کئی میلوں سے سخت مشکل ودشوار گزار پتھریلے راستہ جات میں ٹھوکریں کھاتے جبکہ قدم قدم پر زہریلے سانپوں کا خطرہ ہے۔ پانی لاتے ہیں اور ایک ایسا وقت آجاتا ہے کہ گھر کے ہر چھوٹے بڑے مرد عورت۔ لڑکے اور لڑکیوں کا کام صرف پانی لانا ہوتا ہے، تو بھی پوری نہیں پڑتی۔ اور مال مویشی کو جو عذاب پیاس سے ہوتا ہے۔ وہ ناقابل بیان ہے۔ کنڈی کے علاقہ جات کے یہ لوگ برسوں سے چلا رہے ہیں۔ مگر اب تک اُن کو پینے کا پانی میسر نہیں آتا۔ ان کنڈی کے علاقہ جات کے لوگوں خاص کر اضلاع میر پور۔ کٹھوعہ وجموں کے لاکھوں عوام اور پھر جن کو عدم موجودگی پل ہائے سخت مصیبت۔ عذاب وعظیم نقصان کا متحمل ہونا پڑتا ہے۔ اُن لوگوں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

MooKerji IFS (Retd) Collection Jammu

کے دِلوں میں مہاراجہ اوراس کی حکومت کی محبت کا پودا اگر لگایا بھی جائے۔ تو وہ اس طرح سوُکھ جائیگا۔ جس طرح اُن لوگوں کے بچوں کے چہرے پیاس کے مارے سُوکھ جاتے ہیں۔

جہاں سابقہ ظلم وستم۔ لوٹ کھسوٹ کے دُور کرنے کی بجائے نت نئے مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔ اور جنگلات وشکارگاہ ہات کے ملحقہ دیہات کی گھاس، لکڑی بند کردی جائے۔ اور جنگلی جانوروں کو کسانوں کے جان و مال کو نقصان پہنچانے، اُن کے مویشیوں کو ہلاک کرنے کے لیئے کھُلا چھوڑ دیا جائے اور کسانوں کی فصلات کو برباد کردیا جاتا ہو۔ جس کے لئے اسمبلی سے میری تحریک پر جو ریزولیوشن پاس کیا تھا کہ شکارگاہ ہات کے ملحقہ دیہات کا نصف مالیہ کم کیا جائے۔ مگر اب تک اس پر عملدرامد نہیں ہوا۔

شکارگاہیں اور اِنسان:۔ جہاں رکھوکھ میں لاکھوں منوں کی لکڑی گھاس یوں ہی بیکار گل سڑ جاتا ہے یا آگ لگ جانے یا لگا دینے سے جلا دیا جاتا ہے۔ اور کسانوں کے مال مویشی کے گھاس کاٹنے اور لکڑی جلانے کے لئے لانے کی ممانت ہو۔ اور اس کے بدلے کئی رکھوکھ شکارگاہات کا گھاس۔ لکڑی جو زمینداروں کا حق ہے۔ بذریعہ ٹھیکہ داروں نیلام کر کے ہزاروں روپیہ کمایا جارہا ہے۔ وہاں کے لوگوں کے دِلوں میں نفرت وحقارت کی کیا کمی ہے تاکہ اس کو پورا کرنے کے لئے مجھے لیکچر کی ضرورت پڑے۔

کاغذوں پر اناج اُگاؤ:۔ ہاں صاحب یہ بھی سوچئے کہ جس ملک میں ایک طرف لاکھوں ایکڑ زمینات جنگلات میں اور رکھوکھ میں اور وسیع میدانوں میں مرگ زادوں میں خالی پڑی ہو۔ اور اُسے آباد کرنے کی اجازت نہ ہو۔ اور اگر کوئی غریب بوجہ اشد ضرورت کوئی بنجر نو توڑ کرے تو اُسے بیدخل کیا جاتا ہو۔ اور دوسری طرف پیداوار بڑھانے کی سکیمیں بنانے کے دعوے کئے جارہے ہوں۔ اور کاغذوں۔ فائیلوں پر ''اناج اُگاؤ'' کے نعرے لگائے جارہے ہوں۔ اور عملاً قحط کا اِنسداد کرنے اور غذائی انتظام کو مساوی طور پر سب لوگوں کے لئے عام کرنے کے لئے نہ خود کوئی قدم اُٹھایا جاتا ہو۔ اور

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نہ ہی عوامی۔ جمہوری جماعتوں کی بہترین تجویزوں پر عمل کیا جاتا ہو۔ تو وہاں کے بھوکے ننگے لوگ اگر یہ کہیں کہ جس طرح ہمارا پیٹ روٹی سے خالی ہے اُسی طرح ہمارا دِل حکومت اور حکمران کی محبت سے بھی خالی ہے تو اس کی ذمہ داری مقرر پر ہونی چاہیئے یا حکومت پر۔

جس مُلک میں رشوت ستانی، لوٹ کھسوٹ۔ منافع بازی۔ بلیک مارکیٹ اور کنٹرول کے نام پر عوام کا خون چوسنے کے داؤ گھات کا بازار اس قدر گرم ہو کہ کوئی انسان جائز قیمت پر کوئی چیز بھی حاصل نہ کر سکے۔ اور اکثر سرکاری ملازمان چپراسی سپاہی سے لے کر بڑے افسروں تک خود سر مطلق العنان، بد دیانت اور فرض ناشناس ہوں اور اُن پر کوئی نگرانی نہ ہو اور نہ انسان کے اعمال کی کوئی جانچ پڑتال ہو وہاں نفرت وحقارت کے سوائے اور کونسی جنس عام ہو سکتی ہے۔

شہری حقوق غصب:۔ جہاں عوام کے ابتدائی اور شہری حقوق پر بے پرواہی سے چھاپا مارا جاتا ہو۔ جہاں ضابطہ فوجداری کے دفعہ ۱۴۴ اور ڈیفنس کی دفعات لوگوں کے گلے کا پھندا بنی ہوئی ہوں۔ اور ہر ایک بے قصور معزز شہری و دیہاتی کو گرفتار کر کے بغیر کسی مقدمہ چلانے اور گزارہ دینے کے بند کر دیا جاتا ہو۔ اور جہاں سیاسی قیدیوں کو شرمناک عذاب دئے جاتے ہوں۔ اور اُن کے خلاف انتقامی کاروائیاں کی جاتی ہوں۔ غرضیکہ جہاں نہایت بے رحمانہ۔ ظالمانہ سلوک رعایا کیساتھ کیا جاتا ہو۔ اور اُن کی آواز کو دبایا جاتا ہو۔ اور اُسے کسی قسم کی داد فریاد کرنے، ضروریات زندگی کے حاصل کرنے۔ جلوس نکالنے کی ممانعت کر دی گئی ہو۔ غرضیکہ جہاں اس قدر اندھیر ہو کہ آج اس وقت جبکہ جموں وکشمیر کا ۳/۴ حصہ برف سے لدا ہوا ہے، راستہ جات بند ہیں۔ باہر نکلنا مشکل ہے۔ ضروریات زندگی کے مہیا کرنے۔ لانے کی کوئی صورت نہیں۔ اس پر لوٹ مار کا بازار ہر طرف گرم۔ ملازمان سرکار ہر طرح خود مختیار اُن غریب کسانوں پر سختی کرنے۔ لوٹ مار کرنے۔ مفت چیزیں لینے، رشوت ستانی کے لئے کھلے چھوڑ دئے ہوئے ہوں وہاں کے لوگوں کے دِلوں میں نفرت وحقارت کا پایا جانا کون سی حیرت ناک بات ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

مزدوروں کی بیکاری:۔ جس مُلک کا کسان چھ ماہ بیکار رہتا ہے۔اور ہزاروں بیکار روزگار کی تلاش میں پنجاب کی خاک چھاننے۔طرح طرح کی سختیاں اور ذِلت برداشت کرتے ہیں۔اور مالیہ ادا کرنے اور گھر کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے کچھ روپیہ بھوکے رہ کر بچا کر لاتے ہیں وہ رشوت ستانی ملازمان اور قرضہ وسود کی ادائیگی میں صرف ہو جاتا ہے۔اور ایک مطلق العنان شخصی حکومت کے استبدادی پنجہ میں عوام کی آزادی کو اپنی سخت گرفت میں لئے ہوئے ہوں۔کیا نفرت وحقارت وہاں کوئی نئی چیز ہو سکتی ہے۔

مطالبہ آزادی کا جواب گولیاں:۔ جب مُلک میں نہتے غریب لوگوں پر محض روٹی مانگنے شہری حقوق وآزادی کا مطالبہ کرنے پر گولیاں چلائی جاتی ہوں۔اور بے گناہ لوگوں کو ہلاک کیا جاتا ہو اور اُن کو ایک وقت ''پیاری رعایا عزیز بچے'' کہنے کے باوجود ایک قِسم کے غیر مُلکی دشمنوں کے سے سلوک کا نشانہ بنایا جا رہا ہو۔اور اُن کو فوج کے سپاہیوں کے حوالہ کیا جاتا ہو۔اور قریباً سارا ملک اس طرح فوج کے قبضہ میں دیا جاتا ہو، گویا کہ وہ جرمنی اور جاپان کی طرح کوئی بدیشی علاقہ ہے۔جس پر فوجی کنٹرول رکھنا ضروری ہے۔اور سنگینوں اور بندوقوں کے زور سے عوام کے جبراً ''جے جے'' پکارنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔اور کوچہ وبازار میں معززانِ وطن کو نہایت ذلیل اور بے عزت کیا جاتا ہو۔چنانچہ فوج کے سپاہی دیہات میں لُوٹ مار کرتے عورتوں کی عصمت دری کے لئے کھلے چھوڑ دئے جائیں۔اور شہر میں لوگوں کی دوکانیں لوٹنے کی سپاہیوں کو کھُلی چھٹی ہو۔وہاں رعایا کیساتھ انتہائی دشمنی اور انتقام لینے کا سلوک کیا جاتا ہو۔وہاں کے لوگوں کے دِلوں میں ایسے نظام حکومت کیلئے نفرت وحقارت کے زبردست جذبات پیدا نہ ہوں۔تو اور کیا ہو جس پر ستم ایجاد کیا جائے۔اور جس سے بے انصافی کی جائے۔اور جسے بھوکے ننگے رہ کر مصیبت اٹھانے کے لئے مجبور کیا جائے۔اور جس کو غلام رکھ کر تمام حقوق وآزادی سے محروم رکھا جائے اس کا یہ قدرتی حق ہے کہ وہ اس مُلک کے راجہ اور اِس کی خود ساختہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu
گورنمنٹ کے برخلاف نفرت وحقارت کا اظہار کرے۔

مہاراجہ کی ذات سے مجھے ڈرایا نہ جائے:۔ استغاثہ کی طرف سے مہاراجہ کی ذات کو ہمیں ڈرانے کے لئے بات بات میں درمیان لایا جاتا ہے۔ ایسی باتوں سے اب کسی کو ڈرایا نہیں جا سکتا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم کسی کی ذات کیساتھ کوئی عداوت نہیں رکھتے۔ اور بالخصوص میں تو ایک درویش ہوں۔ جس کو کسی سے ذاتی دشمنی وعداوت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے بحیثیت بُدھ سنگھ مجھے سر ہری سنگھ جی کیساتھ کوئی عداوت نہیں ہے۔ ایک ذات کے لحاظ سے وہ میرا ایسا ہی وطنی بھائی ہے۔ جیسے کہ چالیس لاکھ انسانوں میں سے ہر ایک میرا بھائی ہے۔ البتہ بحیثیت مہاراجہ کے ہری سنگھ کی جو پوزیشن ہے اور اس کے جو فرائض ہیں وہ اُن کی ذاتی چیزیں نہیں ہیں۔ اور ان کی اس حیثیت پر بحث کرنے کا مجھے اور ہر ایک باشندہ مُلک کو پورا پورا حق حاصل ہے۔

ہزاروں سال کا پاک اصول:۔ آج کا نہیں بلکہ ہزاروں سال پُرانہ اور مانا ہوا اصول ہے کہ اگر کوئی راجہ اپنی گورنمنٹ کی غلط کاریوں ظلم ستم۔ لوٹ کھسوٹ کو بند نہیں کرتا اور رعایا کی حفاظت۔ ان کی ترقی بہتری اور آزادی کا خیال نہیں رکھتا۔ بلکہ اُس کے برعکس وہ لوٹ کھسوٹ کرنیوالوں کی کاروائیوں کی حمایت کرتا ہے۔ تو رعایا کو حق حاصل ہے کہ وہ پہلے ان کو سیدھے راستے پر آنے کو کہیں۔ اور اگر وہ نہ مانے تو اپنا حق حاصل کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دے اس اصول پر عمل کرتے ہوئے میں نے جو کچھ کہا وہ ہر آزادی پسند اور سچائی کے پوجاری کا پہلا حق ہے۔

فرقوں کے مابین منافرت:۔ یہ الزام نہ صرف غلط اور بے بنیاد ہے بلکہ یہ الزام نہایت ناپاک اور توہین آمیز ہے اور اس کے خلاف میں سخت احتجاج اور پروٹسٹ کرتا ہوں۔

سوال نمبر ۳:۔ ۱۶، مئی ۱۹۴۶ء کی تقریر میں تم نے حاضرین کو کہا۔ ''میں آپ سے کہوں گا کہ تم آزادی کے لئے لڑو۔ ہماری آزادی کوئی نہیں دے گا۔ آزادی خود حاصل کرنی چاہیئے۔ یاد رکھو۔ مرنے کا دن

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

مقرر ہے اس لئے بہتر ہے کہ شہید ہو۔"
Mookerji IFS (Retd) Collection-Jammu

جواب:۔ یہ الفاظ تقریر کے جس حصہ سے اخذ کئے گئے ہیں اس کے متعلق واقع یہ ہے کہ مائی سؤمہ کے جلسہ میں میں نے جو طویل تقریر کی تو تقریر کے آخر پر تمام واقعات و حالات بیان کر کے اصلی مقصد حصول آزادی کے لئے عوام سے اپیل کی اور انسانی فرائض ہر فرقہ کے مذہب و ملت اور اُن کے بزرگوں مہاپرشوں کے کارناموں و ہدایات کا ذکر کرنے کے بعد میں نے کہا۔" آج ہر ایک محکوم مُلک آزادی کے لئے جان کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ صدیوں سے مطلق العنانیت شخصی حکومتوں اور امپریلزم کے ماتحت پس جانے اور تباہ حال ہو جانے غریب مفلس اور غلام بن جانے اور انتہا ہی مصائب و مشکلات کا سامنا کرنے کے بعد آخر عوام میں قدرتی طور پر آزادی کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ پچھلے چھ سال کی جنگ عظیم میں قوموں نے اِسی آزادی کے لئے قربانیاں دی ہیں۔

ہمارے سامنے بہت سی مشکلات ہیں۔ مُلک کی تمام دولت پر چند ایک سرمایہ دار، جاگیردار، راجے ورئیس قابض ہیں اور خُدائی نعمتوں پیداوار ہر قسم اور انسانی ضروریات زندگی پر غاصب اور زبردست اشخاص کا تصرف ہے۔ فوج، توپ بندوق۔ پولیس اور اپنے بنائے ہوئے قانون کے ہتھیاروں سے اُن کی حفاظت کر رہے ہیں۔

مظلومیت کی دردناک کیفیت:۔ عوام کو تنگ کر کے تڑپتا تڑپتا اور بار بار بھیک مانگنے۔ رونے چلانے کے بعد کہیں سیر بھر اناج اور پاؤ بھر کوئلہ نصیب ہوتا ہے۔ اور کپڑا کفن کے لئے بھی دستیاب ہونا مشکل ہو رہا ہے اور ہر طرح کے دُکھ اور مصیبت کا سامنا ہے۔ ایک طرف اشیائے خوردنی کے انبار اور ذخیرے ہیں۔ کپڑے وافر ہیں۔ بلاضرورت ٹرنکوں، بکسوں۔ الماریوں میں بھرے پڑے ہیں۔ لوئیاں۔ پٹو وغیرہ پڑے پڑے خراب ہو رہے ہیں۔ اور کئی کئی کمرے کوٹھیاں۔ عالیشان عمارتیں ہیں۔ کہیں گرمیوں کے لئے سرد خانے اور موسم سرما اور برف باری کے دنوں کے لئے حمام۔ گرم کمرے۔ گرم بسترے، شال دوشالے، قالین، غالیچے گھبے موجود ہیں۔ ہر قسم کی مقوی غذا کا سامان

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

انڈہ۔مرغی۔گوشت۔مچھلی۔مربعے،اچار،کیک بسکٹ،مکھن دودھ ،چاول۔آٹا ۔کھانڈ۔میوہ جات ۔سبزی وترکاری اور اس کے علاوہ ٹانک ادویات چیزیں شہد، گھی وغیرہ جمع ہیں۔مگر دوسری طرف لاکھوں عوام کے پاس سردی گرمی سے سر چھپانے اور رہنے کے لئے گھاس کے جھونپڑے ہیں۔وہ بھی ٹوٹے پھوٹے جن میں برسات کے دنوں میں پانی ٹپکتا ہے، جگہ جگہ سوراخ ہیں۔غیر محفوظ ہیں۔اور ایک ہی کمرے میں غریب کسان ومزدور اپنے مال مویشی سمیت رہنے اور روٹی پکانے، چولھا جلانے اور عمر بھر بدبو اور غلاظت میں سانس لینے کے لئے مجبور ہیں۔سخت شدت کی سردی میں لکڑی۔کوئلہ کا ملنا مشکل ہے اور صرف پاؤ بھر کوئلہ جو کانگڑی میں رکھ کر خون کے دورے کو جاری رکھنا ہے، وہ بھی میسر نہیں۔تن پوشی کے لئے کپڑا ہاتھ نہیں۔سردی کے لئے بستر۔ے نہیں۔ہزاروں غریب اپنی ساری زندگی چھترے لگائے۔لٹکائے۔نیم برہنہ بسر کر۔تے ہیں ستانوے فیصدی سے زیادہ آبادی کو ایسی روکھی سوکھی روٹی بھی میسر نہیں جو ہر ایک انسان کو تندرست وتوانا زندگی۔بسر کرنے کے لئے درکار ہے۔ اسی لئے فاقہ کش غریب ننگے بھوکے انسانوں کے لئے جبکہ ضروریات زندگی کمیاب بلکہ نایاب ہو رہی ہیں۔اور موسمی مشکلات سردی۔برف باری میں انتہائی تکالیف اور عذاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس قدر غیر مساوات اس قدر فرق اور اس قدر بے رحمی کی آخر وجہ کیا ہے۔صاف صاف ظاہر ہے کہ ہم نے اپنے حقوق ضروریات زندگی حاصل کرنے اور ایک باعزت۔خوددار۔خوشحال مطمین انسان کی طرح زندگی گزارنے کے حق کا احساس نہیں کیا۔

تمام دکھوں کا ایک علاج:۔ بلاشبہ ان تمام مصائب اور دُکھوں کا واحد علاج ''آزادی'' ہے عوام کو اپنی قسمت بنانے اپنے مُلک کی دولت میں بطریق مساوی حصہ پانے کا حق حاصل کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کرنا لازمی ہے۔

آزادی تو ہمارا پیدائیشی حق ہے۔اسکے لئے آواز بلند کرنا اور اس کے حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرنا کوئی جرم نہیں ہے۔غلامی مصیبت بے عزتی کی زندگی سے مرنا بہتر ہے۔جو لوگ غلامی ظُلم جبر برداشت

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

کرتے ہیں۔ بھوکے مرتے۔ ذلیل وخوار ہوتے فاقہ کشی کرتے ہوئے بھی حرکت نہیں کرتے۔ اور
Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu
مصیبتوں، دُکھوں کو دُور کرنے کی کوشش نہیں کرتے ان کو جینے کا کیا حق ہے۔ ایسے بزدل، کمزور، ڈرپوک اور اپنے حقوق انسانی کا احساس نہ رکھنے والے لوگوں کو کس طرح آزادی مل سکتی ہے۔ آزادی اُن لوگوں وقوموں کو نصیب ہوتی ہے جو سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں۔ اور انتہائی قربانیاں دیتے ہیں۔ آزادی خود بخود نہیں مل سکتی۔

آزادی لینی ہی ہوگی:۔ جن لوگوں نے عوام کی دولت پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ اور جو مُلک کی دولت کے واحد مالک بنے ہوئے ہیں۔ اور بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے محلات، بنگلوں میں بیٹھے عیش و عشرت میں مست ہر ایک نعمت سے مالا مال ہو رہے ہیں، وہ کب چاہتے ہیں کہ غریبوں، مظلوموں پر رحم کریں۔ اور انہیں آزاد کریں۔ اس لئے آزادی خود لینی ہوگی۔ اور ہر قسم کی قربانی اس کے حصول کے لئے کرنی ہوگی۔ آزادی کی جنگ میں مردانہ وار۔ بہادر سپاہی کی طرح منظم اور پختہ یقین کے ساتھ ایک تنظیم ایک پروگرام کے ماتحت جتھہ بند ہو کر لڑنا ہوگا۔

وطن کے ایک سچے فرزند کے لئے کسی بیماری میں مبتلا ہو کر یا بھوکے ننگے دُکھی مصیبت زدہ غلامی کی حالت میں مر کھپ جانے کے بدلے لاکھ درجہ بہتر ہے کہ وہ اپنی جان آزادی حاصل کرنے۔ دیش وقوم کو آزاد کرانے اور تمام مصائب ومشکلات ظلم وجبر اور غلامی کو دور کرنے کے لئے وقف کر دے اور شہید ہو کر مرے۔

سوال نمبر ۷۔ میں مُجھ پر الزام لگایا گیا کہ میں نے ۱۹ مئی کی تقریر میں گوردوارہ میں دھارمک لیکچر کی آڑ میں پولیٹیکل لیکچر دیا؟

جواب میں مَیں نے بیان دیا کہ:۔

آڑ کا سوال توہین آمیز ہے:۔ اس سوال میں ایک نہایت جگر خراش اور توہین آمیز

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

چوٹ ہے۔ جس کے برخلاف پروٹسٹ کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میرے لئے دھرم اور سیاست ایک ہی چیز ہے۔ جس طرح سے میں سیاست پر سوچتا ہوں۔ اور دھرم پر وچار کرتا ہوں۔ مجھے دھارمک لیکچر اور پولیٹیکل لیکچر کبھی دو چیزیں محسوس نہیں ہوئیں۔ میرے لئے جو کچھ پولیٹیکل ہے وہی دھارمک ہے اور جو دھارمک ہے۔ وہی پولیٹیکل ہے۔ سچے دھرم اور پاک سیاست کو کبھی الگ نہیں کیا جا سکتا۔ بنی نوح انسان کے لئے جو کچھ ایک سچا دھرم تجویز کرتا ہے وہی پاکیزہ سیاست ہے۔ اِس لئے یہ کہنا کہ دھرم کی آڑ میں پالیٹکس بیان کیا گیا۔ حقیقت سے ناواقفیت کا اظہار ہے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ کوئی سیاسی ایسی بات ہو سکتی ہے جو دھرم انوسار نہ ہو۔ تو اس کے لئے مجھے کون سی مشکل درپیش تھی تا کہ میں دھارمک لیکچر کی آڑ لیتا۔ آخر اس مقدمہ ادائید کے مطابق اور استغاثہ کے مسلمہ دعویٰ کے مطابق ۱۶، مئی کو میں نے ہزار ہا کے مجمع میں لیکچر کیا تو 19 مئی کو مجھے کون سی مشکل درپیش تھی کہ اگر میں دھرم کی آڑ لے کر دو تین سو آدمیوں کے سامنے اپنی سیاسی بات نہ کہوں تو اپنا مشن پورا نہ کر سکوں گا۔ اس لئے عدالت کو مَیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ 19، مئی کو گور دوارہ چھٹی پادشاہی میں میں نے جو کچھ کہا وہی ایک طرف میری سیاست ہے اور دوسری طرف دھرم۔ میرا دھرم مجھے بتاتا ہے کہ جس بات کو میں نیک و پاک و سچ سمجھوں اس کا اظہار اپنے دوسرے بھائیوں کے سامنے کروں۔

صداقت کا اظہار اصلی دھرم ہے:۔ موجودہ نظام کے خلاف جو کچھ بھی میں نے عرض کیا ہے۔ چاہے وہ ریاست کی پوری آبادی کی شکایات سے تعلق رکھتا تھا یا سِکھوں کی خصوصی شکایات سے تعلق رکھتا تھا۔ اور چاہے وہ آج سے ایک سو سال پہلے کی ہسٹری تھی یا آج کے تازہ مطالبات، یہ وہ باتیں ہیں جن کو میں دل سے سچ محسوس کرتا ہوں اور

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نسبت یہ کہنا کہ ''دھارمک لیکچر کی آڑ میں پولیٹیکل لیکچر دیا'' مجھ پر اتنا بھاری ظلم ہے جس کو میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔

سِکھ کا دھرم کیا ہے:۔ میں عدالت کی مزید واقفیت کے لئے کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو سِکھ دھرم سمجھا ہے اور حصول آزادی جو ہر انسان کا پیدائیشی حق ہے کے سلسلہ میں اظہار خیالات جن کو پولیٹیکل کہا جاتا ہے ایک ہی چیز ہے سِکھ گنگا کے کنارے یا ہمالیہ کی چوٹیوں میں چُپ چاپ مالا ہاتھ میں لے کر دُنیا کی کش مکش اور غریبوں مظلوموں کی دستگیری۔ امداد۔ سیوا سے منہ موڑ کر محض تن پروری۔ ذاتی مکتی، ترقی کے لئے سمادھیاں لگانے کے۔ لئے نہیں بنائے گئے تھے بلکہ جب بادشاہ وقت اور حاکمان وقت کا ظلم وتشدد۔ غریب ومظلوم۔ دُکھی جنتا۔ عوام پر حد سے بڑھ گیا۔ اور چاروں طرف سے آہ و فغاں لوٹ مار کا شور اُٹھا۔ اس وقت گورو گوبند سنگھ جی نے دیش اور قوم کی آزادی کے لئے دینوں، دکھیوں۔ مصیبت زدہ مظلوم عوام جن پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جاتے تھے، کی امداد کے لئے قربانی دینے اور اُن غلاموں۔ مظلوموں کو ظُلم وتشدد۔ گناہ وعذاب کے پنجہ سے بچانے کے لئے سکھوں کو پکارا تھا۔

گورو ہر گوبند جی (جن کی یاد میں چھٹی پادشاہی کا گوردوارہ قائیم ہے) جن کو بندی چھوڑ کہتے ہیں، نے حکومت وقت کی گوالیار کے قلعہ میں سے نظر بندی سے رہا ہوتے وقت شرط لگائی کہ جو ۵۲ پہاڑی راجاؤں کو قید کیا گیا ہے وہ اُن کے چولے کو پکڑ کر باہر نکل آئیں۔ اور حکومت کو یہ شرط ماننی پڑی۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

میرے دھرم کو جس چیز کو میں سچ یقین کروں اس کو دوسروں کے کانوں تک پہونچاؤں۔ گوردوارہ چھٹی پادشاہی جو ایک مقدس جگہ ہے اور اس موقعہ کے دیوان جو سری گورو گرنتھ صاحب کی موجودگی کی وجہ سے ایک پاک مجلس ست سنگ ہوتی ہے اس میں کھڑے ہو کر میں نے اپنی اسی سچائی کو ظاہر کیا۔ اور یہی اس موقع کے مطابق میرا فرض ہو سکتا تھا۔ اس کی

پریم کی کھیل:۔ سِکھ کا سب سے بڑا اولین دھرم اور فرض پریم کی کھیل میں شامل ہونا ہے۔ پریم کی کھیل کے لئے اس حلف نامہ پر دستخط کرنے پڑتے ہیں:۔

یہ تو ہے پریم کھیلن کا چاؤ سر دھر تلی گلی میری آؤ

اِت مارگ پیر دھر تیجے سر دیجے کان نہ **کیجے**

یعنی اگر تمہیں پریم کی کھیل کھیلنے کا شوق ہے تو سر ہتھیلی پر رکھ کر اس راستہ پر کوچہ میں قدم رکھو کیونکہ اس راستہ میں گامزن ہونے سے سر دینے میں انکار نہیں ہو سکتا۔

دُنیا اپنے اپنے ذاتی مفاد۔ لالچ۔ خودغرضی اور زر زنقد و جنس کے حصول اور تن پروری کے لئے سب کچھ کوشش کرتی ہے مگر بلا بدل۔ بلا معاوضہ بیفرضانہ۔ خدمت خلق کے پاک فرض کو ادا کرنے کے لئے ہر دُکھی مصیبت زدہ مظلوم۔ غلام۔ بیمار۔ کمزور۔ ستم رسیدہ کی مدد کرنا اور اُن کے لئے تن من دھن وار دنیا اور غلاموں۔ مظلوموں کو ظلم کے پنجہ سے نجات دلانا۔ یا اپنے آپ کو اس کار خیر اصلی دھرم کی ادائیگی کے دوران میں قربان کر دینا اُنہی سنت سپاہیوں قومی فقیروں۔ شمع اور آزادی کے پروانوں کے حصہ میں آیا ہے۔ جو پریم کی کھیل کے کھلاڑی ہیں جو سر ہتھیلی پر دھر کر میدان میں نکلے ہیں۔ وہ اسے دھرم یُدھ سمجھتے ہیں۔ اور اس دھرم کو پورا کرنے کے لئے جن مہاپرشوں۔ اوتاروں۔ گوروؤں پیغمبروں نے جو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

قربانیاں مظلوم۔ مصیبت زدہ غریب کمزور انسانوں کی امداد اور انہیں تمام طاقتوں کے پنجہ سے بچانے کے لئے کیں۔ اور جو جو ہدایات پیغامات اور اپدیش کتب ہائے مقدسہ میں دیا اُس کا مختصراً ذکر کیا گیا۔ اور صاف صاف الفاظ میں کہا گیا کہ جس انسان میں اور پھر سکھی عقیدہ رکھنے والے گورسکھ میں خود اعتمادی۔ خودداری۔ اپنی۔ عزت و آبرو غیرت اور اپنے پیدائیشی حقوق آزادی اور بحیثیت آسودہ باعزت باغیرت انسان کی زندگی بسر کرنے کے لئے جدو جہد کرنے کا مادہ ختم ہو چکا ہے۔ اور جسے ان باتوں کا احساس ہی نہیں رہا وہ مُردہ ہے اس کا کوئی دھرم نہیں ہے۔

کِسی پیدائیشی کمزور اور پھر عدم موجودگی پوری خوراک کے بیمار اور پھر جاہل غلام۔ مفلس نادار انسانوں کا کیا مذہب ہے اور کیا دھرم ہے۔

''پیٹ نہ پیاں روٹیاں سبھے گلاں کھوٹیاں''

معاشرتی اصلاح دھرم کا ایک حِصہ ہے:۔ بڑے بھگتوں۔ عابدوں نے بھی برملا خُدا واہگیورو کو سُنا دیا کہ جناب محقول خوراک یعنی آٹا۔ دال۔ دودھ۔ گھی۔ گائے بھینس دودھ والی۔ گھوڑی سواری کے لئے اور بسترہ مکمل۔ چارپائی اور خوش بخت نیک سیرت بیوی۔ رفیق حیات ملنی چاہیئے۔ پھر تمہاری عبادت کریں گے اور تیرا نام جپیں گے۔

دوسیرا مانگوں چونا۔۔۔۔۔۔۔۔ کا شبد پڑھو جس کے آخیر کہا گیا

''بھُو کے بھگت نہ کیجئے۔ یہ مالا اپنی لیجئے'' (دھنا بھگت)

اس لئے سب سے پہلا دھرم ہر انسان کا جسمانی ترقی صحت و صفائی اور پھر مانسک ترقی (دِل میں روشنی و طاقت) پیدا کرنا اور اِس میں عالمگیر محبت پریم۔ مساوات۔ رواداری۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

بانٹ کھانا ونڈ چھکنا۔ رحم و ہمدردی۔ خدمت سیوا کا پیدا کرنا۔ اور اس کے لئے قربانی کا مادہ پیدا کرنا۔ اس کے بعد روحانی ترقی جس کے بغیر دیش وقوم کی آزادی کے لئے اپنے آپ کو نثار کرنا۔ قربان کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ روحانی پاکیزگی کے بغیر رازِ حقیقی کا پانا۔ اور منزل مقصود پر پہنچنا مشکل ہے۔ اور اس کے بغیر نشکام سیوا (بے غرضانہ خدمتِ خلق) کا پاک فرض ادا ہونا بھی مشکل ہے۔ اس لئے اُن کے لئے کوشش کرنا انسان کا پہلا فرض ہے۔

غلام کا کوئی دھرم نہیں:۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ جب تک انسان بیماری، کمزوری، جہالت۔ افلاس، غریبی، غلامی۔ مظلومیت جیسی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہے تب تک اس کی عزت آبرو جسم و جان۔ دھرم ایمان۔ نماز۔ پوجا پاٹھ۔ مذہب دھرم غرضیکہ کچھ بھی قائیم و آزاد نہیں وہ محض ایک حیوان کی سی زندگی نہایت ذِلت اور بے عزتی میں گزار رہا ہے جس سے موت بدرجہ بہتر ہے۔ بدقسمتی سے یہ انسان اس قدر دبایا گیا ہے۔ اور خوف زدہ ہے کہ اندر ہی اندر سڑ رہا ہے غم و رنج میں مبتلا اور دم گھٹ رہا ہے۔ مگر حرکت نہیں کرتا۔ پس ان حالات کی موجودگی میں تمام خرابیوں۔ برائیوں۔ گناہ۔ عذاب کو دُور کرنا۔ ظلم و اتیاچار سے غریبوں کو بچانا ہر انسان کا اولین اور سچا دھرم ہے۔ جن نیک و پاک سچے انسانوں میں اس قسم کا جذبہ و احساس پیدا ہو جاتا ہے اُن کے لئے اسقدر دردناک دُکھدائی ظُلم و ستم گناہ کا مظاہرہ دیکھتے ہوئے چُپ رہنا بہت مشکل ہے۔ اِس لئے ان کو میدان عمل میں آنا پڑتا ہے۔ اور نعرہ لگانا پڑتا ہے۔

''آزادی یا موت''

چنانچہ اِسی جذبہ اور خیال کو لے کر میں بھی اسی میدان میں ''پریم کی کھیل'' میں شامل ہوا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mpokerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہوں۔ اور جس کی تلاش۔ اطمینان قلب راحت ابدی پیدائشی حقوق اور آزادی کے حصول کے لئے۔

''آپ مکت مکت کرے سنسار

نانک تس جن کو سدا نمسکار''

کے گورو واک کے مقصد کو جو دُنیا کی آزادی میں آزادی چاہتا ہے اُسے ہمیشہ ادب و نمسکار ہے آزادی کے لئے کوشش کر رہا ہوں۔

خدمت خلق ہی اصلی جپ تپ ہے:۔ میں سال ہا سال سے جنگلوں، پہاڑوں غاروں میں پھرتا رہا کہ شائد مجھے اطمینان نصیب ہو۔ مُکتی یا نجات ملے۔ مگر ناکام رہا۔ مجھے یہی اُن بھُو ہوا۔ یہی حُکم ملا کہ محض تن پروری ذاتی مفاد۔ اپنی غرض و شخصی مکتی و آزادی کے لئے مارا مارا پھرنا بے سود ہے۔ حقیقی اطمینان و نجات اُسی آزادی کے حصول میں ہے جس میں دُنیا کی آزادی ہو۔ عوام مظلوم جنتا کی آزادی ہو۔ اس لئے غریبوں۔ بے کسوں و دُکھیوں مظلوموں کی سیوا۔ خدمت اور اُن کو آزاد کرنے۔ دکھیوں کو مصیبتوں سے چھوڑانے کی جدوجہد اور کوشش میں ہی مقصد زندگی تصور ہوگا۔

میں جنگلوں۔ پہاڑوں سے نیچے اُترا اور اپنے اِس مشن میں مصروف ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ

''یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان۔ کہ کام آئے دُنیا میں اِنسان کے انسان۔

اپنی تقریر میں میں نے اس بدسلوکی اور بے انصافی کا بھی ذِکر کیا جو حکومت نے سِکھوں کیساتھ روا رکھی ہوئی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ نہ صرف میں ہی کہہ رہا ہوں بلکہ سال ہائے سال سے سِکھ چلّا رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے چند الفاظ سِکھوں کی حق تلفی یا شکایت کی بابت کہے اور جو ایک پمفلٹ میں درج کئے گئے ہیں۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سکھوں کی داستان

ڈوگرہ حکومت میں سِکھ کی حیثیت ایک مزدُور اور چپراسی سے زیادہ نہیں سکھوں میں احساس برتری پیدا کرنا ہے جو اس مہذب دور میں مظلومانہ اور غلام زندگی بسر کرنے پر اکتفا کئے ہیں۔۔۔

جائے افسوس ہے کہ موجودہ حکومت نے ناجائز اور غیر آئینی طریقہ سے سِکھ قوم کے دھرم استھانوں پر اپنا قبضہ جمایا اور ان کے ساتھ وابستہ جاگیریں بھی ضبط کرلیں۔

حکومتی مظالم نے سِکھوں کو دبا دیا اور سکھوں کی پوزیشن نہایت دردناک اور افسوسناک ہوگئی۔۔۔۔

سکھ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مناسب جگہ نہ دینی۔ حکومت کی سکھ کُش پالیسی کی منہ بولتی تصویر ہے۔۔۔۔ان کو دربانوں کی حالت میں کھڑے کر کے جو نمائیندگی دی گئی وہ ناقابل برداشت ہے۔

صاف عیاں ہے کہ حکومت سِکھوں کی حالت کو بد سے بدتر بنانے میں کوشاں ہے۔۔۔۔۔

سِکھ قوم کے گوردواروں پر حکومت نے قبضہ کر کے جاگیروں کو ضبط کرلیا ہے۔ سِکھ مذہب کی کھُلی توہین کی جارہی ہے اور انصاف کی مٹی پلید ہورہی ہے''۔

ظُلم کے خلاف لڑنا دھرم ہے:۔ آخر میں میں نے اپنی تقریر میں جب دھرم اور پالیٹیکس میں تمیز کرنے کے سلسلہ میں اظہارِ خیال کیا۔ اور گذشتہ تاریخوں اور ابتدا سے بڑے بڑے اوتاروں اور پیغمبروں، گوروؤں کے، کارناموں اور فرائیض اور دھرم کی تشریح کی کہ کس طرح ایک سچا اور حقیقی دردمند نیک اِنسان و پاک ہستی جو دوسرے دُکھی مظلوم انسانوں کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دیتا ہے۔ اور ظالم۔ جابر پاپی خواہ کوئی ہو۔ پرائیویٹ شخص ہو۔ اُس کا باپ ہو۔ بھائی ہو یا بیٹا ہو یا راجہ۔ دنواب دبادشاہ ہو، کے ظُلم کو دُور کرتا ہے۔ اور ظالم کے پنجہ سے مظلوم کی جان چھوڑاتا ہے تو وہ اپنا سچا دھرم پورا کرتا ہے۔

مگر ظالم۔ جابر۔ غاصب درندہ خصلت انسانوں کی نگاہوں میں وہ پولیٹیکل مجرم ہے۔ اسی طرح سے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اگر میں دھرم پیدائشی حقوق آزادی اور تمام مظلوموں، کم رسیدوں۔ دُکھی۔ غریب بھوُکی ننگی عوام کے لئے آواز بلند کرتا ہوں۔ اور کسی ظالم۔ پاپی کے ظلم اور پاپ کو دُور کرنے کا یتن وکوشش کرتا ہوں۔ تو اُسے سچا و حقیقی دھرم سمجھتا ہوں۔

کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہوں:۔ بارھواں سوال:۔ ''اور کچھ آپ کو کہنا ہے''۔

جواب:۔ مجھے جو موقعہ دیا گیا ہے میں اس کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ میرا جواب ہے جی ہاں۔ اور بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ مُجھے اس ریاست کے عوام کی غریبی۔ جہالت۔ کمزوری۔ بیماری۔ غلامی۔ مظلومیت نے ہی فقیر بنا دیا ہے۔ اور میں ایک صوفی فقیر یا سنت سپاہی کی حیثیت سے پریم کی کھیل میں شامل ہوا ہوں۔ جس میں نشکام سیوا۔ بیغر ضانہ خدمت خلق کی ادائیگی ضروری ہے۔ اور جس کے لئے قربانی لازمی چیز ہے۔ میرا پالیٹکس سچائی۔ انصاف۔ مساوات۔ انسانی ہمدردی اور آزادی ہے۔ جو ہر انسان کا پیدائشی حق ہے۔ اور عوام کے درمیان۔ پریم محبت۔ باہمی اتفاق پیدا کرنا میری محبوب تمنا ہے اور مظلوموں۔ دُکھیوں مصیبت زدہ غلام لوگوں کو گناہ وعذاب کی زندگی سے چھوڑانے کی جدو جہد کرنا میرا مقصد ہے اور میں اپنی باتوں کو سچا اور انسانی دھرم سمجھتا ہوں اور یہی میری زندگی کا پروگرام ہے۔ اس میں میرے لئے کسی ذات سے عناد دُشمنی اور کینہ رکھنے کی گنجائش نہیں۔ میرے لئے ضروری ہے کہ نہ صرف انسانی بلکہ ہر ایک جاندار کی خیر خواہی کروں۔ اسی لئے اپنی آخری دُعا۔ ارداس میں ایسا کہتا ہوں کہ ''نانک نام چڑھدی کلا۔ تیرے بھانے سربت کا بھلا'' یعنی اے نانک تو یہی ارداس کر کہ سب کی ترقی ہو۔ اور سب کا بھلا ہو۔

چھبیس سالہ جدو جہد:۔ میں آج ہی پلیٹ فارم پر کھڑا ہو کر آزادی یا موت کا نعرہ بلند نہیں کر رہا۔ بلکہ آج سے ۲۶ برس پیشتر سے اس ریاست کی غریب جنتا اِس کی شکایت غریب مظلومیت کا رونا روتا چلا آیا ہوں۔ اور آج کا میرا نعرہ اِن تمام سابقہ تجربات اور مشاہدات کی مُنہ بولتی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تصویر ہے۔

میں نے ۲۶ سال پہلے مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی آنجہانی کو ایک عرضداشت بھیجی جس میں رعایا کے دردناک حالات رشوت ستانی۔ حاکموں کی طرف سے جبراً اور مفت بیگار اور ہر قسم کی لوٹ کھسوٹ کا ذکر کیا اور عرض کی کہ ''تپوں راج اور راجوں نرک ملے گا''۔ خالی پوجا پاٹھ سے کچھ نہیں ملے گا۔ رعایا کی بہتری۔ حفاظت و ترقی کرنا راجہ کا فرض ہے میری اسی یاددہانی کا کوئی اثر نہ ہوا۔

۱۹۲۰ء میں پہلا لیکچر:۔ اس کے بعد جب میں نے بانہال میں مزدوروں کو دو دومن کے بھاری صندوق اٹھانے سے اُن کے منہ میں خون آتا دیکھا تو گورنمنٹ کو لکھا اور پھر کچھ نہ بنا تو میں نے دو مسودے لکھے اور حضوری باغ میں لیکچر دئے۔

موجودہ مہاراجہ ہری سنگھ جب سینئر ممبر بنے:۔ تو اُن کو مفصل عرضداشت و چند ضروری اصلاحات کے نوٹ بھیجے اور عرض کیا کہ عوام کے نمائندوں کی رائے کا لیا جانا امور سلطنت و حکومت میں ضروری ہے سینئر ممبر صاحب کو ذیل کے امور کے متعلق پمفلٹ دستی لکھ کر بھیجے لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔

پنچایت سسٹم کا اجرا حقوق باشندگان ریاست۔ رشوت ستانی کا انسداد، صنعت و حرفت کو فروغ دینا۔ تعلیم کا انتظام۔ قحط انسداد۔

چیتاونیوں پر چیتاونیاں:۔ اس پر کئی سال گزر گئے۔ آخر ایک وقت آیا کہ میں نے جب دیکھا کہ کسی طرح بھی رعایا کے دُکھ اور مصاعب کو کم کرنے۔ حقیقی انصاف کرنے اور سرکاری ملازمان کی طرف سے ہو رہے ناروا سلوک کو روکنے کا کوئی انسداد نہیں کیا جا رہا ہے اور ایک ایسی مشین میں جو عوام کا خون نکال رہی ہے۔ اور گناہ و ظلم عذاب کا باعث ثابت ہو رہی ہے، رہ کر کسی طرح بھی اطمینان راحت ابدی یا سکون قلبی نصیب ہونا مشکل ہے۔ ڈپٹی کمشنر کے عہدہ کو ترک کر دیا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نومبر ۱۹۳۰ء میں میں نے ''کسان کی داستان'' اور ''غریبوں کے دُکھ کا علاج'' دو چھوٹی کتابیں لکھی اور مہاراجہ صاحب کو ولایت بھیجیں۔ ان کے علاوہ انصاف کی تلاش نام کا مسودہ بھی تیار کر کے ایک لمبی مفصل چٹھی کے ساتھ بھیجا۔ (اِس چٹھی کی نقل پیچھے آ چکی ہے)۔

قلعہ باہو میں نظر بند:۔ مجھے قلعہ باہو میں بغیر مقدمہ چلائے نظر بند رکھا گیا۔ میر پور اور دیگر علاقوں میں ویکفیلڈ کی طرف سے فسادات و آگ کی وارداتیں ہوئیں۔

انگریزی سازش:۔ بجائے عوام کے مصائب اور اُن پر ہو رہے ظلم کا انسداد کرنے کے انگریز کی سازش سے فرقہ وارانہ فسادات شروع ہوئے۔ جس سے گورہ فوج اور سِکھ فوج کی امداد حاصل کی گئی۔

میرا پروگرام:۔ میں نے اپنا پروگرام نیشنل کانفرنس کے پلیٹ فارم سے ہی شروع نہیں کیا۔ بلکہ اس کے قیام سے بہُت پہلے جبکہ صرف ڈوگرہ سبھا ہی ایک پلیٹ فارم تھا میں نے اس کو بھی خدمت خلق کے لئے استعمال کیا۔ چنانچہ میں تین دفعہ ڈوگرہ سبھا کا صدر مقرر ہوا۔ میں نے ایڈریس پڑھے۔ ترقی اور آزادی کی مختلف سکیمیں پیش کیں۔

''دردِ دِل'' کی اشاعت:۔ باہو قلعہ میں چار ماہ کی نظر بندی کے بعد میں نے ''دردِ دِل'' نام کی کتاب لکھی اور شائع کی۔

رہائی کے بعد میں بدستور اپنے کام نشکام سیوا۔ بیغر ضانہ خدمتِ خلق حصول آزادی کی جدو جہد میں مصروف رہا۔ میں نے بار بار اس امر پر زور دیا کہ پیشتر اس سے کہ پانی سر سے اوپر گزر جائے، اصلاحات کی جانی ضروری ہیں۔

اسمبلی میں جدو جہد:۔ آخر اسمبلی بنی۔ لیکن اس اسمبلی کا رعایا پر اچھا اثر نہ ہو سکتا تھا۔ اسمبلی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

میں گورنمنٹ کے ممبران کی اکثریت تھی۔ اس سے کسانوں اور مزدوروں کو ایک پیسہ کا بھی فائدہ نہ ہو سکتا تھا۔ گورنمنٹ اپنے نامزد ممبروں۔ سرکاری ممبروں۔ نمبرداروں، ذیلداروں۔ پنشزان وغیرہ کی اکثریت سے من مانا قانون پاس کرا لیتی۔ آخر میں نے بطور پروٹسٹ ممبری سے استعفہ دیدیا۔ یہ اسمبلی ایک ڈھونگ اور فریب تھا۔

۱۹۳۸ء میں مجھے اور دیگر چھ رفقا کار کو گرفتار کر لیا گیا۔ چھ ماہ کے بعد جب باہر آئے تو نیشنل کانفرنس کا کام شروع کیا گیا۔

ظلم وستم کا موجودہ ڈرامہ:۔ اس وقت جو ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے اسکا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ اب ہم لوگ جیلوں کی سنگینوں میں بند ہیں۔ سخت سردی وشدت کی یخ بستہ برفباری کے موسم میں سرد کمروں میں بغیر کسی آگ یا بخاری کے دن کاٹ رہے ہیں۔ مجھے اپنی ذات وجسم کی قطعاً پرواہ نہیں۔ کیونکہ میں تو ایک فقیر ہوں۔ اور عشق کی منزل کی طرف بخوشی چل پڑا ہوں۔ اور ہر ایک دُکھ عذاب محض اس لئے برداشت کر رہا ہوں کہ مجھے اس میں ایک زندگی بخش اور روشن جھلک واُمید نظر آتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لاکھوں بھوکے۔ ننگے۔ غریب مظلوم۔ مصیبت زدوں کی نجات ہماری اس قربانی پر منحصر ہے۔ اور جو لوگ اس وقت پاؤ بھر راکھ سے گرم کی ہوئی کانگڑی پیٹ پر باندھے خون کا دورہ قائیم رکھ کر نیم جان سانس لے رہے ہیں۔ اور انتہائی مصیبت اور دُکھ وسردی۔ غربت اور ضروریات زندگی اناج کپڑے وغیرہ سے محروم ہیں، رہ کر موت کے دن پورے کر رہے ہیں۔ اُن کے دُکھ درد کی دوا اور علاج مجھے یہی قربانیاں نظر آ رہی ہیں۔ ان کا دُکھ تب ہی دور ہو سکتا ہے۔ اور یہ ظلم وستم تب ہی مٹایا جا سکتا ہے جبکہ ہم عذاب برداشت کریں۔ میرے نزدیک یہی سچی اور حقیقی عبادت اور ریاضت ہے۔

ہماری قربانیاں رائیگاں نہیں جائینگی:۔ قانونِ قدرت کا یہ اصول اٹل ہے کہ جو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji's (Retd) Collection, Jammu

شخص کسی دوسرے کی جان بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے خود عذاب یا دُکھ سہنا پڑتا ہے۔ تب کامیابی ہوتی ہے۔ اپنی موجودہ آزمائش اور ساتھیوں کی قربانیاں دیکھ کر مجھے یقین ہوتا ہے کہ جلدی عوام کے دُکھ مصائب کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور وہ آزادی جس کے لئے ہم یہ قیمت ادا کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہم بہت جلد ہم کنار ہو جائیں گے۔ یہ قربانی ضائع نہیں جائے گی۔

شرمناک تاریخی دھبہ:۔ کشمیر کی آئیندہ تاریخ میں موجودہ حکومت جموں وکشمیر کی بدعنوانیوں کے دھبوں میں سے یہ شرمناک دھبہ سب سے زیادہ نمایاں نظر آئیگا۔ مہاراجہ ہری سنگھ نے زبان سے بار بار دعویٰ کیا کہ وہ جمہوریت کی قدر کرتا ہے۔ رائے عامہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ غلہ بھیجنے والی پابندیوں کا مخالف ہے۔ ریاست کے عوام کو کاروبار حکومت میں شریک کرنا چاہتا ہے اور ہر قسم کی پابندیوں سے آزادی کو اپنا نصب العین سمجھتا ہے مگر ان زبانی کئے گئے وعدوں کو عملی صورت دینے کے بدلے وہ اور اس کی حکومت اپنی ساری طاقت رائے عامہ کو دبانے۔ لوگوں سے شہری آزادی چھیننے اور عوامی بیداری کو کچل کر رکھ دینے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر صداقت کی اور کیا تذلیل ہو سکتی ہے کہ ۱۹۴۴ء میں بظاہر دو عوامی منسٹر کونسل میں شامل کر کے نیشنل کانفرنس کو اپنا نمائیندہ وہاں بھیجنے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ اور دُنیا میں فخر کیا جاتا ہے کہ ریاست کی سب سے بڑی جماعت نیشنل کانفرنس کو ہم نے وزراء کی کونسل میں نمائیندہ وہاں بھیجنے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ اور دُنیا میں فخر کیا جاتا ہے کہ ریاست کی سب سے بڑی جماعت نیشنل کانفرنس کو ہم نے وزراء کی کونسل میں نمائیندگی دیکر عوام کو کاروبار حکومت میں شریک کر لیا ہے۔ لیکن اندر ہی اندر نیشنل کانفرنس کے خلاف سازشوں کا جال پھیلایا جاتا ہے۔ آخر جن وجوہات کی وجہ سے اِن ہر دو نیشنل کانفرنس کے وزراء نے استعفہ دیا وہ لمبی داستان ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

حملہ کے لئے خُفیہ تیاریاں:۔ ۱۹۴۵ء میں اندرونی سازش کی پوری طاقت کیساتھ چلانے کے لئے پنڈت رام چند کاک جیسے خفیہ ساز و باز کرنے والے شخص کو تمام اختیارات کی باگ ڈور سونپ دی جاتی ہے جس نے اپنے ایک اخباری بیان میں خود اعتراف کیا کہ اس نے نیشنل کانفرنس پر ۲۰ مئی کو ہلہ بولا ہے۔ اس کی تیاری وہ پورے گیارہ ماہ یعنی اپنے موجودہ عہدہ کا چارج لینے کے دن سے کرتا چلا آرہا ہے۔ جس کے صاف معنی ہیں کہ جموں و کشمیر کی موجودہ حکومت کا سلوک نیشنل کانفرنس کے ساتھ ''بغل میں چھری اور منہ میں رام رام'' کا تھا۔ یعنی زبان سے تو اُسے شریک حکومت بنایا جا رہا تھا۔ لیکن چھپے ہاتھ سے اس کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی کوشش کی جارہی تھی۔ جس کی تکمیل مرزا افضل بیگ کے مستعفی ہونے پر پارٹی کے کمزور ایمان والے ایک ممبر کو غداری کے پھندے میں پھانس لینے اور نیشنل کانفرنس کے تمام ممبروں پر یکدم حملہ کر کے پکڑ دھکڑ۔ لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ اور نیشنل کانفرنس کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنے کی ناپاک تمنا کو پورا کرنے کی غرض سے فوج پولیس مجسٹریٹی اور نظام حکومت کے ہر ایک ادارہ کو استعمال کیا گیا۔

ظالمانہ دور کے کرتوت:۔ جموں و کشمیر کی حکومت کے موجودہ کارنامے کیا ہیں۔ یہی کہ ۱۹۴۵ء میں اننت ناگ۔ جموں۔ میر پور۔ کوٹلی۔ مظفر آباد۔ پونچھ۔ سانبہ وغیرہ میں فرقہ وارانہ فسادات کرانے۔ سرینگر میں حضرت مولانا آزاد۔ پنڈت جواہر لال نہرو اور خان عبدالغفار خان کی توہین کرنے والوں کی پیٹھ ٹھونکنا۔ ۱۹۴۶ء میں ریاست کی سب سے بڑی جمہوری جماعت کے وجود سے ملک اور قوم کو محروم کر دینے کی غرض سے اپنی تمام فوجی اور مالی طاقت کو استعمال کرنا۔ لیڈر نیشنل کانفرنس اور اُس کے رفقاء کار کو گرفتار کر کے ریاست بھر کے جیلوں بالخصوص صوبہ جموں کے ہلاکت خیز جیل خانوں میں تقسیم کر کے بند کر دینا۔ سری نگر شہر اور کئی علاقوں کو فوج کے سپرد کر کے ہر ادنےٰ سے ادنےٰ سپاہی کو تمام قسم کے جبر و تشدد اور انسانیت سوز مظالم کے لئے کھلی چھٹی دیدینا۔ پُر امن اور

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

شریف شہریوں کو سنگین کی نوک کے زور سے مجبور کرنا کہ وہ سڑکوں سے گزرتے وقت اور پلوں کو عبور کرنے کے وقت ''ہری سنگھ کی جے'' کے نعرے لگائیں۔ ہاتھ اوپر اُٹھا کر چلیں اور کہیں کہیں زمین پر سینے کے بل رینگیں۔ اور اپنی پگڑیوں سے سڑکیں صاف کریں۔ اور دیہات میں ملٹری اور پولیس کے ہاتھوں نہ صرف لوگوں کی مال و جائیداد لٹوانا بلکہ عورتوں کی عصمت دری کے درندگانہ واقعات پر چشم پوشی کرنا۔ بچوں اور عورتوں مرد و زن اور کسان کے نہتے جلوسوں اور اجتماعات پر بے پناہ گولیاں برسانا اور مردوں۔ کے علاوہ عورتوں کو بھی شہید کرنا۔ راستہ چلتے لوگوں کے سروں پر لاٹھیوں اور سنگینوں پر سنگینیوں کا بے دھڑک استعمال کرنا۔ جن لوگوں نے تمام عمر کشمیر کی ٹھنڈی فضاؤں میں سیر کی ہوئی تھی۔ اور جن میں اکثر نہایت ناز و نعم میں پلے ہوئے تھے۔ ان کو جیٹھ ہاڑ کے مہینوں میں ریاسی۔ اودھم پور۔ کٹھوعہ اور جموں کے تپتے ہوئے سانپوں۔ بچھوؤں سے بھرے ہوئے جیلوں میں لے جا کر بند کرنا اور

انتقام گیری کے طور پر اُن کی جان کو ہلاکت اور عذاب میں ڈالدینا اور مولوی عبدالعزیز رہنمائے علاقہ ہندواڑہ اور ایک مزدور رفیق محمد رجب کی موت کا باعث بننا۔ کشمیر سے جموں لے جاتے وقت سیاسی نظر بندوں کو دو دو ایک ایک ہتھکڑی میں جکڑ کر ۲۰۴ میل کا سفر طے کرانا۔ اور پچاس پچاس میل تک اُن کا یہ مطالبہ ٹالتے چلے جانا کہ لاری ٹھہرا کر پیشاب کرنے کا موقع دیا جائے۔

نظر بندوں اور قیدیوں پر وحشیانہ ظلم :۔ ریاست بھر کے جیلوں میں سیاسی قیدیوں کو ناقص غذا دیکر اِن کی زندگی خطرے میں ڈالنا۔ اور اُنہیں مضر صحت گندے غلیظ کمروں میں غیر مکتفی ہوا اور روشنی کے اندر بند کرنا۔ کشمیر کی امسالہ غیر معمولی سردی کے باوجود پاؤ بھر کوئلوں کے بغیر اُن کے لئے سردی سے بچانے کا کوئی انتظام نہ کرنا۔ ان کو مجبور کرنا کہ وہ کئی مہینوں تک نہانے۔ دھونے اور کپڑے صاف کرنے کے بغیر ہی بیماریوں کو دعوت دیتے رہیں۔ اور جن لوگوں کے خلاف مقدمے چلائے گئے۔ انہیں پہلے مہینوں تک بغیر کسی کاروائی کے بند رکھنا۔ اور اس کے بعد مقدموں کی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

غیر ضروری طوالت دیکر اُن کو پریشان کرنا۔ کئی سیاسی قیدیوں کو پہلے نظر بند کر کے جموں بھیج دینا۔ اس کے بعد واپس سرینگر لا کر سزائیں دینا۔ اور سزائیں ختم ہونے پر از سر نو پھر نظر بند رکھنا عام نظر بندوں کو ہر جگہ جرائم پیشہ قیدیوں کے درجہ میں رکھنا۔ اور انہیں ادنےٰ درجہ کی غیر صحت بخش اور غیر مکفی غذا دینا۔ جو نہ جانے آج سے کتنے برس پہلے قاتلوں۔ چوروں اور ڈاکوؤں اور انسانی سوسائٹی کے قابل نفرت مجرموں کے لئے بطور انتقام مقرر کی گئی تھیں۔ اور اُن میں سے بیمار ہونے والوں کی کوئی پرواہ نہ کرنا۔ اور اُنہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر اپنی زندگی ختم کرنے پر مجبور کرنا اور ان کے اہل وعیال کے لئے از قسم فیملی الاؤنس کا کوئی انتظام نہ کرنا۔ اُن میں سے جو طالب علم تھے اُنہیں اپنی تعلیم جاری رکھنے اور اُس کو تکمیل تک پہنچانے کی کوئی سہولیت بہم نہ کرنا۔

غلہ بھیجنے والی پابندیاں:۔ عوامی آزادی اور حقوق شہریت پر ہر طرف سخت اور ناروا پابندیاں عائد کر دینا حتےٰ کہ انتخابات اسمبلی کا ڈھونگ رچانے کے باوجود انتخابی جلسوں اور جلوسوں تک کا لوگوں کو موقع نہ دینا۔ نیشنل کانفرنس کے اخبارات پر پابندی لگانا اور خصوصاً روزانہ ''خدمت'' کو سنسر کے پنجے میں دیکر سیدھی سادی خبریں لکھنے کے حق سے محروم کرنا۔ ملک کے طالب علموں۔ مزدوروں اور کسانوں کو آزادی طلب کرنے کے جُرم میں گرفتار کر کے تھانوں کے حوالاتوں میں وحشیانہ مار پیٹ تشدد اور کئی قسم کے شرمناک سلوک کا نشانہ بنانا۔ اور قید و جرمانہ کی سنگین و بھاری سزائیں دینا۔ اور تحریک آزادی کی حمایت کرنے والوں کے لئے آزادانہ زندگی بسر کرنا مشکل بنا دینا۔ اُن کے بیرونی ہمدردوں کا بھی دشمن بن جانا اور پنڈت جواہر لال نہرو جیسی بین القوامی شخصیت کو کشمیر آنے سے روکنا۔ کو ہالہ پر آپ کے خلاف کرایہ کے ٹٹوؤں سے گندے اور شرمناک مظاہرے کرانا۔ اور پھر آپ کو اور آپ کے رفقا کو روکنے کے لئے فوجیوں کی سنگینیں تاننا۔ اور پھر آخر کار آپ کو حراست میں لے کر دومیل اور اوڑی میں نظر بند رکھنا۔ اور دُنیا کو دھوکہ دینے کے لئے ذیلداروں۔ نمبرداروں چوکیداروں۔ پینشنروں اور جاگیرداروں وغیرہ کا دربار منعقد کر کے بخیال خود تحریک آزادی کے خلاف اور اپنے حق میں تائید حاصل کرنا اور برطانوی حکومت کے پولیٹیکل محکمہ کے اشاروں پر ریاست کے اندر ایسی سازشوں کو پرورش دینا جو نہ صرف ریاست کے عوام کی غلامی کا موجب ہو سکتی ہیں بلکہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu
پورے ہندوستان کی آزادی کے لئے سخت نقصان دہ اور تباہ کن ہیں۔

ان کارناموں پر اس وقت مہاراجہ ہری سنگھ اپنے دوستوں کو لکھی ہوئی چھٹیوں میں اور وزیر اعظم کاک اپنے اخباری بیانات میں جتنا فخر چاہیں کرلیں۔ لیکن یہ واقعات جو نہایت گھٹیا ادنےٰ قسم کے سیاہ کارنامے ہیں۔ اپنا ردعمل دکھا کر رہیں گے۔ اور دُنیا کی ابتدا سے آج تک جس طرح ہر ایک ظالمانہ اقدام کا نتیجہ سلطنتوں اور نظام ہائے حکومت میں انقلاب کی صورت میں نکلا ہے۔ اسی طرح ان افعال کا نتیجہ بھی نکلے گا۔ دُنیا میں ہمیشہ دو طاقتیں آمنے سامنے رہی ہیں۔ جن میں ستیہ اور دھرم کی طاقت کی نمائیندگی سری رام جی۔ سری کرشن جی اور ارجن، اسی قسم کے اوتار۔ گورو۔ نبی۔ ولی کرتے آئے ہیں۔ اور دوسری طرف استیہ اور ادھرم کی طاقت ہوتی ہے۔ جس کی نمائیندگی کرنے والے راون کنس دریودھن اور تمام راکھشس اور شیطانی نمرُود اظہار رکھنے والے ظالم اور جابر راجے و بادشاہ کرتے تھے۔ آج ناموں میں تبدیلیاں ہوسکتی ہیں لیکن کام وہی ہیں اور یہ عوام کا کام ہے کہ وہ دیکھ لیں کہ کشمیر میں کون کس اصول کا علمبردار ہے۔

"ہندو دھرم کو خطرہ" کا نعرہ:۔ اس سے بڑھ کر افسوس ناک حالت اور کیا ہوسکتی ہے کہ جس حکومت کے کاموں میں سچائی۔ انسانیت، انصاف۔ عوامی ہمدردی۔ اخلاق و خدمت خلق اور اپنے دھرم فرض کا کوئی حصہ باقی نہیں رہا۔ وہ آج سیدھے سادے ہندوؤں کو ہندو دھرم کے نام پر اپنی حمایت کے لئے بلا رہی ہے۔ حالانکہ اس ہندو راج کہلانے والی حکومت کے اندر خود رام اور کرشن کے نام لیواؤں کی جو مظلومانہ حالت ہے وہ یہاں کے مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں کی حالت سے بھی بدتر ہے۔ بالخصوص صوبہ جموں میں قریباً تین لاکھ وہ ہری جن ہندو جن کو اچھوت کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ ایسی پست دُکھدائی بے خانمائی اور بے سروسامانی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ جو کہ ایک حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرے۔ نہایت ذلیل اور شرمناک ہوسکتی ہے۔ چہ جائے کہ اشرف المخلوقات اِنسان کو اُس پر مجبور کیا جائے۔ اور اس تمام حالت کی ذمہ داری جن پر عائد ہوتی ہے۔ وہ ہندو پنے کے رکھشک ہونے پر فخر کر رہے ہیں۔ اور پھر ہری جنوں کی تخصیص ہی نہیں۔ اونچی ذات کے برہمن اور ٹھکر بھی

(جن کو سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر تازہ تازہ اونچی راجپوت برادری میں شامل کر کے ٹھکر سے ٹھاکر بنایا گیا تھا)۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کسی طرح اُن ہری جنوں سے اچھی حالت میں نہیں۔ ایک اچھوت پنے کو چھوڑ کر باقی ان کے مصائب از قسم افلاس۔ غربت، مصروفیت بیماری۔ لاعلمی۔ بیگار۔ رشوت ستانی وغیرہ وہی ہیں جن میں ہری جن مُبتلا ہیں۔ اس کیفیت کے ہوتے ہوئے اگر یہ لوگ اپنی نجات کو نیشنل انفرنس کی چلائی ہوئی تحریک آزادی کیساتھ وابستہ سمجھتے ہیں تو وہ راہ راست پر ہیں اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ''ہندو دھرم کو خطرہ ہے''۔ کا غرضمندانہ اور پُر فریب نعرہ جو اس حکومت کے ایجنٹوں کی طرف سے لگایا جا رہا ہے۔ وہ اُن مظلوم اور دُکھی ہندوؤں کو زیادہ دیر تک دھوکے میں نہیں رکھ سکتا۔

تمام امراض کا ایک علاج انقلاب اور صرف انقلاب :۔ یہاں کے حالات کا جائیزہ لیتے ہوئے مجھے چالیس سال گُزر چُکے ہیں اور یہاں کے نظام حکومت کو اصلاح اور تبدیلیوں کے مشورے دیتے دیتے بھی اب ستائیس سال کی مُدت بیت چکی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ ان مشورہ نصیحتوں اور خیر خواہانہ۔ چیتا ونیوں کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا بلکہ بقول شاعر۔

''مریض عشق پر رحمت خُدا کی
مرض بڑھتا گیا۔ جوں جوں دوا کی''

جوں جوں میں نے اصلاح کی کوششیں کیں۔ خرابی میں اضافہ دیکھا ان تلخ تجربوں نے مجھے اب اس نتیجہ پر پہنچا دیا ہے کہ چھوٹی چھوٹی اصلاحیں جو گرتی ہوئی دیوار کی لیپا پوچی کا درجہ رکھتی ہیں۔ بیکار ہیں۔ اب ان کا علاج یہی ہے کہ اس فرسودہ اور کرم خوردہ نظام کے ڈھانچے کو پورے طور پر گرا کر از سر نو اُن نقشوں کے مطابق تعمیر کیا جائے جو زمانہ حاضرہ کے تجربہ کار اور ماہر انجینئروں نے بڑی دماغ سوزیوں کے بعد مرتب کئے ہیں اس لئے میں نعرہ لگاتا ہوں۔ ''انقلاب زندہ باد'' ''نیشنل کانفرنس زندہ باد''

''آزادی جموں و کشمیر زندہ باد''۔

۲۸ ماگھ سمت ۲۰۰۳ء بکرمی مطابق ۱۰، فروری ۱۹۴۷ء

دستخط:۔ بُدھ سنگھ

از۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سنٹرل جیل سرینگر۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سرینگر جیل میں بھوک ہڑتال

مقدمہ کا فیصلہ سُنایا گیا۔ مجھے ڈیڑھ سال کی قید ہوئی۔ مولانا محمد سید مسعودی کو بھی سزائے قید ہو چکی تھی۔ علاوہ ہم دونوں کے سینکڑوں اور کارکن تھے۔ جو ہمارے ساتھ جیل میں اور بارکوں میں بند کر دئے گئے۔ جب دال آٹا سبزی وغیرہ نہایت ناقص مٹی اور کنکر ملے ہوئے دئے جاتے تو ہمارے ساتھیوں نے بڑی شکائت کی۔ چنانچہ میں نے تجویز پیش کی کہ دال۔ سبزی۔ آٹا کا وزن اور صاف ستھرا کرنا ہمارے ذمہ رکھا جائے اِسے مان لیا گیا۔

ہمارے ان کارکنوں کو بہت تکلیفات تھیں۔ اُن کو اخبار یا رسالہ جات نہ دئے جاتے۔ نہ ہی اُن کو احاطہ میں چلنے پھرنے یا ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کی اجازت تھی۔ میں الگ بند تھا۔ اور مولانا صاحب الگ بند تھے۔ لیکن کبھی کبھی جب ہم احاطہ میں آتے تو تھوڑا بہت تبادلہ خیال کر لیتے۔ ہمارے ساتھی کارکنوں کو کھانا وغیرہ اچھا نہیں ملتا تھا۔ ان تکلیفوں کے پیش نظر انہوں نے اپنے مطالبات پیش کئے۔ جو مناسب اور واجبی تھے لیکن حکومت نے پرواہ نہ کی۔ کارکنوں نے سخت تکلیفات کا اظہار کیا اور مجھے اور مولانا صاحب کو مجبور کیا کہ ان تکلیفات کا کسی طرح انسداد کرایا جائے۔ میں نے مولانا صاحب سے مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ سردست کوئی ایکشن لینا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جب گورنمنٹ نے ان کے مطالبات منظور نہ کئے تو سوائے بھُوک ہڑتال کے اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ اور ان میں کئی ناتجربہ کار کارکنوں کے لئے جیل کی قید میں بھُوک ہڑتال میں تکلیف اُٹھانا اور آخر جان کی بازی لگانا بظاہر بہت مشکل ہے۔ اس کے نتیجہ کو واضح کر کے اُن کو سمجھانے بجھانے میں کافی دِن گُزر گئے۔ آخر کارکنان ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہمارے لیڈر ہمارے لئے کچھ نہیں کرتے۔ حالانکہ ہم بھوک ہڑتال کی تکلیف برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم سب نے فیصلہ کیا کہ پانچ پانچ کا جتھہ بھُوک ہڑتال کرے۔ جب ایک دو جتھوں نے ایسا کرنا شروع کیا تو دوسرے روز میں نے مولانا کو کہا کہ یہ نوجوان تکلیف برداشت نہیں کر سکیں گے۔ اور اگر ہماری موجودگی میں کوئی مر گیا تو ہماری بڑی ندامت

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

، ناموشی و بدنامی ہوگی۔ اس لئے قبل اس کے کہ ایسا ہو ہمیں خود پہل کرنی چاہیئے۔ چنانچہ میں نے بھوک ہڑتال شروع کر دی۔ اور دو روز کے بعد مولانا نے بھی ہڑتال شروع کر دی۔ میں نے مولانا صاحب کو کہا کہ ان مطالبات کا حوالہ دے کر گورنمنٹ کو نوٹس دو کہ ہم تو سزا یافتہ ہیں۔ مگر اپنے ساتھی کارکنوں کی مدد کرنا ہمارا پہلا فرض ہے۔ اس لئے جتنی جلدی ہو سکے۔ اِن کے مطالبات منظور کئے جائیں ورنہ ہم دونوں محمد سید اور بُدھ سنگھ مرن برت بھوک ہڑتال کریں گے۔ جب گورنمنٹ نے انکار کر دیا۔ تو اب سوائے اس کے کہ ہم جان کی بازی لگا دیں۔ کوئی چارہ نہ تھا۔ ابھی مجھے آٹھ روز ہڑتال کئے ہوئے تھے اور مولانا صاحب کو چھ روز تو مجھے اطلاع ملی کہ مولانا کی حالت بڑی نازک ہے۔ میں نے جیل اتھارٹی سے اجازت مانگی کہ مجھے مولانا کے پاس لے جایا جائے۔ کیونکہ میں سنگین کوٹھڑی میں الگ رہتا تھا۔ جیل والوں نے اس خیال سے کہ شائید بُدھ سنگھ مولانا کو ہڑتال بند کرنے کے لئے مجبور کرے گا۔ اجازت دیدی۔ جب میں نے مولانا کو دیکھا کہ اُن کی حالت بہت نازک ہو چکی تھی۔ کیونکہ بھوک ہڑتال میں عموماً پانی کو ترک نہیں کیا جاتا۔ مگر مولانا نے پانی بھی ترک کر دیا تھا۔ اس لئے وہ تھوڑے وقت کا مہمان نظر آتا تھا۔ میں نے جب اُسے کہا کہ پانی تو پینا چاہیئے۔ تو انہوں نے کہا۔ ''سردار جی جب مطالبات ماننے سے گورنمنٹ نے انکار کر دیا۔ تو اب سوائے مرنے کے اور کیا چارہ ہے۔ اب جان کو دیر تک عذاب دینے کی کیا ضرورت ہے؟ ہمیں مر جانا چاہیئے۔'' چنانچہ میں نے بھی واپس آ کر پانی پینا چھوڑ دیا۔ پھر کیا تھا۔ دوسرے روز ڈاکٹر اور پولیس افسر پہنچ گئے۔ کیونکہ باہر افواہ پھیل چکی تھی کہ مولانا صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ اور ہزاروں ہی لوگوں کے مشتعل ہجوم نے قلعہ کے باہر گھیرا ڈال دیا تھا۔ فوج بھی کافی تعداد میں آ چکی تھی۔ جیل کی تمام بارکیں بند کر دی گئی تھیں۔ جب وہ مولانا کو اُٹھا کر باہر لے گئے اور میرے پاس بھی آئے تو میں نے کہا کہ میں بہت کمزور ہوں۔ اگر مجھے ہلایا گیا تو ہو سکتا ہے میرا دم نکل جائے۔ اس لئے یہیں رہنے دیں۔ انہوں نے کہا کہ مولانا زندہ ہے اور اُسے باہر لے جایا گیا ہے۔ جب ڈاکٹر عبدالرحمان نے مجھے یقین دلایا تو میں بھی اُن کے ساتھ باہر آیا۔ لوگوں کو مولانا صاحب کو کھڑا کر کے دکھایا گیا کہ وہ زندہ ہیں۔ پھر ہمیں بادامی باغ چھاونی میں الگ الگ کمروں میں بند کر دیا گیا۔ وہاں ہمارے ساتھ جیالال تعمیری بھی بند تھے۔

رات کو ڈاکٹر ویشنوی اور گورنر وہاں آئے۔ کیونکہ اُن کو فوجی سیل کے ڈاکٹر نے اطلاع دی تھی کہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

بُدھ سنگھ اور مولانا سخت کمزور ہیں اور حالت اتنی نازک ہے کہ مولانا صبح چار بجے مر جائیگا۔ اور بُدھ سنگھ صبح گیارہ بجے تک ختم ہو جائیگا۔ گورنر مہاراج کرشن میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ آپ مر جائیں گے۔ پانی تو پی لیں۔ میں نے انکار کر دیا۔ میں نے انہیں کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ مولانا صاحب کو زبردستی خوراک دینا چاہتے ہیں۔ مولانا اِس کش مکش میں مر جائے گا۔ کیونکہ وہ کبھی زبردستی حکماً خوراک کھلانے کی اجازت نہیں دے گا۔ مزاحمت کرے گا۔ اور جان دیدیگا۔ اور اگر وہ مر گیا۔ تو کوئی نہیں بچ سکے گا۔ اور آپ کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ ایسی سخت ایجی ٹیشن ہوگی کہ اس کو بند کرنا سخت مشکل ہوگا۔ مجھے مرنے کا ڈر نہیں۔ اگر چہ میرے بارے میں کشمیری ساتھیوں کے خیالات سے آپ واقف ہیں پھر بھی وہ چُپکے سے میری موت کے صدمہ کو ممکن ہے برداشت کر لیں گے۔ حالانکہ اس کا بھی ڈر ہے مگر مولانا کی موت پر ایک طوفان برپا ہوگا۔ چنانچہ ڈاکٹر اور گورنر نے مولانا کو زبردستی کھلانے کی کوشش ترک کر دی۔ اور تھوڑے سے وقفہ کے بعد انہوں نے گورنمنٹ سے منظوری کے بعد لکھ دیا کہ ہم تمہارے مطالبات منظور کرتے ہیں۔ آپ ہڑتال کھولیں۔ اور پانی و خوراک کا استعمال کریں۔ میں نے کہا کہ مولانا صاحب کو میرے پاس لاؤ۔ اس کو لا کر میری چار پائی پر بیٹھا دیا گیا۔ بڑی مشکل سے جبکہ ہم کمزوری کی وجہ سے آواز تک نہ نکال سکتے تھے اور قوت گویائی اور کسی قدر قوت بینائی بھی جواب دے چکی تھی مولانا نے مشورہ دیا کہ اب ہمیں ہڑتال کھول دینی چاہیئے۔ لیکن جب تک ان ساتھی کارکنوں کو جنہوں نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ کچھ کھلایا پلایا نہ جائے۔ ہم بھی کچھ نہ کھائیں گے۔ اُن کو اُٹھانے کے لئے جب کہا گیا۔ تو اُنہوں نے اسرار کیا کہ بُدھ سنگھ کو بھی ساتھ بھیجو چنانچہ ہم دونوں کو جیل لے جایا گیا۔ وہاں چند ایک لیڈر کارکنوں کو مولانا نے خود چمچہ سے اُن کو کھانا کھلایا اور کہا کہ اُن کے مطالبات منظور ہیں۔ پھر ہم نے واپس چھاونی باغ آ کر دونوں نے پانی پیا۔ او راس طرح سے بھوک و پیاس ہڑتال ختم کی۔ تقریباً دو ماہ کی دیکھ بھال کے بعد ہم چلنے پھرنے کے قابل ہو سکے۔ اُب گرمی کا موسم شروع ہو چکا تھا۔ مولانا صاحب کو مظفر آباد اور مجھے میر پور جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ کیونکہ ہم دونوں ان اضلاع کے رہنے والے تھے۔ جواب قریباً قریباً پاکستان کے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جابرانہ قبضہ میں ہیں۔

سرینگر جیل سے میر پور جیل:۔ راستہ میں جو میرے ساتھ گذری میں ہی جانتا ہوں ۔جب جموں کے راستہ مجھے میر پور لے جایا جا رہا تھا۔تو راستہ میں تحصیل اکھنور کے پلانوالہ گاؤں کے نزدیک لاری ریت میں پھنس گئی۔ وہاں سے اُس کا نکلنا مشکل تھا۔گرمی سخت تھی اور لُو چل رہی تھی۔ سخت پیاس لگی۔ایک کوہل کا اُبلتا پانی۔ پیا ہی تھا کہ طبعیت سخت خراب ہوگئی۔ چھنب پہنچ کر پانی پیا۔ ذرا ہوش آئی سڑک کچی تھی۔اگلی سیٹ پر انجن کے ساتھ بیٹھایا گیا تھا۔اور پولیس والے سر پر سوار تھے۔ مجھے سخت تکلیف محسوس ہوئی۔ جب بھمبر کسٹم پوسٹ پر آئے تو وہاں نیچے اترتے ہی میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ وہاں سیر کرنیوالے آفیسر تحصیلدار۔ نائب تحصیلدار۔ ماسٹر و دیگر ملازمان نے مجھے دیکھا۔ مجھے ملنے کے لئے آگے بڑھے۔لیکن جب انہوں نے پولیس کے آدمیوں کو دیکھا اور جب انہیں معلوم ہوا کہ بُدھ سنگھ قیدی ہے تو وہ خوف زدہ ہو کر بجائے میرے ساتھ ہمدردی کرنے کے وہاں سے بھاگ گئے۔ مجھے بھمبر تھانہ میں لے جایا گیا۔اور وہاں سے میر پور پہونچایا گیا۔جب مجھے میر پور جیل میں بند کیا گیا۔تو سینکڑوں کی تعداد میں میرے رشتہ دار اور ہم وطن مجھے دیکھنے کے لئے آئے۔لیکن اتنے خوف زدہ معلوم ہوتے تھے کہ کسی نے آواز تک نہ نکالی۔کامریڈ کرشن دیو سیٹھی نے نعرہ لگایا اور بازار میں سے میرا نام اور شیخ محمد عبداللہ نیشنل کانفرنس زندہ باد کہتا ہوا گزرا۔دوسرے دن اُسے اور ایک مُسلم نوجوان جو کھڑی کے کسی گاؤں کا تھا کو پکڑ کر جیل میں لے آئے۔ان دونوں کو الگ الگ تنگ تاریک جگہ میں رکھا گیا اور مجھے سنگین کوٹھڑی میں رکھا گیا۔گرمی شدّت کی تھی۔ وقت گزارنا نہایت مشکل تھا۔وہ دونوں لڑکے اور میں گرمی کی وجہ سے سخت لاچار تھے۔جب کہ دوسرے سنگین جرم کرنے والوں کو تو باہر کنوئیں پر بھی لے جایا جاتا تھا۔ہم تو جیل کے احاطہ میں بھی نہ جا سکتے تھے۔اور دروازہ میں جو تھوڑا سا سوراخ تھا وہ بھی بند کر دیا گیا۔

گرمی بڑھتی گئی۔ایک دِن جیل کے سپاہی کہنے لگے۔''سردار جی! دُعا کرو۔ بارش برسے۔گرمی ناقابل

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

برداشت ہے۔'' میں نے کہا سب قیدیوں کو کوٹھیوں سے باہر کر کے کنویں کے ٹھنڈے پانی سے
Mookerji IPS (Retd) Collection Jammu
نہلانے کی اجازت ہو تو دعا ارواس کرنے پر ممکن ہے۔ بارش ہو۔ چنانچہ جب دوسرے روز زور کی بارش ہوئی۔ اور مجھے نہایت خوشی ہوئی کہ پرماتما کی کرپا سے زبردست بارش ہونے سے جب جیل پانی سے بھر گیا۔ تو سب قیدیوں نے احاطہ جیل میں باہر نکل کر نہایا۔

۱۹۴۷ء کے مارچ۔ اپریل میں پنجاب اور فرنٹیر پراونس میں ہندو مُسلم فساد شروع ہو چکے تھے۔ اور ریاست میں فسادات کے شروع ہونے کا خاص کر میر پور میں سخت خطرہ تھا۔ گورنمنٹ نے فساد شروع ہونے سے پہلے ہی مجھے میر پور سے رہا کر دیا۔ اور میں جموں چلا گیا۔ مجھے تین روپے میر پور سے جموں تک کا خرچہ ملا۔ جو تکلیف اس سفر میں ہوئی وہ میں ہی جانتا ہوں۔

۱۹۴۷ء کا قبائلی و پاکستان کا حملہ:۔ نومبر ۱۹۴۷ء میں پاکستانی حکومت نے اپنی باقاعدہ فوجوں کی امداد سے قبائلیوں کو ریاست کے اندر داخل ہو کر لوٹ مار کرنے کی کھلی چھٹی دیدی۔ جب میر پور۔ کوٹلی وغیرہ پر انہوں نے قبضہ کر لیا۔ اور وہاں کی غیر مسلم آبادی کو گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔ تو اس کے بعد کشمیر ویلی کی طرف رُخ کیا گیا۔ دشمن لوٹ مار۔ آتشزدگی کرتا ہوا سری نگر کے قریب پہنچ گیا۔ اور سری نگر کے ہوائی اڈہ پر قبضہ کیا ہی چاہتا تھا کہ مہاراجہ کو ہوش آئی۔ اور اس نے بھارت کے ساتھ عہد نامہ الحاق کیا۔ فوج بذریعہ ہوائی جہازوں سری نگر میں اُتاری گئی۔ اور حملے کو روکا گیا۔

۱۹۴۷ء میں حملہ کے دوران جس قدر یک جہتی۔ رواداری ایکتا وجتھہ بندی وڈسپلن اور حملہ آوروں کے خلاف جوش وحوصلہ کشمیری عوام خاص کر نیشنل کانفرنس کے لیڈروں اور کارکنوں نے دکھایا۔ اُس کی مثال دُنیا کی تاریخ میں کم ملتی ہے۔ اس وقت نیشنلزم اور سیکولر سٹیٹ کا نظارہ دکھائی دیتا تھا۔ ہر طرف ان نعروں کا شور تھا۔ ''شیر کشمیر کا کیا ارشاد۔ ہندو مُسلم سکھ اتحاد''۔ ''حملہ آور خبردار۔۔۔ ہم کشمیری ہیں تیار'' اس حملہ کے شکار قریباً ڈیڑھ لاکھ ہندو سکھ جن میں راولپنڈی سے آئے ہوئے رفیوجیز بھی تھے،

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نہایت بے سروسامانی اور کس مپرسی کی حالت میں سرینگر پہنچے۔ اس وقت جبکہ سردی شروع ہو رہی تھی۔ ان کو پناہ دینا۔ گھر مکان کا انتظام کرنا۔ حفاظت کرنا اور کھانے پینے کا انتظام کرنا نہایت ہی مشکل کام تھا۔ میں اس وقت جیل سے رہائی پا کر سری نگر تھا۔ نیشنل کانفرنس نے اپنے رفقاء کار کو مختلف کاموں پر تعینات کیا۔ اور رفیوجیز کا ہر قسم کا انتظام خوراک۔ رہائش وغیرہ کا کام میرے پاس تھا۔ دشمن چھتہ بل تک پہنچ چکا تھا۔ رفیوجیز بندوقوں کی آوازیں سُنتے اور سخت خوفزدہ ہوتے۔ مگر نیشنل کانفرنس کا ہر کارکن بڑی مستعدی اور ہوشیاری اور خبرداری سے اپنا فرض سمجھ کر اپنے آپ کو ہر مشکل اور خطرہ سے لاپرواہ ہو کر سرانجام دے رہا تھا۔ میرے لئے اسقدر بھاری تعداد میں پناہ گزینوں کا انتظام کرنا آسان نہ تھا۔ مگر جہاں میری طرف سے کافی محنت اور دن رات ایک کر کے راشن وغیرہ پہنچانا۔ روشنی، صفائی کمروں کا انتظام کرنا تھا۔ وہاں شیخ محمد عبداللہ شہر سے راشن مانگ کر اتنی بھاری تعداد میں پناہ گزینوں کی خدمت کرتا رہا۔ یہ تھی دیش بھگتی۔ انسانی ہمدردی اور فرقہ وارانہ اتحاد کی برکات تھیں۔ شیخ صاحب اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے غیر مُسلم لوگوں کی اس مشکل دور میں دل کھول کر مدد کی۔ اور حوصلہ دیا۔ جو نہایت قابل تعریف اور ہمیشہ تک یاد رکھنے والا کام تھا۔ ہم سب آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ زندگی موت کا مسئلہ تھا اور ہزاروں مسلح حملہ آوروں کے سامنے بغیر فوجی طاقت و ساز و سامان کے ٹھہرنا مشکل تھا۔ ہوائی جہازوں سے فوجی نوجوان ہماری حفاظت کے لئے اُترے تو اُس وقت نیشنل کانفرنس کے لیڈر اور دیگر ساتھیوں نے کہا کہ ''خُدا نے غیبی امداد بھیجی ہے۔ اور یہ آسمان سے فرشتے اُتر آئے ہیں۔'' عوام نے ہندوستان کی فوج کا سواگت کیا۔ اور شکر منایا کہ اب حملہ آور کا مقابلہ ہوگا۔ فوج نے حملہ آوروں کو پیچھے کرنا شروع کیا۔

حملہ آوروں کی طرف سے ''اللہ ہو اکبر'' کا نعرہ لگایا جاتا اور ادھر نہتے۔ بے گناہ۔ مگر حق وانصاف پر مبنی بلا مذہب و مِلت ایک انسانی رشتہ اور ایک قومی جماعت کے طور پر'' نعرہ تکبیر اللہ ہو اکبر'' کا نعرہ بھی لگایا جاتا۔ جبکہ اس کے ساتھ تمام ہندوؤں سکھوں کی طرف سے یہی نعرہ لگایا جاتا تھا۔ مولانا محمد سید جنرل سیکریٹری حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے ہوئے زخمی ہو گئے۔ اور اُنہیں علاج کے لئے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

دہلی پہنچایا گیا۔ اُن کی دلیری اور قربانی سے فضا اور بھی اچھی ہوگئی۔ اور سب لوگ قربانی دینے کے لئے تیار ہوگئے۔ ایک طرف ظلم وستم۔ جبر قتل کرنے والے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگا رہے تھے دوسری طرف نیک و پاک قومی کارکن مسلم سچے معنوں میں ''نعرہ تکبیر'' کا نعرہ لگا رہے تھے۔ بڑی بے چینی اور خطرے کا عالم تھا۔ اور ڈرے سہمے ہوئے رفیوجی ہزاروں کی تعداد میں سرینگر سے جموں کی طرف جانا چاہتے تھے۔ میں اور میرا ساتھی پنڈت کیشب بند ہواس کام میں۔ بڑی مشکل محسوس کر رہے تھے کیونکہ جتنے سرکاری ٹرک وگاڑیاں تھیں اُن میں مہاراجہ ہری سنگھ اس کے ساتھی اپنا پرائیویٹ سامان بھر کر راتوں رات جموں چلے گئے تھے۔

جب دوسرے دن رفیوجیوں کو معلوم ہوا کی اُن کا مہاراجہ ڈر کر راتوں رات بھاگ گیا ہے تو وہ بہت گھبرائے۔ اور کہنے لگے کہ اب ہمکو کون بچائے گا۔ میں نے ان کو کہا۔ ''نیشنل کانفرنس اور شیخ عبداللہ بچائیں گے۔'' تو کئی ایک غصہ میں کہنے لگے۔ ''بُدھ سنگھ پاگل ہے۔ مسلمان ہم کو بچائیں گے۔ جب کی پہلے ہی مسلمانوں نے اُنہیں سخت جانی و مالی نقصان پہنچایا ہے''۔ جب میں نے شیخ صاحب کو ساری بات بتائی تو انہوں نے سب رفقاء کار کو تاکید کی کہ جس طرح ہو سکے ان پناہ گزینوں کی حفاظت کی جائے۔ ان کو حوصلہ دیا جائے۔ ان کا مال وسامان خُدا کی طرف سے ہمارے پاس امانت ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر قیمت پر ہر مشکل کا مقابلہ کرتے ہوئے ان کو محفوظ رکھیں گے۔ اور خدمت کریں گے۔ چنانچہ اس کا مکمل ثبوت عمل سے دیا گیا۔ جس طرح بھی ہو سکا۔ ہوائی جہاز یا سڑک کے راستہ ان کو جموں کی طرف بھیجنے کا انتظام کیا گیا۔

عجیب حالت تھی میرے سپرد تھا یہ بھاری کام رفیوجیز پناہ گزینوں کی رہائش۔ خوراک کا انتظام ان کو باہر نکالنا۔ اور میرے پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا۔ سوائے تن کے کپڑوں یعنی لوئی ایک اور دو تین کپڑوں کے۔ محض اس لئے کہ مجھ پر پناہگزینوں کو بھروسہ تھا۔ اور مجھے اُن کی سیوا کرنی اور مصیبت کے وقت ان کی خبر گیری کرنے کا کام اس لئے سپرد کیا گیا کیونکہ میرے نیشنل کانفرنسی رُفقاءِ کار مجھ پر یقین رکھتے تھے۔ میرے ساتھ ایک عزیز دوست لالہ دینا ناتھ جی صراف تھے جو محکمہ انڈسٹریز میں ملازم ہے اور

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

انہوں نے بڑی محنت اور کوشش سے کام کیا۔ میں چاہتا تھا اور میری دِلی خواہش تھی کہ اس نوجوان تعلیم یافتہ اور دیانت دار انسانی ہمدردی کا مادہ رکھنے والے کو ترقی ملے۔ چنانچہ میری یہ خواہش پوری ہوئی۔ اب دینا ناتھ صراف ڈائریکٹر جنرل انڈسٹریز ہیں۔ اور اپنے پریوار میں عزت آرام سے دن گذار رہے ہیں۔

سول اتھارٹی کو بارہمولہ کا چارج لینے کو کہا گیا:۔ جب ہندوستانی فوجوں نے حملہ آوروں کو بارہ مولہ سے پیچھے دھکیل دیا تو سول اتھارٹی کو وہاں کا چارج لینے کو کہا گیا۔ پنڈت جواہر لال نہرو۔ شیخ محمد عبداللہ راقم اور مولانا سعید بارہومولہ پہنچے۔ وہاں کے لوٹ مار آتشزدگی کے حالات دیکھ کر اور سُن کر سب کو صدمہ ہوا۔ یہ لیڈر تقریر کرتے اور سب کو دلاسہ دیکر واپس چلے گئے۔ اور میری ڈیوٹی پناہ گزینوں کو سنبھالنے کے لئے لگائی گئی۔

میرے پاس کچھ نہ تھا سوائے ایک ان کی سیوا کے جذبہ کے۔ نومبر کا مہینہ تھا سخت سردی تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں جنگلوں۔ پہاڑوں سے سکھ اور ہندو نکال کر بارہ مولہ لائے گئے۔ خوراک کی کمی تھی۔ لنگر پرشاد کا انتظام آسان نہ تھا۔ فوج کے سپاہیوں نے مجھے تین چار ٹرک بھنی ہوئی مکی اور آخروٹ دیئے۔ اس راشن کے ساتھ گوردوارہ میں ہر طرح حوصلہ سہارا دیا جاتا۔ اور ان کی حفاظت و خدمت کا یقین دلاتا۔ اور اُن کے حوصلے بلند کرتا رہا۔ آخر آہستہ آہستہ اُن کو سری نگر پہنچایا گیا اور وہاں سے جموں۔ اور سری نگر کشمیر میں مقیم ان پناہ گزینوں کی رہائش کے لئے تمام سرکاری مکانات و پرائیویٹ بنگلے کھول دیئے گئے۔ کالج اور سکول رہنے کے لئے دیئے گئے۔ ان کو سردی سے بچانے اور محفوظ جگہوں میں رکھنے کا انتظام کیا گیا۔

ابھی میں اس پناہ گزینوں کے انتظام سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ میری ڈیوٹی جموں پراونس میں قتل عام کو روکنے پر لگائی گئی۔ مجھے گڈ وِل مشن کا پردھان بنایا گیا۔ اور دو تین ممبر پنڈت شونارائن فوطہ دار اور پنڈت پریم ناتھ ڈوگرہ میرے ساتھ لگائے گئے تیسرے کا نام یاد نہیں۔ وہ میرے ساتھ نہ جاسکے۔ میں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji's (Retd) Collection Jammu

اکیلا ہی بے سروسامانی کی حالت میں چل پڑا اور کسی طرف نکل گیا۔ ڈوڈہ پہنچنے سے پہلے یہ مشکل پیش آئی۔ برف پڑ گئی اور آگے نہ جا سکا بطور ایک اجنبی کسی کسان کے گھر کے برآمدہ میں رہتا اور جو روکھی سوکھی روٹی ملتی۔ غنیمت سمجھتا۔ جموں کے علاقہ میں میر پور۔ کوٹلی اور پونچھ میں جو قبائلی حملے کے دوران غیر مسلم آبادی کے ساتھ سلوک ہوا۔ اس کے ردِ عمل طور پر یہاں غیر مُسلم عوام کے جتھوں نے مُسلم آبادی شہری و دیہاتی پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ جس قدر ظلم و درندگی اور بڑی سے بڑی بے رحمی قتل و غارت گیری کا کام کیا گیا اس کا تصور لاتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے۔ غرضیکہ اسے بند کرنے کے لئے جو کچھ کیا جا سکتا تھا کیا گیا۔ یعنی جگہ جگہ عوام کو سمجھایا اور منع کیا گیا۔ غریب کسانوں۔ گوجروں، بکروالوں کے ساتھ بڑا اتیاچار ہوا۔ اُن کے جان و مال کا نقصان ہوا۔ گھر بار جلا دئے گئے۔ اس نہایت سنگین گناہ آلودہ اتی پاپ واتیاچار کا تفصیل سے بیان کرنا اس وقت میں ضروری نہیں سمجھتا۔ لیکن اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ آفرین ہے ان کشمیر ویلی کے کشمیری مُسلمانوں پر جنہوں نے اس ظلم اتیاچار کی خبروں کو سُن کر بھی کسی ایک بھی غیر مسلم مہاجر کو یا شہری و گاؤں کے کسی نہتے بے بس ہندو سکھ کو کسی قسم کا نقصان پہنچایا ہو۔ یہ اس وقت کی نیشنل کانفرنس کی تنظیم کا اثر تھا۔

میں ہر کسی کو اس ظلم و ستم کو بند کرنے کے لئے تلقین کرتا اور دھرم و مذہب کا واسطہ دیکر اُن سے مُسلم آبادی کی خیریت کی خیر آیت مانگتا۔ جب میں واپس بٹوت آیا تو مجھے پروفیسر ہربنس سنگھ آزاد ملے۔ (اُس قت وہ میر پور میں کالج میں پڑھاتے تھے) انہوں نے مجھے بتایا کہ میرا بڑا لڑکا میر پور میں مارا جا چکا ہے۔ اور پوتا بھی اور باقی بہت سے رشتہ دار یا تو مارے گئے ہیں یا بڑی بُری حالت میں جموں یا جھنگڑ پہنچے ہیں وغیرہ۔ میں نے کہا۔ پہلے میں اس ڈیوٹی کو جبکہ بے گناہوں کا خون بہہ رہا ہے۔ بند کرنا چاہتا ہوں اور پھر اپنوں کا فکر کروں گا۔

آخر پا پیادہ میں جموں پہنچا۔ جگہ جگہ لاشوں کے ڈھیر جلے سڑے گھر دیکھ کر بہت دُکھ ہوا۔ اور میرے آنسو نکل آئے۔ یہ درندگی کا زمانہ تھا۔ تاریخ کے صفحوں میں اسے ہمیشہ سیاہ باب کی صورت میں قلمبند کیا جائے گا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جب میں جموں پہنچا۔ میری ڈیوٹی پھر اُن ہزار ہا رفیوجیز کو جو کھلے میدانوں میں پڑے تھے۔ اُن کا انتظام کرنے پر لگائی گئی۔ میں نے اور فوطہ دار صاحب نے ان ہزاروں لوگوں کو بذریعہ ٹرکوں کے پنجاب بھیجنے کا انتظام کیا۔ میں نے بخشی صاحب و شیخ صاحب سے جو مُجھ سے پہلے جموں پہنچ چکے تھے پوچھا کہ کوئی مُسلمان بچا بھی ہے کہ نہیں۔ کیونکہ مجھے خاص کر اپنے گاؤں خان پور جو جموں سے بطرف مشرق کشمیر کی سڑک پر 5½ میل پر واقعہ ہے، کے اپنے دوست نیک و پاک بندہ چوہدری قطب دین مرحوم کے بال بچوں کی تلاش تھی۔ کیونکہ میں ملازمت چھوڑ کر بہت سالوں سے اُن کے ساتھ رہتا رہا تھا۔

شیخ صاحب نے بخشی صاحب کو کہہ رکھا تھا جو مُسلمان ایک کیمپ ڈگیانہ میں بطور نظر بند رکھے گئے ہیں۔ یہ بُدھ سنگھ کو نہ دکھانا۔ اُن کی درد بھری کیفیت سن کر اور دیکھ کر وہ دُکھی ہو جائیگا۔ اور برداشت نہیں کر سکے گا۔ جب میں نے اصرار کیا کہ مجھے ایک ٹرک آٹا رسد لکڑی وغیرہ راشن دیا جائے تا کہ میں ان دُکھی لوگوں کو دے سکوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

جب میں ڈگیانہ کیمپ میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین صد قبریں بن چکی ہیں آٹھ دس آدمی بھوک سے ہر روز مر رہے ہیں۔ ایک چھپڑ کچا تالاب ہے جس کا گندہ کرم خوردہ پانی وہ لوگ پیتے ہیں۔ پاس ہی ٹھنڈے پانی کی نہر بہہ رہی ہے لیکن ان غریبوں کو وہاں جانے نہیں دیا جاتا۔ جب میں اپنے بال بچوں کی تلاش کر رہا تھا۔ تو ایک لڑکی نے جو قطب دین کی پوتی تھی، مجھے پہچان لیا۔ اور زور زور سے بابا جی بابا جی پکارتی ہوئی آئی۔ اور مجھے پکڑ لیا۔ اور زار زار۔ رونے لگی۔ اس کے باقی گھر کے فرد بھی آ گئے۔ جب میں نے اُن کی اس حالت کو دیکھا اور سخت دردناک کیفیت کو سُنا تو رو پڑا۔ ان سب کو رسد کا حصہ دیا اور حوصلہ دیا۔

میرا دل ان لوگوں کی مصیبت کو برداشت نہ کر سکا۔ آخر باوجود کئی ساتھیوں کے منع کرنے پر بھی میں اُن کو شہر میں لایا اور سب نظر بندوں کو عیدگاہ کے ساتھ میدان میں پناہ دی۔ دوسرے روز ان لوگوں میں سے چار آدمی جن میں ایک بچہ تھا، گولیوں سے مرے پائے گئے۔ پھر ان کو شہر میں مکانوں میں رکھا گیا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

۔اور حفاظت کی گئی۔اور بعد میں آہستہ آہستہ ان کو اپنے گھروں میں بھیجا گیا۔

میر پور میں اب جو میرے اپنے بال بچوں۔رشتہ داروں کے ساتھ گزرا اور جو جانی و مالی نقصان اُن کو اُٹھانا پڑا۔جس کشت وخون۔درندگی کے حالات میں سے جو بچ کر آئے۔اُن کو نکلنا پڑا۔یہ دِل لرزا دینے والے واقعات ہیں۔ہندوستان کے دو ٹکڑے ہونے سے ان بے بس لاکھوں ہندو سکھ مُسلم لوگوں پر جو گُزری یہ دونوں دیشوں کی پیشانی پر ایک بدنما دھبہ ہے۔شکر ہے کہ اس قدر وحشیانہ قتل و خون اور عظیم مذہبی جنُون نفرت دشمنی۔انتقامی کاروائی کرانے کا دور ختم ہو گیا۔اور پھر سے ہندو مسلم اتحاد۔''معاف کرو اور بھول جاؤ'' کے مصداق سب مُلکی قومی بھائی اتفاق ومحبت سے رہنے لگے ہیں۔دیکھئے آگے کیا ہوتا ہے۔

شیخ محمد عبداللہ کی منسٹری:۔ جب شیخ صاحب منسٹری بنانے لگے تو میرے کئی دوستوں نے مجھے ِمنسٹری منظور کرنے کو کہا۔میں نے کہا کہ میرے ساتھ کے منسٹر بن کر پنشن بھی لے رہے ہیں۔میں نے تحریک آزادی میں حصہ لیا اور نیشنل کانفرنس کے قائیم ہونے کے بعد جو کام کیا وہ کسی معاوضہ و بدل یا ذاتی اغراض کے لئے نہیں کیا۔میں نے انکار کیا۔آخر شیخ صاحب خود آئے اور کہنے لگے۔''جب ریاست کے بے بس غریب مظلوم لوگوں کی حالت زار دیکھ کر آپ فقیر بن گئے۔حالانکہ اسوقت یہ لوگ اپنے گھروں۔کھیتوں و دیہات میں رہتے تھے۔اب تو بالکل تباہ حال رفیوجیز بن کر اپنے گھر مکان وجائے پیدائش کو چھوڑ کر یہاں آگئے ہیں۔اُن کو کون سنبھالے گا۔کون ان کی خبر گیری کرے گا۔اس لئے اگر آپ یہ کام اپنے ذمہ لے کر کیبنٹ میں بحیثیت منسٹر نہ شامل ہوں گے۔تو جس قدر ان بے کس لوگوں کو تکلیف ہوگی۔اس کے آپ ذمہ وار ہوں گے۔اس لئے ان رفیوجی پناہ گزینوں کی دیکھ بھال جس طرح پہلے کی ہے۔اب بااختیار منسٹر کی حیثیت میں اُن کی خدمت کرو۔انکار نہ کرو۔آخر خدا کے سامنے کیا جواب دو گے''۔

میں مجبور ہو گیا۔آخر ۱۹۴۸ء میں منسٹر بحالیات مقرر ہوا۔اور ساتھ ہی ہیلتھ کا محکمہ میرے سپرد ہوا۔جو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

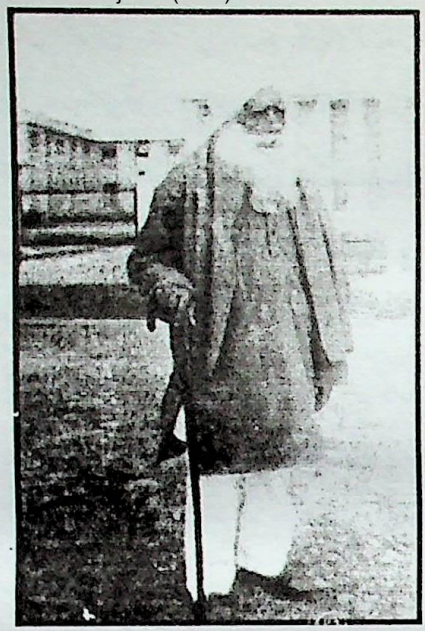

سردار بُدھ سنگھ بطور منسٹر بحالیات

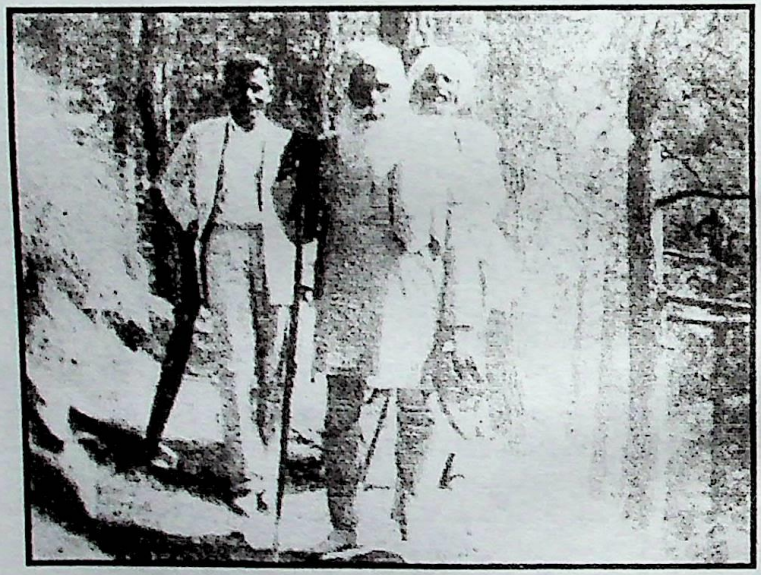

سردار بُدھ سنگھ بطور منسٹر جولائی 1950ء میں بسوہلی سے سرینگر پیدل دورہ پر۔ ان کے پیچھے ان کا پی۔ اے شری پربھ دیال شرما بھی جا رہے ہیں۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تھوڑے سے روپے ریاست میں تھے اُن سے جس قدر کیمپ کا پانی گزینوں کی تکلیفات کو دُور کیا گیا کیمپ لگائے گئے لنگر چلائے گئے۔ اور جس قدر زمینات دستیاب ہوسکیں اُن پر انہیں بسایا گیا۔ نگروہ کیمپ کا سارا خرچ گورنمنٹ آف انڈیا نے برداشت کیا۔ اور کئی لاکھ روپیہ بحالیات کی خاطر ادا کیا بہت سی بستیاں بسائی گئیں۔ مگر اب تک جیسا کہ چاہیے تھا یہ لوگ ابھی تک اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکے۔ اُن کی حالت تکالیف مطالبات اور نقصانات کی تلافی وغیرہ کرنے اور خاص امداد دینے کے لئے جس قدر کوشش میں نے اب تک کی۔ اور جس قدر تقاریر پارلیمنٹ میں کیں وہ پارلیمنٹ کی تقاریر کے پڑھنے سے معلوم ہوسکتی ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ ان تقاریر کو باقاعدہ کتاب کی شکل میں طبع کرا کر تقسیم کروں۔ ویسے وقتاً فوقتاً رفیوجی بھائی ان تقاریر سے جو تھوڑی بہت اخبارات میں آچکی ہیں، واقف ہیں۔

جب مجھے حسب ضرورت امداد روپیہ کی نہ مل سکی۔ حالانکہ میں نے شروع میں ہی مفصل رپورٹ کی تھی کہ ایک کروڑ روپیہ دیا جائے۔ اور اس کے علاوہ لکڑی، عمارتی سامان وغلہ وغیرہ کی امداد دی جائے تو سُردست ان لوگوں کو زندہ رکھنے کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ بھی عارضی طور پر جب تک ان کو مستقل طور پر آباد نہ کیا جائے۔ انہیں عارضی امداد ملنی چاہیئے۔ اور یہ بھی لکھا کہ محکمہ بحالیات کا کام تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ جنگلات سپلائی۔ ٹرانسپورٹ۔ پبلک ورکس۔ ریونیو۔ زمینات دینے، قرضہ دینے اور غرضیکہ تمام ضروریات فوراً براہ راست مہیا کرنے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اور اگر میں نے ہر چیز کے لئے محکمہ جات سے خطوط کتابت کرنی ہے۔ تو ان رفیوجیز کی تکلیفات بڑھ جائیں گی۔ اور یہ کام اسقدر مشکل ہے کہ بغیر پوری اور مکمل امداد کے یہ کام نہیں ہوسکتا۔ اس لئے مجھے فارغ کیا جائے۔ میں منسٹری سے استعفہ دیتا ہوں۔ بجائے میرا استعفہ منظور کرنے کے یہ محکمہ مسٹر بیگ کے سُپرد کیا گیا اور جب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے سلسلہ میں میں نے ڈائریکٹر کی شکایت کی اور اس پر دھیان نہ دیا تو میں نے اس محکمہ کو بھی چھوڑ دیا۔ مجھے اب براڈ کاسٹنگ اور انفارمیشن کا محکمہ دیا گیا۔

میں جب تک منسٹر رہا۔ بجائے ہیڈ کوارٹر میں بیٹھنے کے دور دور علاقہ جات کا دورہ کیا۔ ٦٦ سال کی عمر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

میں میں نے چار سو میل کا پیدل دورہ کیا۔ اور ہر ایک محکمہ کے کام کو دیکھا۔ اور تمام منسٹران متعلقہ اور پرائیم مسنٹر کو اطلاع دیتا رہا۔ مجھے جسقدر تکلیفات و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ میں ہی جانتا ہوں۔ نہ صرف عوام کی مشکلات و مطالبات کو معلوم کیا۔ بلکہ ساتھ ساتھ نیشنل کانفرنس کا پروگرام بھی بتاتا رہا۔ اور فرقہ وارانہ اتحاد باہمی مل جل کر رہنے اور تحریک آزادی میں جو پروگرام پیش کیا جا چکا ہے۔ اس میں تعاون کرنے اور ملک وقوم کی بہتری ترقی کے کاموں میں ہر طرح امداد دینے کے لئے عوام کو سمجھاتا رہا ۔ واضح رہے کہ میں نے ایک مفصل نوٹ کہ کہاں کہاں کس کس چیز کی ضرورت ہے اور کیا کیا کام ڈیولپمنٹ کا ہونا چاہیئے ۔ اور کہاں کہاں سکولوں۔ شفاخانوں، سڑکوں پلوں اور دیہاتی رستوں کو درست کر کے غریبوں کے لئے گھر بنانے اور ان کو ضروریات زندگی بہم پہنچانے کے بارے میں لکھ کر اس وقت کے پرائم منسٹر کو بھیجا نہ معلوم اس پر کہاں تک عمل ہوا۔

منسٹری سے استعفیٰ :۔ منسٹری سے استعفہ کی مفصل وجہ میری اس تقریر میں دی گئی ہے۔ جو ضلع جموں کے صدر نیشنل کانفرنس کی صدارت میں بمقام جموں میں کی گئی۔ مختصر طور پر یہاں اتنا بیان کرنا کافی ہوگا کہ جب میں نے دیکھا نیشنل کانفرنس کے کارکنوں میں کشمکش اور باہمی رنجش شروع ہو چکی ہے۔ مجھے محسوس ہوا کہ میری ضرورت منسٹری میں نہیں ہے بلکہ عوام اور گورنمنٹ کے درمیان کسی ذمہ دار آدمی کی حیثیت میں زیادہ ضروری ہے۔ عوام کی تکلیفات کو گورنمنٹ تک پہنچانا۔ اور گورنمنٹ کو وہ تکلیفات دُور کرنے کے لئے مجبور کرنا میرا کام ہونا چاہیئے ۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو صاف طور پر کہہ دیا کہ ہم غریب مظلوم دکھی بے علم غلام لوگوں کو جو صدیوں سے دبائے ہوئے ہیں، کو اوپر اٹھانے اور منصوبہ ''نیا کشمیر'' کے مطابق ان سب کی اور خاص کر مزدوروں کسانوں کی زندگی کو خوش حال بنانے جس کا ہم عہد کر چکے ہیں، کی بجائے ہم راجسی ٹھاٹھ باٹھ سے بجی سجائی کوٹھیوں بنگلوں میں آرام وعیش کی زندگی بسر کرنے میں مصرف ہو رہے ہیں۔ یہ ہمارے لئے نامناسب اور شرم کی بات ہے۔ جب تک عوام کا معیار زندگی بلند نہیں کر سکتے۔ ہمارے اور شخصی حکومت میں کیا فرق ہے۔ اس لئے میں جنتا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

کا کام حکومت سے باہر رہ کر کروں گا۔ اور چونکہ میں جموں پراونس کا منتخب شدہ صدر ہوں میری حیثیت
Mookerji H S (Retd) Collection Jammu
منسٹری سے بدرجہ بڑھ کر ہے۔ کیونکہ منسٹری تو صرف ایک شخص یعنی پرائم منسٹر کی خوشی اور مرضی پر انحصار رکھتی ہے اس لئے یہ عہدہ میں ان کو واپس کرتا ہوں۔ اور اُن لوگوں کی سیوا کرنے کا کام شروع کرتا ہوں جنہوں نے مجھے منتخب کیا ہے۔

کئی دن گذر گئے اور مجھے فارغ نہ کیا گیا۔ ورکنگ کمیٹی بھی بلائی گئی۔ میں نے آخر کہہ دیا کہ میرے لئے موجودہ صورت میں منسٹری میں رہنا مناسب نہیں میرا کام جنتا کی سیوا ہے۔ چنانچہ جب مجھے معلوم ہوا کہ دریائے توی میں سیلاب آ گیا ہے۔ اور تیس چالیس دیہات خطرہ میں آ چکے ہیں۔ میں فوراً جموں پہنچا۔ اگرچہ میرے پاس منسٹری کا چارج تھا مجھے ایک پیسہ نہ دیا گیا۔ جس سے میں عوام کی مدد کرتا۔ خیر میں نے کافی سفر پاپیادہ دلدل۔ کیچڑ اور پانی میں بڑی مشکل سے طے کر کے کئی دفعہ دریائے توی میں تیر کر جانا پڑا۔ اور جس قدر ہو سکا میں نے ان کی خبر گیری کا کام کیا۔ اور گورنمنٹ کو ساری کیفیت لکھی۔ جب پرائم منسٹر جموں آئے تو کہنے لگے کہ آپ نے صوبہ جاتی سوال چھیڑ دیا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ میں جموں پراونس کانیشنل کانفرنس کا صدر ہوں۔ کیا میں اس صوبہ کے اپنے کارکنوں کو صحیح حالات نہ بتاؤں کہ کیوں منسٹری چھوڑتا ہوں اور اُن کو ہدایت نہ دوں کہ اب کس طرح کام کرنا ہے۔ انکو گمراہی، غلط فہمی میں اور بے خبر رکھنا میرے نہ صرف لیڈر بلکہ پریذیڈنٹ کی پوزیشن اور ذمہ داری کے خلاف ہے بلکہ انسانیت کے خلاف بھی ہے کہ میں جھوٹ بولوں اور صحیح حالات نہ بتاؤں۔ لہذا میں نے اپنا قطعی پروگرام کارکنان کو سُنا دیا۔ اور ۱۹۵۰ء میں وزارت سے استعفٰی دیدیا۔ اور پرائم منسٹر کو مجبور کیا کہ مجھے فارغ کر دیا جائے۔ چنانچہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۰ء کو میں نے چارج دیدیا۔ میں نے استعفٰی کی وجوہات کا ذکر کرتے ہوئے جموں پراونس کے ذمہ دار کارکناں کے لئے جو تقریر کی اس کے چند الفاظ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ مفصل تقریر کسی وقت آپ کے سامنے آ جائے گی۔ میں نے بحیثیت منسٹر جو ریاست کے کئی علاقوں کا دورہ کیا محسوس کیا کہ مجھے وزارت چھوڑ کر باہر آ جانا چاہیئے۔ اب میری باہر ضرورت ہے۔ اب میں آپ کے درمیان کھڑا ہوں۔ جنتا کی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

خاطر مجھے وزارت چھوڑنی پڑی۔ وقت آرہا ہے کہ جبکہ ہر چھوٹے بڑے کارکن کا امتحان ہو جائے گا۔ نیشنل کانفرنس کے پروگرام میں کسی سے نفرت دشمنی کینہ حسد وغیرہ کی گنجائش نہیں ہے میرا ایمان دھرم یہ ہے کہ مجھے کسی سے نفرت دشمنی نہیں ہے۔ آپ کو بلا لحاظ مذہب وملت ہر انسان کو اپنا بھائی سمجھنا چاہیئے۔ اور ہمدردانہ سلوک کرنا چاہیئے۔

۹، اگست ۱۹۵۳ء کو شیخ محمد عبداللہ کی گرفتاری ہوئی۔ اس کے بعد کے واقعات سب کو معلوم ہیں۔ جب وہ دو دفعہ نظر بندی سے آزاد ہو کر باہر آئے تو جو تقاریر انہوں نے کیں وہ سب چھپ چکی ہیں۔ مجھے ان کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے۔ عوام اور مورّخ ان کے متعلق رائے قایم کریں گے۔ البتہ میں نے جو اظہار رائے اخبارات میں کیا اسے پڑھ لینا چاہیئے۔

ممبران پارلیمنٹ کا غم وغُصہ:۔ چونکہ میں راجیہ سبھا کا ریاست کی طرف سے ممبر تھا۔ جب میں واپس جموں سے ہوتا ہوا دہلی پہنچا۔ تو میرے لئے وہاں ممبران پارلیمنٹ و دیگر دوستوں کے سوالات کا جواب دینا مشکل ہو گیا۔ ممبران نے ناراض ہو کر برملا کر کہا۔ ''سردار جی کہاں ہے وہ تمہارا فرشتہ شیخ عبداللہ جس کی ہندوستان میں ہر جگہ ''جے جے'' ہوتی تھی۔ اُس نے بڑی بھاری غداری کی ہے وعدہ خلافی کی ہے۔ ایمان سے قول وقرار سے گر گیا''۔

میں نے کہا۔ ''بھائی صاحب! جب اُس نے نہایت اچھے کام کئے فرقہ وارانہ اتحاد قائیم کیا نیشنلزم جمہوریت کے پروگرام کو اپنایا۔ الحاق منظور کیا۔ ''نیا کشمیر'' کے منصوبہ کو تسلیم کرنے کا حلف لیا۔ اور پناہ گزینوں کی بڑی مدد کی جس کے لئے میں ہی نہیں سارے ہندوستان کے لوگ اور خاص کر مہاتما گاندھی جی۔ جواہر لال جی اس کی عزت کرتے تھے۔ تو ہم نے بھی اس کی تعریف کی۔ اُس کی ہر جگہ ''جے جے'' ہوئی۔ اور جب وہ مخالف ہو گیا اور ہر طرح سے منکر ہو گیا، تو جو کچھ اُس کے ساتھ ہوا۔ وہ آپ کو معلوم ہو گیا ہے۔ ''خود کردہ۔ را علاج نسیت''۔

چونکہ مولانا محمد سعید جو کہ پارلیمنٹ کے ممبر تھے۔ مجھ سے کچھ روز پہلے دہلی چلے آئے تھے۔ انہوں نے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

شیخ صاحب کی گرفتاری کے بارہ میں ایسی تقاریر کیں۔ جس سے تمام لوگ خاص کر پارلیمنٹ کے ممبر
Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu
برہم ہو گئے۔ اور سخت ناراض ہوئے۔ اور مجھے مجبور کیا کہ مولانا محمد سعید کے لیکچروں کا جواب دُوں۔ چونکہ شیخ صاحب کی گرفتاری پر خون خرابہ کا احتمال تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ وہاں کشمیر میں کافی گڑ بڑ ہو گی۔ تو میں نے اُس کو روکنے اور عوام کو صحیح حالات سے آگاہ کرنے کے لئے یہ ضروری سمجھا کہ اخبارات میں مفصل حالات درج کئے جائیں۔

چنانچہ ۱۰، ستمبر ۱۹۵۳ء کو ہندوستان سٹینڈرڈ انگریزی اخبار دِور کشمیر" Whither Kashmir" اور تیج اخبار میں "جموں کشمیر کا مستقبل" کے عنوان سے میرے بیان مشتہر ہوئے۔ آج تک اس بیان کی تردید کسی کی طرف سے نہیں ہوئی۔ پارلیمنٹ کے ممبروں نے اظہار اطمینان کیا اور جموں کشمیر کے لوگوں کو بھی اصل حقیقت سے واقفیت ہوئی اور بہت حد تک غلط افواہیں اور جوش وخروش رُک گیا۔ ذیل میں میں اس بیان کو پھر سے درج کر رہا ہوں تا کہ عوام جو ابھی تک صحیح واقعات کو سمجھ نہیں سکے۔ معلوم کر سکیں کہ شیخ صاحب نے کتنا غلط قدم اُٹھایا۔

"جموں وکشمیر کا مستقبل"۔

بیان ۱۰، ستمبر ۱۹۵۳ء:۔

ریاست جموں وکشمیر میں نئی گورنمنٹ قائیم ہونے اور ریفرینڈم کے متعلق ہندو پاکستان کے وزیر اعظموں کی بات چیت اور خاص طور پر مولانا محمد سید مسعودی جنرل سیکریٹری نیشنل کانفرنس کے سابقہ بیانات کے علاوہ ۲۸، اگست ۱۹۵۳ء کے بیان سے ہر طرف سے یہ سوال پوچھا جائے گا کہ کشمیر کا کیا بنے گا؟ فرداً فرداً ہر ایک دوست کو جواب دینا مشکل ہے۔ لہذا ضروری ہو گیا کہ اس سوال پر مفصل طور پر غور کیا جائے۔ مولانا صاحب نے یوں تو بظاہر نہایت محصومیت سے رائے شماری کے سوال کو سامنے رکھ کر شیخ صاحب کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے مگر اس کے نتائج دُور رس ہیں۔ اور اس میں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

شک وشبہات اور خوف وخطر کی گنجائیش ہے۔ مولانا صاحب نے اپنے بیان میں ان باتوں کا خاص ذکر کیا ہے۔

(۱)۔ وہ شیخ صاحب سے مل کر لیڈروں کے درمیان اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔

(۲)۔ شیخ محمد عبداللہ کی برطرفی اور گرفتاری سے سخت صدمہ ہوا ہے۔

(۳)۔ شیخ صاحب کی رہائی سے رائے شماری کے لئے فضا درست ہوگی۔

(۴)۔ عوام کے پولیٹیکل تھنکنگ کے لئے غیر جانبدارانہ اظہار رائے کا موقعہ ملے گا۔ وغیرہ۔

جب مولانا صاحب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ تین ہفتے میٹنگ ہوتی رہی اور آخر ورکنگ کمیٹی آل جموں وکشمیر نیشنل کانفرنس نے اتفاق رائے ریزولیوشن پاس کیا کہ مسودہ الحاق دہلی معائدہ کو منظور وتسلیم کرتے ہیں اور اس پر قائیم رہیں گے اور اس کے متعلق کوئی انتشار واختلاف نہیں ہے۔ تو عوام کو غلط اور گمراہ کن افواہوں پر دھیان نہیں دینا چاہیئے۔

جب وہ تمام باتیں جو ۲۶، مئی ۱۹۵۳ء کے بعد شیخ صاحب نے مختلف اور متضاد بیانات میں ظاہر کیں۔ ورکنگ کمیٹی میں زیر بحث آئیں۔ اور ان کا جواب دیا گیا۔ اور شیخ صاحب کوئی معقول دلیل یا ثبوت اس بات کا پیش نہ کر سکے کے مسودہ الحاق و دہلی معائدہ سے کیوں منحرف ہوتے ہیں۔ اور جب کثرت رائے ہی نہیں بلکہ اتفاق رائے سے ۲۶، مئی کے ریزولیوشن پاس ہونے کے وقت وہ ایک طرح سے شکست کھا گئے۔ تو پھر انہوں نے جو نیا راستہ صرف وادی کشمیر کے آزاد رکھنے کا اختیار کیا۔ اُس کے خطرناک اور تباہ کن نتائج سے انہیں کی سابقہ مُسلمہ رائے وبیانات کو پیش کرتے ہوئے کہ ''مکمل آزادی اور پھر صرف ایک ٹکڑا کا آزاد رہ کر زندہ رہنا ممکن نہیں'' انتہائی کوشش کی کہ سابقہ معائدات۔ قول واقرار، بیانات۔ تقاریر۔ اعلانات اور نیشنل کانفرنس کے فیصلوں کو سامنے رکھتے ہوئے شیخ صاحب ہندوستان سے مُکھ نہ کوڑیں۔ اور سارے مُلک نے جو صحیح راستہ اختیار کیا ہوا ہے، اُس سے نہ بھٹکیں۔

ہمارے بہترین ونیک دوستوں۔ رہنمایاں ہند نیشنل کانفرنس کے قریباً تمام رفیقوں نے جن میں مولانا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

صاحب بھی تھے۔ سمجھایا بجھایا مگر شیخ محمد عبداللہ نے کسی کی نہ سُنی اور اپنی ضِد پر قائیم رہے۔ اور بار بار اس بات کی دھمکی دیتے ہوئے کہ اگر تم میرے ساتھ اتفاق نہیں کرتے تو چارج سنبھالو۔ یہ زبانی تھا۔ تحریری کوئی استعفےٰ وغیرہ نہ تھا۔ جب ہم مایوس ہو گئے تو پھر مزید بات چیت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

اب مولانا صاحب اکیلے شیخ صاحب سے مل کر موجودہ حالت میں کیونکر لیڈروں کے باہمی اختلافات دُور کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح اب وہ شیخ صاحب کو غلط اور خطرناک راستہ چھوڑنے اور الحاق کے معائدہ پر پوری ایمانداری سے قائیم رہنے پر راضی کر سکتے ہیں۔

اور اب جو مولانا نے تجویز پیش کی ہے کہ ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ اودھم پور میں جہاں شیخ محمد عبداللہ پیلس میں رکھے گئے ہیں، کی جاوے۔ قطعاً غیر ضروری نامناسب اور غیر معقول ہے۔ کیونکہ جب ہمارا ساتھی اور لیڈر نیشنل کانفرنس کے فیصلوں اور قول واقرار سے منحرف ہو کر ایک خطرناک راستہ اختیار کر چکا ہے اور جماعت کی بھاری اکثریت کی رائے کو ٹھکرا چکا ہے۔ تو اس کی حیثیت ممبر ورکنگ کمیٹی یا لیڈر کے کیسے قائیم رہ سکتی ہے۔ اور اس کے دو تین ساتھیوں نے بھی اپنی پوزیشن بحیثیت ورکنگ کمیٹی کے ممبر ختم کر دی ہے۔ اب وہ باغی ہو چکے ہیں۔ دو تین ساتھی توبہ نہ کریں اور ساری ورکنگ کمیٹی توبہ کرے کیا اس سے نیشنل کانفرنس اور اس کی تنظیم کی ہتک نہیں ہوگی۔ کیا اس کے یہ معنی تو نہیں کہ موجودہ ارکان حکومت کو اجتمائی طور پر جو ہمارے ساتھی ہیں ختم کرنے کا سامان پیدا کیا جاوے۔ اور عوام کی نظروں میں اُنہیں گرا دیا جانے کا، راستہ نکالا جائے۔

بے شک اُن لوگوں کو ضرور شاق گزرا جو حقیقت حال سے ناواقف تھے۔ ورنہ ہم سب ساتھیوں اور مولانا صاحب کو بھی تو کوئی وجہ شاق کی نہیں ہو سکتی۔ جبکہ کیبنٹ میں عظیم اختلافات پیدا ہوئے۔ جیسا کہ کیبنٹ کے تین ممبروں کے میمورنڈم سے ظاہر ہے۔ لازمی نتیجہ تھا کہ شیخ صاحب کو پرائم منسٹر کے عہدے سے ہٹا دیا جائے۔ اور پھر گرفتاری کا جو قدم اٹھایا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعد کے کئی ایک خطرناک اقدامات کے پیش نظر ضروری تصور کیا گیا۔ ممکن نہیں کہ مولانا صاحب ان نازک صورت حال کے متوقع نتائج سے بالکل بے خبر ہوں۔ خصوصیت سے جبکہ بدقسمتی سے نہ صرف وادی کشمیر کی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

مکمل آزادی کے نعرہ پر ہی اکتفانہ تھا۔ بلکہ باقاعدہ اعلان کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ جیسا کہ بعد میں خیالات میں ظاہر کیا گیا۔

جو عوام کو گمراہ کرنے اور ان کے سوچے سمجھے اور معقول راستہ سے ہٹانے اور تمام معاہدوں و قول وقرار سے منحرف کرنے کی زوردار کوشش شیخ صاحب کی طرف سے کردی گئی۔ اور نیشنل کانفرنس کے اندر اور گورنمنٹ کے نظم ونسق میں انتہائی پریشانی بدنظمی و پارٹی بازی کے اسباب پیدا کردئے گئے۔ جس سے گورنمنٹ اور نیشنل کانفرنس کا کام چلنا مشکل ہی نہیں۔ ناممکن ہوگیا تھا۔ تو اُس کا وہی نتیجہ ہوا جو ہونا چاہیئے تھا۔

اگر ایک شخص خواہ وہ کتنا ہی بڑا لیڈر ہو۔ صحیح راستہ سے بھٹک جائے اور تمام ملک اور قوم کی یک جہتی وحدت سالمیت کو نظر انداز کر کے ایک ایسا راستہ اختیار کرے جس کا صریحاً نتیجہ سامراجی طاقتوں کے حوالہ کشمیر کو دینا ہے اور جنگی اڈے قائیم کر کے جنگ کا اکھاڑہ بنانا ہو۔ کشمیر کو دوسرا کوریا بنانا ہو۔ اور جماعتی فیصلوں و کیبنٹ کے ساتھیوں کی رائے کے اُلٹ چل کر بغاوت کردے۔ تو اُسے کیسے پہلی پوزیشن میں رکھا جاسکتا ہے۔ اور کیونکر لیڈر تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

جنہیں شاق گذرا اگر اُن کو تمام حالات کی جو ورکنگ کمیٹی میں زیر بحث آئے اور شیخ صاحب کے جماعتی اعتماد حاصل نہ کرنے کی کیفیت معلوم ہوجاتی۔ تو اس واقعہ سے کسی کو شاق نہ گُزرتا۔ اور کیا مولانا صاحب محسوس نہیں کرتے کہ اس سے بڑھ کر ہم سب کو اور دستور ساز اسمبلی کے معزز ممبران نیشنل کانفرنسیوں اور عوام کو خاص طور پر اسبات کا شاق گزرا کہ یک لخت اُن کا لیڈر۔ صحیح راستہ سے بھٹک گیا۔ اور ہندوستان کے ساتھ الحاق اور دہلی معاہدہ سے منحرف ہوکر ایک ایسا خطرناک راستہ اختیار کر چکا ہے۔ جسمیں یقیناً ان کی اپنی اور وادی کشمیر کے لوگوں کی تباہی و بربادی ہے۔ بلکہ ساری ریاست کے لئے عظیم خطرہ پیدا کردینا ہے۔ تو اب بظاہر رائے شماری کا سوال پیش کر کے فوراً ہی شیخ صاحب کی رہائی کا مطالبہ کرنا کوئی معقول اور وزن دار دلیل نہیں رکھتا۔

رائے شماری کیا اتنی آسان چیز ہے کہ جلد ہی ہوسکتی ہے چھ سال سے اسے بار بار زیر بحث لایا جارہا۔ مگر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IES (Retd) Collection Jammu

نتیجہ کیا نکلا۔ کچھ بھی نہیں اور پھر اس کی شرائط کی طرف بھی مولانا صاحب نے دھیان دیا کہ وہ کب اور کیسے پوری ہو سکتی ہیں۔ کروڑوں روپے کا نقصان کا پورا ہونا۔ پھر سے قصبوں شہروں۔ گھروں کی تعمیر کرنا پہلے کی طرح حالات پیدا کرنا پانچ لاکھ بے گھروں کو پھر سے اپنے اپنے گھروں میں بسانا۔ اُن کو کاروبار اور کھیتی باڑی وغیرہ کاموں پر لگانا۔ ہر طرح مکمل امن وامان کی فضا پیدا کرنا اور نام نہاد آزاد کشمیر کا علاقہ واپس لیا جانا ضروری ہے۔ جو غیر آئینی طور پر بین الاقوامی قوانین کے خلاف جبراً پاکستان نے قبضہ کر رکھا ہے۔ وہاں کے ہتھیار بند لوگوں سے ہتھیار واپس لینا۔ پاکستانی فوجوں کو ریاست کی حدود سے نکل باہر جانا۔ ساری ریاست پر موجودہ گورنمنٹ جموں وکشمیر کا نظم ونسق قائم کرنا۔ سب سے پہلے ان باتوں کا پورا ہونا ضروری ہے۔ پھر کہیں الحاق جو ہو چکا ہے، کی تصدیق کا وقت آسکتا ہے حالانکہ آئینی طور پر الحاق ہو چکا ہے۔ جسے نیشنل کانفرنس کے لیڈر نے خود ریڈیائی تقریر میں تسلیم کیا ہے۔

علاوہ ازیں آج جو اس تعلق میں پھر سے نئے سوالات پیش ہو رہے ہیں اُن کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں مولانا صاحب کو معلوم ہے کہ کشمیریوں کی کیا رائے ہے۔ اور وہ اُن کی برسوں سے طے شدہ فیصلہ شدہ اور سوچی سمجھی ہوئی آخری رائے ہے۔ کیونکہ جب کشمیریوں نے تمام معاملات۔ اقتصادی، سیاسی آزادی کے برقرار رہنے، ترقی بہتری کے تمام سامان حاصل ہونے اور مجلسی معاشرتی تعلیمی۔ صنعتی۔ زراعتی ترقی وکاروبار تجارت محنت ومزدوری اور مذہبی آزادی جمہوریت سیکولرازم، ایکتا۔ مساوات، حق وانصاف۔ عزت وآبرو اور دینی مذہبی تمدنی، کلچرل اور متبرک استھانوں۔ بزرگوں کی جگہوں یادگاروں۔ تعلیمی درسگاہوں وغیرہ جو ہندوستان میں ہیں۔ جان ومال کی حفاظت۔ غرضیکہ جملہ امور کی ضمانت گارنٹی کو تصدیق وتسلیم کرتے ہوئے مکمل اعتماد اور یقین سے ہندوستان کے ساتھ الحاق کیا ہے تو وہ اب اس سے منحرف نہیں ہو سکتے۔ ان کے سامنے اور دل ودماغ میں تمام واقعات دلائیل اور نیشنل کانفرنس اور اُس کے لیڈر کے سابقہ بیانات اعلانات موجود ہیں۔ اور آخر یہ لوگ اپنے ایمان فرض وعدہ ایفائی کی اہمیت نفع ونقصان اور اپنی ہر قسم کی ترقی آزادی کے سوالات کو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سمجھتے ہیں۔ اور پھر جب مولانا صاحب کی اپنی قطعی رائے کشمیریوں کے متعلق سامنے رکھی جائے تو پھر اس مطالبہ کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اور نہ کوئی اندیشہ باقی رہتا ہے۔ مثلاً ''دیکھو رسالہ کشمیر'' جون ۱۹۵۰ء۔

مولانا صاحب نے پروفیسر ڈاکٹر عابد حسین صاحب جامعہ ملیہ دہلی کی ایک اپیل کی:۔

''کشمیر کے مُسلمان ہند کے ساتھ ہیں وہ غیر مسلم اقلیت کے ساتھ برابری اور برادری کا برتاو کر کے ہندوستان کے ساڑھے چار کروڑ مُسلمانوں کے حال اور مستقبل کو خوشگوار بنانے میں مدد دے سکتے ہیں''۔

کے جواب میں یہ کہا کہ:۔

''کشمیری مُسلمان نے سیاسی شعور معاملہ فہمی۔ دور اندیشی اور دانشمندی کا ثبوت دیا جبکہ اُس نے دوقومی نظریے کو ٹھکرا دیا کشمیری مسلمانوں کی چشم بصریت نے فوراً ہی دیکھ لیا کہ اگر دوقومی نظریے کی بنا پر مُلک کی تقسیم عمل میں آئی تو ہندوستان سے الگ ہونے والے مُسلمان اقتصادی طور پر تباہ و برباد ہونے کے علاوہ اپنے اسلاف کی حقیقی وراثت سے محروم ہو کر دین و دُنیا دونوں کا نقصان کر بیٹھیں گے۔ مُسلمانوں کے تمام مذہبی، تمدنی، تعلیمی، ثقافتی مرکز جو ہندوستان میں ہیں۔ ان سے محروم ہو جائیں گے۔ لہذا ہم ڈاکٹر صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ کشمیر کا مسلمان ہندوستان کے ساتھ ہے۔ کشمیری مُسلمان غریب سہی، اسے پسماندہ کہنے میں کسی کو لُطف آتا ہو تو پسماندہ بھی کہہ لے۔ لیکن وہ غدار اور برادر کش نہیں۔ اُسے ہندوستان کے چار کروڑ مسلمانوں کے متعلق اپنے فرض کا احساس ہے۔''

اس کے علاوہ جب یہ قطعی فیصلہ شدہ رائے ہے اور اس کے لئے نیشنل کانفرنس نے اُس کے لیڈروں نے بارہا پورے یقین۔ ایمانداری اور ذمہ داری سے کہا ہے کہ پاکستان کی طرف سے جو ظلم و ستم ہوا۔ لوٹ مار ہوئی۔ اس کی وجہ سے کشمیر پاکستان میں شامل نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے بھی کہ وہاں مسلمہ فرقہ پرستی ہے۔ جاگیردارانہ نظام کارفرما ہے۔ کوئی آئین نہیں۔ آزادی نہیں۔ حفاظت نہیں۔ انسان انسان

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کا دشمن بن رہا ہے۔ ہزاروں مُسلمانوں کو بھی قید کر رکھا ہے۔ وغیرہ۔ اس لئے پاکستان سے ملنے کا سوال ہی خارج از بحث ہے۔ لہذا مولانا صاحب کو اس بات کا اندیشہ نہیں کرنا چاہیئے کہ بدقسمتی سے ایک پُرانے دوست ولیڈر کے غلط راستہ اختیار کرنے سے تمام کشمیری مُسلمان سابقہ یقین واعتماد وقول واقرار۔ عہدو پیمان کے ایفا کے فرض کو بھُول گئے ہیں۔ کیا ان کی دانشمندی سیاست دانی اور معاملہ فہمی ختم ہوگئی ہے۔ جس کا اب تک یقین مولانا صاحب کو رہا، چلا آیا ہے۔ بظاہر شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

بے شک مولانا صاحب نے یہ بیان دے کر شیخ صاحب کی دوستی کا حق ادا کرنے میں تمام باقی ساتھیوں سے سبقت حاصل کی ہے۔ مگر مولانا صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اُن سے بڑھ کر بھی کئی ساتھی و دوست شیخ محمد عبداللہ کے تھے۔ مجھے بھی اس بات کا فخر حاصل ہوا ہے مگر اب نہایت رنج و دُکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ اس پرانے ساتھی نے ہم سب کو مایوس کر دیا۔ ساتھ چھوڑ دیا اور غلط و خطرناک راستہ اختیار کر کے اپنے لئے ہی نہیں سارے جموں وکشمیر اور خاص کر کشمیری مُسلمانوں کے لئے ایک عظیم خطرہ اور تباہی کا سامان پیدا کر دیا۔ جس کا جو حشر ہوا۔ جو نتیجہ نکلا۔ اُس کی ذمہ داری سب شیخ صاحب پر ہے۔

''خود کردہ را علاج نیست''

جب ہماری طرف سے ایمان مذہب قول واقرار وعدہ ایفائی کے فرض واخلاقی ذمہ داری۔ ملک وقوم کے مفاد ہندوستان کے نیتاؤں لیڈروں اور پھر شری جواہر لال نہرو۔ حضرت مولانا آزادی جیسے مربی و ہمدرد رہنماؤں کے حُسن سلوک اور گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے مالی۔ فوجی اور اخلاقی امداد اور کشمیر کے لوگوں کی شہرت وقار۔ پوزیشن واعتماد اور ان کی آئندہ نسلوں کے لئے روشن مستقبل پیدا کرنے وغیرہ کے نام کا واسطہ دینے پر بھی ہماری درخواستیں اور اپیلیں بے اثر ثابت ہوئیں۔ اور شیخ محمد عبداللہ نے انہیں منظور کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور جان بُوجھ کر یکطرفہ پالیسی کے ایما پر بیرونی امداد کے سہارے جس سے ہم کو اب تک اندھیرے میں رکھا گیا۔ اپنے ڈپٹی پرائم منسٹر اور وائس

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

پریذیڈنٹ نیشنل کانفرنس و مولانا صاحب جنرل سیکریٹری کو اور مجھے اصلی راز نہ بتایا گیا۔ اور دیگر تمام ممبران دستور ساز اسمبلی و نیشنل کانفرنس کے کارکنوں کو اعتماد میں نہ لیتے ہوئے ماسوائے ایک دو گمراہ ساتھیوں کے سب کو بے خبر رکھتے ہوئے عظیم خطرناک تباہ کن راستہ اختیار کیا۔ اور وادی کشمیر کی مکمل آزادی کا نعرہ لگایا۔ تو پھر سے اب شیخ صاحب کی اہمیت اور لیڈر شپ کو قائیم کرنے کی کوشش قطعاً بے فائدہ اور بے معنی ہے۔ اب چند نئے حالات سامنے آ گئے ہیں۔ نئی گورنمنٹ بھی نیشنل کانفرنس کی ہے۔ اس کا وزیر اعظم نیشنل کانفرنس کا نائب صدر اور اُس کے ساتھی نیشنل کانفرنس کے پُرانے لیڈر اور کارکن ہیں انہوں نے نیشنل کانفرنس کے کسی فیصلہ سے انحراف نہیں کیا۔ بلکہ اُنہیں عملی شکل دینے کا حلف لیا ہے۔ یہ تمام اصحاب ہندوستان کے ساتھ الحاق رکھنے کو یقینی تصور کرتے ہیں اور پاکستان کی طرف جھکنے کو خودکشی اور مُلک اور قوم کی یقینی تباہی و بربادی تصور کرتے ہیں۔

ایسی صورت میں فوراً شیخ صاحب کے باہر آنے سے کیا جلتی پر تیل ڈالنے والی بات نہ ہوگی۔ اور پھر سے گڑ بڑ شور و شر۔ بدامنی۔ پارٹی بازی نہ ہوگی۔ اور مولانا صاحب اس بات کی کیا گارنٹی دے سکتے ہیں کہ شیخ صاحب اب بھی وادی کشمیر کی مکمل آزادی کا خطرناک نعرہ نہ دوہرائیں گے اور نیشنل کانفرنس کے فیصلوں کے خلاف بغاوت کر کے ایک نئی تحریک شروع نہیں کر دیں گے؟ کیا اس سے نیشنل کانفرنس کی ہستی خطرہ میں نہیں پڑ جائے گی۔ اور اس کیساتھ ہی موجودہ حکومت کی پوزیشن خراب نہیں ہو جائے گی؟ مولانا صاحب سے باادب عرض کروں گا کہ وہ ذاتی طور پر جو چاہیں اپنی ذمہ داری پر بیانات دیتے پھریں۔ مگر بحیثیت جنرل سیکریٹری اُنہیں ایسی بحث میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ جس سے شکوک۔ غلط فہمی اور خطرات کا امکان ہو۔ اور جس میں اُن کے دوسرے ساتھی نیشنل کانفرنس شامل ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں اور نہ ہی اُنہیں مولانا صاحب کے ایسے بیانات سے اتفاق ہے۔ اب رائے شماری کا سوال سامنے لا کر کشمیر کو اندرونی بدامنی۔ گڑ بڑ اور لڑائی جھگڑے کا میدان نہیں بننے دینا چاہیئے۔ مولانا صاحب کو اس بات کا احساس ہونا چاہیئے اور مان لینا چاہیئے کہ اُن کے اس وقت کے اسی بیان نے کس قدر شکوک، غلط فہمی، خدشات و خطرآت پیدا کر دیئے ہیں۔ انہیں انتظار کر کے فضا کو بہتر بنانے کے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

لئے مدد دینی چاہیئے تا کہ موقع آنے پر سوچ سمجھ کر قدم اٹھایا جائے۔

ذاتی دوستی و کسی شخصیت کے لئے سارے مُلک وقوم کے مفاد کو قربان نہیں کیا جا سکتا۔ اور پھر دہلی خاص کر پارلیمنٹ میں کانگریسی بنچوں پر بیٹھ کر ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہیئے جو موجودہ گورنمنٹ جموں و کشمیر اور ہندوستان کی گورنمنٹ کی ذمہ داری یا ایڈمنسٹریشن اور تعلقات میں فرق لانے والی ہو اور عوام خاص کر قوم پرست حلقوں میں ہیجان اور پریشانی و بداعتمادی کا باعث ہو۔

نیشنل کانفرنس کی گورنمنٹ کے نظم ونسق لا اینڈ آرڈر کے لئے یک جہتی مشترکہ ذمہ داری اور مسلمہ پالیسی پر کاربند رہنا ہر نیشنل کانفرنسی کا فرض ہے خواہ وہ سرکاری مشینری ہو یا کانفرنس میں جو شخص اپنی نیشنل گورنمنٹ اور نیشنل کانفرنس سے انحراف کرے، بغاوت کرے۔ اُس کا ایک ہی علاج ہے کہ اُسے ہٹا دیا جائے۔

لہذا اِن حالات میں میں مولانا صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ شیخ صاحب کی ذات سے رائے شماری کے سلسلہ میں فضا کے دُرست ہونے کے محروم خیال کو چھوڑ کر خود معہ اپنے سچے صادق ساتھیوں کے عوام میں جائیں۔ انہیں اس حقیقت حال سے واقف کریں۔ اسی سے ہی فضا درست ہو سکتی ہے۔ ورنہ ہم اب اس شخص سے فضا کے درست ہونے کی کیسے اُمید رکھ سکتے ہیں، جو ساری ریاست کو چھوڑ کر صرف وادی کشمیر کی نام نہاد خودمختیاری کے خواب دیکھ رہا ہے۔

اس سلسلہ میں آپ اور ہم لوگ پھر سے نیشنل کانفرنس اور اُس کے لیڈروں کے مصدقہ و مسلمہ اور قطعی فیصلوں ورائے کے حوالے دیکر ان کی واقفیت اور یاداشت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

مثلاً ملاحظہ ہو شیخ صاحب کی تقریر ۵، نومبر ۱۹۵۱ء جو دستور ساز اسمبلی کے معزز ممبران کے سامنے پڑھی گئی۔ وہ کتابی شکل میں موجود ہے۔ اس میں وہ کہتے ہیں:۔

''ہندوستان کے آئین کی بنیاد سیکولرازم غیر مذہبی جمہوریت بغیر کسی تفریق وتمیز کے انصاف ومساوات وآزادی پر مبنی ہے۔ یہ اصول موجودہ زمانہ کی جمہوریت کی بنیاد ہے۔ جو کہ ریاست کے مُسلمانوں کی حفاظت کی گارنٹی ہے''۔ تقسیم ہند کے بعد وہ پاکستان بن گئے ہیں۔ جو ایک دوسرے سے ہزار میل سے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

بھی دور ہیں۔ مغربی پاکستان جس کی حد ہمارے ساتھ ملتی ہے مشکل سے اُڑھائی کروڑ کی آبادی ہے جبکہ مُسلمانوں کی موجودہ ہندوستان میں چار کروڑ کی آبادی ہے چونکہ ہر ایک مُسلمان برابر ہے اس لئے کشمیری مُسلمانوں کو ہندوستان کے چار کروڑ مسلمانوں کے ساتھ سمبندھ پیدا کرنا چاہیئے''۔

پھر کہتے ہیں:۔ ۔۔۔۔''میرے چار سال کے تجربہ کی بنا پر میرا تحقیق شدہ فیصلہ ہے کہ کشمیر کا انڈین یونین کے ساتھ الحاق ہندوستان میں ہندو مسلمان اتحاد کے رشتہ کو مضبوط کرنے کا باعث ہے''۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ۔۔۔۔''دونوں ممالک سے الگ تھلگ رہنے کا راستہ اگرچہ موجودہ صورت میں دل خوش کُن ہے۔ لیکن اس قسم کی آزادی کا خیال جو عملی طور پر ممکن نہیں ہے درست نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے جیسا چھوٹا ملک اپنے آپ کو جبکہ اس کی حدود بڑی مشکل اور لمبی ہیں بچا نہیں سکتا۔ ہمارے پاس اپنی طاقت نہیں ہے۔ ہم نے ۱۵، اگست سے ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء تک چند دنوں کی آزادی کا نتیجہ دیکھ لیا ہے کہ ہماری کمزوری کا فائدہ اُٹھا کر ہم پر حملہ کر دیا گیا۔ ہمیں کیا گارنٹی ہے کہ ایسا حملہ پھر نہیں ہوگا''۔

آگے چل کر کہتے ہیں کہ۔۔۔۔۔۔۔''ہماری ریاست پہلے کی طرح انڈین یونین کا ایک آئینی حصہ ہے۔ اور ہمارے تعلقات انہی شرطوں پر مبنی ہیں جو مسودہ الحاق میں لکھی گئی ہیں اور ریاست کو اندرونی طور پر بااختیار پوزیشن میں کام کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ مجھے اس بات کا پورا اعتماد حاصل ہے کہ یہ پوزیشن جو جمہوری اصولوں کے عین مطابق ہے۔ ریاست کے لئے ہندوستان کے ساتھ ایک دیرپا الحاق قائم رکھنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے''۔

''ہندوستانی عوام نے ان فیصلوں کے متعلق ہماری جو حمائت کی وہ اس بات کی ایک موثر اور عملی ضمانت ہے کہ ہمیں عوام کی بہتری کے لئے اپنی ترقی پسندانہ منصوبوں پر عمل کرنے کا پورا پورا موقعہ ہندوستان می شامل رہ کر ہی حاصل ہوتا رہے گا''۔

دیکھو اعلان ۳، ستمبر ۱۹۵۲ء جس میں شیخ صاحب نے کہا ہے کہ ''ہم کشمیری کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے کہ اس جنگ باز لڑاکا پن نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ پاکستان نے اپنی مجنونانہ حرکت سے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

کشمیر کو جس غارت گری لُوٹ مار کا نشانہ بنایا گیا ہم کبھی بھول نہیں سکتے۔''

Mookerji IFSC (Retd) Collection, Jammu

پھر کہا کہ۔۔۔۔۔۔''میں اس بات پر پھر ایک بار زور دینا چاہتا ہوں کہ ریاست کے تمام حصوں کے لوگ جئیں گے تو اکٹھے جئیں گے، مریں گے۔ تو اکٹھے مریں گے۔ ریاست کے کسی حصہ کے لئے باقی حصوں سے کٹ کر زندہ رہنا ممکن نہیں''۔

اور پھر شیخ صاحب کی ریڈیائی تقریر جو انہوں نے ۲۸، مارچ ۱۹۵۱ء کو اینگلو امریکن تجویز دوبارہ قائمی ثالث پر تبصرہ کرتے ہوئے قوم کے نام نشر فرمائی کہ کچھ الفاظ بھی از سر نو عوام کو سنائیے۔

وہ کہتے ہیں کہ۔۔۔۔''پاکستان نے ثالثی تجویز منظور کر کے اس میں ترامیم کرانے کی بھی پوری کوشش کی جس سے کشمیریوں کی گردن میں غلامی کا پھندا اور بھی مضبوط ہو جائے۔ پاکستان کے ارباب و اختیار ایک طرف تو اپنے آپ کو کشمیریوں کا ہمدرد و غم گسار ظاہر کرتے ہیں اور دوسری طرف چاہتے ہیں کہ جموں و کشمیر پر غیر ملکی فوجیں قابض ہو جائیں۔ کشمیر کی حالت اس طرح اندوہناک اور پریشان کُن بن جائے جس طرح آج کوریا کی ہے جس طرح کوریا تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ اسی طرح کشمیریوں کو بھی روند دیا جائے۔ پاکستان کے حاکم یہ نہیں چاہتے کہ آپ کے ہاتھوں میں جو اختیارات ہیں وہ موجود رہیں۔ وہ نئے کشمیر کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ خواہ اس سے اہل پاکستان بھی ختم کیوں نہ ہو جائیں۔ پھر یہی نہیں بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ کشمیر میں عوام کی نمائندہ حکومت برسر اختیار نہ رہے بلکہ اس کی جگہ اتحادی قوموں کا غیر ملکی نمائندہ ایک فرد واحد ہو۔ ۴۰ لاکھ عوام کی قسمت کا مالک ہو۔ ملک میں آمریت اور مظالمیت کا دور دورہ ہو۔ پھر سے شخصی راج ہو۔ پاکستان چاہتا ہے کہ عوام جو کچھ حاصل کر چکے ہیں وہ ان سے چھین لیا جائے۔ بُلندیوں پر پہنچنے کے بعد پھر ان کو گہرائیوں اور پستیوں میں گرا دیا جائے۔ پھر کہا کہ اس کے برعکس ہندوستان نے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں پاکستانی حملے کے وقت ہماری الحاق کی پیش کش کو منظور کیا۔ اور گو آئینی طور پر یہ الحاق مکمل تھا۔ اس نے اپنی فراخدلی۔ جمہور نوازی۔ عوام دوستی کا ثبوت دینے کے لئے اعلان کیا کہ وہ ریاست میں امن بحال ہونے اور پہلی صورت حال کے برقرار ہو جانے پر الحاق کی تصدیق کے لئے رائے شماری کرائے گی۔ یہ حکومت ہند کی اپنی طرف سے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

آزادانہ پیشکش تھی۔ آئینی طور پر وہ اِس کی پابند نہ تھی کیونکہ الحاق تو ہو ہی چکا تھا۔''

پھر کہا کہ۔۔۔۔۔ ہندوستان نے جو کچھ پہلے دن کہا تھا آج تک اُس پر قائم ہے۔ ہندوستان کبھی بھی اہل جموں وکشمیر کی مرضی کے خلاف کوئی اقدام کرنے کو تیار نہیں۔ مقابلہ کیجئے پاکستان اور ہندوستان کے طرز عمل کا ایک طرف پاکستان اس لئے کشمیری عوام کو غلام بنانا چاہتا ہے۔ کہ وہ کشمیر کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، دوسری طرف ہندوستان نے کشمیریوں کی سخت مصیبت اور تکلیف کے وقت ان کی ہر ممکن فوجی۔ مالی اور اخلاقی مدد دی۔ ان کی آزادی کو بچانے کے لئے اپنے بہت سے نوجوانوں کے سر کٹوائے۔ اور پھر اہل ہند اور اہل کشمیر میں جو چیز سب سے زیادہ مشترک ہے۔ وہ ہے نظریوں اور اصولوں کی ہم آہنگی۔ دونوں کا نصب العین ایک ہے۔ دونوں جمہوریت نواز ہیں۔ دونوں انسانیت کے پیروکار ہیں۔ ہند اور کشمیر دونوں کا مقصد عوام کی بہبودی اور سربلندی ہے۔ جہاں پاکستان میں انسان اور انسان میں نفرت بغض اور عناد کی تعلیم دی گئی۔ اور دی جاتی ہے۔ بھائی کو بھائی سے الگ کیا جاتا ہے۔ وہاں ہندوستان میں جمہوری حکومت ہے جس میں ہر فرقہ کے فرد کو بلا لحاظ مذہب وملت۔ رنگ ونسل مساوی حقوق حاصل ہیں۔ یہ ہندوستان ہی ہے۔ جہاں نفرت کی آگ کو ٹھنڈا رکھنے اور انسان کی بقا کے لئے مہاتما گاندھی نے اپنے خون کے آخری قطروں کو قربان کر دیا۔ یہ ہندوستان کا رہنما نہرو ہی ہے جو دُنیا بھر کے درد کو اپنا درد سمجھتا ہے''۔

علاوہ ازیں مولانا صاحب کو اپنی اسی رائے سے بھی عوام کو از سر نو آگاہ کرنا چاہیئے۔ جو انہوں نے ''پرجا پریشد سے دو دو باتیں'' کے عنوان سے طبع شدہ ۵، جنوری ۱۹۵۲ء کے پمفلٹ میں دی ہے۔

''کشمیر ہزاروں سال سے ہندوستان کا حصہ رہا ہے۔ اور آج بھی ہے۔ اور جب تک ہندوستان اور کشمیر کے غیور فرزند موجود ہیں۔ یہ ہندوستان کا حصہ رہے گا۔ اگر چہ قبائلی حملے کے بعد کشمیر کے کچھ علاقے دشمن کے نامناسبانہ قبضے میں آئے ہیں۔ لیکن آج بھی ہندوستان کی فوجیں اس سرزمین پر ہیں۔ اور بہادری سے حفاظت کر رہی ہیں۔ پاکستان کے مقابلہ میں ہندوستان کا فوجی استحکام اس سرحدی ریاست کے کناروں پر اس وقت بھی اور آئندہ بھی رہنا ضروری ہے۔ اور یہ استحکام اگر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

وادیٔ کشمیر میں نہ ہوتو اس سے پیچھے ہٹ کر یا نہال کے اس پار کوئی ایسی قدرتی جگہ نہیں، جہاں حفاظتی
Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu
انتظامات مستحکم ہوسکیں۔ کوئی سلطنت اگر اپنی حیثیت قائیم رکھنے کے لئے کسی جگہ فوجی استحکام قائم رکھتی ہے تو وہ خاص خاص جگہوں پر ہی ہوتا ہے۔

جب ریاست جموں وکشمیر ہند کا ایک حصہ ہے تو کشمیر ہی ایک خاص جگہ ہے جو ہندوستان کے لئے مستحکم حفاظتی قلعہ کا کام دے سکتی ہے۔ جو لوگ یہ قلعہ دشمن کے ہاتھ دے دینے کی سازش کر رہے ہیں اور اس کو کامیاب بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ پورے ہندوستان کیساتھ غداری کر رہے ہیں اور ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اس غدارانہ چال کو کامیاب نہ ہونے دے۔''

اب مولانا صاحب خود ہی فرمائیں کہ کون کشمیر کو دُشمن کے حوالے کر رہا ہے۔ اور کون غداری کر رہا ہے۔ کیا مولانا صاحب اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ وادی کشمیر کی مکمل آزادی کے نعرہ کے یہ معنی نہیں ہیں اور صریحاً یہ نتیجہ نہ ہوگا کہ کشمیر سامراجی طاقتوں کے قبضہ میں چلا جائے۔ اور وہ وہاں جنگی اڈے قائیم کر کے جنگی اکھاڑہ بنائیں اور کشمیر کو دوسرا کوریا بنادیں اس کے خطرناک نتائج سے کوئی بھی آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ یہ تو دشمن کے حوالہ کرنے سے بھی زیادہ خطرناک اور مہلک ہے۔ مکمل آزادی کے نام سامراجی طاقتوں کے اقتدار کو قائم کرتے ہوئے دُنیا کے لئے ایک میدان جنگ کشمیر کو بنا دیا جائے۔

اور جبکہ مولانا صاحب خود مکمل آزادی اور پھر کشمیر کی آزادی کے نعرہ کے قطعاً خلاف ہیں اور انہوں نے بارہا اس خیال کو غیر عمل نقصان دہ اور عزت وآبرو کے خلاف خطرناک ظاہر کیا ہے۔ تو اب اس میں دورائے کیسے ہوسکتی ہیں۔ آخر پر میں مولانا صاحب سے خطاب کرنے کے ساتھ ساتھ عوام کو بھی جواب دینا چاہتا ہوں کہ محض رائے شماری کے نام سے خوف وخطر شکوک پیدا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی شرائط خاص ہیں اور ان کا پورا ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن نظر آتا ہے اور آئے دن گذشتہ چھ سال بحث مباحثہ کے سلسلہ میں اس سوال کو محض بحث کا موضوع بنایا جارہا ہے۔ اور بس مجبوراً ایسا وقت آئیگا کہ گورنمنٹ آف انڈیا جس کے ساتھ جموں وکشمیر کا الحاق ہوا ہے۔ اور جس کے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ذمہ ریاست کا ڈیفنس ہے۔ وہ ہمارا وہ علاقہ میر پور۔ مظفر آباد۔ پونچھ کا علاقہ جو ایک طرح پاکستان کے نظم ونسق اور جارحانہ قبضہ میں ہے واپس لینے کی طرف قدم اٹھائے۔ اور ریاست کی سابقہ حدود پر ڈیفنس کا انتظام کرے اور جو آئینی الحاق ہو چکا ہے اور جس حد تک مسودہ الحاق۔ معاہدہ دہلی کا تعلق ہے۔ اُسے قطعی طور پر ہمیشہ کے لئے تسلیم وتصدیق شدہ اور پختہ تصور کر کے غیر یقینی حالت کو ختم کر دیا جائے۔ اور بار بار استعواب رائے کے سوال کو سامنے لا کر عوام کو پریشان کرنے اور نہ معلوم عرصہ تک انتظار کرنے کی بے کار اور تذبذب وشکوک پیدا کرنے والی حالت کو ختم کیا جائے۔''

۱۹۲۰ء سے ۱۹۶۶ء تک :۔ اس ۴۶ سال کے لمبے عرصہ میں مُلک بھر میں اور خصوصاً ریاست جموں وکشمیر میں نمایاں تبدیلیاں ہوئیں۔ اور خاص کر ۱۹۴۷ء کے بعد تو ہر شعبہ زندگی میں ایسی تبدیلیاں ظہور میں آئی ہیں کہ آج کے نوجوان کے لئے اور خاصکر طلباء کے لئے تو سمجھنا مشکل ہے کہ ۱۹۲۰ء میں شخصی راج کے وقت عام انسان کی کیا حالت تھی۔ تعلیم۔ ذرائع آمد ورفت۔ پریس و پلیٹ فارم۔ عام لوگوں کے رہنے سہنے کا طریقہ۔ آرام وآسائش۔ ذہنی قابلیت وغیرہ آج کے مقابلہ میں کس درجہ تک تھیں۔ آج تیزی سے بدل رہی دُنیا کی نئی جزیشن کو پورا علم نہیں کہ ریاست میں سماجی۔ اقتصادی وسیاسی آزادی کی تحریک کا آغاز کہاں سے اور کیسے شروع ہوا۔ اور آج سے آدھی صدی پیشتر اس تحریک کا آغاز کرنا تو درکنار سوچنا بھی کس قدر جان جوکھوں کا کام تھا۔ پچھلے صفحوں میں میری ابتدائی زندگی کے حالات سے اور ترک ملازمت کے بعد سیاسی زندگی کے واقعات نے کسی حد تک یہ بات واضح کر دی ہوگی کہ میں نے ذاتی طور پر اس تحریک آزادی کی جدوجہد میں کس حد تک اپنا فرض ادا کیا ہے۔ آپ جو چاہیں نتیجہ نکالیں کہ اس تحریک کا آغاز کس نے کیا۔ لیکن آپ بلا شبہ اس نتیجہ پر ضرور پہنچیں گے کہ میری زندگی میں جو عظیم انقلاب آیا۔ اس کی زیادہ تر وجوہات دُکھی غریب، جنتا، محنت کشوں مزدوروں۔ کسانوں۔ ہریجنوں اور رفیوجیز کی دردناک حالت سے متاثر ہونے کی وجہ سے ہوئیں۔ اور بے غرضانہ خدمت خلق نشکام سیوا۔ پریم کی کھیل میں جہاں ہر قسم کی قربان کرنے کی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

شرط لازمی ہے۔ میدان میں سر پر کفن باندھ کر نکلا ملازمت ترک کرنے سے پیشتر ہی ایک دو سال سے میں نے یہ کام شروع کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا کئی برس جنگلوں۔ پہاڑوں دور دراز کے علاقہ جات میں رہنے والے دُکھی وغریب کس مپرسی کی حالت میں پڑے دیہاتیوں کی حالت دیکھنے اور اُن کے سدھار کے لئے اپنے آپ کو ہر مشکل ومصیبت عذاب کو برداشت کرنے غرضیکہ تپ وتیاگ کی زندگی بسر کی۔ تن تنہا ایک انقلابی فقیر کی حیثیت سے فرداً فرداً یا جہاں اتفاق سے کسی مجمع یا جلسہ میں موقع ملا۔ اپنے خیالات و پروگرام کو پیش کرتا رہا۔ آل جموں وکشمیر ڈوگرہ سبھا کا تین دفعہ پریذیڈنٹ منتخب ہوا۔ اس میں جو تین ایڈریس لکھے اور پڑھے اُن کی کاپی اب میرے پاس نہیں ہے۔ ان ایڈریسوں میں اس وقت تک جسے ۳۶ سال گذر چکے ہیں۔ جملہ تکالیف شکایات کو دور کرنے اور خصوصاً دیہاتیوں کے جائز ولازمی مطالبات پورا کرنے کے لئے آواز اُٹھاتا رہا۔ اس کے بعد جن حالات سے گذرنا پڑا وہ آپ نے پڑھ لئے ہیں۔

۱۹۵۲ء سے ۱۹۶۴ء تک بارہ سال پارلیمنٹ میں راجیہ سبھا کا ممبر رہنے کے بعد واپس اپنی کٹیا خانپور میں پھر سے آگیا۔ اور اب تک چُپ رہا۔ ۱۹۶۴ء کے بعد جو واقعات ہوئے اُن سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ بارہ سال کی پارلیمنٹری ڈیوٹی میں میں نے ۴۴ تقریریں کیں اور جو کچھ دل کی گہرائیوں سے صحیح و سچی آواز۔ ضمیر وآتما کی نکلی وہ سُنا دی۔ ان میں کچھ ضروری اور دلچسپ تقاریر کو یہاں شایع کر رہا ہوں تا کہ عوام اندازہ لگائیں کہ آخر جو کم وبیش ہر شعبہ وکام میں بہتری ہوئی یا ہو رہی ہے۔ اور جو مختلف قسم کے کام وسکیمیں چل رہی ہیں۔ اور جو دن بدن ضروری اور فوری مسائل پیش ہوتے رہے ان کے بارہ میں عوام اور خاص کر پارلیمنٹ وراجیہ سبھا کے ایوان میں جن خیالات وتجاویز کو پیش کیا گیا۔ شائید ہی اُن میں کوئی ایسا مسئلہ یا سوال رہ گیا ہو۔ جس پر میں نے بحث میں حصہ نہ لیا ہو۔ اور رائے نہ دی ہو۔ آخر جتنے کام ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ خواہ مخواہ نہیں ہوئے۔ ان کو مکمل کرنے اور ضروری اصلاحات کی طرف دھیان دینے کے لئے گورنمنٹ کو مشورہ دیا جاتا رہا اور ہر ایکشن کے نتایج سے بھی آگاہ کیا جاتا رہا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جب آپ سابقہ دردناک و دُکھدائی رنجیدہ حالات کو سامنے رکھیں گے اور زمانہ حال کے کاموں اور تبدیل شدہ حالات کا جائزہ لیں گے تو بڑا فرق پائیں گے۔ اور بظاہر کئی باتوں میں نمایاں ترقی و اصلاح دیکھ کر ملک کی بہتری و ترقی اور سیاسی و اقتصادی آزادی کے کام کو کسی حد تک خاطر خواہ نہ پاکر موجودہ کاموں و گورنمنٹ کے پروگرام پر رائے دینے سے پیشتر اسبات کو پیش نظر رکھیں گے کہ عام غریب جنتا پسماندہ دُکھی لوگوں کے جو اب تک حیوان کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں ان کو اس موجودہ ڈیولپمنٹ ترقی کی سکیموں و کاموں سے کِتنا حِصہ ملا۔ ان پر کتنا خرچ ہوا۔ کیوں غریب، غریب تر اور امیر امیر تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں گے کہ جو آواز میرے جیسے خادم کی طرف سے غریب جنتا کی خبر گیری۔ اس کی بھلائی و ہمدردی کے لئے نکلتی رہی۔ وہ آخر اب ہر کسی کے لئے آئیندہ کے امن اطمینان آزادی خوش حالی و ہر قسم کے منصوبوں۔ سکیموں کی کامیابی کے لئے یہ ضروری اور لازمی تسلیم کرنا پڑا کہ غریب۔ جہالت۔ بیماری کو دُور کرنے اور محنت کشوں مزدوروں کسانوں کا معیار زندگی بلند کرنے اور ہر قسم کے ترقی کے کاموں سے بطریق مساوی غریب محنت کش جنتا کو پورا حصہ ملنے اور اسے انسانی سوسائٹی میں مناسب باعزت جگہ ملنے کے لئے کوشش کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ آج ''جے کسان جے جوان'' کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ میں نے یہ نعرہ اپنی ۱۹۶۴ء کی پارلیمنٹ کی آخری تقریر میں لگایا تھا اور بلند آواز میں کہا تھا کہ موجودہ حالت اور کام کا اندازہ محض بڑی عمارتوں اور شہروں کے رنگ و روغن کا منظر دیکھ کر نہ لگائیں۔ بلکہ دوسری طرف لاکھوں کچے کوٹھے، گھاس پھوس کے جھونپڑے بے چراغ ڈھارے اور ان میں رہنے والے بے بس انسانوں کی دردناک حالت بھی تصور میں لائیں۔ اور پھر دیکھیں۔ نظر دوڑائیں اور سوچیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے تھا۔ کیا ہم نے کیا ہے اور کیا کرنا باقی ہے۔

فہرست تقاریر جو میں نے بطور ممبر راجیہ سبھا کیں:۔

(۱)۔ ۲۹، مئی ۱۹۵۲ء۔۔۔ ریلوے کے متعلق۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

(۲)۔۱۵،اگست ۱۹۵۲ء۔۔۔کشمیر سے حق پسینی باشندہ کے سوال پر۔

(۳)۔۱۳،ستمبر ۱۹۵۲ء۔۔۔اغواشدہ آدمیوں عورتوں کے متعلق۔

(۴)۔۱۸،دسمبر ۱۹۵۲ء۔۔۔پانچ سالہ پلان کے متعلق۔

(۵)۔۲۰،دسمبر ۱۹۵۲ء۔۔۔رفیوجیز کے قرضہ کے متعلق۔

(۶)۔۱۴،فروری ۱۹۵۳ء۔۔۔راشٹرپتی کے ایڈریس کے متعلق۔

(۷)۔۲۰،فروری ۱۹۵۳ء۔۔۔کشمیر میں ریل لانے کے متعلق۔

(۸)۔۱۶۔اپریل ۱۹۵۳ء۔۔۔بجٹ اور فنانس پر بحث۔

(۹)۔ ستمبر ۱۹۵۳ء۔۔۔شیخ محمد عبداللہ کے متعلق۔

(۱۰)۔۲۵۔نومبر ۱۹۵۳ء ۔۔۔ری ہیبلی ٹیشن فنانس ایڈمنسٹریشن امینڈ منٹ کے متعلق۔

(۱۱)۔۲۴،فروری ۱۹۵۴ء۔۔۔رفیوجیوں کے متعلق (بھور کیمپ کے رفیوجیوں کے متعلق پمفلٹ شائع کیا) و ریل کے متعلق۔

(۱۲)۔۱۸،مئی ۱۹۵۴ء۔۔۔فارن افیسرس اور کشمیر کے متعلق۔

(۱۳)۔۲۷،اگست ۱۹۵۴ء۔۔۔مختلف پارٹیوں کے لیڈرز کی کانفرنس وملٹری ایڈ ٹو پاکستان۔

(۱۴)۔یکم ستمبر ۱۹۵۴ء۔۔۔خوراک میں ملاوٹ (اسمیں الحاق کا ذکر)۔

(۱۵)۔۳،ستمبر ۱۹۵۴ء۔۔۔لینڈ ریفارم پانچ سالہ پلان۔

(۱۶)۔۱۷،ستمبر ۱۹۵۴ء۔۔۔اچھوتوں کے متعلق۔

(۱۷)۔۲۵،ستمبر " ۔۔۔ٹیکشن لاکو جموں وکشمیر پر لاگو کرنا۔ری ہیبلی ٹیشن کے متعلق۔

(۱۸)۔۲۴،دسمبر ۱۹۵۴ء۔۔۔پانچ سالہ پلان۔

(۱۹)۔مارچ، ۱۹۵۵ء۔۔۔ریل کے بجٹ پر۔

(۲۰)۔۲۵،مارچ ۱۹۵۵ء۔۔۔یتیموں۔بیوگان کے آشرموں کی دیکھ بھال کا بل۔

(۲۱)۔۳۱،اگست ۱۹۵۵ء۔۔۔اغواشدہ کی برآمدگی کا بل۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

(۲۲)۔۱۹، دسمبر ۱۹۵۵ء۔۔۔سٹیٹس ری آرگنائزیشن بل۔

(۲۳)۔۲۰، دسمبر ۱۹۵۵ء۔۔۔ سٹیٹس ری آرگنائزیشن بل۔

(۲۴)۔۲۴، فروری ۱۹۵۶ء۔۔۔پوربی پاکستان کے رفیوجیز کے بارے میں۔

(۲۵)۔یکم مارچ ۱۹۵۶ء۔۔۔ریل کے متعلق۔

(۲۶)۔۴۔اپریل ۱۹۵۶ء۔۔۔لوک سہایک سینا کے متعلق۔

(۲۷)۔۲۱، مئی ۱۹۵۶ء۔۔۔زراعتی پیداوار بڑھانے کے متعلق پانچسالہ پلان پر۔

(۲۸)۔۳۱، اگست ۱۹۵۶ء۔۔۔کواوپریشن پبلک رائے پانچسالہ پلان پر۔

(۲۹)۔۴، ستمبر ۱۹۵۶ء۔۔۔جموں وکشمیر ایکسٹینشن لا بل۔

(۳۰)۔۲۱، نومبر ۱۹۵۶ء۔۔۔اغوا شدہ اشخاص کی برآمدگی۔

(۳۱)۔۹، ستمبر ۱۹۵۷ء۔۔۔انٹرنیشنل پالیسی پر۔

(۳۲)۔۲۰، فروری ۱۹۵۸ء۔۔۔ریلوے کے متعلق۔

(۳۳)۔۱۵، ستمبر ۱۹۵۸ء۔۔۔غذائی مسئلہ پر۔

(۳۴)۔۲۰، فروری ۱۹۵۹ء۔۔۔جہیز کی بندش کے متعلق۔

(۳۵)۔۱۰، مارچ ۱۹۵۹ء۔۔۔بجٹ پر بحث۔ پانچسالہ پلان کے متعلق۔

(۳۶)۔۸، دسمبر ۱۹۵۹ء۔۔۔وائیٹ پیپر خط وکتابت۔ ہندوستان چین کے بارڈر کے متعلق۔

(۳۷)۔۲۲، فروری ۱۹۶۰ء۔۔۔جموں وکشمیر میں ریلوے لانے کے متعلق۔

(۳۸)۔۱۷، اگست ۱۹۶۰ء۔۔۔فارن آفیسرز۔

(۳۹)۔۲، دسمبر ۱۹۶۰ء ۔۔۔سول اخراجات کو کم کرنے پر مزارعان کو مستقل آباد کرنا۔

(۴۰)۔۲۲، فروری ۱۹۶۱ء۔۔۔ریلوے بجٹ پر جموں وکشمیر میں ریل لانے کے متعلق۔

(۴۱)۔۱۶۔مارچ ۱۹۶۲ء۔۔۔سمال سکیل انڈسٹریز۔

(۴۲)۔۲۹، مارچ ۱۹۶۲ء۔۔۔ایڈ ٹو کشمیر۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IES (Retd) Collection Jammu

(۴۳)۔۵، دسمبر ۱۹۶۲ء۔۔۔ڈیفینس آف انڈیا ایکٹ۔

(۴۴)۔۲۸، فروری ۱۹۶۳ء۔۔۔ریلوے کے متعلق۔

(۴۵)۔۱۰۔۱۱، مارچ ۱۹۶۴ء۔۔۔آخری تقریر۔

ان سب تقریروں کو از سر نو یہاں درج کرنا میں یہاں موزوں نہیں سمجھتا۔ البتہ چند خاص تقاریر درج کرتا ہوں تا کہ عوام اندازہ لگا سکیں کہ میں نے غریب جنتا کی آواز حکومت کے کانوں تک پہنچانے کے لئے کتنی کوشش کی۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تقریر سردار بُدھ سنگھ ممبر راجیہ سبھا جو ۳، ستمبر ۱۹۵۴ء کو راجیہ سبھا میں کیگئی۔

Private Member's Resolution

Moved by Shri P. Sundaryya.

This house is of opinion that in order to gurantee the success of the Five year Plan. The Central Government should recommend to all the state governments that they should take immediate steps for the speeding up of land reform legistlation in their respective states.

جو سوال اس ریزولیوشن میں اٹھایا گیا ہے۔ اس کی سپرٹ سے اس کی اہمیت سے اور اس کی ضرورت سے کسی کو اختلاف نہیں ہوسکتا۔ آج تمام دُنیا کے اندر اور خاص طور سے ہمارے ہندوستان کے اندر جتنا محنت کش جو غریب مفلس کسان و مزدور ہیں۔ ان کے دِل کی آواز کو مدنظر رکھ کر یہ ریزولیوشن موجودہ صورت میں پیش کیا گیا ہے کہ لینڈ ریفارمز کو جلدی کیا جائے تا کہ فائیو ایر پلان (پانچ سالہ پلان) کی ضمانت ہو سکے۔ اور وہ کامیاب ہو سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پانچ سالہ پلان والوں کی نیت نیک ہے۔ اور انہوں نے بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ اس میں زراعتی ترقی کے متعلق کچھ لکھا پڑھی بھی کی گئی ہے۔ لیکن آج سوال اس کسان کا ہے اس مزدور کا ہے جو بھوکا ہے، ننگا ہے۔ اور جو چھ مہینے مزدور رہتا ہے۔ اور چھ مہینے کسان رہتا ہے۔ یہ ایوان جس میں ہم لوگ بیٹھے ہیں اور جتنے مندر، مسجد، گوردوارے اور محلات، دوسری عالی شان عمارتیں ہیں۔ ان سب کا بنانے والا وہی مُزدور ہے۔ انجینئر صرف کاغذ پر نقشہ بناتا ہے۔ اور ٹھیکہ دار اپنا ہنٹر لے کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن ہماری زندگی کی قائمی۔ آسانی سے رہنے۔ آسائش اور آرام کے لئے اس بے چارے مزدور نے کارخانوں میں کوئلہ و چونا کی کانوں میں اپنا خون پسینہ ایک کر کے راجستھان و دور کے مقامات سے پہاڑوں سے پتھر لا کر اور گڑھ گڑھ کر یہ سب عمارتیں بنائیں۔ اس طرح ہزاروں آدمی دن رات محنت مزدوری کرتے ہیں۔ خود تکلیف اُٹھاتے ہیں تب ہم یہاں اس صورت اور شکل میں زندہ ہیں۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کسان کیا ہے؟ کسان روزی دہندہ ہے۔ خدا۔ پرماتما کے اگر اس کی جگہ ہے۔ اس کے ہل کی بدولت اور اس کی محنت کی بدولت آج ہمیں سب چیزیں ملتی ہیں۔ اگر وہ نہ ہو تو کون زمین کو ہموار بنائے وہل چلائے۔ کون اس میں پانی لگائے۔ ایک کہاوت ہے۔

''ساریاں کلاں تے بیٹھ ہلاں''

یعنی تمام کاروائیاں بہ سلسلہ تمام زندگی وموت کے مسلے مثلاً خوراک و دیگر ضروریات زندگی، تمام صنعت وحرفت یہاں تک کہ پنچ سالہ پلان کی کامیابی ہے اس کے ہل کے نیچے ہے۔ تو اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ محنت کش مزدور اور کسان کے اوپر ہماری زندگی کا زیادہ دار و مدار ہے تو تمام دُنیا کا اور اس پنچ سالہ پلان کا مسئلہ حل ہو جائے۔ آج جتنے پروجیکٹس قائم ہو رہے ہیں ان میں کون کام کرتا ہے؟ کیا ان میں انجینئر خود کام کرتا ہے یا ہم کام کرتے ہیں ہم تو خالی کھڑے رہتے ہیں اور کھڑے کھڑے ہدایات (انسٹرکشن) دیدیتے ہیں۔ لیکن رات میں دن میں سردی میں گرمی میں سخت محنت کر رہا ہے۔ جو اپنی جان لگا رہا ہے۔ وہ کون ہے؟ اس لئے ہمیں سمجھ لینا چاہیئے کہ جب تک کسان اور مزدور کا معیار زندگی بلند نہیں ہوتا۔ تب تک نہ ہمارا پنچ سالہ پلان کامیاب ہونیوالا ہے اور نہ کوئی کام ہی چلنے والا ہے اس لئے ہمیں کسان کو اوپر اُٹھانا ہے۔ ہل چلانے والے کو اوپر اٹھانا ہے۔

صرف نہر نکال دینے سے پیداوار نہیں بڑھے گی۔ جو محنت کرنے والا ہے جب تک اس کو یہ اطمینان نہیں ہوگا کہ وہ اپنی زمین پر قابض رہے گا۔ تب تک ہماری پیداوار زیادہ نہیں بڑھ سکتی ہے۔ ابھی ہمارے معزز ممبر نے بتایا کہ ہزاروں بیدخلیاں ہوئیں۔ جب ہمارے پرائم منسٹر صاحب پنجاب گئے تھے تو ان کے سامنے بھی ایسی شکایت پیش کی گئی تھیں۔ اس طرح بجائے اس کے کہ ان کو اٹھایا جائے۔ ان کا معیار زندگی بلند کیا جائے۔ اس لئے انہیں بیدخل کیا جاتا ہے۔ اس لئے آج یہ ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ کسی طرح سے کسان کو اپنی زمین ملنی چاہیئے۔ اس کی یہاں پر نندا یا مخالفت کرنا میرے خیال میں بے انصافی ہے ساتھ ہی گورنمنٹ کے جو کرمچاری کام کر رہے ہیں۔ ان کی نیت اور کوششوں پر شک کرنا اور حملہ کرنا بھی سخت بے انصافی ہوگی۔ لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس بات پر ذرا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

افسوس ہوا جب میں نے شری انی بھوسن کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ لینڈ لارڈز کے پاس دولت ہے سامان ہے سب کچھ ہے۔ لہذا وہ کسان کے مقابلہ میں جس کے پاس کچھ نہیں، زیادہ پیدا کر سکتا ہے۔ وہ پھر یہ کہتے ہیں کہ آپ بڑی جلد بازی کر رہے ہیں حالانکہ کسانوں کی محنت و مشکلات کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کسان جو کھیتی کرتا ہے ہل چلاتا ہے جو کہ اناج پیدا کرتا ہے۔ ہمیں زندہ رکھتا ہے۔ اس کو کیا ہم روٹی۔ کپڑا اور مکان سے بھی محروم کر دیں اور اس کی محنت و کام کا احساس نہ کریں۔

خود مہاتما گاندھی جی گذرنے سے چند دن پہلے کہہ گئے تھے کہ ''ہمارے جتنے منتری ہیں اُن میں سے کوئی بھی کسان نہیں۔ کسانوں کی مصیبتوں کو کسان ہی سمجھ سکتے ہیں۔ دراصل اب راج کسانوں کا ہی ہونا چاہیئے۔ اُن میں بہت پڑھے لکھے مل سکتے ہیں۔ اس لئے انہیں حکومت میں لانا چاہیئے۔ جس طرح امریکہ کا ایلچی ہند کی جنتا سے نہ مل کر اپنا کام دیش کے پردھان منتری کے ذریعہ کرا لیتا ہے۔ اسی طرح ایک اُن پڑھ کسان منتری بھی اپنا ارادہ پردھان منتری کے ذریعہ پورا کرا سکتا ہے۔ اگر کسان منتری ٹھیک طور پر کسان ہی ہو تو وہ کسانوں کی طرح مٹی میں سوئے گا اور سورج و چاند کی روشنی میں رہے گا۔'' غرضیکہ جس طرح سے کسان زندگی بسر کرتا ہے اس طرح وہ بھی کرے گا۔ یہ مہاتما جی کا آدرش ورائے ہے۔ مہاتما جی کے جن آدرشوں و پروگرام کو لے کر کانگریس پارٹی حکومت کر رہی ہے اور یہاں بیٹھی ہوئی ہے۔ پنچ سالہ پلان بنانے والے کرمچاری بھی اس اصول کو مانتے ہیں کہ کسان کی حالت درست کرنی چاہیئے۔ یہ سب لوگ مہاتما جی کے شردھالو ہیں تو پھر اس پر جلد عمل کرنا چاہیئے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ جو کسان اور مزدور کا سوال ہے۔ جو لینڈ ریفارم آپ کرنے جا رہے ہیں یا معاوضہ کا سوال ہے یہ سب حل کیسے ہوگا؟۔

میں کشمیر کے بارے میں کم سے کم فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ جموں و کشمیر کا جو اب معاہدہ کے مطابق اس مُلک میں شامل ہے۔ وہاں آپ کو معلوم ہوگا کہ جتنی بھی زمین اور علاقے جو لینڈ لارڈس اور راجاؤں سے لئے گئے تھے وہ ہم نے غریب کاشتکاروں میں بلا معاوضہ بانٹ دیئے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ہمارے انڈیا کے پرائم منسٹر صاحب نے بھی یہ کہا تھا کہ ہمیں رشک ہے اور خوشی ہے کہ کشمیر نے اتنا بڑا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اصلاحی قدم اٹھایا ہے جتنے بھی کاشتکاران کے لئے مصیبت کا باعث بنے ہوئے وہاں جاگیردار اور لینڈ لارڈس تھے۔ ہم نے ان کو واجبی زمین چھوڑ کر باقی سب زمین لے لی۔ اور کسانوں میں زمین تقسیم کر دی۔ آج ہندوستان کے اتنے بڑے مُلک میں معاوضہ دینے کا سوال پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ آئین میں ایسا لکھا ہے۔ مگر آخر ہمیں اس کانسٹی چیوشن کی آئین کی دفعہ کو بدلنا پڑے گا۔

جب تک آپ کسانوں کی محنت کشوں کی اور مزدوروں کی زندگی کا معیار بلند نہیں کریں گے اور اُنہیں مطمین نہیں کریں گے تب تک مُلک کی پیداوار نہیں بڑھ سکتی۔

آپ صنعتیں بڑھائیں کارخانے کھولتے جائیں لیکن اگر پیداوار اناج خوراک نہیں ہے۔ اور مویشی جو کہ ملک کی دولت ہیں نہیں ہیں۔ تو پھر انسان کی زندگی زیادہ دن قائیم نہیں رہ سکتی۔ اناج کیساتھ بھوسہ وچارہ کی اشد ضرورت ہے جس پر مال مویشی کا انحصار ہے۔ ایسی صورت میں لازم ہے کہ کسان کو اپنے حق کے بارے میں اطمینان ہو تسلی ہو۔ سیٹسفکیشن ہو کہ ان کی زمین کی پیداوار پر کسی کا دخل نہیں ہے۔ وہ اس میں خوشی سے کھیتی کر سکتا ہے۔ ہل چلا سکتا ہے۔ کھیتی میں پیداوار بڑھا سکتا ہے۔ اور شوق سے محنت کی زندگی گذار سکتا ہے۔ اس کو پانی کے ذرائیع مہیا ہوں ہل کے لئے بیل اور اچھے مویشی مل سکیں وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ چونکہ وہ غریب ہے چونکہ اس کے پاس سرمایہ نہیں ہے۔ اس کے پاس ٹریکٹر نہیں ہے اور دوسرے اعلےٰ قسم کے کھیتی کے سامان نہیں ہیں۔ اس لئے وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کے پاس اگر چہ یہ ذریعے نہیں بھی ہیں۔ تو بھی وہ اپنی محنت سے قوت بازو سے اناج پیدا کرے گا۔ مزدور اور کسان تو محنت کرتے ہیں لیکن عجیب بات ہے کہ جن کا کہ بنکوں میں روپیہ ہے لکھ پتی لوگ ہیں۔ وہ بھی ان غریب کسانوں کا خون نکال لیتے ہیں۔ بھاری لگان لیتے ہیں۔ ٹیکس لگاتے ہیں۔

میں شری اگنی بھوش سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو بڑے زمیندار یا دولت مند لوگ بڑے فارم بنا کر پیداوار بڑھاتے ہیں۔ کیا وہ خود ٹریکٹر چلاتے ہیں۔ ہل چلاتے ہیں۔ گوڈی کرتے ہیں۔ گھاس نکالتے ہیں کھیتی کے تمام کام کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ سب کام کسان کاشتکار و مزدور کرتے ہیں۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

شری اگنی بھوش سے کہا جاتا ہے کہ جلد بازی نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ ایک بڑا بھاری انقلاب (ریولیوشن) واضع ہے کہ ریولیوشن آہستہ آہستہ نہیں ہوا کرتا۔ جلد ہوا کرتا ہے۔ خطرناک حالات کا انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ جتنے یہاں مہاتما گاندھی کے چیلے ہیں۔ اُن میں سے بہترین چیلوں میں سے شری ونو بھاوے جی بڑے شردھالو ہیں۔ جنہوں نے زمین غریب کسانوں کو دلانے کا کام شروع کر رکھا ہے۔ انہوں نے بڑے زمینداروں جاگیرداروں سے کہا ہے کہ بھائی کچھ زمین کسانوں کو دیدو کیونکہ یہ ان کا حق ہے۔ یہ نہیں کہا کہ پُن کرو۔ عطا کرو یا بخشو۔ انہوں نے کہا کہ یہ ان کا حق ہے۔ دراصل ونو بھاوے جی نے عوام میں اسبات کا احساس پیدا کر دیا ہے اور ان کے کام کو گورنمنٹ نے بھی پسند کیا ہے۔ لہذا اِن کی ندا کرنا بڑی بے انصافی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ لینڈ لارڈس کے ذریعے ستائے ہوئے غریب کسان و مزدور بغیر زمین کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ مر رہے ہیں آسمان کے نیچے سردی اور گرمی میں اپنے بال بچوں کو لے کر پڑے ہوتے ہیں۔ شری ونو بھاوے نے یہ بھی کہا کہ اگر زمین کسانوں کو نہ دو گے۔ تو ایک خونی انقلاب ہوگا لیکن اگنی بھوش صاحب کہتے ہیں کہ جلد بازی نہ کرو۔ یہ معاملہ اتنا نازک ہے کہ اسے بہت جلد حل کرنا چاہیئے۔ ہم کو تو تنخواہیں مل رہی ہیں۔ رہنے کو اچھے گھر ملے ہوئے ہیں۔ بجلی کے پنکھے ہیں۔ فلش سسٹم ہے آرام کے سب سامان مہیا ہیں۔ کسانوں کے فائدہ اور اس کے دُکھ درد دُور کرنے کے بارے میں ہم کیسے سوچ سکتے ہیں۔ میں نے ۲۴ سال پہلے کسان کی ایک داستان لکھی تھی۔ انگریز نے جو پرائم منسٹر تھا مجھے پکڑ کر قلعہ کی جیل میں بند کر دیا۔

میں اس وقت ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر تھا پنشن بھی ملتی تھی۔ لیکن انہوں نے کہا کہ کسان کی تکلیف دور کرنے کی بات جو کرنے والا ہوتا ہے وہ تو بول شیوک ہے۔ وہ کمیونسٹ ہے اور اس لئے خطرناک ہے۔ عجیب بات ہے کہ جو کوئی کسان یا مزدور یا محنت کش کی حالت سدھارنے کی بات کہتا ہے۔ تو اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تو کمیونسٹ ہیں۔ آج کمیونسٹ ہی نہیں ہر صحیح دماغ و محنت کشوں کا ہمدرد انسان چاہتا ہے کہ ملک کو زرعی اصلاحات کے سلسلہ میں نیشنلائیز کیا جائے۔ سوشلائیز کیا جائے۔ یا کوآپریٹو سسٹم کے طریقہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IES (Retd) Collection Jammu

پر یقین رکھتا ہے یا وہ کہتا ہے کہ جس کو پاکستان میں نہیں آ سکا زمین دیا جائے۔ اور جس کے پاس کام نہیں ہے۔ اس کو روزگار دیا جائے۔ غرضیکہ زرعی اصلاحات کو جلد سے جلد کرنے کے متعلق ہر ایک متفق ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اکثر دوکانیں خوراک سے بھری ہیں۔ ہر قسم کے سامان سے بھری ہیں۔ تمام کپڑے کے کارخانے مال سے بھرے ہیں۔ بے شمار مکان کمرے خالی ہیں مگر دوسری طرف بغیر کمرے کے اور بھوکے و ننگے بغیر کسی سہارے کے غریب لوگ پڑے ہیں تو مر بھی نہیں سکتے۔ کوئی خودکشی کرے تو وہ بھی جُرم ہے آتم گھات ہے۔ تو آخر وہ غریب انسان بھوکا مرنے کے لئے تو پیدا نہیں کیا گیا۔

پانچ فیصدی دولت مندوں کے لئے آپ نوے ۹۰ فیصدی کسانوں اور مزدوروں کو کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ لینڈ ریفارم کے کام میں دیر کرنا بڑے خطرناک نتائج پیدا کرنے والا ہے۔ میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے کام کے طریقے بڑے لمبے اور پیچیدہ ہیں اور ڈھیلے ہیں۔

یہ جو ریزولیوشن ہے یہ ایک واجب اور آسان وضروری ریزولیوشن ہے اس کو آپ کو جلد عمل میں لانا چاہیئے تاکہ پنچ سالہ پلان کامیاب ہو سکے۔ پنچسالہ پلان بنانے والوں سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلا حل یہ ہے کہ آپ زرعی اصلاحات کی جلد ایسی تجویز پیش کریں کہ جس سے کسان اور مزدور سو فیصدی آپ کے ساتھ شامل ہو کر آپ کے پروجیکٹس کو کامیاب بنا سکیں۔ اور جب تک آپ ان کو آسودگی سے زندہ رکھنے کے سامان مہیا نہیں کریں گے تب تک آپ کا کوئی پنچسالہ پلان نہیں چل سکتا، نہ مُلک کی پیداوار بڑھ سکتی ہے۔ اگر مُلک میں کھانا نہیں ہوگا۔ تو کیا آپ اسے دوسرے ملکوں سے منگائیں گے۔ اناج کا پیدا کرنا اور ہر وستو (چیز) کا پیدا کرنا یہاں کے رہنے والوں کے لئے بہت ضروری اور لازمی ہے۔ اس کے علاوہ چارہ و بھوسہ کی بھی بڑی ضرورت ہے کیونکہ پیداوار کیساتھ ملک میں مال مویشی کو بڑھانے کی بھی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان کے بغیر اور گوبر کے بغیر کھاد کے بغیر پیداوار نہیں بڑھ سکتی۔ آپ یاد رکھئے کہ اگر کسان محنت کش غریب اور دُکھی رہ گیا اور مزدور در بدر رہ گیا تو ہمارا یہ سارا ٹھاٹھ باٹھ نہیں رہے گا۔ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ کروڑوں محنت کش مرنے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سے پہلے ہم لوگوں سے ضرورت زندگی حاصل کریں گے۔

مہاتما گاندھی جی نے جو صلاح دی تھی جو نیک خواہش ظاہر کی تھی۔ اس کا میں آپ سے ذکر کر چکا ہوں آپ اب تک واجبی اور حسب ضرورت زمین کسانوں اور بے زمین محنت کشوں کو نہیں دے سکے۔ مہاتما جی تو کہتے تھے کہ سارا راج ہی کسانوں کا ہونا چاہیئے۔ جب تک آپ کسان کو اتنی زمین کی ملکیت نہیں دیدیتے جس سے آسودگی سے گذر کر سکے اور جب تک اس کا گھر نہیں بن سکتا۔ ملک میں امن و آزادی کا قائیم رہنا مشکل ہے۔

میں پنچسالہ پلان بنانے والوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنے گھر انہوں نے اب تک مزدوروں اور کسانوں کے لئے بنائے ہیں۔ کیا کبھی انہوں نے خود دیکھا ہے کہ یہ جو آپ کے گھر بنانے والے مزدور ہیں۔ اور پارلیمنٹ کے ممبروں کے گھر بنانے والے محنت کش لوگ ہیں ان کی حالت کیا ہے کیا ان کے لئے بھی آپ نے کوئی مکان بنائے ہیں۔ جو کہ اس وقت گھاس کے جھونپڑوں میں آسمان کے نیچے معہ بال بچہ اپنی زندگی دُکھ سے گذار رہے ہیں۔ کیا وہ ہندوستانی نہیں ہیں۔ انسان نہیں ہیں؟ ان کے لئے نہ پختہ مکان ہے، نہ روشنی، نہ پانی، نہ غسل خانہ و ٹٹی غرضیکہ کچھ بھی نہیں۔

ان کے ساتھ یہ فرق کیوں رکھا جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کسان کو جب اسی طرح کے گھر رہنے کو ملے جو آپ کو ملا ہے تب ہی اس کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ ابھی تو آپ کے اور اس کے بیچ زمین آسمان کا فرق ہے۔ آپکی آمدنی اور اس غریب کی روٹی کپڑے کے میسر نہ آنے اور آمدن کا کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ محنت کش مزدور اور کسان کو زندہ رکھنا ہے غرضیکہ اپنے آپ کو سارے ملک و قوم کو زندہ رکھنا ہے۔ اور امن و آزادی کو قائیم رکھنا ہے۔ تو آپ کو اس کی زندگی کے معیار کو اونچا کرنا ہوگا۔ جہاں تک معاوضہ کا سوال ہے آئین میں رد و بدل کرتے وقت آپ کو اس چیز کا خیال رکھنا چاہیئے کہ غریب کسان بے چارہ جو کہ ہمیشہ سے لوٹا اور مارا گیا ہے وہ کہاں سے پیسہ دے گا؟۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تقریر سردار بدھ سنگھ ممبر راجیہ سبھا دہلی جو ۱۷ دسمبر ۱۹۵۴ء کو راجیہ سبھا میں کی گئی

The Untouchability offence Bill 1954

سردار بدھ سنگھ (جموں اینڈ کشمیر):۔

جناب ڈپٹی چیرمین صاحب! ابھی میرے لائق دوست نے فرمایا کہ جب جموں اور کشمیر ایکسیشن یہاں یونین کے ساتھ ہوا ہے تو وہاں بھی یہ قانون لاگو ہونا چاہیئے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایسے مفید قانون کی ضرورت ہے۔ وہاں اس وقت کانسٹی چیونٹ اسمبلی قائیم ہے اور ہم اس وقت وہاں اپنا ودھان بنا رہے ہیں۔ وہاں بھی ہمیں چھوا چھوت کو اسی طرح غیر قانونی قرار دینا ہے۔ جیسا کہ یہاں فنڈامنٹل رائیٹس میں لکھا ہے۔ اسے ہم نے تسلیم کیا ہے کہ ہم یہ دیکھ رہے تھے کہ ہندوستان میں مہاتما گاندھی جیسے مہاپرش اور بزرگ نے اور ان کے بڑے بڑے چیلوں نے ان کے شردھالوؤں نے اچھوت پن دور کرنے کے متعلق اور ہریجنوں کی اصلاح کے متعلق بہت کچھ کیا ہے۔ اپدیش دیئے ہیں اور سماج میں اس کے لئے پارٹیاں سوشل سدھار وغیرہ کی بنائی ہیں۔ تو وہ کہاں تک قانوناً اس کو دُور کر سکتے ہیں۔

بڑی خوشی کی بات ہے اور انتہائی خوشی ہے کہ یہ بل پیش کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بل بہت پہلے کیا جانا چاہیئے تھا۔ مہاتما جی نے اپنی ساری زندگی میں جتنے کشٹ اُٹھائے، جتنے عذاب سہے۔ جتنی تکلفیں اُٹھائیں جتنی مصیبتیں اُٹھائیں اور جتنی قربانیاں کیں وہ خصوصیت سے ہریجنوں کو اوپر اُٹھانے اور ہندو مسلم اتحاد کے لئے کی تھیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ ہندو دھرم اور وہ کمیونٹی جس کے اندر انسان کو انسان سے نفرت و چھوت چھات ہے۔ وہ ایک ایسی عظیم بیماری میں مبتلا ہے کہ اس کا علاج جلد کیا جائے۔ اسے قطعی دور کیا جائے ورنہ نتیجہ سوائے اس کے کچھ ہے ہی نہیں کہ وہ کمیونٹی قطعی ختم ہو جائے۔

دو چار دوستوں نے یہ فرمایا کہ ان ٹچ ایبلٹی (Untouchability) لفظ نفرت آمیز ہے۔ حقارت آمیز ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس کی بجائے مہاتما جی نے بڑی کوشش سے دل کی گہرائی سے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اور بڑی ہمدردی سے اُن غریب بھائیوں کو ہریجن کا نام دیا۔ ہری جن کہتے ہیں۔ ''ہری جن کو'' یعنی خُدا کے بندے کو۔ یہ بڑے بڑے مہاپرش لوگوں نے بھی لکھا ہے کہ یہ غریب بھی خُدا کے بندے ہیں۔

گُورو صاحب نے فرمایا کہ ''ہر ہر جن داؤ ایک ہیں ہب بچار کچھ نائیں۔

جل تے اُپجے ترنگ جیوں جل ہے بکھے سمائیں''

یعنی ہری پرماتما اور ہری جن خدا کا بندہ دونوں ایک ہی ہیں۔ اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ جس طرح پانی کی لہریں اٹھتی ہیں اور پھر پانی میں ہی سما جاتی ہیں، جذب ہو جاتی ہیں اسی طرح ہری جن بھی مہان آتما کا جزو ہے۔ اور اسی میں آخر سما جانا۔ جذب ہو جانا ہے۔

ایک معزز ممبر نے یہ کہا ہے کہ سکھوں میں بھی یہ چیز ہے میرے خیال میں وہ سکھ نہیں ہے بلکہ بہروپیا ہے پاکھنڈی ہے جو چھوا چھوت کو مانتا ہے۔ گورو نانک جی نے ساڑھے چار سو برس پہلے ہریجنوں کو گلے لگایا۔ اُن کے گھروں میں رہے اور ان کو اپنا بنایا جن کو نیچ کہا جاتا تھا۔ جن کو اچھوت کہہ کر دُنیا نے الگ کر دیا تھا۔ ان کو انہوں نے گلے لگایا۔ اور یہ کہا کہ وہ خُدا کے بندے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ'' میں تو ان نیچوں اچھوتوں سے پیار کرنے، اُن کو اوپر اُٹھانے، ان کو گلے لگانے آیا ہوں۔ اُن کے ساتھ محبت آمیز ہمدردانہ سلوک کرنے سے پرماتما کی خوشی و بخشش حاصل ہوتی ہے۔ دیکھو شبد:۔

''نانک نیچوں کے سنگ ساتھ، بڑوں سے کیا رِیس

جتھے نیچ سنبھالیئے او تھے نظر تیری بخشیش''۔

اور فرمایا کہ'' جانو جوت نہ پوچھو جاتی آگے جات نہ۔'' کہا گیا ہے کہ'' اول اللہ نور اوپایا، قدرت کے سب بندے۔ ایک نُور تے سب جگ اوپجیا کون بھلے کون مندے''۔ خُدا کے نور سے سب پیدا ہوئے ہیں۔ خُدا کا نور سب میں موجود ہے۔ جو مسجد ہے مندر ہے یا گوردوارہ ہے خُدا کی عبادت کی جگہ، خدا کا گھر ہے۔ اس میں ذات پات کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا ہے۔ خُدا پرماتما کے نزدیک سب انسان ایک جیسے ہیں۔ اس کے سامنے تو کوئی ذات ہے نہ پات ہے۔ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کی کوئی ذات نہیں ہوتی ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اچھوت کسے کہتے ہیں۔ برے کام کرنے والوں کو یا عوام کی خدمت کرنے والوں کو؟ دراصل جس کے اعمال بُرے ہیں وہ بُرا ہے۔ میں اپنے متعلق یہ کہتا ہوں کہ شروع میں میں یہ سوچا کرتا تھا کہ ایک اِنسان کو دوسرے سے کیوں نفرت ہے اور اِنسان کی مدد، پریم اور ہمدردی کرنے میں اور آپس میں میل ملاپ تہذیب اخلاق قائیم رکھنے میں کون سا امر مانع ہو رہا ہے تو یہ اچھوت پن کی بیماری معلوم ہوئی۔ میں ایک ہندو خاندان میں پیدا ہوا ہوں۔ مجھے عام ہندوؤں کے اندر چھوت چھات کا روگ بہت بُرا معلوم ہوتا تھا۔ میں نے اپنی ماں سے پوچھا کہ وہ کون سا مذہب ہے جس میں انسان کا انسان کے ساتھ پریم ہے۔ جس میں ہر انسان دوسرے انسان کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور انسان انسان کیساتھ ہمدردی کرتا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ مذہب گورنانک صاحب کا مذہب ہے۔ گورو جی نے فرمایا ہے۔ ''جے تو ہے پریم کھیلن کا چاؤ، سر دھر تلی گلی میری آؤ'' یعنی اگر تم کو پریم کا کھیل کھیلنے کا شوق ہے غریبوں کا یا اچھوتوں کا سدھار کرنا محتاجوں کی مدد کرنا ہے۔ تو اس پریم کے کھیل میں سر ہتھیلی پر رکھ کر قدم رکھنا ہوگا۔ گورو کے لنگر میں یا گوردوارہ میں غرضیکہ کھانا کھاتے وقت اور عبادت پوجا پاٹھ کے وقت جو لوگ بیٹھے ہوں اُن میں نیچ اونچ چھوت چھات کا مطلقاً سوال نہیں ہے۔ اگر ایک بھنگی ٹٹی صاف کر کے آیا ہے اور ہاتھ منہ دھو کر وہاں بیٹھا ہوا ہے تو اس سے یہ مت پوچھ کہ تم کون ہو۔ اسے گوردوارہ میں اور کھانا کھانے والے تمام لوگوں میں بیٹھ کر کھانا کھانے کا حق حاصل ہے

۔

مجھے پہلے ہندو مذہب اچھا معلوم ہوتا تھا اور میں مُسلمانوں کو دوسرے درجہ پر رکھتا تھا۔ لیکن جب میں نے سکھ عقیدہ اختیار کیا تو میرا یہ خیال ہو گیا کہ انسانی رشتہ و مساوات کے لحاظ سے پہلے سکھ ہے پھر مُسلمان اور پھر ہندو ہے مگر مجھے اس درجہ بندی کے وہم نے خاصہ پریشان رکھا۔ جوں ہی ذات پات مذہب و ملت کی تفریق و تمیز سے بالاتر ہو کہ انسانی رشتہ مقدم سمجھا۔ تب مجھے اطمینان ہوا مجھے ہندوؤں کی چھوا چھات کی بیماری و برائی سے نفرت ہو گئی تھی۔ کیونکہ وہ کتے بلی کو تو گود میں رکھ سکتے ہیں۔ جانوروں کی دیکھ بھال کر سکتے ہیں۔ ہر پاپی۔ ظالم۔ بدچلن سے تو مل بیٹھیں گے لیکن ایک ہری جن کو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نہیں چھو سکتے ہیں۔ ہندوؤں میں اگر کوئی لوگ دُنیا بھر کا دُھچار کریں گے، قتل کریں گے، ڈاکہ ڈالیں گے، چوری کریں گے، سب کچھ کھالیں گے، اور طرح طرح کے پاپ کریں گے۔ جرائم کریں گے۔ پھر بھی ہندو کے ہندو بنے رہیں گے۔ مگر بہترین کام کرنے والے محنت کش طبقہ ہری جن سے نفرت کریں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ صاف ستھرے کپڑے پہن کر یہ ہری جن لوگ چاہے جہاں چلے جائیں انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ تم کون ہو۔ اگر کوئی شخص خصوصیت سے ہری جن کسی ہوٹل میں کسی منزل میں یا کسی جگہ چلا جائے تو اس سے سب پوچھیں گے کہ تم کون ہو؟ جب تک وہ خُود نہ بتائے کسی کو کیا معلوم کہ وہ کون ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ انسان ہے کسی کی پیشانی پر اسکا مذہب دہرم ذات تو نہیں لکھا ہوا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی کے سوٹ صاف کپڑے ہوں تو اس سے کہیں گے کہ آیئے بابو صاحب کرسی پر بیٹھیئے۔ اگر کوئی میلا ہے، گندہ ہے تو اس کے لئے یہ پہلے سے سمجھ لیا جاتا ہے کہ وہ کوئی نیچ اچھوت ہوگا۔ چاہے آپ لاکھ قانون بنایئے۔ لیکن یہ چیز اس وقت تک دور نہیں ہوگی۔ جب تک کہ ہری جن کو صاف ستھرا رہنے کے لئے ضروری سامان، صابن، کپڑا وغیرہ مہیا نہیں کیا جاتا۔ اور ان کی مالی حالت تب تک درست نہیں ہوتی ہے۔ اور ان کی سوشل حالت درست نہیں ہوتی ہے جب تک ان کا معیار زندگی بلند نہیں کیا جاتا۔ میرے ایک دوست ایک دفعہ بھنگی بستی میں گئے۔ اور وہاں سے واپس آکر کہنے لگے کہ وہاں کے لوگوں کے کپڑوں سے بدبُو آرہی تھی۔ میں نے اُن سے کہا کہ ان کی یہ حالت افسوس ناک ہے۔ آپ ان کو صابن کیوں نہیں دے آئے۔ اگر آپ نئے کپڑے و صابن دیدیتے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ گندے کپڑے پہنیں۔ وہ صاحب اب ایسا ہی کرتے ہیں۔

ایک بار ماتا کستور با گاندھی جی سے کہنے لگیں کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کے کپڑے بہت گندے ہیں اور اُن میں سے بدبو آرہی ہے میں نے اس عورت سے کہا کہ تم اس کو دھوتی کیوں نہیں ہو۔ اِس پر اُس نے کہا کہ میں اِس کو دھوؤں کیسے؟ میرے پاس تو یہ ایک ہی کپڑا ہے۔ اسے دھونے کے بعد دوسرا کوئی کپڑا ساڑھی یا دھوتی نہیں ہے۔ یہ سُن کر مجھے بڑا دکھ ہوا۔ اس پر گاندھی جی نے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ان سے کہا کہ تم ایک عورت کی بات کہہ رہی ہو۔ یہاں تو ایک نہیں بلکہ لاکھوں ایسی عورتیں ہیں جن کے تن پر صرف ایک ہی کپڑا ہے، اور وہ بھی میلا سڑا ہوا ہے۔ یہ ہے اُن غریبوں کی دردناک حالت۔ آپ ہوٹلوں میں ریسٹورنٹوں میں، پارٹیوں اور عمارتوں و دوسرے کاموں میں کروڑوں روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ کیوں نہیں بہت جلد ہری جنوں کا معیار زندگی اونچا کرتے اور کیوں ان کو برابر کا درجہ نہیں دیتے۔۔ لیکن مہاتما گاندھی کے اس دیش میں رہتے ہوئے ابھی ہم سوچ رہے ہیں۔ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ قانون سے اچھوت پن دور ہو جائے گا۔ ان ٹچ ایبلٹی (untouchability) کا سوال ہے یہ نفرت امیز ہے اسے جلد دُور کرنا مناسب ہے۔ اس کے مقابلہ میں بجائے اچھوت کے ہری جن لفظ بڑا معقول ہے۔ لیکن یہاں شاید اس لئے وہ نہیں رکھا گیا کہ اچھوت پن کی اس بڑی عظیم بیماری کو دُور کرنے کے لئے اس کا نام لینا ضروری سمجھا گیا ہے۔ غرض یہ ہے کہ یہ اچھوت لفظ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔

دیکھنا یہ ہے کہ ہری جنوں کی مالی حالت کیسے ٹھیک کی جائے کہ یہ صاف ستھرے اور سکھی رہیں۔ اگر ان کو صابن دیا جائے کپڑے دیئے جائیں تعلیم دی جائے مناسب خوراک دی جائے۔ اور زمین دی جائے اور کام دیا جائے کہ ان کو آسودگی واطمینان ہو اور سروسز میں یعنی حکومت میں نمائیندگی ملے تو وہ بہتر طریقے سے رہ سکتے ہیں۔ جو تعلیم یافتہ آسودہ اور اچھی پوزیشن میں ہو جاتے ہیں۔ ان کو کون اچھوت کہہ سکتا ہے۔

میں تیس ۳۰ برس سے پبلک فیلڈ میں کام کر رہا ہوں اور دیکھتا آیا ہوں کہ اُن کے اوپر بیگار کا ظلم اور تشدد ہوتا رہا۔ اور اُن سے سب کام لے کر پھر حیوانوں سے بدتر سلوک کیا جاتا رہا ہے۔ اور کوئی سنوائی کرنے والا نہیں تھا۔۔ اُن کا گھر گھاٹ ملکیت اثاثہ سہارا کچھ نہ تھا۔ میں نے اُن سے کہا کہ اگر تم صاف کپڑا پہن کر جاؤ۔ تو دیکھیں کہ کون شخص تم کو روکتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم کون ہو؟ لیکن جب میلا کپڑا ہوتا ہے انتہائی غربت کی وجہ سے رہن سہن غلیظ ہوتا ہے تو سب یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ کوئی اچھوت یا نیچ ہے۔ اور خاص کر متعصب تنگ خیال لوگوں کو شک ہو جاتا ہے کہ نہ معلوم یہ کون ہے۔ اور

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اس سے پوچھتے ہیں کہ تم کون ہو تو اس کو بتانا پڑتا ہے کہ وہ کون ہے اور بجائے ہندو عیسائی وغیرہ کے جو مذہب رکھتا ہے، کہنے کے، اچھوت کہتا ہے۔ کیونکہ اس کو ڈر ہوتا ہے کہ لوگ اس کو ماریں گے۔ افسوس ہے آج تک ہری جن انسان کی خودداری وحقوق پانے کی حس ختم کی جاتی رہی ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو کمترین انسان سمجھتا رہا ہے۔ اور اپنی خودداری وانسانی حقوق ومساوات کی جدوجہد کو برقرار نہیں رکھ پاتا ہے کہ بے کس وغریب ہے۔ صاف ستھرا رہنے کے سامان نہیں پا سکتا۔

میں سمجھتا ہوں کہ جس مُلک کے اندر ایک انسان سے انسان کو نفرت ہو اور جس قوم کے اندر پانچ چھ کروڑ انسانوں کے ساتھ نفرت وحقارت آمیز سلوک روا رکھا جائے۔ اور یہ غریب انسان نہ سمجھے جاتے ہوں جن کو کہ ورشپ کرنے کے لئے اور عبادت کرنے کے لئے بھی موقع نہ دیا جاتا ہو اور ان کی دل آزاری اور ہتک کی جاتی ہو اس قوم کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے وہ قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس کا آزاد رہنا، ترقی کرنا ناممکن ہے جو کہ اپنے انسانی بھائیوں سے نفرت کرتی ہے۔ چاہے عیسائی ہو مُسلمان ویہودی ہو پارسی ہو یا دُنیا کی کوئی قوم ہو جس میں کہ یہ چھوا چھوت انسانوں کے ساتھ نفرت نہیں ہے۔ جن میں انسانی رشتہ افضل ہے مساوات ہے وہ مبارک ہیں اور وہ زندہ ہیں۔ ترقی کر سکتے ہیں۔ سب سے بڑی قومی آزادی واقتصادی ترقی کا راز اور سب سے بڑا اخلاق ودھرم ومذہب یہی ہے کہ انسان کو انسان سے محبت ہو ہمدردی ہو، دردِ دِل کے واسطے پیدا کیا انسان کو۔۔۔ ''خُدا پرماتما کے درشن کے لئے تو کئی لوگ سادھو سنت کے روپ میں پھرتے ہیں۔ تیرتھوں اور مندروں میں تلک لگائے مالا لئے سنت سادھو بنے پھرتے ہیں مگر ہری جنوں خُدا کے بندوں سے نفرت کرتے ہیں، اقبالؔ نے کہا ہے:۔

''خُدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جسے خُدا کے بندوں سے پیار ہوگا''

خلق خُدا سے پیار و ہمدردی کرنے میں مہاتما گاندھی نے کمال کیا۔ مہاتما گاندھی نے خصوصیت سے دو باتوں پر زور دیا ہے۔ ایک یہ کہ ہم اپنے دیش کی بنی ہوئی چیزیں کپڑا وغیرہ استعمال کریں۔ اور دیش

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

میں سب چیزیں بنائیں اور دوسرے یہ کہ ان غریبوں وہری جنوں سے پیار کریں ان کو گلے لگائیں وہ اتنا بڑا آدمی ہو کر بھی ہری جنوں میں اور بھنگیوں میں رہا۔ اور اُن کے ساتھ گھوُما پھرا۔ ہری جنوں و بھنگیوں میں اور ہمارے میں کیا فرق ہے۔ بڑی ذات والوں میں کیا خاص بڑائی باخوبی ہے۔ ہاڑ۔ مانس یعنی ہڈی اور گوشت کا بنا ایک جیسا جسم ہے۔ سب کے اعضا ایک سے ہی ہیں۔ گورو جی نے فرمایا کہ ''اے آدمی تو کس پر گھمنڈ کرتا ہے۔ اس شریر پر، اس جسم پر جس میں کہ وِشٹا پاخانہ۔ پیشاب اور غلیظات بھرا ہوا ہے۔ تو اس پر گھمنڈ و ناز کرتا ہے۔ تم تو ہمیشہ ناپاک ہو۔ ہاں اگر انسانیت ہے۔ پریم ہے محبت ہے اور انسان کے ساتھ ہمدردی ہے۔ روحانی پاکیزگی وا یکتا ہے تب تو پاک ہے۔ ورنہ انسان کے جسم و گوشت پوست کی کوئی قیمت نہیں۔ ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی چیز کی قیمت ہوتی ہے۔ جانور کے مرنے کے بعد اس کی کھال کی قیمت ہوتی ہے، ہڈی کی قیمت ہوتی ہے، اور گوبر کی قیمت ہو سکتی ہے۔ لیکن اس انسان کے مردہ جسم کی کوئی قیمت نہیں ہوتی''۔

آزادی ملنے پر اب پانچ سال بعد ہم یہاں اس ہاؤس میں اس لئے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسے قانون بناؤ کہ جس سے نفرت۔ غریبی۔ ظُلم۔ زیادتی دُور ہو۔ اگر مہاتما گاندھی موجود ہوتے تو کبھی بھی ہمیں اب تک انتظار نہ کرنے دیتے۔ اور اس وقت تک منسٹری نہیں بنانے دیتا۔ جب تک کہ آپ یہ نہ کہتے اور اُسے یقین نہ ہوتا کہ اس مُلک سے ایکدم غریبی بھیکاری اور خاص کر اچھوت پن دور کر دیں گے۔ غریبوں۔ ہریجنوں کے لئے انسانی سوسائیٹی لیڈروں اور پھر پرماتما اور آخر قانون کا ہی سہارا ہے۔

آج سے بہت پہلے بھگتوں عابدوں نے دردناک لہجہ میں خُدا پرماتما کو کہا اور کہتے چلے آئے ہیں کہ تو رحیم ہے۔ کریم ہے غریب نواز ہے سب کو دیتا ہے سب پر شفقت کی نظر رکھتا ہے۔ مہربانی کرتا ہے۔ ہر جن بھگتوں نے کہا کہ ہم کو تیرے مندروں سے ٹھوکریں لگائی گئیں۔ یا باہر نکال دیا گیا۔ کیا تیرے اندر بھی تمیز و تفریق ہے اور ان الفاظ میں اُن بے چاروں نے پرماتما خُدا کو پکارا۔

''رحیمان کریمان اللہ تو غنی۔ دیویں لیویں ایک تو دگر کو نہیں'' پھر کہا''

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

''غریب نواز گوسائیاں میرے ماتھے چھتر وہرے جاں کی چھوت جگت کولا گے تاں پرتو ہی ٹرے''۔

یہی اونچی ذات کہلانے والے لوگ ہم سے نہیں چھوتے۔نفرت کرتے ہیں۔مگر تو ایسا غریب نواز گو سائیں ہے کہ ہم کو گلے لگاتا ہے۔اور نیچوں کو اونچا کرنے میں کسی سے نہیں ڈرتا۔غرضیکہ یہ بے چارے تو ہزاروں برسوں سے اس کے لئے چلاتے آئے ہیں اور مہاتما نے پھر اس کی یاد دلائی اور از سر نو اس کام کو شروع کیا۔

آج راج گھاٹ کے اوپر مہاتما جی کی سمادھی پر دنیا کے لوگ پھول چڑھاتے ہیں۔کیوں چڑھاتے ہیں؟ اس لئے کہ وہ ایک مکمل انسان تھا۔حقیقی غریب نواز تھا۔اس کے اندر ہندو مُسلم اور چھوا چھات کی کوئی تمیز وتفریق نہیں تھی وہ ایک نیک و پاک انسان تھا۔اور پورن پرُش خدا کا پیارا تھا۔مہان آتما تھا ۔میں تو کہتا ہوں کہ کانگریس کے ٹکٹ ان کو نہ دیئے جائیں اگر وہ خود اپنی فیملی میں رشتہ داروں میں اپنی پرائیویٹ زندگی میں طرح طرح کی چھوت چھات کو تسلیم کرتے ہیں اور اچھوتوں سے گھیرنا کرتے ہیں،نفرت کرتے ہیں۔تنگ خیال۔متعصب۔فرقہ پرست ہیں۔بلیک مارکیٹنگ کرتے ہیں یا رشوت لیتے ہیں اور غریب لوگوں کو ستاتے ہیں اُن کو کوئی حق نہیں کانگریسی یا قوم پرست کہلانے کا اور ٹکٹ لینے اور ووٹ لینے کا۔

ہمارا تو یہ دھرم ہونا چاہیئے کہ ہم اس بُرائی کو جلد دور کریں اور اس کو ختم کرنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے کو تیار ہو جائیں۔لیکن وہ نفرت کرنے والے کرتے کیا ہیں۔ان بے چاروں کا سوشل بائیکاٹ کرنے کی ساز باز کرتے رہتے ہیں۔ڈراتے دھمکاتے رہتے۔میں دیکھتا چلا آرہا ہوں۔ ہمارے مُلک میں بھی اُن کو مصیبتیں ہیں۔واقعی اچھوت پن سے اُن کے دل کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ ابھی ایک ممبر صاحب نے کہا کہ وہاں کے لئے کیوں یہ قانون لاگو نہیں ہو رہا ہے۔میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ وہاں اس قانون کو اور سخت بنائیں گے۔کیوں کہ وہاں نہ تو کوئی ہری جن زمین خرید سکتا تھا۔نہ مکان بنا سکتا تھا،نہ صاف ستھرا کپڑا پہن سکتا تھا نہ سامنے سے جوتا پہن کر گذر سکتا تھا۔اگر چہ اُن کو کچھ زمین دی گئی ہے۔اور کچھ اصلاح ہوئی ہے۔مگر بہت کچھ کرنا باقی ہے۔یہ غریب نواز کہہ کر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

پکارتے رہے۔ مگر اہنکاری انہیں جوتوں سے ٹھوکر لگاتے رہے۔ وہاں کئی کہتے رہے کہ ان کا بائیکاٹ کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہم چونکہ مہاتما گاندھی کے بھارت میں رہتے ہیں اس لئے امن وامان کی حالت میں رہنے کا اصول رکھتے ہیں۔ اتفاق و بھائی چارہ و اِنصاف کی دُنیا میں رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں جوابی بائیکاٹ کی حوصلہ افزائی کر کے اپنے ملک میں اور دُنیا میں تفرقات، لڑائی جھگڑے کے سامان نہیں پیدا کرنے چاہئیں۔ یہ مسئلہ ہے کہ تمام چھوٹی سے چھوٹی تعداد کی محنت کش جماعتوں پر ہماری زندگی کا دارومدار ہے۔ ان ہی کی محنت سے ہم دن رات بے فکر بیٹھے گذارہ کرتے ہیں ورنہ اگر بھنگی صفائی کرنا چھوڑ دے۔ اگر چمار مُردہ جانوروں کی چمڑی، کھال اُتارنا چھوڑ دے۔ جوتے بنانا چھوڑ دے جولاہے کپڑا بنانا بند کر دیں۔ کھیتی باڑی محنت مزدوری کا کام چھوڑ دیں ہمارے لئے ضروریات زندگی پیدا کرنا اور لانا بند کر دیں تو ہماری موت چوبیس گھنٹے کے اندر ہو جائے۔ یہی دراصل جوابی بائیکاٹ کا ہتھیار ہے۔ جس سے نفرت کرنے والے لوگوں کے ہوش ٹھکانے آ سکتے ہیں مگر ہم صلح و صفائی سلوک سے اور قانونی طریقہ پر کوشش کرنا فرض سمجھتے ہیں آخر دیر تک ایسی حالت کو کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔ بہتر صورت بائیکاٹ کے ساز و باز کو جرم قرار دیا جانا چاہیئے۔

سوسائیٹی کا لاء ہے کہ سب انسان برابر ہیں۔ خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے اس لئے کہ وہ اس احساس اور یقین سے زندہ رہے اور کام کرے کہ وہ انسان ہے۔ خُدا کے سامنے اور پرماتما کی قدرت کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھانے میں ہم سب انسان ایک جیسا حق رکھتے ہیں۔ لیکن ہم نے ان ہری جنوں کیساتھ کیسا بُرا سلوک کیا ہے۔ کیا ہم نے انسان کو انسان مانا۔ کتنا پاپ ہے کہ ہم نے ہری جن انسان کو اپنی طرح کا انسان نہیں مانا۔ اور اس لئے اب آخیر میں قانون کا سہارا لینے کے لیئے مجبور ہیں اور آج یہاں آ کر ان کے لئے پارلیمنٹ میں قانون بنانے بیٹھے ہیں۔ واقعی قانون کی ضرورت ہے اس سے عوام کو معلوم ہوگا کہ اچھوت پن جرم ہے۔ اور جب ان ہری جنوں کو احساس ہوگا کہ ان کی پشت پر اُن کے ہمدرد لوگ اور گورنمنٹ ہیں۔ تو اُن میں خودداری پیدا ہو جائیگی۔ اور احساس کمتری دُور ہو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جائیگا۔ اور انہیں جب پتہ لگے گا کہ وہ بھی ہندوستانی ہیں اور مُلک اُن کا ہے۔ ان کے حقوق دوسروں کے برابر ہیں غرضیکہ جب ان کو اوپر اُٹھایا جائے گا۔ ان کے حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔ تو خود بخود اچھوت پن دُور ہو جائے گا۔ اس مُلک میں سے نفاق۔ نفرت، دشمنی کی بیماری بُرائی پاپ وظلم کو دُور کرنے کے لئے مہاتما گاندھی نے عظیم مصائب وتکالیف برداشت کیں، آخر جان دیدی۔ اس لئے جان دی کہ انسان کو حقیقی انسان بنائیں اور انسان کیساتھ لڑائی بند کریں۔ اس لئے کہ تمام بھارت کے لوگ حقیقی بھائی کی طرح اتفاق واتحاد سے رہیں۔ انہوں نے اپنی جان کو بھینٹ کر دیا۔

اگر مہاتما دیر تک زندہ رہتا اور مہاتما اپنی قدرتی موت مرتا تو مہاتما کی اتنی عظمت قدر ومنزلت نہ ہوتی جتنی شہادت کے بعد ہوئی۔ آخر وہ شہید ہوا اور دشمنی نفرت کے خلاف جدوجہد میں شہادت حاصل کی۔ دراصل شہید کی موت قوم کی حیات ہوتی ہے۔ ایسے مہان پرش خدا پرست کی ہستی تب ہی چمکتی اور کشش رکھتی ہے جب وہ انتہائی قربانی کر کے اور اپنا خون دے کر دنیا میں خونریزی بند کرنے کی مثال قائم کر جائے۔

کسی شاعر نے کہا ہے کہ

''حسن کی خونریزیاں دُنیا کو زندہ کر گئیں۔
جی گئیں وہ بُلبلیں جو شاخ گل پہ مر گئیں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تقریر سردار بُدھ سنگھ ممبر راجیہ سبھا جو ۲۵، دسمبر ۱۹۵۴ء کو راجیہ سبھا دہلی میں کی گئی

Displaced persons (compensation and Rehabilitation) Bill.1954

سردار بُدھ سنگھ:۔ (جموں اینڈ کشمیر)

ڈپٹی چیئرمین صاحب!

میں نے ۲۵، نومبر کو رفیوجیز کی دردناک حالت مختصر طور پر بیان کی تھی۔ اور اب اس کا دوہرانا لاحاصل ہے۔ کیونکہ مجھ سے پہلے جن معزز دوستوں نے اس معاملہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے کم وبیش ان کی دردناک حالت کو پھر سے دوہرایا ہے۔ لاکھوں آدمیوں کا بے گھر بے در ادھر ادھر بھٹکنا، بغیر کسی سرمایہ، کے بغیر کسی سر چھپانے کی جگہ کے، بغیر کسی کاروبار کے دربدر پھرنا ایک بڑا دردناک اور آنسو لا دینے والا منظر تھا۔ سات سال سے یہ سلسلہ تھا اور اب بھی ہے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ابھی تک اُن کی کوئی اطمینان بخش حالت نہیں ہے۔ اکثر ابھی بھی آسمان کی چھت کے نیچے اپنے بال بچوں کو لئے تکلیف کا، مصیبت کا اور پریشانی کا وقت گذار رہے ہیں مجھے بڑی خوشی ہے کہ آخر بڑی دیر کے بعد یہ بل آیا۔ ۲۵، نومبر کے بعد جبکہ میں نے دردناک حالت بیان کی تھی۔ اور یہ کہا تھا کہ خُدا کے واسطے انسانیت کے واسطے اخلاق دھرم اور ایمان کے واسطے اور اپنے فرائض کے واسطے جتنا معاوضہ دینا چاہتے ہیں۔ دیدو ایک دم دیدو۔ انتظار میں نہ رکھو کیونکہ انتظار بُری بلا ہے۔ انتظار میں ان لوگوں نے بڑی تکلیف اٹھائی اور دھوکے میں رہے۔ اس کے بعد یہ شکر ہے کہ یہ معاوضہ کا بل آج پیش ہوا ہے۔

اب جو مشرقی بنگال کے ومغربی پاکستان کے رفیوجی بھائی ہیں ہمارے جموں وکشمیر میں بھی جو ہمارے رفیوجیز بھائی ہیں اُن کی بھی مصیبتیں کچھ کم نہیں ہیں۔ بھاری مصیبتیں ہیں۔ وہ بھی ہندوستانی ہیں اور ہندوستان کے ساتھ الحاق کر چکے ہیں اور اس ناطے ان کا بھی معاوضہ وامداد پانے کا اتنا ہی بڑا حق ہے جتنا کہ یہاں کے رفیوجی لوگوں کا ہے۔ میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں بدقسمتی سے گھر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

میں آگ لگ گئی اور آپس میں بھائی بھائی لڑ مرے اس دردناک حالت کے لئے ہمیں دُکھ ہوا۔ اور شرمسار ہونا پڑا لیکن ہمارے یہاں تو یہ ہوا کہ ہمارے خلاف باقاعدہ لڑائی کی گئی۔ حملہ کیا گیا۔ پاکستان نے قبائلی حملہ آوروں کو ہتھیار توپ بندوق اور گولہ بارود سے لیس کر کے ہمارے ملک میں جنگ شروع کی۔ اور اس قدر سخت حملہ کیا گیا کہ وہاں بغیر اس بات کا خیال کئے ہوئے کہ کون ہندو ہے کون مُسلمان ہے کون سکھ ہے۔ شرمناک طریقے سے قتل عام شروع کیا گیا۔ لوٹ مار کی گئی۔ کروڑوں اربوں روپیوں کا نقصان ہوا۔ ہزاروں بے قصور جانیں گئیں۔ ہزاروں ہلاک ہوئے اور تباہی و بربادی ہوئی۔ ہماری درخواست پر پھر ہماری گورنمنٹ آف انڈیا کے فارن اور ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ نے ہماری مدد کی۔ اور حملہ آوروں کو وہاں سے بھگا دیا۔ مگر ریاست کا خاصہ علاقہ پاکستان کے قبضہ میں رہا۔ جو علاقہ بچ رہا تھا وہاں حکومت قائم کی گئی۔ میں بار بار چلاتا ہوں بار بار کہتا ہوں کہ ہم لوگوں میں سے لاکھوں کی تعداد میں رفیوجیز بن گئے ہیں اور وہ اس علاقہ سے آئے ہیں جو تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ ہندوستان اور پنجاب میں ہمارے ہزاروں بھائی گلیوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ یہاں اگر ری ہیبلی ٹیشن منسٹر صاحب ہوتے حالانکہ اس وقت ڈپٹی منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ تو میں اُن کو سنا دیتا کہ ایک پیسہ معاوضہ کے طور پر اُن تباہ شدہ لوگوں کو نہیں دیا گیا۔ ایک بھی پختہ گھر ان میں سے کسی کے لئے نہیں بن سکا اور وہ کھانے پینے کی چیزوں کے واسطے پریشان ہیں۔ دو لاکھ آدمی گھر بار چھوڑ کر آئے۔ معاوضہ تو درکنار ایک بھی پختہ گھر اُن کے واسطے نہین بنایا جا سکا۔ کسی کو آج تک ایک بیل کی جوڑی نہیں مل سکی۔ کوئی بھی انسان تھوڑی سی دی گئی زمین پر کھیتی کر کے پوری روٹی کپڑا حاصل نہیں کر سکا۔ اور سابقہ حالت میں آباد نہیں ہو سکا۔

ابھی تک بہت سے رفیوجی ہیں جن کو زمین نہیں ملی ہے۔ میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ ایک شخص جو مر رہا ہے تڑپ رہا ہے بھوکا ہے ننگا ہے جس کا کوئی مویشی و جائداد اس کے پاس نہیں رہا۔ جو لُٹ گیا تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ لاکھوں روپے کی جائیداد چھوڑ کر آیا ہے۔ اُسے گلے لگاؤ۔ اس کی امداد کرو آج اس کے سامنے پیٹ کا سوال ہے۔ اس وقت تو جو اس کو کھانا کپڑا وغیرہ دیگا اس کو زندہ رکھے گا۔ وہی اس کا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سچا دوست ہے۔ وہی اس کا متر ہے، رشتہ دار ہے اور سب کچھ ہے اسی کا وہ وفادار ہے۔ جموں و کشمیر میں جب حملہ ہوا تو اس وقت بڑا سوال یہ پیدا ہوا کہ ان کو کس طرح سے بسایا جائے۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے اُن کے لئے کیمپ کھولا گیا۔ جس میں ۳۵ ہزار رفیوجی داخل کئے گئے اور کشمیر سرکار کے لئے دو لاکھ رفیوجیوں کا انتظام کرنا مشکل تھا۔ چند لاکھ کی اتنی چھوٹی رقم سے اتنی بڑی تعداد کے لوگوں کو کیا امداد مل سکتی تھی۔ میں نے کئی مرتبہ اپیل کی۔ سکیم پیش کی کہ آپ ان کے لئے کم سے کم ایک کروڑ روپیہ دیدیں تا کہ اُن غریب لوگوں کو بیل۔ ہل۔ کھیت میں کام کرنے کے اوزار اور خوراک و بیج دیا جائے۔ اور کاشت کرنے کے لئے زمین کا بندوبست کر دیں۔ کسی طرح ان کو ایک دفعہ سٹیل تو کرو۔ اس کے لئے میں نے نہایت کوشش کی مگر بہت تھوڑا روپیہ دیا گیا۔ پھر میں نے کہا کہ ری ہیبلی ٹیشن کا کوئی بھی آفیسر یا منسٹر خود جا کر ان کی حالت کو دیکھے اور روپیہ مانگے مگر اس پر غور کرنے کی بجائے ان کی طرف سے کہا جاتا رہا ہے کہ روپیہ کہاں سے لائیں۔ روپیہ بڑی مشکل سے ملتا ہے میں وہاں ری ہیبلی ٹیشن منسٹر تھا جو کہ رفیوجیز کے لئے ذمہ وار ہوتا ہے۔ ان سے میں نے کہا کہ جب تک ٹرانسپورٹ، فوڈ، جنگلات، فائننس۔ لینڈ ریونیو اور سب ہی ضروری چیزوں کے لئے اُن محکموں سے فوراً مکمل تعاون و امداد نہ ہو کام نہیں چل سکتا۔ اور بار بار جا کر کہا کہ بھائی اُن لوگوں کے لئے روپیہ دیدو، نہیں تو وہ لوگ زندہ نہیں رہ سکتے ہیں۔ مگر خاطر خواہ امداد نہیں مل سکی۔ میں اسٹینڈنگ کمیٹی کا ممبر رہا ہوں۔ میں نے وہاں کی حالت بھی دیکھی۔ ری ہیبلی ٹیشن منسٹر سے میں نے اور دیگر ممبران نے کہا کہ ہم یہاں بیٹھے ہوئے کیا کر رہے ہیں۔ کیوں نہیں رفیوجیوں کو آپ معاوضہ کا روپیہ دلا دیتے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ آپ ممبران ہی ہمیں روپیہ دلا دیں میں نے کہ بہت ٹھیک ہے ہم سب کو روپیہ منظور کرانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مگر آپ کے محکمہ والے کیوں نہیں کہتے ہیں کہ اتنا روپیہ لائیے۔ دراصل جب تک کافی روپیہ منظور نہ ہو تب تک ری ہیبلی ٹیشن منسٹر خواہ کتنا بھی لائق ہو کوئی آسمان سے بھی کیوں نہ آئے۔ آبادکاری کا کام خاطر خواہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے سب گورنمنٹ کو کہیں کہ کافی روپیہ دو۔ جب گھر میں آگ لگتی ہے تو اس کی فکر کرنی چاہئے آسمانی اور زمینی آفتیں اتنی ہیں تب قرضہ دینے اور

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

لینے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔ آخر آج جو مُلک کے کچھ حصوں میں فلڈ آرہے ہیں کیا اس کے لئے آپ مصیبت زدوں کو قرضہ دے رہے ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا کریں گے تو کیا آپ اُمید رکھتے ہیں کہ قرضہ پھر واپس لیں گے۔ یہ ممکن نہیں اس لئے آپ امداد دے رہے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جو آدمی تباہ حال ہو چکا ہو ایسی مصیبتوں اور حالتوں کی وجہ سے جن میں اِس اِنسان کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اور وہ مسلمہ غریب ہے تو پھر اِس سے کیونکر قرضہ وصول کر سکتے ہیں۔ رفیوجیوں سے ایسی امداد کو قرضہ سمجھ کر وصولی کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ ہم لوگوں کے لئے گھر کیوں نہیں بنائے جا رہے ہیں جب میں نے اپیل کی زوردار آواز اُٹھائی تو بڑی مشکل سے شہری آبادی کے رفیوجیوں کے گھر بنانے کے لئے کئی لاکھ روپیہ منظور کئے گئے۔ بڑی خوشی کی بات ہے اس کے لئے ہم بڑے مشکور ہیں کہ یہاں سے کشمیر کے لئے اتنے روپے دیئے گئے اور ایک ہزار روپیہ فی گھر خرچ کا اندازہ لگایا گیا۔ مگر اُن غریبوں سے جن کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے اور نہ ہی کوئی کاروبار ہے نہ ہی کوئی ٹھکانا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ڈھائی سو روپیہ پیشگی لاؤ پھر باقی ساڑھے سات سو ملے گا۔ آخر وہ اتنا پیسہ پیشگی کہاں سے بندوبست کر کے لا سکتے ہیں۔ جہاں پچاس روپیہ فی ہزار اینٹ کا نرخ ہو اور لکڑی وغیرہ کا خرچ بھی کافی ہو وہاں اتنے روپے میں کیسے مکان بن سکتا ہے؟ ایک معمولی عقل کا آدمی بھی جانتا ہے کہ پاکستان کے ساتھ معاوضہ کے فیصلہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ کچھ جواب نہیں دے گا۔ وہ تو چار میل سے لے کر دو سو میل تک ہمارے مُلک میں گھسا ہوا ہے۔ وہاں پر پاکستان کی فوجیں، توپیں، بندوقیں ہیں۔ ہمارے مُلک کا خاصہ حصہ بھی اُن ہی کے قبضہ میں چلا گیا ہے۔ سو کالڈ آزاد کشمیر سے وہاں چھوڑی ہوئی جائیداد کے معاوضہ کے سوال پر تو بات چیت کرنا ایک مذاق ہے۔ منجول ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ جب تک آپ کشمیر کو کافی روپیہ نہیں دیں گے اور وہاں کے بے گھر لوگوں کو بسانے میں مدد نہیں دیں گے تب تک دو لاکھ آدمی اطمینان سے اپنی زندگی بسر نہیں کر سکیں گے اور گورنمنٹ کشمیر و ہندوستان کے لئے بھی کیسے وفادار رہ سکیں گے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اس بل میں لکھا ہے کہ ڈسپلیسڈ پرسنس وہ ہیں جو مغربی پاکستان سے آئے ہیں۔ ہم کہاں سے آئے ہیں۔ کیا ہم جہنم سے آئے ہیں۔ ہم لوگوں پر تو حملہ کیا گیا ہے۔ باقاعدہ گولہ باری کی گئی۔ قتل عام کیا گیا۔ اور ہمیں اپنی زمین جائیداد سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اور اس پر بھی ہمیں ایک پیسہ نہیں دیا گیا ہے ایک گھر بھی پختہ نہیں بنایا گیا ہے۔ غالباً کہا جاتا ہے کہ وہ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا ہے تب تک معاوضہ کا سوال نہیں اُٹھایا جا سکتا۔ ہمارے یہاں ایویکیوئی پراپرٹی کے نیلام وغیرہ کا کوئی سوال ہی نہیں۔ کیونکہ وہ مقابلتاً بہت کم ہے۔ ہماری طرف سے سوائے چند ایک کے کوئی آدمی زمین جائیداد چھوڑ کر خوشی سے سوکالڈ آزاد کشمیر کے علاقہ میں نہیں گیا ہے۔ ہمارے یہاں کے کاشتکار و غریب مزدور لوگ بے چارے جن کے پاس پہلے ہی بڑا اثاثہ نہیں تھا تو خوف کے مارے اِدھر اُدھر بھاگے اور جو لوگ وہاں سے بھاگ کر آئے وہ بھی اُجڑ گئے اور لُٹ گئے۔ اور ان کا جانی اور مالی نقصان کافی ہوا۔ غرضیکہ جو بھی بے گھر بے در ہوئے۔ اُن سب کا عظیم نقصان ہوا۔ اور سب دُکھی ہیں اس واسطے جب تک گورنمنٹ آف انڈیا اُن کو بغیر کسی قسم کی بلاوجہ دیر لگائے معاوضہ نہیں دیتی تب تک وہ بسائے نہیں جا سکتے۔

کئی کہتے ہیں کہ تمہارا ملک جس پر پاکستان قبضہ کئے ہوئے ہے ابھی واپس نہیں آیا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ سوکالڈ آزاد کشمیر تو محض ڈھونگ ہے۔ پاکستان کا کہنا ہے کہ وہ موجودہ کشمیر ریاست کو اپنے قبضہ میں لے گا تب ہی اسے چین ہوگا۔ وہ ہمارے علاقہ میں داخل ہونے کا داؤ لگا لے بیٹھا ہے میں آپ کو اس بات سے بھی آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے۔ جو ہماری آبادکاری میں تاخیر کا فائدہ اٹھا کر لوگوں کو اُکساتے ہیں۔ اور ایجی ٹیشن کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں خاص کر جن کا رجحان پاکستان کی طرف ہو وہ تو موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اس لئے ہمارے یہ سوال ضروری طور پر پیدا ہوتا ہے کہ رفیوجیوں کو مطمین کریں۔ اگر آپ کو ہمیں زندہ رکھنا ہے تو آپ بہت جلد ہمارے رفیوجیوں کے لئے مکان بنا دیں۔ ان کو کاروبار و کام دلا دیں۔ روزگار دلا دیں۔ جو لوگ اپنا گھر بار چھوڑ آئے ہیں زمین چھوڑ آئے ہیں پہلے ہزاروں روپیہ کماتے تھے۔ دوکانیں کرتے تھے وہ آپ سے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

معاوضہ چاہتے ہیں۔لیکن وہ لوگ جن کے پاس کچھ نہیں تھا اور جو بے چارے قوت بازو سے کام کرتے ہیں یعنی جو لیبرس ہیں جو کہ ہزاروں کی تعداد میں روزگار کی تلاش میں ہیں جو کہ گلیوں میں آپ کو کام کی تلاش کرتے ہوئے دکھائی دیں گے۔جن کا کوئی بھی گھر بار نہیں ہے۔ان کی بھی بیکاری اور غربت کو آپ کو دُور کرنا چاہیئے۔آج تک بہت سے کھیتی کر کے مزدوری کر کے اپنی گذر اوقات کرتے تھے آخر وہ سب لوگ ہندوستانی ہیں آپ کے بھی بھائی ہیں۔آزادی میں انہوں نے اپنی جانیں دی ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ شرنارتھیوں میں یہ فرق رکھا جائے کہ ایک بنگال کا ہے دوسرا پنجاب کا ہے۔یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔سب کی مدد کرنا اور اُنہیں بسانا ہے۔

جنگ کے زمانہ میں ہمارے بہت سے لوگوں کی جانیں گئی ہیں اور بہت سے سول کے لوگوں کو انتہائی نقصان اُٹھانا پڑا ہے۔ہم ڈیفنس ڈیپارٹمنٹ سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جنگ کی وجہ سے جو اُن کے نقصانات ہوئے ہیں۔اب انہیں پورا کر دینا چاہیئے۔اب جب کوئی صاحب بھی ہماری بات نہیں سُنتے ہیں تو ہم یہاں ری ہیبلی ٹیشن منسٹر صاحب سے اس بات کے لئے بار بار درخواست کرتے ہیں۔

پاکستان سے آئے ہوئے لوگوں کو جس طرح یہاں کی سرکار معاوضہ دے رہی ہے اسی طرح سے جموں وکشمیر کے رفیوجیوں کو بھی معاوضہ دے۔میں یہاں سب لوگوں سے، پارلیمنٹ کے معزز ممبروں سے اور یہاں کی سرکار سے بھی کہوں گا کہ وہ مہربانی کر کے جموں اور کشمیر کی سرکار کو اس بارے میں اس قدر روپیہ دے کہ وہ اپنے ڈسپلیسڈ آدمیوں پر رحم کرے اور ان کی پوری امداد کرے۔ان کو معاوضہ دے اور اُن کے لئے گھر بنا دے۔آج ان لوگوں کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ وہ ہر جگہ مارے مارے پھرتے ہیں۔اپنا پیٹ بھی بڑی مشکل سے پال سکتے ہیں۔ان کے اوپر آپ سب لوگوں کو رحم کرنا چاہیئے۔جموں اور کشمیر کی گورنمنٹ وہاں کی ایک نیشنل گورنمنٹ ہے۔اس میں شک نہیں۔لیکن اس کے پاس اتنا روپیہ نہیں ہے کہ وہ مصیبت زدہ لوگوں کو معاوضہ دے سکے۔بھارت سرکار نے برابر کشمیر سرکار کی مدد کی ہے۔اور مجھے اُمید ہے کہ وہ اب کافی مزید روپیہ دے کر ان کو معاوضہ دے کر مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرے گی۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کشمیر سرکار کے پاس اتنا روپیہ نہیں ہے کہ وہ ہر طرح سے ان لوگوں کی مدد کر سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو جنگلات وزمین جو پاکستان کے علاقہ میں چلی گئی ہے اس سے نقصان ہوا اور پھر تمام ذرائع آمدنی بند ہو گئے تھے۔ چھ کروڑ کی آمدنی گھٹ کر بمشکل چند لاکھ ہو گئی تھی۔ آپ نے کشمیر سرکار کی جہاں دیگر کاموں میں مدد کی وہاں مجھے اُمید ہے کہ آپ مصیبت زدہ لوگوں کی بھی خبر لیں گے۔ جو اس وقت گلیوں میں در بدر گھوم رہے ہیں۔ اُن کو پھر سے بسانے کے لئے کافی روپیہ دیں گے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ وہ اپنی گورنمنٹ کے پاس تھوڑی زمین کے علاوہ روپیہ اتنا نہیں ہے کہ وہ رفیوجیوں کی خاطر خواہ آبادکاری کر کے ان کو مطمین کر سکے۔ اب آپ کو ہی ضرور کچھ نہ کچھ انتظام کرنا پڑے گا۔ اور خاصہ روپیہ دینا ہی ہوگا۔

ہم سے کہا جاتا ہے کہ جب پاکستان کے ساتھ فیصلہ ہو جائے گا تب اس بات کا حل نکل آئے گا۔ مگر میرا کہنا یہ ہے کہ پاکستان کے ساتھ کبھی فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ وہ تو ہر طرح سے اس بات کی تیاری کر رہا ہے کہ جو کچھ حصہ اس کے پاس ہے اس پر تو اس کے پاؤں مضبوطی سے جمے رہیں۔ وہ تو کشمیر کے باقی حصہ پر بھی قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اور آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ آپ شرافت اور نیک نیتی سے، اطمینان سے، بات چیت سے، کام کرنا چاہتے ہیں۔ بلاشبہ انسانیت واخلاق قائیم رہنا چاہیئے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب پاکستان ہمارا علاقہ واپس نہیں دیتا اور مسئلہ لٹک رہا ہے۔ تو جو دو لاکھ رفیوجیز ہیں۔ جن کا کوئی گھر بار نہیں رہا ہے وہ کب تک انتظار کرتے رہیں گے۔ میں اپنا ذکر کرنا مناسب خیال کرتا تھا۔ مگر پھر بھی مثال کے طور پر آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ جو مکان مجھے رہنے کو دیا گیا ہے۔ اس کا مجھے اٹھارہ سو (1800) روپیہ کرایہ دینا پڑا ہے یعنی کہاں ہم کو معاوضہ ملتا۔ اُلٹے ہم سے کرایہ لیا جاتا ہے۔ اسی طرح تمام رفیوجی غریبوں سے کرایہ لیا جاتا ہے۔ جو نہ خود مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں۔ انصاف یہ ہے کہ ان سے کرایہ مطلقاً نہیں لینا چاہیئے۔

ان کو جب اس طرح کی پریشانی ہوتی ہے۔ تو وہ دوسروں کے بہکانے میں آجاتے ہیں۔ اُن لوگوں سے مخالفین کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ تمہاری سرکار تم ہی پر اس طرح کی مصیبت ڈال رہی ہے۔ تو ان

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

لوگوں کا عقیدہ ایک پارٹی سے دوسری مخالف پارٹی میں چلا جاتا ہے۔ اس لئے میں ری ہیبلی ٹیشن منسٹری سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ کشمیر گورنمنٹ کو روپیہ مہیا کر کے کہے کہ مہربانی کر کے جموں اور کشمیر کے رفیوجیوں کے لئے بہت جلد مکان بنوائے۔ ان کو مفت لکڑی دے انہیں قرضہ دے۔ ان کی خبر سدھ لے، انہیں ملازمت دے، کاروبار دے تا کہ وہ مصیبت زدہ لوگ جو کہ در بدر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ پھر اپنی زندگی کو خوشحال بنا سکیں۔ اور اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں۔

میری اتنی التجا ہے اور مجھے اُمید ہے خوشی ہے کہ جس طرح یہاں کے لئے معاوضہ دینے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ وہاں کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی کو بھی اسی طرح کا بل پاس کرنا پڑے گا۔ چونکہ ہم اپنا دستور بنا رہے ہیں اگر یہاں کی سرکار وہاں کی سرکار کو روپیہ دے تو یہ کام تسلی سے حل ہو سکتا ہے ورنہ خالی قانون بنانے کا کچھ فائیدہ نہیں ہے۔ یہ ایک قسم کا ڈیفنس کا بھی مسئلہ ہے اور انسانی ہمدردی کا سوال ہے جو لوگ تباہ و برباد ہو گئے ہیں انہیں پھر سے بسانے کا بڑا زبردست سوال ہے۔ اگر ہم اس طرح کی امداد ان لوگوں کو نہیں دیتے ہیں اور ان کے ساتھ انصاف نہیں کرتے ہیں۔ تو ان کے دِلوں میں بداعتمادی کے خیالات گھر کر جائیں گے۔ یہ سوچیں گے کہ گورنمنٹ کشمیر اور کانگریس سرکار ہمارے لئے کچھ نہیں کر رہی ہے۔ کیونکہ ابھی تک ان کی مصیبتیں دور نہیں ہوئیں۔

ڈپٹی چیئرمین:۔ آپ کو پچھلی باتوں کی پھر شروع نہیں کرنا چاہیئے۔

سردار بدھ سنگھ:۔ ہمارے اپوزیشن کے ممبروں کو اور اس ہاؤس کے کانگریسی ممبروں کو غرضیکہ سب کو چاہیئے کہ وہ گورنمنٹ آف انڈیا سے درخواست کریں اور اسے اس بات کے لئے مجبور کریں کہ وہ جموں اور کشمیر کے رفیوجیوں کے لئے بھی کافی روپیہ اس مد میں دے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تقریر سردار بدھ سنگھ ممبر راجیہ سبھا جو ۱۹، دسمبر ۱۹۵۵ء کو راجیہ سبھا دہلی میں کیگئی۔

States Reorganisation Commission Report 1955

سردار بدھ سنگھ (جموں و کشمیر)

جناب وائس چیئر مین صاحب!

اس رپورٹ میں جموں اور کشمیر ریاست کے متعلق خاص کر باونڈری (حد بندی) کے متعلق، کوئی ریکمنڈیشن (شفارش) نہیں ہوئی ہے۔ اسے ٹچ نہیں کیا گیا حالانکہ اس میں اس کو سولہویں اسٹیٹ دیکھایا گیا ہے۔ اور اس کا ایریا۔ ۹۲۷۸۰ مربع میل اور پاپولیشن ۴۰۴ ملین بھی درج کیا گیا ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ملک آزاد ہوتا ہے تو اقتصادی حالت کے لحاظ، لینگویج کے لحاظ سے، تاریخی اور جغرافیائی لحاظ سے اور امن واطمینان ونظم ونسق کے لحاظ سے اسٹیٹ کاری آرگنائیزیشن ہوتا ہے۔ لیکن جب ہماری ریاست کی باونڈری کا تنازعہ ہے، جھگڑا ہے، فساد ہے اور جب تمام دنیا میں کشمیر کے مسئلہ نے ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ آئے دن، ہر روز نئے نئے خیالات پیدا ہوتے ہیں، نئے نئے اعتراضات ہوتے ہیں، نئے نئے سوالات پیدا ہوتے ہیں، تو میں چاہتا ہوں کہ اگر اس سولہویں اسٹیٹ کو مکمل طور پر اپنے نقشے میں دکھانا ہے۔ تو کم سے کم اس کا فیصلہ کرنا ہوگا کہ اس کی باؤنڈری کون سی ہے۔

ہم نے جس وقت ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کے ساتھ ایکسیشن کیا تو کوئی شرط قائیم نہیں کی گئی تھی۔ اور ہم نے بخوشی تمام ساری ریاست کو جتنے کہ اس کے اپنے حدود تھے وہ سب کے سب انڈیا کے سپرد کر دیئے اور ڈیفنس، ریل، ورسائیل (کمیونیکیشن)، فارن آفیسرز، سب معاملے گورنمنٹ آف انڈیا کے سپرد ہو گئے۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی بڑی مہربانی تھی کہ وہاں وہ ہماری امداد کو آئی۔ کیونکہ جنگ شروع تھی، ہماری زندگی کا سوال تھا، کشت وخون تھا، قتل عام تھا، لوٹ تھی، زور و زبردستی تھی اور اس وقت ہم مجبور تھے، ہم نہتے تھے، باوجود اس کے ہم نے بڑا مقابلہ کیا پھر بھی ہم نہتے زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ مہاتما

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

گاندھی جیسے مہاپرش نے اہنسا پرمودھرمہ کے ماننے والے نے بھی اس وقت کہا کہ کشمیریوں کی حالت بڑی دردناک ہے اس لئے اِس کی مدد کرنی چاہیئے۔ وہ اگر اپنے حقوق کے لئے، اپنے کے لئے، اپنے آدرش کے لئے، لڑ کر مر جائیں، تو وہ مبارک ہیں۔ چنانچہ گورنمنٹ آف انڈیا کی فوج گئی۔ اور جنگ شروع ہوگئی۔ اس وقت گورنمنٹ آف انڈیا نے کسی مصلحت کے لحاظ سے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس خیال سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ایک جنگ عظیم شروع ہو جائے۔ کشمیر پر حملہ کے وقت یو۔ این۔ او کو مجبوراً ایک میمورنڈم بھیجا۔ میں آپ کی یاد تازہ کرنے کے لئے بتلانا چاہتا ہوں کہ وہ لفظ کیا ہیں؟۔

''ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ایک ایسی حالت پیدا ہوگئی ہے۔ جو بین القوامی خطرے کا باعث بن سکتی ہے کیونکہ جموں و کشمیر نے پاکستان کے خلاف ہند کی نو آبادی میں شمولیت کی ہے۔ اور ہندوستان کا ایک حصہ ہے پاکستان حملہ آور کی مدد کرتا ہے۔ جس میں پاکستان کے ہم قوم لوگ اور پاکستان سے ملے ہوئے شمال مغربی علاقہ کے قبائیلی ہیں۔ ہند سرکار سیکورٹی کونسل سے درخواست کرتی ہے کہ وہ پاکستان سے کہہ دے کہ وہ ایسی امداد دینا بند کرے کیونکہ یہ ہندوستان کے خلاف جارحانہ اقدام ہے۔ اگر پاکستان ایسا نہیں کرے گا۔ تو پھر اس صورت میں ہند سرکار مجبور ہوگی کہ وہ حفاظت خود اختیاری میں حملہ آوروں کے خلاف فوجی کاروائی کرنے کے لئے پاکستانی علاقہ میں داخل ہو۔ اس لئے یہ مسئلہ انتہائی اہم ہے۔ اور اس بات کا متقضی ہے کہ بین الاقوامی امن کو برقرار رکھنے کے لئے حفاظتی کونسل فوراً کاروائی کرے۔''

بجائے اسبات کے کہ وہ رُکتے، ان کی فوجیں سفید لباس میں آ گئیں۔ تمام ایمونیشن، گولہ بارود، توپیں، بندوقیں پہنچ گئیں۔ مطلب یہ کہ جنگ کا سب سامان پاکستان نے کشمیر میں پہنچا دیا۔ اس پر ہم نے یو۔ این او میں شکایت کی کہ خُدا کے لئے بتاؤ ہم کیا کریں۔ ہمارے علاقہ میں پاکستان لڑ رہا ہے اور قبائیلیوں کا اس میں قطعی سوال نہیں آتا۔ قبائیلیوں کا بہانہ بنا کر، پاکستان اپنی فوجیں بھیج کر کشمیر کے خلاف لڑائی لڑ رہا ہے۔ اور یہ بات پاکستان کے فوجیوں کی بندوقوں اور دوسرے امیونیشن سے جو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہمارے سپاہیوں نے ان کے ہاتھ سے اس وقت پکڑا تھا۔ جبکہ پاکستان کی فوجیں کشمیر پر حملہ کر رہی تھیں، ثابت ہوگئی۔ اور اس طرح ہم نے جب یہ بات ثابت کر دی تو پاکستان نے اس پر یہ کہا کہ چونکہ ہم کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے کشمیر کو دشمنوں سے بچانے کے لئے ہماری فوجیں پہنچ گئی ہیں۔ اور لڑ رہی ہیں۔ تب سے ہم یو۔ این۔ او کے متعلق ہر سال ایک نہ ایک ریزولیوشن پاس کرتے ہیں کہ ہمیں یو۔ این۔ او پر کوئی اعتبار نہیں رہا، اعتماد نہیں رہا۔ کیونکہ وہاں تو امریکہ کی طوطی بول رہی ہے۔ یو۔ این۔ او میں اسی کا زور و شور ہے۔ یہاں تک کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے کئی دفعہ مایوسی کا اظہار کیا۔ ہماری نمائندہ جماعت نیشنل کانفرنس اور ہندوستان کی جنتا نے یہ کہہ دیا ہے کہ یو۔ این۔ او سے ہمیں انصاف نہیں مل رہا ہے۔ ہمیں اب یو۔ این۔ او سے کوئی اُمید نہیں رہی کہ وہ اس کے خلاف جو کہ ہمارے پر ظلم کر رہا ہے۔ کوئی انصاف یا دیانتداری سے فیصلہ کرے گا۔ مگر ہوا یہ کہ یو۔ این۔ او نے پاکستان کو مدعی بنا دیا۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ہم نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ پاکستان کی فوجوں کو وہاں سے نکالو۔ کیونکہ وہ ہماری سرزمین پر جنگ کر رہا ہے۔ زبردستی قبضہ کئے ہوئے ہے۔ مگر یو۔ این۔ او نے ہماری ایک نہ سُنی۔ اور یہ فیصلہ کیا کہ یہ معاملہ خود آپس میں فیصلہ کرو اور پھر کہا کہ یہ معاملہ پلیبیسایٹ (رائے شماری) کے ذریعے طے کیا جانا چاہیئے۔ پاکستان بار بار یہ دہراتا ہے کہ کشمیر کا معاملہ پلیبیسایٹ کے ذریعہ سلجھایا جائے۔ مگر اس کی شرائیط کو نہیں ماننا۔ اور ہمارا علاقہ خالی نہیں کرتا۔ میں یہاں پر صاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جس وقت یہ معاملہ الحاق کا پیش ہوا اس وقت جموں اور کشمیر میں ایک ہی سیاسی نمائندہ جماعت، نیشنل کانفرنس، تھی اور کوئی دوسری جماعت نہیں تھی۔ اس سیاسی جماعت میں اسی ۸۰ پرسنٹ مُسلم نمائندوں کی اکثریت تھی۔ ان سب نمائندوں نے اور ان کے لیڈر نے، پرائیم منسٹر نے، اتفاق رائے سے یہ کہہ دیا جو کہ میں آپ کو پڑھ کر سُناتا ہوں:۔

''۲۸، مارچ ۱۹۵۰ء کو ریڈیو سے یہ براڈ کاسٹ کیا گیا کہ ہندوستان نے ۲۶، اکتوبر سنہ ۴۷ء میں پاکستانی حملہ کے وقت ہماری الحاق کی پیشکش کو منظور کر لیا۔ اور کہ آئینی طور پر یہ الحاق مکمل تھا۔ اُس نے اپنی فراخدلی، جمہور نوازی اور عوام دوستی کا ثبوت دینے کے لئے یہ اعلان کیا کہ ریاست میں امن بحال

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہونے اور پہلی صورت حال کے برقرار ہو جانے پر الحاق کی تصدیق کے لئے رائے شماری کرائی جائے گی یہ حکومت ہند کی اپنی طرف سے آزادانہ پیش کش تھی۔ آئینی طور پر وہ اس کی پابند نہ تھی کیونکہ الحاق تو ہو ہی چکا تھا۔ برعکس اُس کے، پاکستان ایک طرف اپنے آپ کو کشمیریوں کا ہمدرد ظاہر کرتا و غمگساری کرتا ہے۔ اور دوسری طرف چاہتا ہے کہ جموں و کشمیر پر غیر ملکیوں کی فوجیں قابض ہو جائیں اور کشمیر کی حالت اسی طرح اندوہناک اور پریشان کن بن جائے۔ جس طرح آج کوریا کی ہے۔ جس طرح آج کوریا تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ اُسی طرح کشمیر کو بھی روندا جائے'' اس طرح سے کشمیر نیشنل کانفرنس نے اس خبر کو براڈ کاسٹ کیا۔

اس کے بعد ۲۵، مئی سنہ ء ۱۹۴۸ء کو ہم نے اعلان کیا'' کہ ہم نے ہندوستان کے ساتھ اپنی قسمت کو وابستہ کر دیا ہے۔ اس سے ہمیں کوئی الگ نہیں کر سکتا۔ ۲۵، دسمبر ۱۹۴۸ء کو کشمیر نے ہندوستان کے ساتھ رہنے کا آخری فیصلہ کر لیا ہے۔ جہاں کشمیر کے جواہر، پنڈت جواہر لال کا راج ہے۔ ہم پاکستان میں شامل ہونے پر موت کو ترجیح دیں گے۔ جہاں ہماری لڑکیوں اور بہنوں کو لٹیروں نے فروخت کیا۔

۶، مارچ سنہ ء ۴۸ کو کشمیر کے لوگوں نے فیصلہ کیا کہ وہ ہندوستان کے ساتھ کام کریں گے اور اس کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔

نیشنل کانفرنس نے ۹، مارچ سنہ ء ۴۸ کو کہا ہمارا یقین ہے کہ کشمیر میں ہر ایک انچ ہندوستان کی ملکیت ہے اور ہندوستان میں ہر ایک انچ کشمیر کا ہے۔ جواہر لال کا کشمیر کسی حالت میں جواہر لال کے ہندوستان سے الگ نہیں کیا جائے گا۔

۲۹، مئی سنہ ۴۹ء میں پھر کہا گیا کہ کشمیر ہند کے ساتھ رہے گا، چاہے اس کے لئے کچھ بھی قیمت کیوں نہ ادا کرنی پڑے۔

11، اکتوبر سنہ ۴۸، کو کنونیشن ہوئی۔ آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی نے قرارداد متفقہ طور پر پاس کی جس میں کشمیر کی ہند میں مستقل شمولیت کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۲۔ اکتوبر سنہ ء ۴۸، کو ساری ریاست جموں و کشمیر سے کشمیری عوام کے نمائندوں کا ایک کنونیشن منعقد

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji Trust (Regd) Collection, Jammu

ہوا۔ جس میں ہر ایک علاقہ کے نمائندے شامل تھے۔ کانگ کمیٹی کے فیصلہ میں ہند میں مستقل شمولیت کی تصدیق کی گئی۔

۲۵، مئی سنہ ۵۳ء، کو تقریر۔ لیڈر نیشنل کانفرنس کی چھپی کہ قانونی یا آئینی بنیاد پر آج تک کوئی بھی شخص کشمیر کے ساتھ ہند کے الحاق کے متعلق کوئی اعتراض نہیں کر سکا ہے''۔

اگست ۱۹۵۳ء کے بعد جب یہ ردوبدل ہوا تو بدقسمتی سے ہمارے کچھ دوست راستہ چھوڑ کر ہم سے جُدا ہو گئے، بھٹک گئے، ہندوستان سے بے مکھ ہو گئے۔ ہم نے دِلی کے معاہدہ میں کئی باتوں کا عہد کیا۔ اور ایکسیشن کے متعلق کچھ آدرش اور قول کئے تھے۔ اور ایک بڑا ریزولیوشن پاس کیا تھا کہ ہم ہندوستان کے ساتھ الحاق کر چکے ہیں۔ جو اٹل ہے۔ ہم اپنے ایمان پر قائیم رہیں گے۔ اپنے وعدہ پر قائیم رہیں گے۔ اور اپنے دھرم واصول پر قائم رہیں گے کہ ہم نے اس کو پورا کیا۔ لیکن اُن تمام باتوں کے باوجود ہمارے وہ دوست گمراہ ہو گئے۔ ہم نے بھارت کے ساتھ جو الحاق کیا تھا اس میں ہمارے جان و مال، عزت و آبرو کی پوری حفاظت کی ذمہ داری گورنمنٹ آف انڈیا نے لی تھی۔ باوجود اس کے کہ یہ سب چیزیں مستقل الحاق کے بارہ میں طے ہو گئیں۔ مگر ہم پھر بھی لٹکتے رہ گئے اور وہاں غیر یقینی حالت میں ہم کوئی ترقی و بہتری کی کاروائی نہیں کر سکتے تھے نہ کوئی کارخانہ کھول سکتے تھے۔ اور نہ کوئی کاروبار، تجارت یا بڑا کام کر سکتے تھے۔ اس لئے غیر یقینی حالت کو دُور کرنے کے لئے آئین ساز اسمبلی قائم کی گئی جس نے مستقل طور پر الحاق کا فیصلہ کر دیا ہے۔

جس وقت حملہ آوروں نے کشمیر پر حملہ کیا تھا ہم سب حیران تھے۔ دُنیا حیران تھی کہ یہ عجیب ہمدردی کا اظہار ہو رہا ہے۔ ہماری فوجیں اور ہندوستان کی فوجیں پاکستان کی فوجوں سے مقابلہ کر رہی تھیں۔ اور اس وقت جو سیز فائیر لائن ہے۔ اس کے آگے تمام کشمیر سے پاکستانی فوجیوں کو نکالنے ہی والی تھیں اور دو دِن کے اندر ساری پاکستانی فوجیں اس سیز فائر لائن سے بھگا دی گئی ہوتیں۔ مگر ہماری سامراج والی طاقتیں جو پاکستان کو شہہ دے رہی تھیں بیچ میں پڑ گئیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ مُلک جہاں پر وہ اپنے ہوائی اڈے بنا سکتے ہیں۔ اور جہاں سے وہ چین اور روس کے برخلاف حملہ کر سکتے ہیں، پاکستان

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کے ہاتھوں سے جا رہا ہے۔ انہوں نے سیز فائیر لائن بنانے کی چال چلی۔ جنگ روک دینی پڑی۔ اور تب سے ہماری اور پاکستان کی فوجیں اس لائن کے ارد گرد کہیں ایک میل کے فاصلہ پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ سیز فائر لائن کے متعلق کیا کہا جائے۔ نزدیک کے راستے روک لئے گئے۔ جہاں دو دن میں جا سکتے تھے۔ وہاں پندرہ پڑاؤ کا سفر کر کے کشمیر جانا پڑا۔ ہماری فوج اور عوام کو کئی میل گھوم کر جانا پڑتا ہے۔ مثلاً پونچھ سے اُوڑی کا راستہ بند ہے اس طرح سے سامراج وادیوں نے پاکستان میں سیز فائیر لائین کی صورت میں وہاں بڑی مشکل حالت پیدا کر دی ہے۔ آپ سب لوگوں کو معلوم ہی ہے کہ پاکستان دل و دماغ سے کھُلم کھُلا امریکہ کے ساتھ ہے۔ اس نے امریکہ کے ساتھ فوجی معاہدہ کر لیا ہے اور اس کی توپیں بندوقیں، گولہ بارود اور سبھی لڑائی کے سامان سیز فائیر لائن پر پہنچے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے آفسر بھی وہاں موجود ہیں۔ سیز فائیر لائن کے چاروں طرف یہ امریکن لوگ ہوائی اڈے بنا رہے ہیں اور ایک نئی جنگ کی تیاری میں مشغول ہیں۔ ان واقعات کے پیش نظر ہمارے جواہر لال جی اور یہاں کی گورنمنٹ نے کہہ دیا کہ امریکہ اور پاکستان کے فوجی معاہدہ کے سبب کشمیر کے متعلق حالات بدل گئے ہیں۔ اور اب وہ حالات نہیں رہ گئے ہیں جو پہلے تھے جن کے متعلق ہم نے وعدہ کیا تھا۔ اور جن کی بنا پر سارے کام ہوتے تھے۔ نئے حالات کے پیش نظر سوچنا پڑے گا۔ پاکستان نے ہمارے ۲۷ ہزار مربع میل علاقے اور دس لاکھ آدمیوں کو زبردستی سے بندوقوں اور تلواروں کے ذریعہ اپنے قبضہ میں کیا ہوا ہے۔ انہوں نے ہمارے اس علاقہ پر جنگ کر کے ظلم و تشدد کے ذریعے سے اپنا قبضہ جمایا ہے۔ وہ جب تک ہمارے اس حصہ کو خالی نہیں کرتا، تب تک رائے شماری کا وہاں کوئی سوال ہی نہیں اُٹھتا ہے ہمارا وہ حصہ جموں و کشمیر کا ہی ٹکڑا ہے۔ اب ہمارا سب لوگوں کا اور ہندوستان کی گورنمنٹ کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ حصہ ہم کو جلد واپس ملے جہاں پاکستان اس وقت موج سے بیٹھا ہوا، آرام سے بیٹھا ہوا ہے۔ اور ہمارے جو باشندے ہیں اُن پر ظلم و ستم ڈھا رہا ہے۔

وائس چیئرمین (شری ہریش چندر ماتھر):۔

آپ کا ٹائیم ہو چکا ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سردار بُدھ سنگھ:۔

مجھے کل کے لئے وقت ماننا چاہیئے۔ میں نے تو ابھی شروع کیا ہے۔

وائس چیئرمین (شری ہریش چندر ماتھر):۔

نہیں! اب اس کو ختم کیجئے۔ آپ کی پارٹی نے آپ کے لئے اتنا ہی وقت دیا ہے۔

سردار بُدھ سنگھ:۔

مجھے اسبارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ کہ مجھے اتنا ہی وقت دیا گیا ہے۔ میں نے تو ابھی تمہید ہی شروع کی ہے یا تو مجھے ابھی وقت دیا جائے یا کل کے لئے مجھے اپنی تقریر جاری کرنے کے لئے کہا جائے۔ یہ تو اصول نہیں ہونا چاہیئے کہ اور پرانتوں کے لوگوں کو ایک ایک گھنٹہ، آدھا آدھا گھنٹہ بولنے کو دیا جائے اور کشمیر کو لاوارث سمجھا جائے میں تو وہاں سے صرف ایک ہی نمائیندہ ہوں۔

وائس چیئرمین (شری ہریش چندر ماتھر):۔

یہ جو آپ کی پارٹی والوں نے طے کر کے وقت دیا ہے۔

سردار بُدھ سنگھ:۔

میں تو اس وقت ختم نہیں کر سکتا ہوں۔

وائس چیئرمین (شری ہریش چندر ماتھر):۔

اچھا تو آپ کل ختم کیجئے گا۔

۲۰، دسمبر ۱۹۵۵ء

سردار بدھ سنگھ (جموں اینڈ کشمیر):۔

جناب چیئرمین صاحب:۔

میں نے کل عرض کیا تھا کہ زبردستی کرنے کے بعد، کشت وخون کرنے کے بعد قتل وغارت کرنے کے بعد، لوٹ مار کرنے کے بعد اور ڈاکہ ڈالنے کے بعد پاکستان نے ہمارے ۲۷ ہزار مربع میل کے رقبہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کو اور دس لاکھ آدمیوں کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے۔ ہم نے یو۔این۔او میں کافی اپیلیں کیں اور کافی درخواستیں کیں۔ ہم نے کافی انتظار کیا۔ آٹھ سال ہو چکے ہیں۔ اور کچھ نہیں ہوا ہے۔ سر اوون ڈکسن نے جس کو وہاں کا جج مقرر کیا گیا تھا، خود لکھا ہے اور اس نے بھی کشمیر میں حملہ آوروں کے گھس آنے اور اس ریاست میں پاکستانی افواج کی غارت گری کو بین القوامی قانون کی خلاف ورزی، تجاوز، مجرمانہ سرحد شکنی اور غاصبانہ مداخلت قرار دیا ہے۔ وہ قطعی فیصلہ کر چکا ہے۔

جب ہم نے گورنمنٹ آف انڈیا کے ساتھ الحاق کیا تو ساری ریاست کا کیا۔ اس لئے کیا کہ ہماری ریاست کے جو تمام حدود تھے۔ وہ اس پر قائیم رہیں اور گورنمنٹ آف انڈیا کا یہ فرض تھا کہ وہ ڈیفنس ہماری اپنی لائن پر کرتی۔ لیکن اب کئی سالوں سے سمجھوتہ کا سلسلہ جاری ہے، خالی باتیں ہو رہی ہیں مگر کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ کشمیر کے بارے میں کنوینشن پاکستان میں ہو رہے ہیں اور کشت و خون کی جو جنگ کا نتیجہ ہے اور لڑائی جھگڑے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ سیز فائر لائن پر جنگ کے سارے سامان، توپ و بندوق وغیرہ اور پاکستان کی فوجیں موجود ہیں مگر اس طرح کے حالات میں سمجھوتے کی باتیں نہ معلوم کیسے ہو رہی ہیں۔ پاکستان تو کسی قسم کی شرائط کو نہیں مانتا۔ ہم نے ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں متعدد بار نیشنل کانفرنس سے لیکر آج تک برابر ریزولیوشن پاس کئے نیشنل کانفرنس جو کہ ایسی جماعت ہے۔ انہوں نے کئی دفعہ کہہ دیا کہ ہم ہندوستان کے ساتھ مل چکے ہیں۔ ہماری قانون ساز اسمبلی نے بھی جس کو گورنمنٹ آف انڈیا نے اور پارلیمنٹ نے تسلیم کیا ہے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمارا ہندوستان کے ساتھ الحاق کا فیصہ اٹل ہے۔ اور کوئی طاقت اس کو بدل نہیں سکتی۔ وہاں کی موجودہ گورنمنٹ اور نیشنل کانفرنس نے تمام دُنیا میں ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں بلکہ بارہا کہا ہے کہ یہ فیصلہ اٹل ہے، قطعی ہے اور کسی دوسرے کو یہ حق نہیں ہے کہ ہماری قسمت کا فیصلہ کرے۔ ہم نے جو فیصلہ کر دیا ہے کہ ہمارا الحاق ہندوستان کے ساتھ مستقل اور پختہ ہو چکا ہے، وہی قائم رہے گا۔ ہم نے یہ فیصلہ اس لئے کیا ہے کہ ہمارا آدرش، ہماری آئیڈیالوجی، اور ہندوستان کی، ایک ہیں ملتی ہیں۔ جب ہم سنگینوں کے سامنے تھے۔ قید و بند میں تڑپ رہے تھے، آزادی کی لڑائی لڑ رہے تھے۔ اس وقت انگریزوں کی باد

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

شاہت تھی تو اس وقت گاندھی جی، جواہر لال جی، آزاد صاحب اور سردار پٹیل نے، کانگرس نے، ہندوستان کی سرکار نے ہماری جان بچائی اسوقت نہ جناح صاحب آئے نہ مسلم کانفرنس آئی اور نہ دوسرے آدمی ہماری جان بچانے آئے۔ ہمارا آدرش بھی سوشلسٹ نظام کے اوپر مبنی ہے۔ ہمارا نصب العین نیا کشمیر ہے۔ ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم اپنے پیارے وطن کشمیر کو ایشیا کی برفانی چوٹیوں کی پیشانی پر چمکتا ہوا ہیرا بنائیں گے۔ اور اس کے لئے حسب ذیل آئین تجویز کر رہے ہیں۔ اس پر اپنا حق قائیم کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہم اپنے ملک سے تمام غربت کو۔ مصیبتوں کو، ظلم کو، زیادتی کو، جہالت اور مظلومیت کو دُور کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس ملک کے ساتھ ہونا چاہتے ہیں۔ جو کہ ہمارے ''نیا کشمیر'' کے اصول کو تسلیم کرے۔ اور ہماری آزادی کو قائیم رکھ سکے اور وہ مُلک صرف ہندوستان ہے۔ جب ہم نے یہ فیصلہ کر دیا ہے تو پھر اب بار بار رائے شماری کے سوال کو کیوں اُٹھایا جاتا ہے۔ آپ بڑے بڑے قانون دان جو یہاں بیٹھے ہیں، سب سمجھ سکتے ہیں، کہ دُنیا میں کوئی مثال نہیں، کوئی لاء، کوئی عدالت ایسی نہیں ہے۔ جو کہ یہ کہہ سکے کہ کسی جابر، قاتل، ڈاکو، حملہ آور کا کوئی حق ہے کہ وہ اس علاقہ کو جو آپ یعنی ہندوستان کے سپرد کیا جاتا ہے، جس پر آپ کنٹرول کرنے اور اُس کی حفاظت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اس پر دوسرا کوئی مخالف ملک جابرانہ قبضہ کر سکے اور کہہ سکے کہ یہ میرا ملک ہے وہاں آزاد کشمیر کی فوجیں نہیں ہیں بلکہ پاکستان کی فوجیں ہیں اور ۲۷ ہزار مربع میل کے رقبہ میں وہ ہمارے مُلک کے اندر گھُسا ہوا ہے۔ تو اب بھی ہم میں کیوں یہ جرات نہیں ہوتی کہ اس کو نوٹس دیدیا جائے اور کہا جائے کہ آپ مہربانی کر کے تشریف لے جایئے۔ اور ہمارا ملک ہمیں واپس کیجئے۔ ہم کو دو ہستیوں نے سہارا دیا جس کی وجہ سے ہم کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور ہم نے از سر نو اس ملک کو زندہ کیا ہے۔ ترقی کی سکیموں کو چالو کیا ہے۔ ہمارے معزز آنریبل پنڈت پنت صاحب یہاں ہیں۔ وہ اسٹیٹ کے منسٹر بھی ہیں، وہ کشمیر گئے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، کانوں سے سُنا اور تمام تواریخ کو پڑھا اور انہوں نے ہمارا قطعی فیصلہ کیا۔ اُن کی ذاتی رائے کیا ہے؟ وہ تو ساری ریاست، کی، ہندوستان کے بچے بچے کی اور کشمیر کے بچے بچے کی رائے ہے۔ کہ لوگ الحاق کے بارے میں فیصلہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

دے چکے ہیں۔ جو فیصلہ ہو چکا ہے، وہ اٹل ہے۔ اور دستور ساز اسمبلی نے جو قطعی فیصلہ کیا ہے حکومت ہند اس کی قدر کئے بغیر نہیں رہ سکتی یعنی اس کو کوئی نظر انداز نہیں کر سکتا ہے۔ عوام کی رائے کا جو فیصلہ ہونا تھا۔ سو ہو چکا ہے۔ تو پھر بار بار پلیبیسائیٹ کے مسئلہ بلکہ ڈھونگ کو پیش کرنا جبکہ حالات قطعاً بدل گئے ہوں بالکل نامناسب ہے۔ مخالف پراپیگنڈہ سے اب تو پاکستان کی طرف سے دشمنی کی انتہا ہو چکی ہے۔ اور ہر بات میں ہمیں وہ دشمن قرار دیتا ہے حالانکہ ہم اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ ابھی روسی لیڈر کشمیر تشریف لے گئے تھے۔ اور وہاں کی حالت دیکھی۔ وہ زندہ قوم ہے وہ شاندار قوم ہے وہ انقلابی قوم ہے اور وہ جو وعدہ کرتی ہے اس کے پیچھے مرمٹتی ہے لیکن وعدہ کو پورا ضرور کرتی ہے۔ انہوں نے شروع سے آخر تک وہاں کی حالت کو دیکھا۔ اس کو سٹڈی کیا۔ اور کہا کہ کشمیریوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ کشمیر ہندوستان کا حصہ ہے اس پر پاکستان چیخ اُٹھا۔ جو ہمارے حق کی بات کرتا ہے۔ انصاف کی بات کرتا ہے۔ اور حقیقت بیان کرتا ہے۔ اس کے اوپر پاکستان برس پڑتا ہے اور تمام دُنیا میں شور مچاتا ہے۔

چونکہ میں اپنی جوانی کی عمر میں ۵ سال چین اور روس کی حدود جہاں ملتی ہیں اس کو دیکھ چکا ہوں جبکہ میں سروس میں تھا۔ تب میں نے شمال مشرقی سرحدات کو دیکھا تھا۔ میں کوئی پیشنگوئی نہیں کرتا ہوں، حقیقت بیان کرتا ہوں۔ روس کے لیڈر یوں ہی نہیں آئے۔ کشمیر میں یوں ہی نہیں آئے۔ اور انہوں نے جو کچھ کہا، وہ یوں ہی غلطی سے نہیں کہہ دیا، پوری ذمہ داری اور حق سمجھ کر کہا ہے۔ کیونکہ وہ کبھی بھی کسی صورت میں بھی ہندوستان کو یا پاکستان کو یا امریکہ کو یا دُنیا کے کسی مُلک کو اجازت نہیں دیں گے کہ چار پانچ سو میل لمبے سرحدی علاقے میں اسکردو و گلگت میں امریکہ کے فوجی اڈے بنیں۔ اور اُن کے برخلاف استعمال کئے جائیں۔ وہ صرف یہی دیکھ رہا ہے کہ چونکہ ہندوستان کا اس پر جبکہ یہ ریاست کا حصّہ ہے۔ اپنے قبضہ میں رکھنے کا پورا حق ہے۔ گو ابھی قطعی فیصلہ نہیں ہوا۔ اور ہندوستان سے اس کی چونکہ دوستی ہے اور یہ اس کی ایمانداری ہے اس لئے وہ چُپ بیٹھا ہے اور بہت احتیاط سے واچ کر رہا ہے نہیں تو وہ چُپ بیٹھے والی قوم نہیں ہے۔ جوں ہی اس کو معلوم ہوا کہ ہندوستان کے حق و قبضہ کو چیلنج کرتے ہوئے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji MFS (Retd) Collection Jammu

پاکستان نے امریکہ کو روس کے خلاف اپنے اڈے بنانے کا حق و اختیار دے دیا ہے تو ں ہی باتشدد خونریزی اور اذیت کا دور شروع ہو جائیگا۔ جس کا روسی لیڈروں نے اشارہ کیا ہے۔ اور پھر ہماری جان بھی خطرے میں آ جائے گی۔ اور ہندوستان کی آزادی اور شان میں بھی فرق آ جائے گا۔ اور نہ معلوم اس وقت کیا قیامت خیز واقعہ ہو جائے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ دیر نہ کیجئے انتظار نہ کیجئے اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے اتنی جلدی پاکستان کو نوٹس دیدیں کہ تم علاقہ خالی کرو۔ کس قانون سے، کس لاء سے وہاں تم قابض ہو۔ وہاں تم اس طرح قابض نہیں رہ سکتے۔ کسی قانون، کسی لاء میں یہ درج نہیں ہے کہ کسی ملک پر جبراً قبضہ کیا جائے اور تم نے اس پر جبراً قبضہ کر لیا ہے اس لئے فوراً ہٹو۔ آپ مہربانی کر کے یہاں سے فوراً چلے جائیں۔

میں بڑے درد کے ساتھ بول رہا ہوں۔ اس لئے درد سے بول رہا ہوں کیونکہ میں ایک رفیوجی ہوں اور چار لاکھ رفیوجیوں کے نمائندہ کی حیثیت سے بول رہا ہوں۔ وہ در در بھٹک رہے ہیں۔ اور جتنی دیر ہو رہی ہے وہ بے چارے لاکھ مصیبت برداشت کر رہے ہیں۔ آجتک ان کے لئے ایک بھی گھر نہیں بنا ہے اور نہ معاوضہ ملا۔ اور نہ ملک کا حصہ واپس ملا۔ مگر بڑے اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں اور پاکستان کی طرف سے اُمید رکھتے ہیں کہ ہمارا علاقہ خالی کرنے کا سمجھوتہ کرے گا یہ ناممکن ہے۔ یہ ایک بری دردناک بات ہے کہ پاکستان کے اس عظیم جبر اور غاصبانہ قبضہ کو برداشت کیا جا رہا ہے میں پھر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنے پارلیمنٹ کے ممبر ہیں، ہندوستان کی جتنی جنتا ہے اور جو گورنمنٹ کے آراکین اور مُلک کے لیڈر ہیں اُن کی شان بڑی ہے طاقت بڑی ہے اس لئے وہ مہربانی کر کے پاکستان کو ہمارے علاقہ سے نکالنے کی کوشش کریں تا کہ کسی طرح سے ہم وہاں اطمینان سے رہ سکیں۔ وہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ ہمارا علاقہ واپس لیا جائے ورنہ ہماری مصیبت و خطرہ دور نہ ہوگا۔ اور آپ کی بھی بدنامی ہے اور گورنمنٹ آف انڈیا کی شان و وقار میں بھی بڑا فرق آنے والا ہے۔ اور عظیم خطرناک حالات پیدا ہونے والے ہیں۔ اس لئے میری عرض ہے کہ جہاں باونڈری کا تنازعہ ہے جھگڑا ہے پہلے اس کا فیصلہ کریں۔ کیونکہ اسی جگہ پر آپ نے جنگ لڑی ہے اور آئندہ لڑنی ہے کیونکہ دُشمن جنگ پر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تُلا ہوا ہے۔ ہندوستان کا جو آسام سے لے کر تمام گلگت ابیٹ آباد اور پشاور تک سرحدات کا ۱۳ سو میل لمبا آپ کا حصّہ ہے اس میں آپ کو حفاظت و کنٹرول کا انتظام قائم رکھنا ہے اور ۷ سو میل ہمارے علاقہ کا جو سرحدی حصّہ ہے۔ اس کو بھی اپنے قبضہ میں رکھنا ہے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کشمیر سر ہے ہندوستان کا اور اگر سر قائیم ہے تو ہندوستان قائیم ہے۔ اگر وہاں ہل والا جھنڈا اور ہندوستان کا ترنگا جھنڈا قائیم رہے گا۔ تو یہاں دہلی میں بھی قائیم رہے گا۔ اگر وہ نکل گیا تو یہ بھی نہیں رہے گا۔ اس لئے ہندوستان کی شان، عزت اور وقار اور ذمہ داری کا تقاضہ ہے کہ وہ پاکستان کو نوٹس دیدیں کہ آپ یہاں سے نکلو اور یہ علاقہ ہمیں واپس دیدو تا کہ ہمیں اطمینان کی سانس لینے کا موقع ملے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تقریر سردار بُدھ سنگھ ممبر راجیہ سبھا جو ۱۰، مارچ ۱۹۵۹ء کو راجیہ سبھا دہلی میں کیگئی :۔

پانچسالہ پلان

جناب وائیس چیئر مین صاحب! اس بجٹ پر کافی بحث ہو چکی ہے یہ بحث اور فائینس منسٹر صاحب کی سپیچ عام فہم ہے۔ اور اسے مفصل اور محکمہ وار جمع خرچ کے ہر ایک مد کے متعلق ذکر کرتے ہوئے پوری ذمہ داری اور موجودہ مشکلات اور ضروریات واقعی اور تیسرے پانچسالہ پلان میں نئے اور پہلے کے شروع کئے ہوئے ترقی کے کاموں کو مکمل کرنے اور مختلف سکیموں کو پورا کرنے کے نشانہ کو مدنظر رکھ کر بنایا گیا ہے۔ فائینس منسٹر صاحب نے اور موجودہ منسٹر صاحب نے جو کہ یہاں براجمان ہیں بڑے اطمینان سے سپیچز Speeches کو سُنا ہے اور جو اعتراضات ہوئے ہیں اُن کو بھی سُنا ہے اور میرا اپنا خیال ہے کہ آپوزیشن والوں نے اور دوسرے ممبران نے جو اعتراضات کئے ہیں۔ ان کے متعلق وہ خاص طور پر نوٹ کریں گے۔ اور ان کے متعلق سوچیں گے کہ آئیندہ بجٹ میں کس حد تک اصلاح کی جاسکتی ہے۔

اس وقت تین چار بڑے زبردست سوال ہیں اور وہ زندگی اور موت کا فیصلہ کرنے والے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمارے جو فائیو ایر پلان بن رہے ہیں ان کو چاہیئے جس قیمت پر بھی ہو تن، من۔ دھن سے سر توڑ کوشش کر کے تمام دقتیں اُٹھانے کے باوجود ہر قیمت لگا کر پورا کرنا ہے دوسرا یہ کہ خوراک کے مسئلہ کو حل کرنا ہے۔ تیسرا یہ کہ سانجھی کھیتی باڑی کا انتظام کرنا ہے۔ اور چوتھا یہ کہ جتنے پراجیکٹ ہیں۔ جتنے ڈیم وغیرہ ان کو کس پرکار بنانا و مکمل کرنا ہے۔ اس کا فیصلہ کرنا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ جو زندہ مشینیں ہیں۔ یعنی جو محنت کش ہیں، مزدور ہیں، کسان ہیں جن کے اندر خون شاید تھوڑا رہ گیا ہے۔ ان کا بھی پورا خیال رکھنا ہے۔ اور ان کو اوپر اُٹھانا ہے۔ ان کے لئے نہ پوری روٹی ہے نہ کپڑا ہے، نہ پختہ جھونپڑی ہے۔ نہ کرنے کو مستقل کام ہے ان کیلئے نہ کوئی صحت کا انتظام ہے اور نہ اچھا مکان ہے۔ وہ گندی سڑی جھونپڑیوں میں رہ رہے ہیں۔ ان کو پوری خوراک نہیں مل رہی ہے۔ وہ نیم فاقہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

مست ہیں۔ اُن کی حالت یہ ہے۔۔۔۔۔ پراگندہ روزی پراگندہ دل۔ جو خوراک کے لئے دُکھی ہے اس کا دِل بھی بڑا پریشان ہے۔

آج حالت یہ ہے کہ اگر ان سے بجٹ کے متعلق کہو تو وہ کہیں گے کہ (پنجابی زبان میں) ''پیٹ نہ پیاں روٹیاں، سبھے گلاں کھوٹیاں'' خوراک پر یہ تمام باتیں ہیں۔ وہ تو بجٹ کے متعلق یہی کہیں گے کہ جب تک ہم کو پوری مکمل خوراک نہیں مل جاتی۔ تب تک یہ سب فضول ہے۔ اور یہ سب کتابی مسئلہ ہے۔

ڈپٹی منسٹر صاحب میری طرف توجہ کریں۔ جو میں کہہ رہا ہوں۔ اس کو وہ سُنیں۔ میں ان کو ہی سُنا رہا ہوں۔ اگر ہم ان غریب کساونوں سے کہتے ہیں کہ دیکھو جہاز بن رہے ہیں۔ ریلیں بن رہی ہیں۔ ڈیم بن رہے ہیں وہ تو کہتے ہیں کس واسطے بن رہے ہیں؟

''ساریاں کلاں نے ہیٹھ ہلاں'' یعنی جس قدر یہ کام ہو رہے ہیں۔ ہل کے محتاج ہیں۔ ہل چلے گا۔ تب اناج پیدا ہوگا۔ تب زندہ رہیں گے۔ غریب کسان تو یہ کہے گا کہ میں تو مر رہا ہوں۔ یہ کام کس کے لئے ہیں؟ تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تمام دُنیا میں جتنے زندہ انسان ہیں۔ جتنی زندہ مشینری کام کر رہی ہے جو کہ بڑے بڑے سیکریٹریٹ ہیں آپ کے کام کر رہے ہیں۔ جو بڑے بڑے لائیر کام کر رہے ہیں۔ انجینئر کام کر رہے ہیں۔ اور پلان بنا رہے ہیں۔ نقشہ بنا رہے ہیں۔ ان کے اندر غرم خون چلتا ہے۔ ان کی آنکھوں میں روشنی ہے۔ انکے دماغوں میں روشنی ہے۔ اور ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ ان کو پورا کھانا مل چکا ہے۔ پورا کپڑا مل چُکا ہے۔ وہ اچی نیند پوری کر چکے ہین۔ اور آسائشوں کے مکان میں رہ چکے ہیں۔ لیکن اگر ان کو چوبیس ۲۴ گھنٹے کھانا نہ ملے۔ خوراک نہ ملے وہ بھوکے اور ننگے ہوں۔ اِن کے بچے بھوک سے تڑپ رہے ہوں۔ اور ان کی بیوی بچوں کی بیماریوں کا علاج نہ ہو۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ کس طرح کا نقشہ بنا سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں کون نقشہ بنا سکتا ہے۔ کون ڈرافٹ بنا سکتا ہے۔ اور کون بحث کے فگرس (Figures) وغیرہ کو اکٹھا کر سکتا ہے۔

جس وقت کوئی بڑا لیڈر آدمی چلا جاتا ہے۔ دُنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ تو کچھ آخری اُپدیش دے جاتا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہے۔ مہاتما گاندھی نے ہماری غلامی دور کر کے آزاد دنیا بنائی۔ اور چپ چاپ بھارت کی آزاد دنیا پیدا کر دی۔ اور آخری وقت میں جو اُن کا اُپدیش تھا۔ وہ یاد کرنا چاہیئے۔ مہاتما گاندھی کی سمادھی پر ہم پھول چڑھاتے ہیں۔ ان کے گُن گاتے ہیں ہم ان کی لکھی ہوئی کتابوں کو پڑھتے رہے ہیں۔ اور مَیں نے بھی ان کے ایک لیکھ کو پڑھا تھا مَیں نے اِس کو چھاتی سے لگا کر رکھ لیا ہے۔ کیونکہ میں کسانوں کے لئے ہمیشہ تھوڑا بہت کام کرتا رہا ہوں۔ وہ یہ لکھتے ہیں۔ ۲۸ جنوری ۱۹۴۸ء کا مہاتما گاندھی کا یہ لیکھ ''ہری جن'' میں نکلا۔ اور ۳۰، جنوری ۱۹۴۸ء کو وہ شہید ہوئے۔ ان کا دیہانت ہو گیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔ ''ہمارے جتنے منتری ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی کسان نہیں۔ کسان کی مصیبتوں کو کسان ہی سمجھ سکتے ہیں۔

''اور۔۔۔۔۔ دراصل اب راج کسانوں کا ہی ہونا چاہیئے''۔ ان میں بہت پڑھے لکھے مل سکتے ہیں۔ اس لئے انہیں حکومت میں لانا چاہیئے۔ جس طرح امریکہ کا ایلچی ہند کی جنتا سے نہ مل کر اپنا کام دیش کے پردھان منتری کے ذریعہ کرا لیتا ہے۔ اس طرح ایک ان پڑھ کسان منتری بھی اپنا ارادہ پردھان منتری کے ذریعہ پورا کر سکتا ہے۔ اگر کسان منتری ٹھیک طور پر کسان ہی ہو تو وہ کسان کی طرح مٹی میں مرے گا۔ اور سورج اور چاند کی روشنی میں رہے گا۔''

آگے وہ لکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔ ''آج ایک سجن آئے تھے۔ ان کا نام تو میں بھول گیا۔ انہوں نے کِسان کی بات کی۔ میں نے کہا۔ میرا چلے تو ہمارا گورنر جنرل کِسان ہوگا۔ ہمارا بڑا وزیر کِسان ہوگا۔ سب کچھ کِسان ہوگا۔ کیونکہ یہاں کا راجہ کسان ہے۔ مجھے بچپن سے سکھایا تھا۔ ایک کویتا ہے ''کِسان تو بادشاہ ہے''۔ کِسان زمین سے پیدا نہ کرے۔ تو ہم کیا کھائیں گے۔ سچ مچ ہندوستان کا راجہ تو وہی ہے لیکن آج ہم اسے غلام بنا کر بیٹھے ہیں۔ آج کِسان کیا کرے۔ ایم۔ اے بنے، بی۔ اے بنے۔ ایسا کیا تو کسان مٹ جائیگا۔ پیچھے وہ کدالی نہیں چلائے گا۔ جو آدمی اپنی زمین سے پیدا کرتا ہے۔ اور کھاتا ہے۔ سو جنرل ہے۔ پردھان بنے تو ہندوستان کی شکل بدل جائے گی۔ آج جو گلا سڑا پڑا ہے۔ وہ نہیں رہے گا۔'' تو سوال یہ ہے کہ سب کچھ بنانے والا کون ہے؟ صرف مزدور اور کسان

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہے لیکن آپ کی جو گاڑی چلتی ہے۔ اس میں اگر پیٹرول نہیں ہے تو وہ نہیں چلے گی۔ اور اس لئے آپ کیسے اُمید رکھتے ہیں کہ پیٹرول پھر ڈالیں گے۔ اور پہلے اس کو اسٹارٹ کریں گے۔ اس طرح سے جس آدمی کو کھانا نہیں ملے گا۔ جس میں پیٹرول نہیں ڈالا جائیگا۔ وہ انجن کیسے چلے گا؟۔ آپ کہتے ہیں کہ انتظار کرو۔ سات برس تک انتظار کرو۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائیگا۔ تیسرا فائیو ایر پلان کو مکمل ہونے دو۔ اور تب تم اچھی طرح سے کھاؤ گے۔ پیو گے۔ لیکن جو کام کرنے والے ہیں۔ ان کے لئے اگر ابھی کچھ کھانا پینا نہیں ہے۔ ان کے لئے مزید انتظار مشکل ہے۔ تو وہ کیسے محنت کرے گا۔ کیسے دیر تک چلے گا۔ وہ کیسے اپنے گھر کا کام چلائے گا۔ اس لئے آج اتنے برسوں کے بعد مہاتما گاندھی کا یہ پیغام شری جواہر لال نہرو جو اُن کی رُوح کی آواز کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ ان کی سمجھ میں بھی اچھی طرح سے آ گیا ہے۔ اور انہوں نے صاف طور پر کہہ دیا ہے۔ یہ الفاظ انہوں نے ٹریڈ اور کامرس فیڈیشن کے سامنے کہے اور بڑے دردناک طریقے سے کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ''آؤ ہم مفاد خصوصی کو ختم کرنے کے لئے ایک ایسا ڈھنگ نکالیں جو کسی کے لئے تکلیف دہ نہ ہو۔ اور اس میں وسیسٹڈ انٹرسٹ نہیں رہے گا مفاد خصوصی ختم ہوتا ہے۔ یہ محض میری رائے نہیں بلکہ دنیا کے موجودہ حالات کا تقاضا ہے۔ میں ایسے مستقبل کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جس میں ہمارے کروڑوں کاشتکار نیم فاقہ کشی کی حالت میں ہوں۔ میں کروڑوں لوگوں کی فاقہ کشی اور غربت پر کروڑوں انقلابوں کو ترجیح دوں گا۔

میں کہتا ہوں کہ۔۔۔۔۔۔۔'' گاندھی جی کی رُوح جواہر لال نہرو جی میں کاشتکاروں کے متعلق بول اُٹھی۔ انہوں نے کہا کہ سرمایہ داری اور مفاد خصوصی ختم کی جائے گی۔ کیونکہ اس میں کسانوں کی بھلائی ہے۔ دولت مند لوگ اس چیز سے ڈرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ خون خرابی ہوگی۔ کوئی کہتا ہے بلڈ شیڈ ہوگا۔ جواہر لال جی کہتے ہیں کہ کروڑوں انقلاب ہوں۔ میں نہیں ڈرتا۔ میں نوے فیصدی کسانوں کی بدتر حالت کو برداشت نہیں کر سکتا''۔

ٹھیک ہے جب کسانوں کو، مزدوروں کو اور کاشتکاروں کو جس کی محنت و مشقت کی بدولت دنیا زندہ ہے۔ دنیا چل رہی ہے۔ چیونٹی سے لے کر ہاتھی تک اور گدا سے شاہ تک زندہ ہیں۔ وہ ہی آج غربت

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd), Collection Jammu

میں رہ کر زندگی اور موت کے بیچ سانس لے رہے ہیں۔ ان کو پوری روٹی، کپڑا اور رہنے کی مناسب جگہ میسر نہیں ہیں۔۔۔۔ یہ کیسے برداشت ہو سکتا ہے؟۔

مزدوروں کی دن رات محنت و کام سے دوستو'' آشو کا ہوٹل'' ایک سال میں بن گیا۔ اس میں لاکھوں۔ کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اس میں بڑے بڑے اچھے شیشے لگے ہیں، فرنیچر ہے، بجلی کے پنکھے اور عیش و آرام کی سب ہی چیزیں ہیں۔ سب ہی طرح کی سہولتیں ہیں۔ اور یہ سب کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ اِن میں اتنا روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اس لئے وہاں بڑے بڑے رئیس اور دولت مند لوگ آ کر ٹھہر تے ہیں۔ لیکن دوسری طرف سامنے ایسے لوگ مزدور ہیں۔ جو گندگی اور غربت میں گھاس کی جھونپڑیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ گندہ پانی پیتے ہیں۔ ان کے لئے لیٹرین کا بندو بست نہیں ہے۔ غُسل خانہ نہیں ہے۔ کہاں نہائیں، کہاں دھوئیں۔ کیا ہم آنکھ بند کئے ہوئے ہیں جو اتنا نہیں دیکھ سکتے ہیں، کہ مزدوروں کی کیا حالت ہے۔ جو کام کرتے ہیں اس کو فارنرز (Foreigners) سیاح کِس طرح سے کِس نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ دُنیا بھر سے جو ڈیلی گیشن آتے ہیں۔ وہ ذرا ذرا سی بات کو دیکھتے ہیں۔ اس کو نوٹ کرتے ہیں۔ اور اپنا اندازہ کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ عالی شان کمروں اور بڑھیا بڑھیا موٹروں میں بیٹھنے والے لوگ کون ہیں؟ اور مُلک میں کس کا راج ہے، اور کس کی اور کیسی حکومت ہے؟ کیا وہ دوسری طرف مزدوروں کی بستی جہاں گندگی ہے جو بدبُو ہے۔ اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہاں پانچ لاکھ سے زیادہ دیہات ہیں ان میں رہنے والے کسانوں کے پاس گھر نہیں ہیں۔ ٹوٹی پھوٹی جھونپڑیوں میں رہتے ہیں۔ لیٹرین نہیں ہیں۔ کافی گندگی ہے، غلاظت ہے، بیماری ہے، تپ دق اور ملیریا اور طرح طرح کی بیماریاں ہیں۔ ہمارے ہیلتھ منسٹر صاحب سپیچ دیدیں گے۔ کتابیں لکھ دیں گے۔ اور اس کے اوپر لاکھوں کروڑوں روپیہ آپ صرف شہروں پر خرچ کر رہے ہیں۔ دیہاتی کسانوں، غریبوں کے علاج پر بہت کم خرچ ہوتا ہے۔

اب میں ان تمام باتوں کو چھوڑ کر کشمیر کے متعلق دو باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں وہاں سے آیا ہوں۔ وہاں کا نمائندہ ہوں، وہاں بھی رفیوجیز ہیں۔ جہاں آپ نے مشرقی بنگال و مغربی پنجاب سے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

آئے ہوئے رفیوجیز کو بہت کچھ اچھی حد تک جس طرح سے معاوضہ دیا، بسا دیا، ٹھکانہ بنا دیا ہے۔ اس کے لئے ہم آپ کے بڑے مشکور ہیں۔ اس پر آپ نے کروڑوں روپیہ خرچ کیا ہے۔ لیکن وہاں جموں کشمیر میں قریباً دو لاکھ رفیوجی ہیں۔ ان سب کے لئے گھر نہیں ہے۔ وہیں جموں میں جو تھوڑے سے گھر بنائے گئے ہیں۔ وہ گھر کیا ہیں؟۔ سنگین کوٹھڑیاں ہیں۔ ایک دو گز کے فاصلہ پر باورچی خانہ ہے۔ اور ڈیڑھ گز کے فاصلہ پر ٹٹی ہے۔ لائن کی لائن ٹٹیوں کی ہے۔ کوئی لائیٹ کا خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔ پانی کافی نہیں، سڑکیں پختہ نہیں، کچھ بھی قاعدے سے اس میں آسائش و آرام کی چیزیں نہیں ہیں۔ اور اس پر کرایہ و خرچہ کافی لیا جاتا ہے۔ تیس ۳۰ لاکھ روپیہ بجٹ میں رکھا ہے، صرف دیہاتی رفیوجیز کو قرضہ دینے کے لئے۔ کھنہ صاحب منسٹر پر ہمیں اعتماد ہے۔ وہ خود رفیوجی ہیں۔ انہوں نے بڑے پریم محبت اور ہمدردی سے کام کیا ہے۔ لیکن وہ بہت مجبور ہیں۔ وہ ہمیں کہتے ہیں کہ کمپنسیشن (معاوضہ) آپ کو دینا اِن کے اختیار میں نہیں۔ ٹھیک ہے۔ مگر معاوضہ کب اور کس نے دینا ہے۔ ۳۰ ہزار مربع میل کا علاقہ ہمارا پاکستان کے جبراً قبضہ میں چلا گیا۔ اور دس لاکھ آدمی بھی چلے گئے۔ پاکستانی حملہ سے ہزاروں جانیں ہلاک ہوئیں۔ کروڑوں روپیوں کا نقصان ہوا۔ لیکن ایک پیسہ کا کمپینیشن ہمیں نہیں ملا، نہ اُمید ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس محکمہ کو اُڑانا نہیں چاہیئے۔ اس کو ختم نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمارے لئے جبکہ کافی کام باقی ہے۔ وہ ختم نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے ذریعہ ہمارے گھر بننے چاہیئے، ہم کو قرضہ دیا جانا چاہیئے، مکانات بنائے جانے چاہیئے، کرایہ نہیں لینا چاہیئے، مفت زمین مکان بنانے کے لئے دی جانی چاہیئے۔

ہمارے مُلک کے اِس پار بارڈر پر امریکہ کا جنگی سامان آ گیا ہے۔ اس کے ہتھیار، ساز و سامان سب وہاں پہنچ گیا ہے۔ آج امریکہ کی مدد سے پاکستان کی طاقت پہلے کے مقابلہ میں چار چھ گُنا بڑھ گئی ہے۔ امریکہ کو اگر ہم اب بھی نہیں سمجھیں تو ہم اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں امریکہ دوست نہیں ہے، وہ دُشمنی کر رہا ہے۔ وہ روپیہ پیسہ اور غلہ سے ایک طرف اس مُلک کو مدد دیتا ہے۔ برعکس جس کی مدد اور حمایت سے پاکستان نے ہمارے ملک کے حصّہ پر جبراً قبضہ کر رکھا ہے۔ اُسکو جنگی سامان

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

دے رہا ہے۔ ایک طرف ایٹمی شکتی اور توپ وغیرہ ہے۔ جس سے ہمارا پالا پڑا ہے۔ دشمن ہمارے سر کے اوپر بیٹھا ہے۔ ہم خود پاکستان کی حد سے چند میل کی دوری پر رہنے والے ہیں۔ ہم نے حد سے آر پار نہ جانے کے لئے سیز فائر لائین بنا دی۔ وہ بہت پیچیدہ وخطرناک ہے لیکن دونوں طرف آمنے سامنے جو فوجیں کھڑی ہیں۔ اس سے ہمارے سر پر ہمیشہ ایک تلوار لٹک رہی ہے۔

سردار بدھ سنگھ:۔

مجھے تھوڑا وقت اور دیجئے۔ میں کشمیر کے متعلق کچھ اور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کشمیر میں ناموافق موسم کی وجہ سے اکثر مصیبت کا سامنا ہوتا ہے۔ غلہ کی ہمیں وہاں ضرورت رہتی ہے۔ چالیس لاکھ من غلہ کی وہاں ضرورت ہے کافی امداد کی ضرورت ہے۔ وہاں فلڈس (Floods) سے وہاں بڑی بربادی ہو جاتی ہے۔ اس واسطے بھی ہمیں کچھ مدد کی ضرورت ہے۔ نہروں کے بنانے کی ضرورت ہے۔ ڈیفینس آپ کو وہاں مضبوط کرنا ہے۔ بجٹ میں اس مد کے اخراجات میں جو کمی کی گئی ہے، میں نہیں سمجھتا کہ اس کمی کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ وہاں تو صرف چاند ماری میں لاکھوں روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ جو لازمی ہے۔ کیونکہ انہیں کسی بھی وقت لڑنا پڑ جائے۔ مشق کرنا ضروری ہے۔ دشمن کسی وقت حملہ کر سکتا ہے۔ یہ کوئی محض حساب کتاب لکھنے یا جمع خرچ نکالنے کی بات نہیں ہے۔ اس واسطے جتنا بھی ہو سکتا ہے اس کے لئے جتنے روپے سامان کی ضرورت ہے۔ مہیا ہونا چاہیئے۔ کشمیر ہر معنی میں مضبوط ہو، محفوظ ہو اور وہاں کے لوگ خوشحالی میں رہیں۔ اس کے لئے ہر طرح کی کوشش کرنا لازمی ہے۔ سانجھی کھیتی باڑی کی ترقی کے لئے بھی امداد بہت ضروری ہے کہ وہاں لوگوں کو ٹریننگ دی جائے۔ کسانوں کے گھر اچھے بنائے جائیں۔ اگر ہماری اسٹیٹ کو کافی مدد نہیں دیں گے تو ہندوستان مضبوط نہیں رہ سکتا۔ ہمارا ملک ہندوستان بہت بڑا ہے، اس کا بڑا وقار ہے، بڑی عزت ہے اس لئے کشمیر کا جہاں تک سوال ہے۔ اس کی مشکلات اور تکلیفوں کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں ڈیفنس پر، نہروں پر، پیداوار کی ترقی پر، کانیں نکالنے لوگوں کے خاص طور پر دیہاتیوں کے کپڑے کے لئے اور کھانے پینے کی ضرورتوں، دیہاتی پختہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

مکانات پر زیادہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ کشمیر کی خوشحالی، ترقی، حفاظت پر ہی سارے ملک کی بہبودی ہے۔۔۔۔۔شکریہ !

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تقریر سردار بدھ سنگھ ممبر راجیہ سبھا جو ۲۸ فروری ۱۹۶۳ء کو راجیہ سبھا دہلی میں کیگئی

ریلوے بجٹ:۔

جناب وائس چیئرمین صاحب!

قبل اس کے کہ میں کشمیر میں ریلوے لائن بنانے کے بارے میں کچھ عرض کروں۔ چند الفاظ ریلوے منسٹری کے متعلق بجٹ زیر بحث کے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔ جن حالات میں سردار سورن سنگھ جی ریلوے منسٹر نے چارج لیا۔ اور پھر اس تھوڑے وقت میں جس خاص دلچسپی، پوری ذمہ داری اور فرض شناسی کا ثبوت دیا۔ وہ ان کی تقریر اور بجٹ کے اعداد و شمار اور کام کی تفصیل سے بخوبی ظاہر ہے۔ بڑی خوبی سے اور محنت سے چھان بین کرنا۔ اور ہر قسم کے ریلوے کے کام و فرائض کو نبھانے کی کوشش کرنا اور ایمرجنسی یعنی ہنگامی حالات میں آمد و رفت کے سلسلہ کو جاری رکھنا بلکہ بڑھانا، جبکہ جنگ کی صورت میں فوجوں کی نقل و حرکت اور ضروری سامان پہنچانے کا کام نہایت ضروری تھا۔ مسافروں کیلئے ریلیں مکمل جاری رہیں۔ اور ایسے حالات میں جبکہ دوران جنگ ریلوے زیادہ تر ملٹری پر یدفوجی ضروریات کے لئے وقف کردی جاتی ہے۔ پہلے ایسی مثال نہیں ہے۔ حسب معمول روزانہ آمد و رفت کے کام میں فرق نہ آنے دینا۔ اور عوام کو محسوس نہ ہونے دینا اور سارے کام کو خوش اسلوبی سے سرانجام دینا قابل تعریف ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ریلوے منسٹر صاحب نے از سر نو ریلوے ڈیپارٹمنٹ کے تمام کاموں کے متعلق اسے اوور حال کیا ہے۔ اور اچھی طرح سے ہر کام کی تفصیل کو سمجھنے کے بعد ریلوے کو ہر طرح مکمل اور مفید ترین اور ہر پہلو میں ترقی کرنے، عوام کی لازمی ضروریات، فوری آمد و رفت اور انڈسٹری اور سارے دیش میں تمام چیزیں، ہر قسم کا سامان پہنچانے کا جو قدم اٹھایا ہے وہ قابل تعریف ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اس بجٹ میں یہ چند باتیں نہایت تسلی بخش ہیں:۔

ہنگامی تقاضوں کے تحت کم سے کم وقت میں نہایت ہی تیزی کیساتھ فوجی مال کی ہنگامی سپلائی کا جو اہتمام کرنا پڑا اور ایسا کرتے ہوئے مسافروں کے ٹریفک کو متاثر ہونے نہیں دیا۔ اور شہری ضرورتوں کے سامان کی سپلائی اور بھی بڑھ گئی ہے۔

مسافروں کے کرایہ میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ یہ بڑی بات ہے کروڑوں مسافروں کے لئے اطمینان کا باعث ہے۔ جو ڈرتے تھے کہ ہنگامی دور میں نہ معلوم کتنا کرایہ بڑھ جائے گا۔ لیکن اب انہوں نے خوشی کا سانس لیا۔

اندازہ آمدنی پانچ ارب 99 کروڑ ۶۹ لاکھ اور اخراجات تین ارب ۷۹ کروڑ ۱۸ لاکھ ۶۳-۶۲ء سے پندرہ کروڑ 90 لاکھ زیادہ ہے۔ پلان میں 1535 کروڑ۔ جس کے مقابلہ میں ۱۴ عرب ۷۰ کروڑ روپے کے اخراجات منظور کئے گئے ہیں۔ جو اصلی تخمینہ ۱۳۲۵ کروڑ سے ۱۴۵ کروڑ زیادہ ہے۔ ریزور فنڈ، توڑ پھوڑ وغیرہ کے لئے رقومات موجود رکھنا دور اندیشی ہے تا کہ ریاست کے خزانہ پر بوجھ نہ پڑے۔

مال واسباب کو پہنچانے کا کام یعنی سامان کی لدائی پچھلے سال کے مقابلہ میں تقریباً ایک کروڑ ۳۲ لاکھ ٹن بڑھ گئی ہے۔ واقعی یہ بات اطمینان بخش ہے کہ مال کی بار برداری یہ تمام کامیابی فوج کی اُن ضروریات کے لئے آدمیوں اور سامان کی ہنگامی نقل وحرکت کے علاوہ ہے جس سے حالیہ مہینوں میں ریلوے کو بڑی تھوڑی مہلت میں نپٹنا پڑا۔

آسام میں ریلوے لے جانے کی طرف خاص توجہ کی گئی جو ضروری تھی۔ اس کے مقابلہ میں کشمیر کا مسئلہ کسی لحاظ سے کم نہیں ہے۔ جن کا ذکر میں ابھی کروں گا۔ منی پور تری پورہ میں ریل نہیں ہے۔ وہاں بھی ریلوے کی ضرورت ہے۔

بہر صورت ریلوے ڈیپارٹمنٹ اور خصوصیت سے ریلوے منسٹر کی محنت دل چسپی، خاص فرض شناسی و ہر کام میں ترقی کرنے کی طرف قدم اٹھانے کے لئے مبارک باد دینی چاہیئے۔ اور حوصلہ افزائی ہونی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

چاہیئے۔ اور بھروسہ رکھنا چاہیئے کہ ان کی منصفانہ و ہمدردانہ کوششوں، عام جنتا اور اپنے ملازمان کے لئے زیادہ سے زیادہ جاری رکھیں گے۔ اپوزیشن کی طرف سے زبانی جمع خرچ کرنا غلطیاں نکالنا، بال کی کھال اُتارنا آسان ہے۔ مگر اتنے بڑے وسیع جان بخش قوم کی جان کے کام کو سنبھالنا و ٹھیک طور پر چلانا آسان کام نہیں ہے۔ بلاشبہ مسافروں کے تھوڑی سی تکلیف کے مقابلہ میں مال و اسباب جس پر تمام قوم، ساری جنتا کی زندگی کا دارومدار ہے اور پھر جنگی ضروریات کے وقت پر اور پورے طور پر بہم پہنچانے کا کام سب سے زیادہ مقدم اور اہم ہے۔

آپوزیشن کے کئی معزز ممبران تعمیری نکتہ چینی کی بجائے تخریبی کرتے اور حوصلہ شکنی اور ناخوشگواری سے سے الفاظ سخت آور اور کرخت سے نامناسب نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اور پرانے ریکارڈوں کو حال کی بجٹ کے دوران دوہراتے اور غلطیاں نکالتے ہیں اور پھر مخالفت برائے مخالفت کرنے کی قسم کھائے ہوئے بھی آخر ان کا ضمیر بول اٹھتا ہے کہ اچھے کام کی تعریف کریں اور سخت و سُست اور نازیبا ریمارکس کرنے کیساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ پرارتھنا کرتے ہیں و اُمید رکھتے ہیں کہ ہر کام اُن کی منشا کے مطابق جلدی ہو۔ اس کے لئے جس قدر اچھا اور ترقی، بہتری کا کام ہوا ہے۔ اس کی تعریف کرو۔ اور ان کو مہلت دو۔ اور دیکھو کہ آگے کیا ہوتا ہے۔

جہاں تھرڈ کلاس کے مسافروں کے لئے مزید سہولیات دینے کا ارادہ ہے وہاں عوام اور اُن کے لیڈروں کو چاہیئے کہ وہ عوام کو بھی سمجھائیں۔ اور اُپدیش دیں کہ وہ دوسرے مسافروں کے آرام کا خیال رکھیں۔ اور ہندوستانی بھائی کے ناطے ضروری ہے کہ ہر کسی کو جگہ دی جائے اگر عوام کا آپس میں ایکتا بھائی چارہ سیوا بھاؤ پیدا ہو جائے تو جنتا آرام سے سفر کر سکتی ہے۔ اور ریلوے والوں کو بھی سہولیت ہو سکتی ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ گاڑی چلنے سے پہلے ریلوے والوں کو دیکھنا چاہیئے کہ ہر ایک مسافر کو جگہ مل گئی ہے یا نہیں۔ اور اگر مل گئی ہے تو کسی کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔ اگر یہ ہو گیا تو میں یہ سمجھوں گا کہ یہ ایک بڑا بھاری و اچھا کام ہو گیا۔ آبادی بڑھ گئی ہے۔ آمد و رفت زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ گاڑیاں بھی بڑھ رہی ہیں۔ سب کام ساتھ ساتھ ہو رہا ہے۔ جن جن معزز ممبران نے واجبی شکایات جس جس

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کام کے بارے میں کی ہیں یا مطالبہ کیا ہے اس کے متعلق منسٹر صاحب کو نوٹ کر لینا چاہیئے اور دھیان دینا چاہیئے۔

اب یہ لازمی بات ہے کہ جہاں جہاں ریلوے لائینوں کی ضرورت ہے، وہاں وہاں ریلوے لائن بنائی جائیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہر ایک ممبر کو اپنی اپنی کانسٹی ٹیونسی، اپنے اپنے علاقہ اور اپنے اپنے پردیش کے متعلق سب کچھ کہنا ہوتا ہے لیکن اب سوال یہ ہے کہ جہاں ریلوے لائن نہیں ہے وہاں اس کا پہلے انتظام کیا جائے۔

عام طور پر گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ جہاں معدنیات ہیں کوئلہ ہے، لوہا ہے، لکڑی ہے ضروریات زندگی پہنچائی ہیں۔ تجارت کا سامان اور فوجی سامان لے جانا ہے وہاں سب سے پہلے ریلوے لائن بنائی جائے۔ خاص کر بارڈرز علاقہ میں میں سمجھتا ہوں کہ سخت ضرورت ہے۔ میں نے ۵۹۔۲۔۲۴ اور ۶۰۔۲۔۲۲ کو بہت زبردست اپیلیں کی ہیں اور بہت ہی دردناک حالات بیان کئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ سردار صاحب ان کا ملاحظہ فرمادیں۔

اسی سلسلہ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اور دوسرے معزز ممبران ریلوے کے نقشے کو دیکھئے جس طرح سے جسم کے اندر خون کی ناڑیاں چلتی ہیں اور نس نس کو خون پہنچتا ہے ویسے ہی مُلک میں ریلوں سے ہر جگہ ضرورت کی چیزیں پہنچتی رہنی چاہئیں۔ اس نقشے کو دیکھ کر میں سردار صاحب کے سامنے چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں کہ بدقسمتی سے میں ملک کے اس حصہ میں رہتا ہوں جہاں ریلوے کی صورت شکل کسی نے ۱۶ برس سے نہیں دیکھی ہے۔ اور اب جہاں ریل کے نام ونشان تک کا پتہ نہیں ہے۔ آج تک وہاں ایک گز لائن بھی نہیں بنائی گئی ہے دس برس سے میں برابر سر پیٹ رہا ہوں، عرض کر رہا ہوں، گستاخی بھی کر رہا ہوں اور التجا بھی کر رہا ہوں کہ آپ دیکھئے کہ وہاں کے لوگوں کو کتنی تکلیفیں و نقصانات ہو رہے ہیں۔

مہربانی کر کے آپ یہ نقشہ دیکھئے کہ یہ جموں وکشمیر ہے جو خالی ہے اور اس کے اندر کوئی ریل کی لائن نہیں گئی ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji Trust (Regd) Collection Jammu

میں یہ کہہ رہا ہوں کہ سارے جسم کے اندر خالص جموں و کشمیر کا ہی ایک حصہ ہے جس میں کوئی نہر نہیں ہے یعنی کوئی ریلوے لائن نہیں ہے۔ اس واسطے یہ لازمی بات ہے کہ اس حصہ کو مضبوط کرنے کے لئے وہاں بھی ریلوے لائن جانی چاہیئے۔

پہلے ہمارے ہاں اٹھارہ میل ریلوے لائن تھی اور ہماری حدود کے ساتھ سات ریلوے اسٹیشن تھے۔ لیکن وہ سب کے سب پاکستان میں چلے گئے۔ اب صرف ایک راستہ پٹھانکوٹ کا ہے۔ جہاں سے ہماری ریاست کے آخری بارڈر پر چھ (۶) سات (۷) سو میل کا فاصلہ طے کر کے چیزیں پہنچانی پڑتی ہیں۔ اور وہ بھی پیٹھ پر وٹرک پر لاد کر کے پہنچانا پڑتا ہے۔ اس طرح مال پہنچانے پر وہاں جتنا خرچہ ہوتا ہے اُتنا سارے ہندوستان کے سفر میں کہیں نہیں ہوتا ہے۔ اور جگہ کے مقابلہ میں کشمیر میں مال پہنچانے پر دس گُنا زیادہ خرچہ ہوتا ہے۔ آپ یہ سُن کہ حیران ہو جائیں گے کہ وہاں لداخ میں شائید ایک پاؤ کھانڈ آپ ایک روپیہ میں بمشکل پہنچا سکتے ہیں اور اس طرح ایک روپیہ کا ایک آدھ پاؤ چاول نہیں پہنچا سکتے۔ بڑا خرچ کرنا پڑتا ہے۔

آپ سمجھئے کہ وہاں بہت سی چیزیں جب جوائی جہاز سے پہنچائی جاتی ہیں۔ مثلاً غسل خانہ کے لئے سیمنٹ یا لکڑی کے تختے وغیرہ سامان ہوائی جہاز پر جاتا ہے۔

اٹھارہ (۱۸) ہزار فٹ سے لے کر پچیس ۲۵ ہزار فٹ کی بلندی پر اس کو گذرنا پڑتا ہے۔ اور کبھی کبھی موسم اتنا خراب ہوتا ہے کہ کئی دِن ہوائی جہاز کا جانا ہی ناممکن ہو جاتا ہے۔

جو پہاڑی علاقہ سے سامان سر و پیٹھ پر لاد کر لوگ چلتے ہیں۔ ان مسافروں کو سینکڑوں میل بوجھ لے کر چلنے کے بعد کہیں سڑک ملتی ہے اور پھر بس کا کرایہ سواری اٹھارہ روپیہ خرچ کر کے مسافر سامان لے کر پٹھان کوٹ پہنچتا ہے۔ اور اس طرح لوگوں کو بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پندرہ بیس دن کی سخت پریشانی کے بعد کہیں اُن کو ریل کی شکل دکھائی دیتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ معزز دوست جو یہاں بیٹھے ہیں، آپ یہ غور فرمائیے کہ جب چار، چھ اور آٹھ گنا زیادہ کرایہ خرچ کر کے سامان ہمارے ہاں پہنچتا ہے۔ تو وہ بہت مہنگا یعنی گراں پڑتا ہے تو اس حالت میں کروڑوں کا نقصان ہو رہا ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہمارے ہاں کوئی پراجیکٹ کامیاب ہوسکتا ہے اور نہ کوئی بڑی انڈسٹری چل سکتی ہے کیونکہ جب تک وہاں ریلوے لائن نہ ہو۔ ہر کوئی چیز آسانی سے نہیں پہنچ سکتی ہے۔ جب وہاں لوہے کے گارڈر، ٹین کی شیٹیں اور مشینری اور دوسرا سامان آسانی سے نہیں پہنچ سکتی ہے تو کس طرح سے وہاں ڈیولپمنٹ کے کام ہوں گے۔ اور بھاری جنگی سامان کے بغیر دشمن کا مقابلہ کیا جائے گا۔

اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ کہ وہاں جو اٹھارہ (۱۸) میل ریلوے لائن تھی۔ اس میں جموں میں ریل میں بیٹھ کر ہم ہندوستان کے ہر کسی کونے میں پہنچ سکتے تھے۔ اور سامان لا سکتے تھے اور ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی لیکن اب وہ ریلوے لائن ہمارے پاس نہیں رہی، اور نہ کوئی ریلوے اسٹیشن رہا۔ آج آسام میں برہم پتر پر پُل بنتا ہے۔ اور ریلوے کے دوسرے کاموں پر کروڑوں روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ گنگا کے اوپر پُل بنتا ہے اور ہزاروں پُل ابھی بننے والے ہیں اور بن رہے ہیں تو کیا ہماری سٹیٹ میں ایک پُل اور ریلوے لائن نہیں بن سکتی۔

میں اس لئے یہ معاملہ پیش کر رہا ہوں کہ ہمارے سردار صاحب نئے ریلوے منسٹر ہو کر آئے ہیں، کئی ہمارے ممبر نئے آئے ہیں اور چیئر بھی بدل گئی ہے۔ گیارہ سال سے میں متواتر یہاں عرض کر رہا ہوں اور ہمارے وزیر اعظم بھی ذاتی طور پر کئی دفعہ منسٹروں سے مل کر کہہ چکے ہیں کہ ہمارے یہاں ریلوے کی اشد ضرورت ہے ہمیں کافی مُشکلیں ہیں۔ مقابلتاً تجارت ہماری بند ہے۔ کئی ڈیولپمنٹ کے کام باقی ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے ہاں لاکھوں روپے کے سلیپر (لکڑی) جو کہ ریلوے کے کام بھی آتے ہیں اُن کا منافع تو درکنار عظیم نقصان ہو رہا ہے یعنی دریائے چناب اور جہلم سے ہمارے لاکھوں روپیہ کے سلیپر بہہ کر پاکستان میں چلے جاتے ہیں۔ جہلم دریا پر بارہ مولہ سے نیچے لکڑی سب پاکستان میں چلی جاتی ہے۔ اسی طرح اکھنور تک دریائے چناب ہماری طرف ہے۔ اس کے دو میل بعد پاکستان آتا ہے۔ وہاں کئی سال سے ہم نے دو دو تین تین اور چار چار لاکھ کی لکڑی اکٹھی کی۔ لیکن فلڈ (سیلاب) آ گیا، اس میں وہ بہہ گئی۔ اس کے علاوہ وہاں جبکہ جہلم و وزیر آباد میں ہماری لکڑی کی منڈیاں تھیں۔ اور لکڑی پہلے کسی وقت چار روپے میں فی سلیپر آتی تھی۔ وہ اب شائید بائیس ۲۲ روپیوں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

میں ملتی ہے۔ٹرکوں میں ریلوے اسٹیشن پر پہنچتی ہے۔اس سے آپ اندازہ فرمائیے کہ کتنا ہمارا کرایہ پر خرچ ہوتا ہے۔اور عوام کو بہت مہنگے (گراں) سلیپر ملتے ہیں۔اس کے علاوہ جو لوگ وہاں سے سڑک کے ذریعہ آتے ہیں۔ان کو بھی بڑی دِقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔کبھی کبھی موسم کی خرابی سے پانچ اور دس دن سڑک بند ہو جاتی ہے۔اور اس سے مسافروں کو جو تکلیف ہوتی ہے۔اور میوہ، سبزی و دیگر سامان کا عظیم نقصان ہوتا ہے۔آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

آخر کشمیر ہندوستان میں ہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں کوئی بھی ریاست ایسی نہیں ہے۔ جس نے کشمیر کے مقابلہ میں زیادہ نقصان اُٹھایا ہو، وہاں پاکستانی حملہ میں ہزاروں سِولین مارے گئے۔ ہزاروں فوجی مارے گئے۔کروڑوں روپے کا سامان برباد ہو گیا۔اور کئی لاکھ آدمی پاکستان کے قبضہ میں چلے گئے۔

جو رفیوجی بن کر آئے اُن کو معاوضہ کا ایک پیسہ نہیں دیا گیا۔ ہماری ریاست کی تیراں ۱۳ تحصیلات اور چار اضلاع آباد اور تینتیس ۳۳ ہزار مربع میل ایریا جہاں کروڑوں روپے کے جنگل ہیں اور تین دریائے، ۱۲ لاکھ آدمیوں پر پاکستان جبراً قبضہ کر کے بیٹھا ہے۔لیکن جس جگہ کے لئے ہم سے کہا جاتا ہے کہ وہاں سے چینیوں کو نکالو۔ وہاں تو بہت اونچے برفانی پہاڑ اور اونچی نیچی بنجر زمین ہے اور ایک پیسہ کی وہاں گھاس بھی نہیں ہوتی ہے۔حملہ آور کو نکالنے کے لئے آپ نے حلف لیا ہے۔ جہاں تک ممکن ہوگا آپ اس کو پورا کریں گے۔ لیکن اس کے لئے کچھ باتوں کو مدنظر رکھنے کی ضرورت بھی ہے یعنی ایکتا، طاقت و تیاری۔آج وقار کی بات کہی جاتی ہے لیکن وہ وقار کہاں گیا تھا۔ جب ہماری کروڑوں کی جائیداد پاکستان لے گیا۔اور بہت سی لڑکیوں اور بہنوں کو جبراً پاکستانی لے گئے۔اور ان کو فروخت کیا گیا۔ہم ان کو واپس نہیں لا سکے۔

میں یہ سب اس لئے کہہ رہا ہوں کہ پاکستان کو اپنی حدود سے نکالنے کا آپ کیوں حلف نہیں لیتے۔ پاکستانی حملہ سے انتہائی نقصان ہوا اور ڈبل نقصان بعدم موجودگی ریلوے ہو رہا ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ پہلا نقصان پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ہمیں سہولتیں پہنچائی جائیں۔اُلٹے برابر ہمارا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نقصان ہوتا جا رہا ہے۔

آج جس نرخ میں یہاں چیزیں ملتی ہیں اُس نرخ میں وہاں نہیں ملتیں بلکہ بہت گراں۔ اس سے کروڑوں کا نقصان سال بسال ہو رہا ہے۔ جس کے دل میں درد نہیں ہے۔ جس کے دِل میں دوسروں کے دُکھ کا خیال نہیں۔ وہ ہماری مصیبتوں کا احساس نہیں کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں ریلوے منسٹر صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ مہربانی کر کے وہ پچھلی رپورٹوں کو پڑھیں اور ہماری حالت پر رحم کریں۔

پانچ برس ہو چکے ہیں لیکن کٹھوعہ تک جو ساڑھے پانچ میل لائن بنانی تھی وہ بھی نہیں بن پائی ہے۔ گذشتہ سال کہا گیا تھا کہ ۱۹۶۴ء تک وہ بن جائے گی کیونکہ راوی پر پُل بنانا ہے۔

کہاں دوسری ریاستوں میں برہم پتر کا پُل اور گنگا کا پُل کہاں تین چار سو کلومیٹر کی بیسوں ۲۰ ریلوے لائنیں بنانے کا کام جو ہو رہا ہے اور کہاں ہماری آٹھ کلومیٹر لائن بھی مکمل نہیں ہوتی اور پھر جس رفتار سے وہ ہو رہی ہے اس سے میں یہی کہوں گا کہ جموں تک اس جنریشن (پُشت) میں ریلوے لائن نہیں جا سکے گی۔ سابقہ تقریروں میں میں نے بڑی کوشش کی میں نے اپیل کی اور کہا کہ میری زندگی میں کم سے کم جموں تک تو ریل پہنچا دو۔ میری زندگی تو اب ختم ہونے کو ہے۔ میں یہ آخری تقریر اس لئے کر رہا ہوں، جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ موجودہ جنریشن (پُشت) کے لئے کم سے کم اودھم پور تک ریلوے لائن بن جانی چاہیئے۔

آپ کسی فوجی آفیسر سے پوچھئے، آپ ڈیفنس منسٹر سے پوچھئے، پنڈت جواہر لال جی نہرو سے پوچھئے کہ جموں و کشمیر میں ریل لے جانے کی کتنی ضرورت ہے وہاں آسانی سے ریل جا سکتی ہے یعنی اودھم پور لائن لے جانے میں جبکہ کوئی بڑا پہاڑ حائل نہیں ہے وہاں کوئی درمیان میں برفیلی چٹان و پہاڑ نہیں ہے۔ اور اودھم پور تک سو میل ریل لے جانے میں مقابلتاً کوئی بہت زیادہ خرچ و دِقت نہیں ہے۔ لیکن ابھی تک کچھ نہیں ہوا ہے۔ نہ معلوم کب سروے ہوگا۔ کیا اسی رفتار سے ریلوے جائے گی۔

ہم پر تو رحم نہ کرو ہم تو مریں گے۔ لیکن جو پٹرول پر کروڑوں روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اس کا تو حساب کیجئے۔ اور جو فوجوں کی آمد و رفت و جنگی سامان لے جانے میں نقصان و تکلیف ہوتی ہے اس کا تو خیال

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کیجئے۔ پٹرول، لاری وٹرک کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا پڑتا ہے۔ اس میں کتنا نقصان وہرج ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ وہاں حالت یہ ہے کہ کئی جگہ سڑک کیساتھ ساتھ دو دو چار چار میل پر دشمن کی فوجیں کھڑی ہیں اور بارڈر کے اوپر سامان لے جانے میں کتنا خطرہ وکتنی تکلیف ہے۔ اس کو آپ دیکھیں۔ وہاں فوجی سپاہیوں کو پہنچانا ہے اور بہت سی چیزیں اور ہتھیار پہنچانے ہیں۔ ناموافق موسم میں سپاہیوں کو جب دس، پندرہ دن کی چھٹی ہوتی ہے تو جبکہ وہ گھر نہیں آسکتے انہیں وہاں ہی دل بہلانے وآرام کرنے میں گذارنے پڑتے ہیں۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس چیز کے لئے بار بار عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں اور صاف لفظوں میں میں کہوں گا کہ اگر آپ وہاں ریلوے نہیں بنائیں گے۔ سرحدات تک سڑک نہیں پہنچائیں گے تو پاکستان کا خطرہ سر پر ہے۔

ہمیں چائینا کی کوئی بڑی فکر نہیں ہے ہم لداخ میں تیار کھڑے ہیں۔ وہاں ہم لڑے ہیں اور مرے ہیں اور آگے بھی لڑیں گے اور مریں گے۔ ہم نے اس کا مقابلہ کیا ہے۔ لیکن پاکستان جو سر پر بیٹھا ہے اس کا اس وقت بڑا سخت خطرہ ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ آپ وہاں ریل پہنچائیں۔

پنجاب ہمارے ساتھ ہے سارا ہندوستان ہمارے ساتھ ہے۔ راجستھان، پنجاب، یو۔ پی، اور ہماچل پردیش اور جموں وکشمیر کافی ہیں۔ پاکستان کے مقابلہ کے لئے، اور جو بھی حملہ آور ہو ہم اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں مگر جلد مکمل تیاری کی ضرورت ہے۔

آپ چائینا کے ساتھ بات چیت کریں یا نہ، یا کسی شرط کیساتھ بات چیت کریں۔ لیکن مجھے افسوس آتا ہے کہ پاکستان کے ساتھ بلا شرط بھی آج آپ کی بات ہو رہی ہے حالانکہ اصولاً اس کے ساتھ بھی تو بات اس وقت ہونی چاہیئے جب کہ وہ ہمارے علاقہ سے ہٹ جائے گا۔ یو۔ این۔ او میں پنڈت جواہر لال جی نہرو نے اور کرشنا مینن نے میری تقریر اور ہاؤس کی تائیدی تقاریر میں یہ کہا تھا کہ یو۔ این۔ او یہ پاس کرے کہ پاکستان حملہ آور ہے۔ اور یو۔ این۔ او اس کو وہاں سے نکالے مگر کچھ نہیں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہوا۔

پاکستان ہم پر حملہ کر کے ہماری کروڑوں روپیوں کی جائیداد اور تیسرا حصہ ریاست کا رقبہ لے کر بیٹھ گیا ہے۔ ڈاکہ اور قتل عام کی صورت میں اس نے ظالمانہ سلوک ہمارے ساتھ کیا ہے۔ اس نے وہ ظلم کیا ہے جو دُنیا میں کوئی بڑے سے بڑا ظلم بھی نہیں کر سکتا۔ جو حملہ چائینا نے کیا۔ اس کے لئے ہم سب نے کہا کہ لڑو، مرو۔ آپوزیشن والوں نے بھی کہا کہ لڑو، مرو۔ لیکن پاکستان کے لئے کوئی یہ نہیں کہتا ہے اسے بھی فوراً نکالو۔ اب اس کا فیصلہ کون کریگا۔ پاکستان تو کہتا ہے کہ آزاد کشمیر کا نام کا علاقہ اس کی جیب میں ہے۔ جو دراصل اس نے ڈاکہ مار کر، قتل وخون کر کے اس کو لے لیا ہے، اس کو جیب میں رکھتے ہوئے سارا کشمیر لینے کا تہیہ کئے ہوئے ہے ادھر حالت یہ ہے کہ ریاست کے ریفیوجیز کو معاوضہ نہیں ملتا ،بلا کرایہ مکان نہیں ملتا جبکہ سب مکانات چھوڑ کر آئے تھے۔ یہ کوئی انصاف ہے۔

کہا جاتا ہے کہ وہ علاقہ ابھی ہمارا ہے۔ پندرہ برس سے سینز فائیر کیا گیا۔ یہ اس لئے کیا گیا کہ فیصلہ کیجئے کہ لڑائی یا حملہ بند ہو۔ تا کہ چند دن میں بات چیت ہو کر صُلح صفائی ہو جائے۔ یہ نہیں کہ سولہ ۱۶ برس گذر جائیں گے اور کچھ بھی نہ ہو۔

جو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ چین کے ساتھ کبھی صلح نہیں ہونی چاہیئے وہ آگ سے کھیل رہے ہیں۔ ہماری چھاتی پر لڑائی ہو رہی ہے ہم مریں گے، تڑپ رہے ہیں۔ ہر چیز کے لئے ہمیں تکلیف ہے، خطرہ ہے مصیبت ہے۔ اس لئے صلح صفائی کی انتہائی کوشش ہونی چاہیئے۔

میں وارننگ دیتا ہوں قریباً ساری ریاست میں پیدل چلا پھرا ہوں میں وہاں کے بارڈر کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہاں کی مشکلات کو جانتا ہوں۔ میں پاکستان کی لڑائی میں شامل تھا۔ فرسٹ ورلڈ وار میں ریکروٹنگ آفیسر تھا۔ میں تجربہ سے کہتا ہوں۔ میں اسی ۸۰ برس کی عمر کا ہوں۔ آگ لگنے پر کنواں نہیں کھودا جاتا۔ ابھی وقت ہے سنبھلو! جس دن جنگ شروع ہوتی ہے۔ تب کیا سڑک بنائی جاتی ہے یا ریلوے بنائی جاتی ہے۔ اس وقت ریلوے منسٹر صاحب کو آگے آنا چاہیئے۔ وہ پنڈت جی کے سامنے، ڈیفنس منسٹر کے سامنے، فائینس منسٹر کے سامنے اس معاملہ کو رکھیں اور ان کو مجبور کریں کہ جلد یہ کام ہونا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IPS (Retd) Collection Jammu

چاہیئے۔ اگر یہ نہیں ہوگا تو ریاست کا بٹوارہ محفوظ نہیں رہے گا یا کوئی نہیں بچے گا۔ اور ہم زندہ نہیں رہیں گے۔ ہمیں اپنے مرنے کی فکر نہیں ہے۔ ہمیں اپنے مزید لُٹ جانے کی بھی فکر نہیں ہے۔ لیکن جس عظیم الشان ہندوستان کی ماتر بھومی کے ساتھ جس بھارت ماتا کے ساتھ ہم آئے ہیں الحاق کیا ہے اس کی بد نامی ہم نہیں چاہتے ہیں اس کی شکست نہیں فتح چاہتے ہیں۔

میں وہاں ایک ایک علاقہ میں پھرا ہوں آپ نے وہاں کی حالت کو نقشوں کی لائینوں میں دیکھا ہے۔ لیکن میں سروے کا آدمی ہوں سیٹلمنٹ کا آدمی ہوں اور میں شروع سے اس میں رہا ہوں مجھے پتہ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہاں کیا کیا مشکلات ہیں؟ کیا کیا تکالیف ہیں آپ یہاں بیٹھے ہوئے اس مکان میں سپیچیں (تقاریر) کرتے ہیں۔

سولاں۔ اٹھارہ ہزار فٹ کی برفانی پہاڑوں کی بلندی میں جہاں صاف سانس نہیں آتی ہے، دم پھولتا ہے، خون اچھی طرح حرکت نہیں کرتا، خون منجمد ہو جاتا ہے۔ کوئی سورج، دھوپ کا نام ونشان نہیں ہے۔ وہاں ہمارے بھارت ماتا کے سپوت نوجوان بڑی جان بازی سے کام کر رہے ہیں لیکن ان کو رسد وسامان پہنچانے کے لئے ریلوے نہیں ہے۔ ہوائی جہاز سے سامان پھینکتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ جب سامان پھینکتے ہیں تو وہ اِدھر اُدھر نالوں میں چلا جاتا ہے اور ان کو نہیں ملتا۔ اس لئے ان کے لئے ریلوے چاہیئے۔ ان کے لئے سڑک چاہیئے۔ لیکن نہ پختہ سڑک ہے اور نہ ریلوے ہے ہمیں بڑی سخت تکلیف ہو رہی ہے آپ سویلین لوگوں کے حال پر ترس نہ کھائیں۔ آپ ہماری رکھشا نہ کریں تو نہ کریں۔ لیکن اپنی فوج کو لداخ میں بھیجنے کے لئے، دور بارڈر میں بھیجنے کے لئے اور پاکستان کے حملہ سے اپنے سارے ہندوستان کو بچانے کے لئے جو کہ سر پر کھڑا ہے اس کی فکر کریں جو کہ کچھ دنوں کی بات ہے۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ وہاں ریل پہنچائی جائے۔ منی پور۔ تری پورہ، آسام اور کشمیر کا علاقہ بارڈر ایریا ہے۔ ان کی طرف ریلوے لے جانے میں ساری توجہ لگا دو۔

پچھلی دفعہ ریلوے منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کشمیر میں ریل لے جانا بہت ضروری ہے لیکن ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ اب سردار صاحب یہاں ہیں۔ ان کے پاس تو خاصہ روپیہ ہے کم سے کم تھرڈ فائیو ائیر پلان تیسرے پانچ سالہ پلان میں وہاں آپ اودھم پور تک ریل پہنچا دیں اور کشمیر کے لئے سروے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کریں۔ ایسا ہونے پر وہ بارڈر کا علاقہ مستقل طور پر محفوظ اور ہمارے ساتھ رہے گا اور وہاں کوئی غلط فہمی نہیں رہے گی۔ میں پھر عرض کروں گا کہ آپ مہربانی کر کے اس پر از سر نو غور کیجئے۔ اور سروے کرا کر یہ اعلان کیجئے کہ کہاں تک ریل پہنچے گی اور کب تک وہ پہنچے گی۔

بجٹ ۶۵ ۱۹۶۴ء پر بُدھ سنگھ ممبر پارلیمنٹ کی سپیچ ۱۰، مارچ ۱۹۶۴ء۔

میڈم چیئرمین!

بجٹ جو ہمارے سامنے پیش ہوا ہے۔ اس میں کافی سوچ وچار سے کام لیا گیا ہے۔ اور پھر موجودہ مشکل حالات میں ایکسپرٹ ہاتھوں سے نکلا ہے۔ اور پچھلے سال کے بجٹ کے اوپر جس قدر واویلا ہوا تھا، جو اعتراضات ہوئے تھے اور جس حد تک پبلک کی ناراضگی ہمارے سامنے آئی تھی۔ اس کو مدِ نظر رکھ کر نہایت احتیاط سے یہ بجٹ تیار کیا گیا ہے۔ اس میں کچھ کچھ آپ کا سوشلزم کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے متعلق میں فیکٹس اینڈ فگرس پر زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔

میں اس ریاست جموں وکشمیر سے آیا ہوں جس کی نیشنل کانفرنس کا ۱۹۴۴ء میں پریذیڈنٹ تھا۔ اس وقت لوگوں نے کئی سوالات کئے کیونکہ کشمیری تب تک یقین نہیں لاتا۔ کسی پارٹی میں نہیں آتا۔ جب تک اسے صاف طور سے یہ نہ بتایا جائے کہ تمہارے لئے ہم کیا کریں گے؟

جب ہم نے سیلف گورنمنٹ کے متعلق جدوجہد کی۔ آزادی کے لئے جدوجہد کی۔ اس وقت کشمیریوں نے پوچھا کہ تم ہمارے لئے کیا کرو گے۔ اسوقت جب کہ ہم مہاراجہ اور انگریزوں کے زبردست طاقت کے نیچے دبے ہوئے تھے، غلام تھے ۱۹۴۴ء میں میں نے جو صدارتی ایڈریس لکھا اس میں میں نے سوالات کا جواب دیا۔ اور ہم نے ''نیا کشمیر'' کے نام سے ایک اقتصادی منصوبہ یعنی پلان بنایا۔ اور آپ سب حیران رہ جائیں گے کہ ۱۹۴۴ء میں ''نیا کشمیر'' کا پلان مشتہر کیا گیا۔

جب ہم مصیبت میں تھے تب ہم نے عوام سے وعدہ کیا کہ تمام جتنے کارخانے ہوں گے وہ قومی ملکیت ہوں گے۔ کسان کے لئے اچھے گھر بنا دیئے جائیں گے بجلی گھر بنائے جائیں گے۔ سڑکیں۔ تیز رفتار

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

گاڑیاں ہر جگہ لے جائیں گے۔ گھر گھر صنعتیں جاری ہوں گی تجارت ہوگی تمام ضروریات جنگلات کے متعلق کسانوں کو ملیں گی۔ اور بھی ہر قسم کی سہولتیں دی جائیں گی۔ جیسے دوائی۔ علاج مفت ہوگا۔ تعلیم مفت ہوگی۔ اور پھر کئی کمیشن کونسلیں مقرر ہوں گی۔ انشورنس کا انتظام ہوگا۔ کوآپریٹو کا پروگرام ہوگا وغیرہ۔

جب میں پلاننگ کی بحث کے وقت تقریریں سُن رہا تھا۔ اور دو تین دِن میں نے بڑے غور سے ان کو سُنا تو میں شکر ادا کرتا ہوں کہ اے پرماتما! ایک وقت ہم کو کئی یہ کہتے تھے کہ یہ پاگل ہیں، غلام ہیں غریب ہیں، پسماندہ ہیں پھر "نیا کشمیر" کی بابت بدھ سنگھ کیا بول رہا ہے۔ پاگل تو نہیں ہوگیا۔ تو میں نے کہا۔ دیکھئے ہمارا خواب کب اور کیسے پورا ہوگا۔

آج میں دیکھتا ہوں کہ کس طرح سے "نیا کشمیر" کے پروگرام کو پورا کرنا ہوگا۔ جس وقت ۱۹۴۷ء میں پاکستان نے حملہ کیا۔ اس وقت مہاراجہ نے حکومت ہند کو لکھا تھا کہ ہم لُوٹے جا رہے ہیں۔ تباہ ہو جائیں گے۔ ہماری مدد کرو۔ اس وقت سوال پیدا ہوا کہ ہندوستان کے ساتھ الحاق ایکسیشن کرو تو مہاراجہ نے الحاق کیا۔

چونکہ آل انڈیا سٹیٹس پیپلز کانفرنس میں ہماری واقفیت پنڈت جواہر لال جی کے ساتھ تھی۔ تو انہوں نے کہا کہ جو نیشنل کانفرنس پارٹی ہے، اس سے بھی پوچھنا چاہیئے۔

اس وقت یہ سوال پیدا ہوا۔ ہم نے کہا دیکھو کشمیریو، جموں و کشمیر کے لوگو، اگر تم ہندوستان کی سیکولر سٹیٹ کے ساتھ ملو گے تب ہی تمہارا "نیا کشمیر" کا منصوبہ پورا ہو سکے گا۔ ورنہ دُنیا میں کوئی دوسری طاقت نہیں ہے کہ جو آپ کو سیکولر سٹیٹ کے بغیر گارنٹی دے سکے۔ بھارت میں ہی ہندو، مسلمان اتحاد یقینی ہو سکتا ہے۔ جس کے لئے ہم نے نیشنل کانفرنس بنائی ہے۔ اس لئے یہ پہلی گارنٹی تھی جو نیشنل کانفرنس نے عوام کو دی تھی۔ مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ آج اس وقت کا وہ پاگل پن کا الزام دور ہوگیا، جب آل انڈیا پلاننگ میں ہم شامل ہوگئے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

میں یہ دیکھ کر حیران ہو جاتا ہوں اور مجھے خوشی ہوتی ہے کہ ہم اب اس قابل ہوئے ہیں کہ ہم اپنے عوام سے کہیں کہ لو بابا یہ جو وعدہ ہم نے کیا تھا، پورا کیا جانے کا وقت آ گیا ہے۔

جب ہم نے جہالت، غلامی، مصیبت میں، غربت میں، توپ وتلوار کے نیچے دبے ہوئے یہ پلاننبن **''نیا کشمیر''** نام کا بنایا تھا۔ تب ایک خواب دیکھا تھا۔ آپ نے بارہ برس سے پلاننگ کا پروگرام و کمیشن بنایا تو جب ہم نے اس کو دیکھا تو ہمارا وہ خواب نہ تھا بلکہ حقیقت تھی۔

میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میری ساری زندگی محنت کش لوگوں، مزدوروں اور کسانوں کے بیچ گذری ہے۔

میرے پاس نہ وقت ہے، نہ اتنی ہمت ہے کہ میں بجٹ کے تمام فیکٹس اینڈ فیگرس کی بابت آپ کو سب باتیں بتاؤں۔ میں ایک دیہاتی ہوں۔ گاؤں میں رہتا ہوں۔ بہت عرصہ سے وہاں رہ رہا ہوں۔ ایک دفعہ گاؤں والوں نے مجھے پوچھا کہ یہ بجٹ کیا چیز ہے تو میں ان سے کہا کہ ہمارا یعنی ہندوستان کا بجٹ دو ہزار کروڑ روپیہ کا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اتنا روپیہ کہاں اور کس جگہ پر خرچ ہوتا ہے اور یہ بجٹ کس واسطے تیار ہوتا ہے۔ میں نے کہا سرکار کے ہاں مختلف محکمے ہیں ایگریکلچر (Agriculture) کا محکمہ ہے، ڈیفنس کا محکمہ ہے۔ اور بھی کئی طرح کے محکمے ہوتے ہیں۔ تمہارے واسطے اس بجٹ سے کارخانے بنائے جاتے ہیں۔ سمندری و ہوائی جہاز بنائے جاتے ہیں۔ ریلیں بنتی ہیں، بہت سی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ ''تب کسان نے کہا'' ۔سردار جی! پیٹ نہ پیاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں'' آپ نے جو کچھ تفصیل میں بیان کیا کہ ترقی ہو رہی ہے کارخانے چل رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ سب کچھ ہمارے لئے ہو رہا ہے۔ لیکن جب تک ہمارے پیٹ میں روٹی نہیں ہوگی تب تک ہمارے لئے یہ سب چیزیں بے کار ہیں۔ میں بارہ برس سے پارلیمنٹ میں ہوں اور میں نے ۴۴ تقریریں اس عرصہ میں کی ہیں۔ جس میں ۳۲ تقریریں تو میں نے میں محنت کش لوگوں، مزدوروں، کسانوں اور ریفیوجیز کی بھلائی کے بارے میں کیں لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ یہاں جو رپورٹ ہوتی ہے اور جو انگریزی میں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IPS (Retd) Collection Jammu

تقریر کرتے ہیں۔ ان کی رپورٹ تو اخباروں میں اچھی طرح سے نکل جاتی ہے۔ لیکن جو لوگ ہندی اُردو میں بولتے ہیں ان کی تقریر بہت کم نکلتی ہے۔ میں نے یہاں پر جتنی تقریریں کی ہیں۔ ان کو گورنمنٹ اچھی طرح سے پڑھتی ہے یا نہیں یہ میں نہیں جانتا۔ چونکہ اب میں جا رہا ہوں۔ اور میری عمر قریب اسی ۸۰ برس کی ہو چکی ہے اس لئے میں آپ کو سُنانا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنی تقریروں میں کیا کچھ کہا اور ان بارہ برسوں میں میں نے کیا کچھ دیکھا۔

اندازہ کیجئے، ٹھیک ہے کہا جاتا ہے کہ خُدا نے پہاڑ بنائے، دریا، ندی، نالے بنائے، زمین و آسمان وغیرہ بنایا۔ لیکن ہم خالی میدانوں، پہاڑوں یا برف میں تو نہیں رہ سکتے۔ جب تک کہ باقاعدہ ہماری رہائش کے لئے مکان نہ بنائے جائیں گے۔ تب تک ہم اچھی طرح نہیں رہ سکتے ہیں۔ اس لئے سرکار کو پہلے ان لوگوں کے لئے رہائیش کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ جو مزدور ہیں، کِسان ہیں اور محنت کش لوگ ہیں۔ اور جنہیں باہر کھلے میدان میں رہنا پڑتا ہے۔ جس وقت یہاں پلاننگ کا پروگرام و کمیشن بنایا گیا تھا۔ اس وقت سے پہلے ہم لوگوں نے بھی **"نیا کشمیر"** نام کا پلان بنا رکھا تھا۔ اور آپ نے دس بارہ برس میں جو پلاننگ پروگرام میں چیزیں رکھی ہیں۔ وہ ساری اس میں آ گئی ہیں۔ اس میں ہم نے تمام کارخانوں کو قومی ملکیت بنانے کے لئے کہا تھا۔ اور زمین کے بارے میں کہا تھا کہ وہ کسان کی ہوگی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ابھی تک یہ چیزیں خاطر خواہ طور پر مکمل نہیں ہوئیں۔

جب ہم نے نیشنل کانفرنس بنائی تو کئی دوستوں نے کہا کہ نیشنل کانفرنس کے جھنڈے کا نشان کیا ہونا چاہیئے۔ تو میں نے کہا کہ سرخ رنگ کا جھنڈا ہونا چاہیئے۔ تو انہوں نے کہا کہ اس پر چنار کے پتے یا پھول کا نشان ہونا چاہیئے۔ تو میں نے کہا۔ دیکھو کشمیری بھائیو! تم بھوکے مر رہے ہو، ظلم و ستم سے دبے ہوئے ہو، غلام ہو، مصیبت زدہ ہو، پس ماندہ ہو، لیکن ابھی تک تمہارے دِل میں اور ذہن میں پھول اور چنار کے پتے کی محبت ہے۔ اور ہونی چاہیئے۔ یاد رکھو اس جھنڈے کا نشان ایسا ہونا چاہیئے۔ جس میں کشش ہو، جس میں جوش ہو جو عام فہم ہو "ہل کا نشان ہو" پھر پوچھا گیا کہ سُرخ رنگ کیوں رکھیں۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تو میں نے کہا، یہ اس مزدور کا رنگ ہے جو کارخانوں میں کام کرتا ہے۔ محنت کرتا ہے سیمنٹ لاتا ہے، لکڑی و پتھر لاتا ہے۔ اور اپنی پیٹھ پر بوجھ لاد کر یہ سب چیزیں مہیا کرتا ہے۔ ان چیزوں کے نکالنے۔ لانے اور بنانے میں اس کے ناک و منہ سے خون نکلتا ہے۔ اس کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اور نہایت مصیبت اٹھا کر وہ یہ چیزیں لاتا ہے۔ اس طرح سے ہمارے رہنے کے لئے مکان بناتا ہے۔ مگر اس کی حالت پھر بھی ویسی کی ویسی ہی رکھی رہتی ہے۔ اس لئے ہمیں ان کی حالت کو سدھارنا چاہئے۔ کیونکہ یہ نہ صرف ہمارے لئے ہی مکان بناتا ہے بلکہ مندر بناتا ہے گرجے و مسجدیں بناتا ہے، گوردوارے وغیرہ بناتا ہے، بڑی بڑی عمارتیں، دفتر بناتا ہے، سیکریٹریٹ بناتا ہے، بڑے بڑے ہوٹل بناتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کے لئے رہنے کے لئے جگہ نہیں ہے۔ ابھی ۱۹۶۴ء کے جنوری میں ایک کھیتی کے بارے میں رسالہ نکلا تھا۔ جس میں پنڈت جی نے ایک پیغام دیا تھا۔ جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ جتنے ہمارے پراجیکٹ ہیں۔ جتنے ہمارے کارخانے ہیں وہ تب تک نہیں چل سکتے جب تک کہ ملک میں پیداوار نہیں بڑھائی جائے گی۔ کسان اور مزدور اگر محنت نہیں کریں گے، تو کارخانوں میں یہ چیزیں پیدا نہیں ہوسکتیں۔ اگر کھیتی میں کام نہیں ہوگا۔ تو کچھ کام نہیں ہوگا۔ اس لئے سب سے ضروری کام یہ ہے کہ کھیتی باڑی کی پیداوار بڑھنی چاہیئے اور اس پر جتنی محنت ہو سکے، اُتنی سخت ہمیں کرنی چاہیئے۔"

جب میں بھلائی اور روڑکیلا وغیرہ کارخانے دیکھنے گیا تھا تو بھلائی میں جو سویٹ رشیا (روس) کے انجینئر تھے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ دیکھو تمہارے کشمیر میں تو پانی کی نہریں بہتی ہیں، مگر یہاں لوہے کی نہر بہہ رہی ہے۔ آج ہمارے ملک میں بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ یہاں بڑی بڑی مشینریاں بن رہی ہیں۔ جہاں بڑے بڑے ہوائی جہاز بن رہے ہیں، ریلوے کے لئے سامان بن رہے ہیں۔ اور دوسری بہت سی چیزیں بن رہی ہیں۔ لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب تک ہمارے ملک میں کھیتی کی پیداوار نہیں بڑھے گی تب تک ہم ترقی نہیں کر سکتے جو کچھ ہو رہا ہے اس کے متعلق کسان کہتا ہے کہ "ساریاں کلاں تے بیٹھ ہلاں"۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IES (Retd) Collection Jammu

کارخانوں میں میں نے دیکھا کہ مزدور لوگ اپنے اپنے کام پر لگے رہتے ہیں۔ یہاں سیکریٹریٹ کے پاس لکھا ہے کہ موٹر کی آواز نہیں آنی چاہیئے۔ کیونکہ دفتروں میں کام کرنے والے کلرکوں اور آفیسروں کے کام میں فرق پڑتا ہے۔ لیکن ان کارخانوں میں جہاں ہزاروں مزدور کام کرتے ہیں، اتنا شور ہوتا ہے، آواز ہوتی ہے۔ جس سے تکلیف ہوتی ہے، پھر بھی وہ مزدور محنت سے اپنا کام کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ مزدور سخت گرمی اور سردی میں لوہا بناتے، پتھر کاٹتے ہیں۔ میں ان لوگوں کے کام کو دیکھ کر حیران رہ گیا، کہ یہ لوگ کس طرح سے اپنا کام آٹھ آٹھ گھنٹے کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی کھانے کو پورا نہیں ملتا۔ اور نہ رہنے کو اچھی صاف جگہ ملتی ہے۔ وہ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے بجٹ کا کیا اثر ہم پر ہوا اور یہ کس لئے بنتا ہے۔ وہ لوگ کہتے ہیں، یہ ہمارے لئے نہیں بلکہ آپ کے لئے بنتا ہے، منسٹروں کے لئے بنتا ہے۔ اور گورنمنٹ کے لئے بنتا ہے۔ یہ لوگ خوب عیش و آرام کرتے ہیں اور موج کرتے ہیں اور جو ہم پسماندہ غریب لوگ ہیں، مزدور ہیں، کسان ہیں، ہم پر انتہائی ظلم ہو رہا ہے۔

دراصل غریب غریب تر ہوتے جا رہے ہیں اور امیر امیر تر ہوتے جا رہے ہیں۔ ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ لاکھوں من غلہ موجود ہے، کپڑا ہے، ہزاروں کوٹھیاں ہیں۔ یہ سب چیزیں امیروں، وزیروں کے لئے ہیں۔ غریبوں کے لئے نہیں ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف سینکڑوں مکانوں میں کئی کمرے خالی رہتے ہیں۔ لیکن مزدور اور کسان کو مجبوراً باہر رہنا پڑتا ہے۔ ان کے پاس نہ پہننے کے لئے پورا کپڑا، نہ رہنے کے لئے مناسب گھر ہے۔ اس لئے جب تک ہم کسان اور مزدور اور محنت کش لوگوں کو رہائش کے لئے اچھے مکان نہیں دیں گے۔ کپڑا اور کھانے کو پوری خوراک نہ دیں گے۔ تب تک اس ملک میں ترقی نہیں ہو سکتی۔

آج حالت یہ ہے کہ اکثر غریبوں کے گھروں میں سیر بھر دانا اناج نہیں ہے کیا یہ بے انصافی نہیں ہے کہ دولت مند اور غریب کو ایک ہی نرخ پر چیز میسر ہو۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ غریب مزدور اور کسان کے بال بچے نیم برہنہ، نیم فاقہ کشی کی حالت میں رہتے ہیں اور جو لکھ پتی لوگ ہیں اور جو امیر و وزیر لوگ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہیں ان کے لئے تمام ضروریات زندگی کافی حد تک موجود ہیں۔ بڑی بڑی کوٹھیوں بنگلوں میں رہتے ہیں۔ کیا یہی آپ کا سیکولرزم ہے۔ اسقدر بھاری فرق غریب وامیر میں۔ کیا یہی جمہوریت وسوشلزم ہے؟ کیا یہی انسانیت ہے؟

ہمارے پریذیڈنٹ صاحب نے اور پرائم منسٹر صاحب نے بھی کئی مرتبہ کہا ہے کہ ہمارے ملک میں جو ویسٹیڈ انٹریسٹ مفاد خصوصی ہے۔ اس کو مٹانا ہے۔ کیونکہ کسانوں وکاشتکاروں غریبوں کی حالت بہت خراب ہے۔ اسی لئے ہمارے ملک میں نوے ۹۰ فیصدی کاشتکار ہیں جو اِس وقت بھوکے مر رہے ہیں۔ جب تک مفاد خصوصی ختم نہیں کیا جاتا۔ تب تک ان کی حالت سدھر نہیں سکتی۔ اگر اس کے لئے ایک نہیں ہزار انقلاب بھی آئیں تو بھی ہمیں مفاد خصوصی کو مٹانا چاہیئے۔

مہاتما گاندھی جی سے ان کے شہید ہونے کی تاریخ ۱۹۴۸ء کے دو روز پہلے، ایک کِسان نے پوچھا تھا کہ ہمارا کیا ہوگا۔ تو مہاتما جی نے کہا کہ کِسان تم راجہ ہو، تم بادشاہ ہو۔ اور اگر میری چلے تو میں کِسان کو پرائم منسٹر بنادوں، نہ جانے کیا کیا کروں، کِسان جو ہے، وہ غلام ہے، وہ ہل چلاتا ہے، محنت کرتا ہے اور سادہ طور پر غریبی میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے، مہاتما گاندھی جی نے کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ جو کسان ان داتا ہے۔ جو ہمیں پالتا ہے۔ ہمارے لئے محنت کرتا ہے۔ ہمیں کھانا دیتا ہے۔ لیکن ہم نے اس کو غلام بنا رکھا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس کے لئے ہم کیا کر رہے ہیں۔

ایگریکلچر (زراعت) کے لئے یہ ٹھیک ہے کہ فائینینس منسٹر نے یہ محسوس کیا ہے کہ یہ بڑی پریشانی ہے۔ سردار سورن سنگھ جی منسٹر قابل آدمی ہیں۔ وہ زمینداری جانتے ہیں، وہ کسانی جانتے ہیں۔ اور وہ بھی بہت پریشان ہیں اور سارا ملک بھی پریشان ہے۔ اس قدر مہنگائی میں نے کبھی آج تک نہیں دیکھی تھی۔ چالیس ۴۰ برس پہلے جبکہ میں سروس میں تھا، اسوقت دیکھا کہ پچاس ۵۰ سیر فی روپیہ مکی ملتی تھی۔ چوبیس ۲۴ سیر فی روپیہ چاول ہوتا تھا۔ پچیس ۲۵ سیر فی روپیہ گندم کا آٹا ملتا تھا۔ دو تین آنے کو مرغی ملتی تھی، ایک پیسہ کا انڈہ، تین سیر روپیہ کا گھی، تین چار پیسے میں ایک سو اخروٹ، تین صد سیب کی ڈالی، ڈیڑھ دو روپے میں ملتے تھے تیل چھ سیر روپیہ کا تھا۔ اس کے علاوہ سبزی، ترکاری، آلو ایک پیسہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IES (Retd) Collection Jammu

کے دو سیر ملتے تھے۔تو آج کے نرخ دیکھ کر میں حیران رہ گیا ہوں۔کیا یہ ترقی ہو رہی ہے، آزادی ملی ہے۔لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔مصیبت میں تڑپ رہے ہیں۔آپ ان کی طرف نہیں دیکھتے۔ابھی میں سیکریٹریٹ سے گذر رہا تھا۔تو میں نے دیکھا کہ مزدور زمین کھود رہے ہیں۔اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچے نیم برہنہ دھوپ میں حیران پھر رہے ہیں، دفتری لوگ اوپر سے دیکھ رہے ہیں۔ ایرکنڈیشن کمروں سے۔ذرا خیال کیجئے کہ غریبوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

دہلی کے اندر آپ نے ''اشوکا ہوٹل'' بنا دیا۔لیکن جس وقت وہ بن رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ کس طرح مزدوروں کا خون پسینہ ایک ہوا اور کس طرح انہوں نے جنگل کاٹا، پتھر توڑے اور کنکریٹ بنائی، میں سمجھتا تھا کہ یہ سخت کام کر رہے ہیں، شاید ان کے لئے گھر بنیں گے۔مگر وہ وہم تھا۔جب وہ ہوٹل بن گیا۔تو ان دس ہزار آدمیوں کو باہر نکال دیا گیا۔ان کی حالت زار کو دیکھ کر میں دس برس سے سر پیٹتا رہا اور روتا رہا۔آپ ووٹ لینے کے لئے وہاں جاتے ہو۔ہاتھ جوڑتے ہو، اور چھوٹے منسٹر ہی نہیں، پرائم منسٹر بھی وہاں جاتے ہیں۔تو ان کے سدھار کا وعدہ کرتے ہیں۔لیکن دو مہینے کے بعد پھر سب وعدہ ختم ہو جاتا ہے۔بمشکل تمام دو تین جگہ پختہ ٹٹیاں بنائی گئیں۔مگر غریب گھاس پھوس کے جھونپڑے میں رہ رہے ہیں۔جہاں سور اور کتے پھرتے ہیں۔ان ہمارے غریب بھائیوں کے بچوں کے ساتھ گندگی میں گھومتے پھرتے ہیں۔اور میں نے دیکھا کہ امریکہ و روس وغیرہ کے جو ایمبیسیز (سفارت خانے) ان کے باہر ایک ڈرم میں تمام کوڑا کرکٹ، مرغی کے پر، انڈوں کے چھلکے اور گندگی پڑی رہتی ہے۔اور وہ مزدور جو آپ کا ہال، مکانات بنانے والے ہیں۔جو آپ کی شان بنانے والے ہیں۔ان کے بچے وہاں کتوں، کہوؤں کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ کوئی چیز کھانے کے لئے ہے یا نہیں۔مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے مجھے بڑا رنج ہوتا ہے۔جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ اس راجدھانی میں کیا ہو رہا ہے۔

ابھی پچھلے دنوں یہ کہا گیا کہ کئی ہزار آدمی باہر سو گئے اور سردی سے کئی مر گئے۔کیا ان کے لئے کپڑا نہیں تھا۔یہ کھدر بھنڈار کس لئے ہیں۔یہ دہلی کلاتھ مل کس لئے ہے۔یہ جلانے کے لئے ہیں۔کیا یہ سارے مکان پھونکنے کے لئے ہیں؟ کئی لوگوں کے پندرہ ۱۵ پندرہ ۱۵ بیس ۲۰ بیس ۲۰ کمرے خالی پڑے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہوئے ہیں۔ جن میں جانور پھرتے ہیں۔ لیکن بے گھر اور رفیوجیز کے لئے کوئی مناسب انتظام نہیں ہے۔

آپ کی کوٹھیوں میں کئی کمرے آپ کے لئے ہیں۔ کئی جگہ ایک ایک آدمی رہتا ہے۔ پانچ دس ایکڑ زمین باغ میں آپ رہتے ہیں۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ کسان آپ کے لئے زیادہ پیداوار کرے۔ وہ کس جگہ اور کس حالت میں پیداوار بڑھائے اور کیسے کرے۔ اس کا تو بل بیل کمزور ہے اس کا دل دماغ پریشان ہے وہ دُکھ میں ہے۔ وہ خود بیمار ہے، کمزور ہے اس کو کھانے کے لئے پورا و مناسب کھانا نہیں ملتا۔ اس کی عورت، بچے نیم برہنہ و بیمار ہیں۔ بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ لیکن ڈاکٹر نہیں ہے۔ اس کو آپ کہتے ہیں کہ اناج زیادہ پیدا کرو۔ اور جُٹ جاؤ۔ ہمارے پرائیم منسٹر صاحب انڈیا بھی کہتے ہیں۔ اور ایگریکلچر منسٹر بھی ان ہی غریبوں کو کہتے ہیں کہ خوب محنت کرو۔ لیکن ہم کو، ان پارلیمنٹ کے ممبروں کو، اور منسٹروں کو کیوں نہیں کہتے کہ محنت کرو۔ کم از کم اپنے بنگلہ و کوٹھی میں آلو، ٹماٹر ہی پیدا کرو۔ ''گرو مور فوڈ'' کا ہم نے ایک بلہ بولا تھا۔ لیکن یہ کیا فریب کاری ہے کہ کسانوں کو کہا جاتا ہے کہ دُگنا اناج پیدا کرو۔ مگر کوٹھیوں اور بنگلوں میں صرف پھول پیدا کئے جاتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ ان پھولوں کو چاٹو گے۔ یہ پھول کیا تمہاری خوراک ہیں۔ یہ پھول خالی کیا تم کو زندہ رکھ سکتے ہیں۔

اِن دفتری بڑے مکانوں میں یا کارخانوں میں لاکر جو قریباً بھوکے ہیں، ضروریاتِ زندگی کے لئے پریشان ہیں، بیمار ہیں، کمزور ہیں، ان کو بیٹھا دو گے تو وہ کیا کام کریں گے۔ کیا بڑے مکان ان کی بھوک و دُکھ دور کریں گے؟ یہ نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لئے میں کہنا چاہتا ہوں۔ کہ مزدور غریب کو اٹھاؤ، اس کو اونچا کرو۔ اس کی لیونگ اونچی کرو۔ اور اس کو روٹی، کپڑا اور جھونپڑا کے فکر سے فارغ کرو۔ یہ لوگ اور ان کے بچے بھی ہمارے بچوں کی طرح ہیں۔ ان کے اندر بھی وہی احساس ہے دُکھ اور سُکھ کا جو ہمارے اندر ہے۔ لیکن اب غریب طبقہ میں دولت مندوں کے لئے حسد پیدا ہو رہا ہے۔

مہاتما گاندھی نے ٹالسٹائے کے بارے میں کہا تھا کہ وہ مہاتما ہیں۔ انہوں نے روس میں لوگوں کو کہا تھا۔ دیکھو میں تمہیں نہیں کہتا ہوں کہ تم تشدد کرو۔ اور بڑے بڑے دولت مند آدمیوں سے کہا، کہ غریبوں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کی مدد کرو اور اپنے خلاف حاسد مت پیدا کرو۔

جو تمہارے پاس فالتو چیزیں ہیں بچی ہوئی چیزیں ہیں انڈر سٹاک پڑی ہوئی ہیں۔ وہ تو غریبوں کو دے دو تا کہ یہ تمہارے دشمن نہ بن جائیں۔ ویسی صورت اب پیدا ہو رہی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ آہستہ آہستہ انقلاب آ رہا ہے۔ خاموش انقلاب آ رہا ہے۔ خاموش انقلاب خطرناک ہوتا ہے۔ بولنے والے سے ہم خبردار ہو جاتے ہیں جو خاموش ہوتا ہے۔ وہ اندر ایک ناسور ہے۔ اور اندر ہی اندر پکتا جاتا ہے۔ دیکھو بھوکے ننگے، غریب لوگ اب حد سے زیادہ پریشان اور دُکھی ہیں۔ آج اتنی مصیبت ہے۔ اتنی مہنگائی ہے کہ غریب کیا کوئی سفید پوش بے چارہ بھی سو نہیں سکتا، کھانا پورا کھا نہیں سکتا۔ ان سب دکھیوں کے اندر ایک آگ جل رہی ہے تم، کہتے ہو، کہ کمیونسٹ اُٹھ رہے ہیں وہ اس لئے اُٹھ رہے ہیں کہ وہ محنت کشوں کے لئے بولتے ہیں جب وہ کسانوں، مزدوروں کے لئے آواز بلند کرتے ہیں۔ تو کئی ممبران ان پر برس پڑتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ کمیونزم کے لئے کوئی دریا یا پہاڑ درمیان میں حایل نہیں ہے۔ کوئی روک درمیان نہیں ہے۔ کمیونسٹ انڈیا اُن دُکھی دلوں میں پرورش پاتا ہے جو غریب ہیں۔ جو مظلوم ہیں، جو پریشان ہیں۔ مصیبت میں ہیں، جو لینڈ لیس (بے زمین) ہیں۔ اور بے کار ہیں، کوئی پنشن نہیں، اور کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ تڑپ رہے ہیں۔ اور جب اسی ۸۰، یا پچاسی ۸۵ بلکہ نوے ۹۰ فیصدی یعنی اس ملک کے قریباً ۴۵ کروڑ انسان غریب ناوار، بیمار اور کمزور ہوں تو پھر ان سے آپ کہیں کہ تم جُٹ جاؤ، پیداوار بڑھاؤ، برف میں، بارش میں، آگ میں۔ بھوکے، ننگے رہتے ہوئے سخت محنت کرو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟۔

یہ بجٹ کس نے بنایا ہے۔ یہ دوست جو سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور سیکریٹریٹ میں جو بھرے پڑے ہیں۔ جن کو رات میں نیند اچھی آتی ہے۔ صحت اچھی ہے۔ جن کے اندر گرم گرم خون حرکت کر رہا ہے۔ جن کی آنکھیں کام کر رہی ہیں۔ دماغ کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ فیکٹس اینڈ فگرس بنائی ہیں۔ اگر ان کو بدقسمتی سے رات کو باہر پٹڑی پر سونا پڑے سردی سخت ہو۔ نمونیہ ہو گیا ہو۔ تو میں دیکھوں کہ یہ کیسے بجٹ بنتا ہے۔ ایسی دُکھ پریشانی کی حالت میں یہ نہیں بن سکتا۔ اس لئے اب وقت آ گیا ہے کہ اب

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IES (Retd) Collection Jammu

جتنی جلدی ہو سکے اس چیز کی فکر کرو۔ ہمیں چائینا کی کوئی فکر نہیں ہمیں پاکستان کی بھی کوئی فکر نہیں۔ اور ہمیں فوجوں کی بھی کوئی فکر نہیں ہے۔ جو ہم سے لڑنے آئے گا۔ ہم اسکا پوری طرح مقابلہ کریں گے۔ لیکن یاد رکھو کہ یہ جو خاموش بے چینی غم و غصہ کی آگ اندر ہی اندر پیدا ہو رہی ہے۔ آتش فشاں پہاڑ بن رہا ہے۔

ایک دُکھی آپ کے حق میں کیا دُعا کرے گا؟ کیا پرارتھنا کرے گا؟ کیا آپ کے حق میں بولے گا؟ اور کب تک وفادار رہے گا۔ جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اتنے پکوان بازار میں بنے ہوئے ہیں۔ اور اس کے پاس پیٹ بھرنے کے لئے بھی کچھ نہیں ہے۔ وہ تو آپ کے حق میں کیسے کچھ بولے گا؟ آپ نے ایک آرڈر دے رکھا ہے کہ وفادار رہو۔ اس میں شک نہیں کہ ایک بھوُکا آپ کے آرڈر سے چُپ ہے۔ لیکن یہاں پر کپڑے کے تھان بھرے ہوئے ہیں۔ اس کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ ان کو اپنے گھر میں لے جا کر، اپنی بیوی کو جو نیم برہنہ ہے ساڑھی پہنا سکے۔ اس حد تک اُن کی وفاداری کہ جان پر کھیل جائیں گے اور آپ کا آرڈر مانیں گے لیکن آپ کی ذمہ داری کا یہ حال ہے کہ آپ ان کی بھی پرواہ کریں۔ لیکن آپ ان کو کچھ بھی دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ایسی حالت میں یہ سوشلزم کب ہوگا اور کیسے ہوگا جب میں ایک اخبار پڑھ رہا تھا تو اسمیں دیکھا کہ ایک نے کہا تھا کہ بھائی دیکھو غربت مت تقسیم کرو بلکہ ہر کوئی ٹاٹا اور برلا بننے چاہیئں۔ فنانس منسٹر صاحب کے اردگرد جو رہتے ہیں۔ شاید وہی ان کو ایسا بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن پتہ نہیں کہ وہ کب سوشلزم لائیں گے۔ انسانیت اور اخلاق رحم و انصاف بھی کوئی چیز ہے یا نہیں؟ انسانی ہمدردی بھی کوئی چیز ہے یا نہیں؟ جس کا بچہ اگر بھوکا رہے، ننگا رہے، بیمار رہے تو اس کے دل میں آگ لگ جاتی ہے۔ ہم ان کو جا کر کیوں نہیں دیکھتے اور ہمدردی نہیں کرتے۔ یہاں بڑے بڑے ہوٹلوں میں جو ہمارے باہر سے مہمان آتے ہیں۔ وہ کیا یہ سب باتیں نہیں دیکھتے ہیں۔ کیا ان کے پاس فوٹو نہیں ہیں۔ اُن کی آنکھیں نہیں ہیں۔ سب کچھ دیکھتے ہیں۔

یہاں کوئی چیز سیکرٹ (راز) نہیں ہے۔ تمام فوج، تمام زمین، تمام امیونیشن (ہتھیار)، تمام ملک کے پہاڑ، دریا، بارڈر اور ذرّہ ذرّہ کا وہ فوٹو لے گئے ہیں۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Modern IJF (Retd) Collection Jammu

ایک وقت تھا کہ انگریزوں کو جب آپ دیکھتے تھے کہ کس طرح کا سکرٹ (راز) سے ہوتا تھا، کوئی شخص ان کی طرف نہیں جا سکتا تھا۔ کوئی فوٹو نہیں لے سکتا تھا۔ آج بھی روس میں جا کر دیکھو وہاں کیا ہوتا ہے؟ کیا ان کا امیونیشن، سامان جنگ آپ دیکھ سکتے ہیں؟ کیا ان کی اسمبلی میں داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے یہاں سب کچھ صاف ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ بتانا مفاد عام کے لئے ٹھیک نہیں ہے لیکن مفادِ عام رہا کہاں ہے؟

دوست نما دشمن جو ہمیں غلہ دیتے ہیں، سُود پر قرضہ دیتے ہیں۔ وہ پاکستان کو سنگینیں دیتے ہیں، اس کو توپیں دیتے ہیں، تاکہ وہ ہمارے برخلاف استعمال کرے۔

چیئرمین صاحب!

میں نے جو کل تقریر کی تھی۔ وہ تقریر نہیں تھی، بلکہ دردِ دِل تھا۔ اب تھوڑا سا وقت ملا ہے۔ چند منٹ ملے ہیں اور میں آپ کے سامنے کچھ اور کہنا چاہتا ہوں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو ہمارے نیتا ہیں، پریذیڈنٹ ہیں، ان کی جو تقریریں اور پیغام ہیں۔ میں ان کو آپ کے سامنے سُنانا چاہتا ہوں تا کہ جو میں نے دردِ دِل بیان کیا تھا اس کی تائید ہو جائے۔ ۲۸، جنوری ۱۹۴۸ء کو مہاتما گاندھی کا یہ لیکھ ''ہری جن'' میں نکلا اور ۳۰، جنوری ۱۹۴۸ء کو وہ شہید ہوئے۔ انہوں نے لکھا ہے:۔

''ہمارے جتنے منتری ہیں ان میں سے کوئی بھی کِسان نہیں، کِسان کی مصیبتوں کو کِسان سمجھ سکتے ہیں۔ اور دراصل اب راج کِسانوں کا ہی ہونا چاہیئے۔''

مہاتما گاندھی آگے لکھتے ہیں کہ:۔

''آج ایک سجن آئے تھے ان کا نام تو میں بھول گیا انہوں نے کسِان کی بات کی میں نے کہا'' میرا بس چلے تو ہمارا گورنر جنرل کِسان ہوگا۔ ہمارا بڑا وزیر کِسان ہوگا۔ سب کچھ کسان ہوگا۔ کیونکہ یہاں کا راجہ کسان ہے۔ مجھے بچپن میں سکھایا تھا۔ ایک کویتا ہے۔'' ہے کسان تو بادشاہ ہے''۔

کسان زمین سے پیدا نہ کرے تو ہم کیا کھائیں گے۔ ہندوستان کا سچ مچ راجہ تو وہی ہے۔ لیکن آج ہم

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اسے غلام بنا کر بیٹھے ہیں۔ آج کسان کیا کرے؟ ایم۔ اے۔ بنے، بی۔ اے بنے۔ ایسا کیا تو کسان مِٹ جائیگا۔ پیچھے وہ کدالی نہیں چلائے گا۔ جو آدمی اپنی زمین سے پیدا کرتا ہے۔ اور کھاتا ہے وہ گورنر جنرل بنے، پردھان بنے تو ہندوستان کی شکل بدل جائے گی۔ آج جو گلا سڑا ہے وہ نہیں رہے گا۔''

اس کے بعد شری جواہر لال نہرو کا یہ پیغام دیکھئے جس میں انہوں نے صاف طور پر کہہ دیا ہے۔ یہ الفاظ انہوں نے ٹریڈ اور کامرس فیڈریشن کے سامنے کہے اور بڑے دردناک طریقہ سے کہے تھے۔ انہوں نے کہا:۔

''آؤ ہم مفاد خصوصی کو ختم کرنے کے لئے ایک ایسا ڈھنگ نکالیں جو کسی کے لئے تکلیف دہ نہ ہو اور اس میں بیسٹڈ انٹرسٹ نہیں رہے گا۔ مفاد خصوصی خصوصی ختم ہونا چاہیئے۔ یہ محض میری رائے نہیں بلکہ دُنیا کے موجودہ حالات کا تقاضہ ہے۔ میں ایسے مستقبل کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جس میں ہمارے کروڑوں کاشتکار نیم فاقہ کشی کی حالت میں ہوں۔ میں کروڑوں لوگوں کی فاقہ کشی اور غربت پر کروڑوں انقلابوں کو ترجیح دوں گا''۔ انہوں نے کہا کہ سرمایہ داری اور مفاد خصوصی ختم کی جائے گی۔ کیونکہ اسمیں کسانوں کی بھلائی ہے۔

دولت مند لوگ اس چیز سے ڈرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ خون خرابہ ہوگا، کوئی کہتا ہے کہ بلڈ شیڈ ہوگا۔'' جواہر لال جی کہتے ہیں کہ ''کروڑوں انقلاب ہوں، میں نہیں ڈرتا۔ میں نوے ۹۰ فیصدی کسانوں کی بد تر حالت کو برداشت نہیں کر سکتا۔''

میں محنت کش و کسان طبقہ کا حامی ہوں۔ اور میں نے شروع ہی سے یعنی ۱۹۳۵ء میں اسمبلی میں کسان پارٹی بنائی تھی۔ میں کانگرس کا دوست ہوں۔ میں آپوزیشن والا نہیں ہوں۔ دوست کا فرض ہوتا ہے کہ اس کے دِل میں جو بات ہو وہ ساری باتیں کھول کر کہہ دے۔ جے پور میں پنڈت جی نے کہا تھا۔ ''اگر زندگی کے تمام شعبوں میں بھرشٹا چار ختم نہ ہوا تو سوشلزم کی تمام باتیں بے کار ہو جائیں گی۔ سوشلزم کے بارے میں کانگرس کی جو سفارشیں ہیں۔ ان سب پر عمل ہونا چاہیئے۔''

آج کے ملک میں آپ نے پڑھا ہوگا۔ اس میں شری گلزار لال نندہ کے بیان کی بابت اس طرح سے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection, Jammu

وہ کہتے ہیں کہ اس مشترکہ نصب العین کی طرف بڑھنا چاہئے۔ جو ملک کے سامنے ہیں۔ اور یہ نصب العین کیا ہے؟ نندہ جی نے مختصر شبدوں میں بتایا۔ وہ یہ کہ ملک میں ہر آدمی کو مناسب خوراک، مناسب لباس اور مناسب رہائیش میسر ہو۔ اور جلدی سے جلدی میسر ہو۔ زیادہ سے زیادہ پانچویں پلان کے آخر برس تک''۔

ایک دفعہ میں نے پہلے بھی اپنی تقریر میں کہا تھا کہ کیا پٹرول کے بغیر یہ گاڑی چلانے والی بات تو نہیں ہے؟ ہمارے دیش میں کروڑوں غریب آدمی ہیں۔ مزدور آدمی ہیں، کیا وہ سات سال تک مناسب روٹی، کپڑے اور رہائیش کے بغیر رہ سکتے ہیں۔ ان کی غربت کیا سات سال کے بعد دُور ہو گئی؟ کیا سات سال مزدور اور غریب کسان کی نیم فاقہ بہو بیٹیاں ایک پھٹی ساڑھی ہی پہنی رہیں گی۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس غریب کسان و مزدور کے پاس رہنے کے لئے جو چھپر ہے۔ اس میں نہ نہانے کے لئے غسل خانہ ہے۔ نہ پینے کے لئے صاف پانی ہے نہ رہنے کے لئے مناسب مکان ہے۔ اور نہ ہی کھانے کو ہی اس کو پوری واچھی چیزیں مل سکتی ہیں وہ لوگ گندگی اور بدبُو کی جگہ پر رہتے ہیں۔ جہاں پر نہ ٹٹی کا کوئی انتظام ہے۔ نہ پینے کے پانی کا بندوبست ہے۔ میں یہاں پر کئی مرتبہ اس بات کو کہہ چکا ہوں مگر ابھی تک اس کے بارے میں کچھ نہیں ہو سکا۔

ہمارے ملک میں باہر سے وزیٹرز اور بڑے بڑے لوگ آتے ہیں اور ہماری سرکار مہمان نوازی کرتی ہے جن ہمارے مزدوروں نے بڑے بڑے ہوٹلوں کو بنایا ہے۔ جہاں پر کہ مہمانوں اور وزیٹروں کو اچھا کھانا کھلایا جاتا ہے اور آرام ملتا ہے۔ مگر ان مزدور لوگوں کو مناسب خوراک، کپڑا اور رہائیش کا مکان نہ ملنے سے نہایت تکلیف ہوتی ہے۔ اور مصیبت کے مارے باہر پڑے رہتے ہیں۔ اب میں آپ کو ۲۶، جنوری ۱۹۶۴ء کو جو بھاشن راشٹرپتی نے دیا وہ سُنانا چاہتا ہوں۔

انہوں نے فرمایا کہ ''ہمیں جمہوریت پر عوام کے یقین کو بنائے رکھنا ہے تو پہلے پبلک زندگی سے کرپشن کو بالکل ختم کرنا ہوگا۔ ہمیں یہ بات دھیان میں رکھنی ہوگی کہ کمزور نا قابل اور کرپٹ ایڈمنسٹریشن کو عوام بہت دیر تک برداشت نہیں کرتے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اگر چور بازاری، کرپشن اور خوشامد کی جیسی برائیاں کو کم کیا گیا۔ تو اس بات کا خطرہ ہے کہ سماج سیوا کے لئے آگے آنیوالے خواہش مند نوجوان کوئی اور راستہ تلاش کر سکتے ہیں۔

ہماری جمہوریت کی مضبوطی اس بات پر بھی منحصر ہے کہ ہمارے اقتصادی ڈھانچہ میں سدھار ہو۔ اور مُلک کی آمدنی اور ترقی کے ذرائع سبھی لوگوں میں یکساں طور پر منقسم ہوں''

''ملک کی اقتصادی حالت کے متعلق حال ہی میں جو سروے کیا گیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ موجودہ پلان کے نتائج حوصلہ افزا نہیں ہیں اصلیت یہ ہے کہ جب تک ملک کی زرعی پیداوار میں اضافہ نہ ہوگا۔ اقتصادی ترقی نہیں ہوسکتی۔ ہمیں اپنے ملک میں بڑے پیمانے پر پھیلی ہوئی غریبی کو دور کرنا ہے۔ آمدنی کے اضافہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اس کی تقسیم اس طرح نہ ہو کہ عوام میں تفاوت بڑھتا جائے''۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے گاندھی جینتی کے ایک موقعہ پر کہا تھا۔ ''باوقار زندگی بسر کرنے کے لئے عزت کیساتھ اپنے دیش کو خوش حال بنائیں۔ کھیتی کی پیداوار بڑھائیں۔ اُدیوگ دھندوں میں ترقی کریں''۔ پھر انہوں نے کہا کہ ''ابھی تک ہمارے دیش میں بہت لوگ ہین جو غریب ہیں۔ اور یہ بات مجھے ہر وقت دُکھی اور پریشان رکھتی ہے''۔

اب کانگرس پریذیڈنٹ شری کامراج نادر یہ لکھتے ہیں کہ سوشلزم کا فلسفہ دُنیا کے سارے سماجی نظام میں کارفرما ہے صرف سوشلزم کی منزل پر پہنچنے کے طریقوں میں فرق ہے۔ ہندوستان اگر غریبی اور نابرابری کو ختم کرنا چاہتا ہے تو اِسے بھی اس راستہ پر چلنا ہوگا۔ لیکن وہ اپنے عوام کی ذہانت کے مطابق سوشلزم لانے کے طریقے اختیار کرے گا''۔

میں نے ۱۹۳۰ء میں ''کسان کی داستان'' ایک چھوٹی سی کتاب لکھی جس پر مجھے قلعہ باہو میں بند کر دیا گیا۔ میں نے اس کتاب میں کِسان کو اس کی حقیقت سے آشنا کرنے کے لئے شاعر کے یہ شعر لکھے تھے :۔

آشنا اپنی حقیقت سے ہوائے دہقان کہ تو۔ دانہ بھی تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو حاصل بھی تو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IES (Retd) Collection Jammu

کانپتا ہے دِل تیرا اندیشہ طوفان سے کیوں، موج بھی تو کشتی بھی تو، ناخدا تو ساحل بھی تو

وائے نادانی کہ تو محتاج ساقی ہو گیا۔ مئے بھی تو، مینا بھی تو، ساغر بھی تو، ساقی بھی تو

میں نے ثابت کر دیا کہ کسان کی دُنیا میں کیا حقیقت ہے جو چھ مہینے کِسانی کا کام کرتا ہے۔ اور چھ ماہ مزدوری کا کام کرتا ہے۔ جس نے ہمارے لئے کھانے کی چیزیں۔ اناج کی منڈیاں بھر دیں۔ میوے (فروٹ) کی منڈیاں بھر دیں۔ جو ہمارے لئے سبزی ترکاری پیدا کرتا ہے۔ کھیتی کرتا ہے۔ مگر بعدم موجودگی مناسب رہائیش اور مناسب خوراک تکلیف اٹھا رہا ہے۔ آج دہلی میں جتنے بڑے بڑے ہوٹل ہیں، بازار ہیں۔ ان میں جو کھانا یا سبزی ترکاری وغیرہ تیار ہوتی ہیں۔ وہ سب غریب کسان اور مزدور کی محنت سے پیدا کی جاتی ہیں۔

''نیا کشمیر'' کے پلان منصوبہ میں کسانوں کے حقوق کی تفصیل بیان کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ:۔

''اس حقوق نامہ کے تحت ریاست جموں وکشمیر کے لوگ، لُٹے ہوئے کسان اپنے حقیقی درجہ کو حاصل کر سکے گا۔ اور اس جنت نظیر خوبصورت وطن کا خوشحال وخوش باش باشندہ بن سکے گا۔

نہ معلوم کب یہ وعدہ پورا ہوگا۔

اس واسطے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو غریب اور مزدُور اور کسان کے لئے کچھ نہ کچھ بہت جلد ضرور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بیوپاری بنیا جب چاہتا ہے۔ دام بڑھا دیتا ہے۔ جس سے عوام خاص کر غریب مزدُور وکسان کو بہت تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دیہاتی غریب لوگ ہیں۔ یہ زیادہ تر بارڈر ایریا میں رہتے ہیں۔ ان کو ہتھیار دیکر تیار کر سکتے ہیں۔ لیکن جب تک ان کو خوشحال بنانے، راحت دینے کے لئے کوئی ٹھوس کام نہیں کریں گے۔ تب تک ہمارا کوئی کام پورا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں اُمید کرتا ہوں کہ سرکار غریب مزدوروں وکسانوں اور محنت کش لوگوں کی تکلیف کا احساس کرے گی۔ اور غور کرے گی۔ اور جتنا اُن کو طاقتور وخوشحال بنائے کے لئے جتنے کام ہو سکتے ہیں، وہ کرے گی۔

------ شکریہ --

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ڈاکٹر رادھا کرشنن سابقہ راشٹر پتی سردار بُدھ سنگھ جی کو الوداعی کے موقعہ اپنی نیک خواہشات پیش کرتے ہوئے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

آخری پیغام

آپ سے رُخصت ہونے سے پیشتر کچھ آخری پیغام دینا چاہتا ہوں۔ جب میں تحریک آزادی کی جدو جہد میں شامل ہوا کسی مصلحت، لالچ یا ڈر سے بے نیاز ہو کر اور اس منصوبہ کے پیش نظر

نہ دولت کے خواہاں نہ طالب ثنا کے
شہرت سے بیزار دُشمن زیا کے

میں انسانی ہمدردی، نِشکام سیوا کے لئے پریم کی کھیل میں داخل ہو گیا۔ میری سیاسی زندگی، پالیٹکس اُن سیاسی اُتار چڑھاؤ اور ہر جائیز ناجائیز طریقہ کار کو کام میں لانے اور غلط بیانی، جھوٹ اور گمراہ کُن حقیقت سے دُور پراپیگنڈہ سے پاک صاف رہا ہے۔ اور میں دُنیاوی عیش و آرام حاکمانہ زندگی میں بے چین دُکھی رہ کر اور آئیندہ کے لئے حقیقی مقصد زندگی حاصل کرنے کے خیال سے تلاشِ حق میں اور نِشکام سیوا کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنے کے لئے تحریک آزادی میں حِصّہ لیا اور دھرم مذہب روحانی، اخلاقی طاقت کو عملی طور پر حاصل کرنے اور اِس عظیم فرض انسانی اور حق و انصاف کے پیش نظر مظلوم دُکھی جنتا کو ظلم زیادتی جبر و ستم سے جو فرعون مزاج حاکموں، رئیسوں، راجاؤں، دولت مند و خودغرض و لالچی لوگوں کی طرف سے ہو رہا تھا بچانے اور اُن کے دُکھ درد میں شریک ہونے کی جدو جہد میں اپنے آپ کو لگا دینا ہی ٹھیک سمجھا۔ لہذا میں ایک فقیر تیاگی کی حیثیت سے اس میدان میں آیا۔ اِسی لئے میرے لئے آج کل کی سیاسی کلابازیاں اور کش مکش اور کسی طرح کی الجھنوں میں نہیں پھنسا۔ اور سچائی ضمیر کی آواز اور اصلی دھرم مذہب و انسانی فرائیض و مقصد کے حصول کے سلسلہ میں حق کی تلاش اور پریم کی کھیل میں کامیاب ہونے کے لئے جو امور مانع تھے ان سے بچا رہا۔ کیونکہ مجھے لیڈری، منسٹری، ملازمت یا دنیاوی عیش کی خواہش نہ تھی۔ جن سیاسی و نمائیندہ کہلانے والے اصحاب نے محض ذاتی لالچ اور دُنیاوی عیش و آرام اور شخصی آزادی و اقتدار و لیڈری قائم رکھنے کے لئے جو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mukerji IFS (Retd) Collection Jammu

پارٹ ادا کیا وہ ہر جگہ بحالت مجموعی ملکی قومی مفاد اور قیام آزادی کو قائم رکھنے اور اقتصادی پہلو میں ترقی کرنے کے سلسلہ میں نہایت ضرر رساں اور نقصان دہ ثابت ہوا۔ علاوہ ازیں جنہوں نے صرف انسانی رشتہ مقدم سمجھتے ہوئے اور بلا لحاظ مذہب وملت کے جنتا کی بہتری بہبودی کے لئے حلف لئے۔ اور عوام کے ساتھ بڑے بڑے وعدے وسکیمیں اور ترقی پروگراموں میں ہمہ تن کوشش کر کے یقین دلائے انکو پورا نہ کر سکے۔ اس تلخ تجربہ سے جو لوگ فائیدہ نہیں اُٹھانے اور ذاتی مفاد مفاد خصوصی سے بالاتر ہو کر کام نہیں کرتے وہ نہ تو خود مقبول عام ہو سکتے ہیں اور نہ انہیں اطمینان قلب وامن نصیب ہو سکتا ہے اور نہ ہی دیش کی سیوا کر سکتے ہیں جو لوگ اپنے بزرگوں مہاپرشوں نیتاؤں کی قربانیوں تپ وتیاگ اور انکی بہترین اور قابل پرستش زندگیوں سے سبق نہیں لیتے اور دیش بھگتی انسانی ہمدردی رحم ومحبت کے جذبات سے متاثر ہو کر ہر مشکل تکلیف، کے برداشت کرنے اور اپنے آپکو تلاش حق میں وقف نہیں کر دیتے اور ہر ممکن قربانی کے لئے ہر دم تیار نہیں رہتے اُن سے آئیندہ کسی قسم کی ملکی قومی خدمات اور حقیقی آزادی کی قائیمی۔ اقتصادی بہتری ترقی کی اُمید رکھنا اپنے آپکو دھوکا دینا ہے۔ اسلئے یہ ضروری ہے کہ صحیح معنوں میں خدمت خلق اور سب کے بھلے کیلئے اچھے نیک پاک ایماندار رحمدل سمجھدار اور حقیقی دھرم مذہب کے معنی کو سمجھنے والے دوسرے محتاجوں غریبوں کو گلے لگانے والے اور ان کو بحیثیت آزاد خوشحال مطمین زندگی بسر کرنے کے قابل بنانے کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار رہنے والے لوگوں کو نمائندگی کا اختیار ملنا چاہیئے ان پر زیادہ بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

ہر ایک عظیم خطرناک تحریک یا جماعت کو جو فرقہ پرست ہے اور انسانوں میں ذات پات، اونچ نیچ چھوٹے بڑے رنگ ونسل اور مذہب مِلت کی تفریق تمیز کو بڑھاوا دیتی ہے۔ اور واحد یا کسی خاص فرقہ ومذہب کے انسانوں کو نوشت دیتی اور دوسروں سے نفرت دشمنی حقارت کا سلوک کرتی ہے۔ اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔ ایسے متعصب تنگ خیال لوگ اور دھرم مذہب کا غلط مطلب سمجھ کر عوام کو گمراہ کرتے ہیں اور ان کو اصل مقصد زندگی وفرائض انسانی سے دور لے جاتے ہی صرف زبانی جمع خرچ اور بیان بازی سے کہ ان کی جماعت بھی قومی جماعت ہے اور فرقہ پرست نہیں، گمراہ نہیں ہونا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mukerji FS (Retd) Collection Jammu

چاہیئے۔ان کے عمل سے ان کو بچانا چاہیئے کبھی کسی طرح بھی ملک جمہوریت سیکولرزم سوشلسٹ نظام میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ جب تک بدترین فرقہ پرستوں بہروپیوں کو راستہ سے ہٹا نہیں لیتی۔آج تمام دُنیا کے فلاسفر لیکھک روحانی ہستیاں کہہ گئی ہیں۔ لِکھ گئی ہیں کہ دُنیا میں سب سے اول تمام بنی نوع اِنسان کا اِنسانی رشتہ مقدم ہے۔ ہم سب انسان ہیں۔ اس کے ساتھ اپنے اپنے عقیدہ و مذہب و جماعت کا ممبر ہونے کا آزادانہ طور پر تمام اوصاف حمیدہ نیک و پاک روحانی برقات سے فائدہ اٹھانے کا حق رکھتے ہیں۔ میں نے اوپر کچھ الفاظ منجملا سیاسی زندگی کیساتھ دھارمک مذہبی روحانی باتوں کا بھی ذکر کیا ہے اس لئے کہ سیاسی آزادی کا حاصل کرنا اور اسے قائم رکھنا اور اقتصادی ترقی کرنے سامان زندگی کو اپنے ہاں پیدا کر کے خود کفیل ہونا اپنے پاؤں پر آپ کھڑا ہونا اس لئے لازمی اور ضروری ہے کہ اس کے بغیر خالی مذہبی اور دھارمک باتوں کو دوہرانے اور اس پر کئی طرح کے اختلافات بے چینی کے پیش آنے سے ہماری زندگی سُکھی بے ضرر اور پُر امن نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ بھوکے ننگے دُکھی غریب محتاج بیمار بے علم غلام مظلوم کا کوئی مذہب و دھرم نہیں ہے ایسے دُکھی لوگ پریشان اور گھبرائے ہوئے انسان نہ کسی مذہبی دھرم وغیرہ کی باتیں کر سکتے ہیں اور نہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مجھ سے ایک گورمکھ سکھ سجن نے پوچھا کہ تم کدھر جا رہے ہو کیا کر رہے ہو؟ تمہیں لوگ تیاگی مہاتما کہتے ہیں چپ چاپ بھجن کرو اپدیش دو اور اس آزادی وغیرہ کی تحریک سے الگ رہو۔ میں نے کہا آپ کیا کرتے ہیں۔ کہنے لگے ہم کتھا بارتا کرتے ہیں۔ بھجن بندگی کرتے ہیں۔ میں نے ادب سے عرض کیا کہ بھائی صاحب! میں آپ کی کتھا وارتا اُپدیش سُننے اور سمجھنے کے قابل سنگت بنانے کا کام کر رہا ہوں تا کہ آپ کی کتھا بارتا کیرتن پاٹھ پوجا وغیرہ میں دل سے شوق سے خوشی سے حصہ لے سکیں۔'' پریشان دکھی جس کا دل دماغ جسم وغیرہ غم زدہ اور مصیبت میں رہے وہ کیسے اپدیش و کتھا وغیرہ سن سکتا ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ جنتا کو جسمانی، دماغی، مالی تعلیمی، ثقافتی اور خدائی برکات ملک کی دولت سے بطریق مساوی حصہ پانے کے لئے مکمل آزادی ہے تا کہ مطمین تندرست دل و دماغ کی طاقت رکھتے ہوئے اپنے اپنے عقاید و مذہبی سوالات و روحانیت کی باتیں سمجھ سکیں اور اصلی تعلیم اور درست اُپدیش

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سے روشنی حاصل کر سکے۔ اقتصادی آزادی ورثی کر سکیں۔ اس کے بغیر زندگی کی ضروریات کے پیش نظر مساوی صاف معقول اور صحت بخش خوراک نہ ملنے سے کسی صورت میں خالی لفظی جمع خرچی اور مذہب و عقیدہ دھرم کی وضاحت و یا کھیا کرنے سے پیٹ نہیں، بھرتا نہ اطمینان و شانتی مل سکتی ہے۔ ''بھوکے بھگت نہ کیجئے۔ یہ مالا اپنی لیجئے'' ایک سچے بھگت نے کیا اچھا کہا کہ بھوکے بھگتی نہیں ہو سکتی اس لئے یہ مالا اپنی لیجئے اس لئے تحریک آزادی جمہوریت سیکولرزم سوشل نظام اصلی دھرم مذہب اور انسانیت ہے۔

اب مجھے اس سلسلہ میں موجودہ زمانہ کی حالت تنگی و تکلیف و پریشانی بے چینی کے اسباب جس کا نتیجہ بلا شبہ بغاوت اور عظیم انقلاب ہو سکتا ہے کا مختصراً ذکر کرنا ہے کہ اگرچہ قبل ازیں کافی ذکر آچکا ہے مگر یہاں پھر سے اُن خیالات کا لب لباب ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱)۔ دولت مندوں اور غریبوں میں جو عظیم فرق ہے اسے کافی حد تک دور کئے جانے کا فکر کرنا چاہیئے اور دولت امارت کے لئے نشہ میں سرشار کو جھنجوڑنے کا وقت آگیا ہے۔

(۲)۔ مُلک کی پیداوار خدائی برکات اور ان کی درست وسامان زندگی کی تقسیم، بانٹ نہایت مناسب منصفانہ ہونی چاہیئے واحد تاً قبضہ کرنے اور استحصالی عناصر کو راستے سے ہٹائے جانے کے لئے جبکہ وہ سمجھانے بوجھانے اور وقت کی آواز سننے سے انکار کر دیں، کوشش کرنی چاہیئے۔

(۳)۔ موجودہ صورت میں ضروریات زندگی کی بہم رسانی و تقسیم کے وقت دولتمند اور غریب محنت کش اور مزدور کا ایک سا نرخ ضروریات زندگی کے حاصل کرنے میں نہ ہونا چاہیئے بلکہ ان کو سستے داموت پوری اور وقت پر چیزیں ملنی چاہیئں۔ بھرے ہوئے گھروں کو بھرنا اور غریبوں کو مُفلسی بیکاری میں مبتلا رکھنا ایک عظیم انسانی گناہ ہے۔

(۴)۔ جتنے پراجیکٹس سکیمیں چل رہی ہیں اور ان سے جو کچھ فائدہ ہو رہا ہے اپ لفٹ ترقی کے کام ہو رہے ہیں اس کا نتیجہ ہمارے سامنے آنا چاہیئے۔ محض فیکٹس وفگرس کے کاغذی جمع خرچ سے نہیں بلکہ دراصل جن لوگوں کے لئے یہ کارخانے و سکیمیں عمل میں لائی جا رہی ہیں ان کو پورا حصہ ملے پورا مفاد حاصل ہوا اور مزدوروں اور محنت کشوں کو ان میں حصہ ملے ''چہ مزدور خوش کُن کند کار بیش''۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

(۵)۔ تمام بیکاروں خاص کر کھیتی باڑی و مزدوری کا کام کرنے والوں اور جن پر ملکی پیداوار کے بڑھانے اور اقتصادی ترقی میں نمایاں پارٹ ادا کرنے کی ذمہ داری ہے۔ مستقل طور پر بارہ مہینوں کے لئے پوری مناسب مزدوری پر کام ملتا رہے۔ اور ان کی اتنی مزدوری ہو جس میں اس کے کنبہ کا خرچ پورا ہو سکے اور گھر کے اخراجات ضروریات سے فارغ ہو کر بے فکری و اطمینان سے کام میں جُٹ جائے۔

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

(۶)۔ زراعتی ترقی اور خوراک غلہ وغیرہ کی پیداوار بڑھانے کے اہم زندگی بخش کام کی طرف سے پہلے فوری توجہ دینی چاہیئے۔ اور اس کو اصل بنیادی اور اہم ترین کام سمجھ کر زبردست مہم جاری کرنی چاہیئے اور ان کی زندگی کو قائیم رکھنے کے لئے اسے ضروریات زندگی بہم پہنچانے میں ذرا بھی تغافل نہیں برتنا چاہیئے۔ خالی پیٹ پریشانی اور دُکھی حالت میں اور غم و غُصہ کی حالت پیدا کرنے کی صورت میں محنت کش مزدور کسان کو کہا کہ جُٹ جاؤ خوب محنت کرو ایک مذاق ہے۔ پہلے اسبات کا انتظام کرو کہ کیا اس محنت کش کے گھر کا خرچ پورا ہوتا ہے اس کے پاس نقد و جنس کا کس قدر خزانہ ہے۔ اس کا گھر کیسا ہے۔ اس کے مال مویشی کی کیا حالت ہے۔ ہل بیل مہیا ہوتا ہے یا نہیں۔ اسقدر زمین ہے کہ جس کی پیداوار پر اس کا گذارہ ہو سکتا ہے۔ عیال کے لئے پورا راشن ملتا ہے۔ زراعتی پیداوار بڑھانے کے تمام سادھن و ذرایع اسے مہیا ہیں یا نہیں۔ اور کیا وقت پر دستیاب ہوتے ہیں مثلاً کھاد، پانی، بیج، جدید طریق کاشت کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ کسقدر بیل کمزور ہیں۔ کتنے کسانوں کے پاس بیل نہیں ہیں۔ فیکٹس اور فگر سے اکٹھے کر کے دیکھ لیا جائے اور پھر پہاڑی برفانی دُور دراز کے علاقہ جات کی دیہاتی آبادی کسانوں کی حالت کا اندازہ لگائیں جہاں اُن کے نئے طریق کاشت ذرایع آبپاشی موجود نہیں ہیں آمدورفت اور بمقابلہ شہروں و میدانی حصہ پردیش کے کسانوں کے ان کو کوئی سہولیت ملتی ہے یا نہیں۔ کیا گھر گھر جا کر ان کی موجودہ دردناک حالت کا اندازہ کیا گیا ہے؟۔ اب جو کروڑوں روپیہ چوتھے پلان کے لئے ملا ہے اس میں سے کتنا روپیہ محنت کشوں مزدوروں و کسانوں پر خرچ ہوگا۔ اور کس نسبت سے کس انتظام کے ماتحت اور کب؟ کیا اس کام میں حصہ لینے والے یا نگرانی کرنے والے عملہ کو ان کے حقیقی فرائیض سے آگاہ کیا جایئگا۔ کیونکہ وہ خادم کی بجائے حاکم بنے ہوئے ہیں۔ سردست میں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

صرف محنت کشوں، مزدوروں کسانوں کے معاملات کو زیر بحث لا رہا ہوں۔ کیونکہ میرا مضمون شروع سے یہی رہا ہے اور اب میں چاہتا ہوں کہ یہ طبقہ مُلک کی زندگی اور اس کے جسم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ سینکڑوں مسائیل ہیں جن کو خوش اسلوبی دیانت داری بلکل ہمدردی حق انصاف کے پیش نظر حل کرنا ہے اور موجودہ بڑھ رہی بے چینی کو روکنا ہے اور دولتمندوں اور غریبوں، سرمایہ داروں کارخانہ داروں اور مزدوروں کے درمیان فاصلہ کم بنانے اور ان کے معیار زندگی کا فرق مٹانے کی کوشش کرنا وقت کی اہم پکار ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ضمیمہ جات

صفحہ نمبر 260 سے آگے

نوٹ:۔ مضامین صفحہ 286 تا 327 اور صفحہ 329 تا 335 بشکریہ ''سردار بُدھ سنگھ''
اور ''تحریکِ حریت کشمیر'' 1980 (راجندر سنگھ) سے اخذ کئے گئے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ڈوگرہ صدر سبھا کی سالانہ کانفرنس

(میں صدارتی تقریر)

ڈوگرہ سبھا کی یہ اٹھارہویں سالانہ کانفرنس سری پرتاپ ڈوگرہ ہال جموں میں ۱۶ چیت ۱۹۸۶ب میں منعقد ہوئی۔ سبھا کی صدارت سردار بدھ سنگھ نے فرمائی اور انہوں نے اپنے صدارتی خطبہ میں جن خیالات کا اظہار کیا۔ ان کا خلاصہ یہ ہے۔

سب سے پہلے آپ نے فرمایا کہ ''میرے بار بار انکار کرنے پر اور معافی کی درخواست کرنے پر بھی آپ نے خاکسار کو اس اہم اور نازک ذمہ واری کے اُٹھانے کے لئے اور ایسے وقت جبکہ زمانہ کی فضا عجیب وغریب حالات سے گذر رہی ہے ملکی قومی خدمت کے قابل خیال فرما کر منتخب کیا۔ اور ایک بن باسی کو جو عرصہ سے غیر حاضر رہا ہے۔ اور چپ چاپ جنگل کے پنچھیوں کے ساتھ مِلکر پرماتما کے حضور پرارتھنا کر رہا تھا۔ اس خدمت کے لئے حکم دیا گیا ہے۔ مجھے اپنی کمزوریوں اور کمیوں کا پورا علم ہے۔ اور ساتھ ہی ملکی قومی خدمت اور حالات کی پیچیدگی موافق ومخالف اثرات کا بھی خاص احساس ہے۔ پھر بھی آپ جیسے صادق اور پیارے بھائیوں کی مدد اور برکت سے اُمید ہے کہ اگر ایشور کو منظور ہوا تو کامیابی ہوگی۔ بہر حال میں آپ صاحبان کا نہایت شکر گذار ہوں کہ آپ نے اس ناچیز کو عزت بخشی اور یہ خدمت سپرد کی۔ اور مجھے اُمید واثق ہے کہ جس دلیری، پیار اور ہمدردی سے آپ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اُسی مشقت اور ہمت مردانہ سے میری پُشت پر ہاتھ بھی رکھیں گے۔

رعایا ریاست کی واحد نمائندہ جماعت:۔

یہ دعویٰ واحد نمائیندگی کا جو پیش کیا جاتا ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے؟ یہ کہ خدا کو حاضر وناظر سمجھکر نہایت پاکیزہ اور ایماندارانہ دل سے بلالحاظ مذہب وملّت نہایت سچی ہمدردی رحم وانصاف اور مساوات کا عمل درآمد رعایا کے ہر طبقہ میں کرانے کا کام اس جماعت کا ہے۔ اور اصلی تعلقات وباہمی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ذمہ داریوں وخدمات کا داعی اور رعایا کے درمیان سلسلہ جوڑنا اور دیرپا کرنا ہے۔ اور رعایا راجا اور ہر ایک کے آگے اپنے ہر فعل وقول کی جوابدہی کرنا ہے۔ اگر امن واطمینان باہمی ہر طرح محنت و پیار زندگی وموت کا ساتعلق مشترکہ ذمہ داریوں اور پسندیدہ پایدار اور تعلقات برادرانہ کا منشا مبارک ہر وہ متعلقین کا ہے، تو اسے پُورا کرنے کے لئے اور تمام مخالف فتنہ پروازیوں ومنافرت دُور کرنے والی کوئی جماعت ہے تو یہی ہے چنانچہ ایسی اسکی ہمت وطاقت تھی جیسے حالات پیش آتے رہے اس نے ایسا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے عملاً ثابت کر دیا ہے کہ وہ اپنے فرائیض سے غافل نہیں ہے۔ البتہ غریب رعایا یا ترازو کے دونوں پلڑے برابر نہیں رہے، جسکی ذمہ دار ہماری بدقسمتی یا کمزوری ہے۔ اس بے چاری غریب رعایا کے سامنے جیسا کہ چاہیئے سرخرو نہیں ہوسکی۔ اور وہ طبقہ جو ہر طرح محتاج اور قابل امداد خاص توجہ کا مستحق ہے ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ اُسے انصاف ومساوات اور ذمہ داری کے لحاظ سے کمتر کمزور خیال کیا جائے۔ تاہم اس سبھا کا پورے طور پر ساتھ نہیں دیا۔

جہاں ذرا سا مالی فایدہ ہوتا ہے اور شہرت کی خواہش پوری ہوتی ہے جو کہ ابھیمان تکبر کی بنیاد ہے اور جس سے خودغرضی ولالچ پرورش پاتا ہے۔ وہاں بن بلائے بھی اور سارے کام چھوڑ کر جمع ہو جاتے ہیں۔ اور انسان کا اعلیٰ فرض اور دھرم ہے کو پورا کرنے کا وقت آتا ہے تو بار بار عرضداشت کرنے پر تشریف نہیں لاتے۔ اور اگر تشریف لے بھی آئیں تو جیسی کہ چاہیئے دلچسپی نہیں لی جاتی۔

خادمانِ قوم وملک کو شمولیت کی دعوت:۔

ایسے خادمان کی کامیابی کا راز صرف ایک بات پر ہے کہ جو لوگ لالچی دینوی خودغرضانہ اغراض اور لالچ سے بالاتر ہیں۔ اور بغیر حق خدمت وسچی محبت کو دھرم سمجھتے ہیں۔ اور جن میں قوت رحم موجود ہے جو واقعی ایک خدا کو مالک رب العالین پالنہار رحیم وکریم سمجھتے ہیں۔ یا جو نیکی قربانی پوری محنت کا چلن رکھتے ہیں وہ اُس میں شامل ہو جائیں۔ اس میں صرف ایک رشتہ ہے اور وہ انسانی بھائیوں کا ہے۔ ''ایک پتا ایکس کے ہم بالک'' یعنی پریم پیار پرماتما ہے۔ اور ہم سب انسان اس کے بھائی ہیں۔ یاد رکھو کہ خواہ کتنی ہی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

مخالفت کیوں نہ ہو جائے خُدائی بندوں سے مخالفت کی ہستی ہمیشہ دن بدن بڑھتی جائیگی۔

ڈوگرہ سبھا حکومت کی نگاہ میں:۔

باوجودیکہ ابتداء میں ڈوگرہ سبھا کے تمام آنے والے واقعات حالات پیچیدگیوں ذمہ واریوں کو مدنظر رکھکر والئی ملک نے اسکی منظوری دی اور اس کی کاروائی کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا رہا۔لیکن اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چند با اقتدار اشخاص مخالفین کے زیر اثر اسکی موجودہ کاروائی کے متعلق غلط فہمیاں پیدا کر رہے ہیں۔اور معلوم ہوتا ہے کہ کوشش اس بات کی کی جاتی ہے کہ براہ راست یکطرفہ پالیسی کو کام میں لاکر ایک دوسرے کو لالچ میں رکھکر کام چلایا جائے۔تاکہ مشترکہ متحدہ آواز یا طاقت تقریباً صفر ہو جائے۔اور اس کی دست اندازی خواہ وہ کہیں بھی مفید یا کارآمد ہو دُور ہو جائے۔اور ایسے طریقے سے تھوڑی بہت اصلاح کی جاتی ہے کہ گویا وہ پبلک آواز کے زیر اثر نہیں بلکہ خود بخود کر رہی ہے۔یعنی کسی طرح بھی پبلک رائے کی پابند اپنے آپ کو نہیں کرتی اور تعجب یہ ہے کہ مودبانہ اور خاص طور پر پاس خاطر وادب کو مدنظر رکھتے ہوئے التماس کو کمزوری اور بے بسی پر محمول کیا جاتا ہے۔اور شرافت تابعداری کا قطعاً خیال ہی نہیں کیا جاتا۔ورنہ جیسا کہ مسلّمہ ہے کہ اس کی خدمات والی اور رعایا کے لئے نہایت زندگی بخش اور امن پسند ہیں۔تو پھر اس قسم کے خیالات کا موجود ہونا اگر واقعی ہے تو قابل افسوس ہے۔کیا اچھا ہو کہ گورنمنٹ اس خیال کو جو پیدا ہوا ہے۔دُور کرنے کا انتظام فرمائے۔تاکہ پبلک رائے کی قدردانی اور اہمیت بڑھے۔

نام نہاد نمایندگان رعایا:۔

نہ معلوم کس خیال سے سرکاری طور پر چند ایک سرکردہ نمبردار اور ذیلدار وغیرہ کو چُن کر حالات دریافت کئے جاتے ہیں۔شاید یہ دکھانے کیلئے کہ پبلک کی آواز کی قدر کی جاتی ہے اور یہ کہ حکومت کو پبلک رائے کا خاص خیال ہے۔اور یہ کہ ہر خرابی یا تکلیف کا انسداد چاہتی ہے وغیرہ۔اگر یہ خیال ہے اور ایسی نیک

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نیتی ہے تو مبارک ہے۔ مگر اس کا طریقہ قطعاً غلط فہمیوں اور بے قاعدہ ہے۔ جو اپنی ذاتی اغراض لالچ کیوجہ سے فرضی اور عارضی شہرت وعزت کے خیال ان لوگوں کے قبضہ میں ہیں۔ جن کے خلاف انسانیت ایسے سلوک سے تنگ آئی ہوئی ہے اور رعایا دن رات نالاں ہے۔

غریب رعایا کی حالت:۔

اب تک عملاً غریب رعایا کی حالت کا ذکر ہوتا رہا ہے۔ حالاں کہ دیگر ضروری امور کی تفصیلات بیان کی جاتی ہے اور جو اصل کام ہے۔ اُس کی طرف خاطر خواہ دھیان نہ دینا ایک گناہ ہے اور جب رعایا کی بہبودی بہتری راجا کا فرض ہے۔ اور اسی میں راج کی ترقی وقائمی یقینی ہے تو پھر سچائی کو ظاہر نہ کرنا اور مریض یا دُکھیا کی حقیقت بیان نہ کرنا انصاف کا خون ہے اور اپنے آپ کو اس متبرک خدمت کے نا قابل ثابت کرنا ہے۔ اگر چہ مہاراجہ بہادر نے کئی تکالیف رعایا کے انسداد کی کوشش فرمائی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی قسم کی شکایات نہ رہیں۔ پھر بھی غریب دُکھی رعایا بے شمار تکالیف میں مبتلا ہے۔ ان کے دُکھ درد آہ وبکا کی داستان جسم کے رونگھٹے کھڑے کرنیوالی ہے۔ مختصراً لوگ بیماری کمزوری، افلاس، جہالت، غلامی پانچ عظیم خطرناک بیماریوں کا شکار ہو رہی ہے۔ یہاں غریبوں دُکھیوں کی صحیح کیفیت لفظوں میں بیان کی جانی مشکل ہے۔ یہ تو محسوس کرنے کی چیز ہے۔ اور یہ وہی دل جانتا ہے جس میں رحم کا مادہ موجود ہے۔ اور جو دراصل عاشق یعنی خدادالا ہے اور جو انسانی زندگی کے فرض ودھرم کو سمجھتا ہے۔

آپ نے یہاں ان تکالیف ونقصانات کا باتفصیل ذکر کیا جو غریب دیہاتی رعایا کو محکمہ جات بندوبست مال۔ آبپاشی، ریشم، محکمہ کسٹم، روڈ ٹول وغیرہ کے ہاتھوں اٹھانی پڑتی ہے۔ رشوت ستانی کے متعلق ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ ''بلاشبہ رشوت زوروں پر ہے۔ جہاں رشوت لینے والے قصوروار ہیں وہاں دینے والے بھی ہیں۔ لیکن یہ مجبور ہیں کہ یہ طریقہ ایک جائز اور مستقل صورت اختیار کر چکا ہے اور عوام صحیح انصاف ہی نہیں بلکہ مرضی کا انصاف چاہتے ہیں۔ اُن کے ذہن نشین ہو چکا ہے کہ بغیر رشوت دینے کے کام ہو ہی نہیں سکتا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

اقتصادی حالت:۔

بیکار طبقہ اور جن کے پاس کھیتی باڑی کے کام سے وقت بچ جاتا ہے اور اپنی ضروریات صرف پیداوار فصل ہی پوری نہیں کرسکتا، کی زندگی کو قائم رکھنے، اُن کی پریشانی خوف و ہراس کو دُور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا حل سوچا جائے۔ نیز بیکاری کا علاج جس کے لئے ہر سال واویلا کیا جاتا ہے، کیا جائے۔ اس لئے حسب ذیل تجاویز کارگر ہونگی۔

گھریلو دستکاری:۔

اس کا قریباً خاتمہ ہو چکا ہے۔ جبکہ کوئی حفاظتی تجاویز عمل میں نہ لائی گئیں۔ بلکہ اس کے برعکس بدیشی مال کی کثرت سے درآمد استعمال کی وجہ سے نرخ کے مقابلہ پر رہی سہی صنعت جاتی رہی۔ شکر کا مقام ہے کہ مہاراج بہادر نے یہاں کی چیزوں کا دفاتر میں استعمال کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے لئے صاحب موصوف کا نہایت ہی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ بلکہ جنہوں نے بہت حد تک غُربت کو دُور کرنے اور رعایا کی ہمدردی اور فایدہ کی تجویز نکالی ہے۔ گو بظاہر یہ بات دل خوش کُن اور نیک خیال ہے۔ مگر اس پر اس خیال سے عمل کرنے کی سختی سے ضرورت ہے کہ خاص وہی چیزیں استعمال کی جائیں جو یہاں بنتی ہوں۔ اور کپڑا ان کا کھدر کا ہو۔ جس قدر گھریلو دستکاری ہے۔ اُسے فروغ دینے اور لوگوں کو فرصت کے وقت کا نہایت کارآمد حصہ استعمال میں لانے کے لئے جس سے بلاشُبہ لاکھوں کا فایدہ ہے۔ اور بھوک اور غُربت کا علاج قرار واقعی ہوسکتا ہے، سرکاری امداد خاطر خواہ ملنی چاہیئے۔ اس میں سرکار کا بہت بڑا خرچ نہیں ہوگا۔

انڈسٹریل بنک کا قیام:۔

اس سلسلہ میں قدرتی پیداوار سے فائیدہ اُٹھانے کا موقعہ رعایا کو ملنا چاہیئے۔ جس میں جنگلات اور معدنیات شامل ہیں۔ اب تک جس قدر محکمہ جنگلات نے آمدنی دکھائی ہے۔ اور جس کی بناء پر بڑا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IPS (Retd) Collection Jammu

بھاری خرچ محکمہ جنگلات کا ہے موجودہ آمدنی کی پیداوار نہیں ہے۔ بلکہ سابقہ مال کے فروخت کرنے سے ہے جو صدیوں سے محفوظ پڑا تھا۔ اور نرخ کی زیادتی ہے۔ اب تک شاید نیا ایک درخت بھی لگا کر فروخت کر کے قیمت نہیں آئی ہوگی۔ پرانا مال ہی صاف کیا جا رہا ہے۔ اور پھر کٹائی، چرائی، ڈھلائی، ترائی وغیرہ خالص مزدوری کا کام ہے۔ پھر بھی اس کے رعایا کو کوئی موقعہ نہیں دیا جاتا۔ اور جس طریقہ سے کٹائی کا کام جاری ہے۔ ممکن ہے کسی وقت موجودہ آمدنی کا خاتمہ ہی ہو جائے۔ سرکاری طور پر کٹائی چرائی کا کام نہیں کیا جاتا۔ جس میں رعایا کے افراد کو شمولیت کا موقعہ دیا جائے۔ اور جو لاکھوں روپیہ باہر جاتا ہے اور پھر لاکھوں کا نقصان بے دردی سے ہوتا ہے نہ ہو دراصل ایک انڈسٹریل بنک کھولا جانا چاہیئے۔ جس میں خاصہ روپیہ سرکاری اور پرائیویٹ طور جمع ہو۔ اور اس کی امداد سے جنگلات کے ٹھیکہ جات دیگر ضروری کارخانے مثلاً ریزن فیکٹری، شالبانی کا کام اور کھدر بھنڈار کا کام وسیع پیمانہ پر شروع کیا جائے۔ اور پھر تمام اشیا جو ریاست میں بنتی ہین۔ انکی جانچ پڑتال کر کے مشتہر کی جائیں۔ اور ان کو وسعت دی جائے۔

ذرایع آمدنی کی حقیقت:۔

اب اس ساری کیفیت بالا کے معلوم کرنے سے صحیح حال معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ آمدنی نہیں ہے۔ بلکہ از دست نقصان ہے۔ اور کروڑوں روپیہ رعایا اور سرکار دونوں کا نقصان ہوتا ہے اور اس کے مقابلہ میں بمشکل تمام اسقدر آمدنی دکھائی جاتی ہے۔ جس سے سالم نہیں تو قریباً ساری آپس میں بانٹ لینے کی گنجائش رہے۔ اور بظاہر ہندسوں کی بحث جاری رہتی ہے اور افسوس ہے کہ بجٹ پر اس قدر زور دیا جاتا ہے۔ اور اتنی توڑ پھوڑ کی جاتی ہے کہ جس کا اندازہ نہیں۔ اور پھر سینکڑوں ادنیٰ ملازمان پر نزلہ گرتا ہے۔ جس سے ان کی زندگی میں سخت مشکلات اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جس ملک کی رعایا اتنی غریب اور مفلس ہو کہ پیٹ بھر کر روٹی نہ ملتی ہو۔ اس میں اس قدر روپیہ تنخواہوں اور دیگر نمایشی کاموں پر خرچ کیا جائے۔ جہاں بازاروں اور سڑکوں کو کشادہ اور خوش وضع بنانے کی فکر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہے۔ حالانکہ شہروں کی خوبصورتی یا سڑکوں کی کشادگی سے شہر کے بہت تھوڑے لوگوں کو آرام ملتا ہے۔ مگر لاکھوں افراد اور رعایا کی دیکھ بھال کا کم خیال رکھا جاتا ہے۔ جن کا روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ اُن کے آرام کے لئے نہ سہی اُن کی جان کو قائم رکھنے کے لئے بھی تو کچھ خرچ کرنا چاہیئے۔

ہمارے دولتمند سرمایہ داروں کا گُناہ:۔

اب جہاں حکومت کے کارپردازوں کی طرف سے لاپرواہی اور عدم توجہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں آسودہ اور دولتمند بھائیوں سے بھی کچھ عرض کرنا ہے کہ وہ کس گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور ان کی خاموشی اور غیر ہمدردی کسی حد تک قابل افسوس ہے۔ اپنے غریب دیہاتی کوہستانی بھائیوں کے دُکھ درد میں شریک ہونا اور ان کی حمایتی یا خادم جماعت کے ساتھ ملکر ہمدردی کرنا تو درکنار شہروں میں اپنی اپنی جائے مسکن پر امن وامان سے بھی وہ اپنے انسانی فرائیض کی ادائیگی میں غافل ہیں۔ وہ مہربانی کر کے حسب ذیل حالات کو دل پر ہاتھ رکھکر سُنیں۔ مال مویشی اور کتوں اور پرندوں کو تو شاید کھانا دیا جاتا ہو گا۔ مگر سخت افسوس ہے کہ انسانی جماعت کی طرف سے جن کے پاس ہر چیز کے ذخیرے موجود ہیں اور جو آسانی سے غریبوں کی دل کھولکر مدد کر سکتے ہیں۔ ان کی خبر گیری نہیں کی جاتی۔ اس سے بڑھکر گُناہ اور بے رحمی کیا ہے کہ ان کی خبر گیری کئے بغیر ہم خوب لذیذ کھا کر آرام گاہوں میں ریشمی قالینوں اور مخملی غالیچوں اور طلسمی کمبلوں اور رضائیوں میں پڑے بدمستی اور مدہوشی میں عیش وعشرت میں غرق ہو رہے ہیں۔ کیا ان غریبوں بھوکوں تڑپنے والوں کے دلوں کی آہ کچھ اثر کئے بغیر رائیگاں جائے گی۔ ہرگز نہیں اور کیا ان کی طرف ہماری غفلت اور لاپرواہی ہی نہیں بلکہ بے رحمی اور خلاف انسانیت فعل سزا سے بچا سکیگا۔ ہرگز نہیں، شہری لوگ بازاروں اور سڑکوں پر رنگ برنگ کے لباس میں ملبوس پھرتے اور کاروباری لوگ دُکانوں پر بیٹھے نہ معلوم کس مدہوشی میں ہیں۔ شاید انہیں معلوم نہیں کہ شہر کے اندر دکھیوں کے گھروں میں دوزخ کی آگ جل رہی ہے۔ بھوکے بیمار تڑپ رہے ہیں۔ ڈاکٹر بغیر فیس ملنا مشکل ہے۔ دوائی کے لئے پیسے نہیں۔ خوراک دودھ، گوشت، چاول بتائے جاتے ہیں۔ مگر وہاں تو جو کا آٹا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

بھی نہیں۔

ہماری نیّت صاف ہے:۔

ہم خدا کو حاضر ناظر جانکر یعنی دل سے کہتے ہیں کہ ہماری نیت صاف ہے۔ ہم ہر طرح امن واطمینان و انصاف چاہتے ہیں۔ اور ہمیں اپنا مہاراج بہادر اپنی جان سے بڑھکر پیارا ہے۔ اور ہم صدق دلی سے اس کے ساتھ وفادارانہ وجاں نثاری کے تعلقات صحیح معنوں میں قائیم رکھنا چاہتے ہیں۔ بلکہ اب تک صاف طور پر اس کا ثبوت دے چکے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ مہاراج بہادر دل سے رعایا کی بہتری اور بہبودی چاہتے ہیں اور ہرگز سختی جبر رشوت ستانی پسند نہیں کرتے۔ مگر افسوس کہ نگرانی خاطر خواہ نہیں ہے۔

مجھے ذاتی طور پر مہاراج بہادر سے بڑی محبت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا دل صاف ہے۔ اور رعایا سے محبت کا منصفانہ سلوک کرنے کے خواہشمند ہیں۔ مگر مہاراج بہادر کی منشاء مبارک کا صحیح عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ بہت حد تک بیرونی ایجنسی کا عمل دخل ہے۔ اس لئے ہماری اس مشکل کا حل بھی آسان ہو جانا چاہیئے۔

ہماری ضروریات اور مطالبات:۔

اب آخر میں ان مطالبات کا ذکر کیا جانا ضروری ہے۔ جن کی اشد ضرورت ہے اور جن کے پورے کرنے کے بغیر واقعی صحیح معنوں میں رعایا کی بہتری نہیں ہوسکتی۔

لیجسلیٹو کونسل:۔

کئی سالوں سے بلکہ شروع سے اس بات کی کوشش رہی ہے کہ جب تک رعایا کے حقیقی نمائیندوں کی آواز بطریق مساوی حکومت میں نہ ہو۔ تب تک صحیح ترجمانی نہیں ہوسکتی اور نہ ہی کوئی طریقہ رعایا کی بہتری اور اُن کی دادفریاد پہنچانے کا باقاعدہ معلوم ہوتا ہے۔ اور ابتک جس قدر اعتراضات احکام و قانون جاری ہوئے اور شور وشر ہوا۔ وہ صرف اسلئے ہوا کہ رعایا جن پر اُن کا اثر ہوتا تھا۔ جنہیں پوچھا گیا۔ اب اگرچہ کوشش کیگئی ہے اور تلخ تجربہ سے فائیدہ اُٹھایا گیا ہے۔ رائے لیجائے مگر ایسی رائے کی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IPS (Retd) Collection Jammu

کچھ حقیقت نہیں۔ جسے پہلے سے ہی ایک رسمی امر کر سمجھ لیا جاتا ہے کیونکہ رائے دینے والی جماعت کو ہی اُس پوزیشن اور ذمہ واری میں محسوس نہیں کیا جاتا۔ جس میں اہلکار ذمہ دار بیٹھے ہیں۔ اس لئے نہایت ضروری ہے اور رعایا اور راجہ ہر دو کے حق میں نہایت مفید ہے کہ باقاعدہ اسمبلی بنائی جائے۔ تا کہ وقت پر رعایا کی آواز سُنی جائے اور بعد میں کسی قسم کا شور نہ ہو۔ اُمید ہے کہ اس کے متعلق ریزولیوشن پیش ہو کر ضرور پاس ہوگا۔ کیونکہ اس کے بغیر یہ کانفرنس کسی طرح بھی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ جو رعایا کی واحد نمایندگی کو اپنے اوپر رکھتی ہو۔ بظاہر یہ نہایت قابل اعتراض اور شک پیدا کر نیوالی کاروائی ہے۔

جو قانون پبلک میٹنگ نوٹیفکیشن جاری ہو چکا ہے۔ جس کے لئے ہر طرح سے منسوخ کرنے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ اسے اب تک منسوخ نہ کرنا گویا وفاداری کے جذبات کو خود ہی کمزور کرنا ہے۔ اور یہ باہمی بداعتمادی اور شک کو جگہ دیتی ہے۔ اور حقیقی اصلاحی کام میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ یہاں کوئی بیگانہ یا غیر نہیں۔ اس ایکٹ کا اثر نہ صرف مذہبی دھارمک جلسوں دیوانوں وغیرہ پر پڑا ہے۔ بلکہ سوشل اور اخلاقی امور کی اصلاح اور رعایا میں فضول و بیہودہ، رسمی کاروائیوں کو بند کرنے پر ان کی صحت اخلاق اور دل و دماغ کی ترقی کے لئے جس سے وہ جس حد تک اپنا دُکھ و نقصان آپ دُور کرنے کے قابل بن سکیں پرچار میں بھی روک پڑ گئی ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق ریزولیوشن نمبر ۱۳ سال گذشتہ کانفرنس میں پاس ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ ایکٹ منسوخ ہونا چاہیئے۔

خوشی کا مقام ہے کہ سرینگر میں چرخہ سنگ کی برانچ اور جموں میں ڈوگرہ صدر سبھا کی طرف سے کھدر بھنڈار کھولے گئے اور شدھ کھدر تیار ہو کر عوام میں عملی طور پر سودیشی پرچار ہو رہا ہے۔ لیکن ضرورت ہے کہ سرکاری طور پر خاص مالی امداد کی جائے تا کہ وسیع پیمانہ پر گھریلو دستکاری کو بڑھا کر تیار کر سکیں۔ اور دفاتر میں اُن کا بنا ہوا مال بھی استعمال کیا جا سکے۔

اِمداد غربا کا فنڈ:۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

چونکہ پبلک میں سے سرمایہ داروں دولتمندوں کی طرف سے باقاعدہ غریب طبقہ سے ہمدردی کا ہاتھ نہیں بڑھایا جاتا۔ اور نہ ہی سرکاری طور پر امداد کا کام جاری ہے۔ جس سے دُکھ والے حالات بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ایک فنڈ کھولا جائے۔ اور اسے امدادِ غربا پر خرچ کیا جائے۔ بلا لحاظ مذہب وملّت ہر محتاج غریب اپاہج کی مدد کیجائے۔ اور جو کام کر سکتے ہیں اور ان کو کام بہم پہنچایا جائے۔ تا کہ وہ روزی کما سکیں۔ اور جہاں شہروں میں امداد فنڈ سے کام لینے کی ضرورت ہے وہاں دیہات میں اور بھی ضروری ہے کہ وہ لوگ اتنی بُری حالت میں ہیں۔ حیرانی کا مقام ہے کہ لاکھوں روپے دھرم ارتھ میں موجود ہیں اور پھر انسانی جانیں دُکھی اور مُصیبت میں مُبتلا ہیں۔ نہ معلوم دھرم ارتھ کے کیا معنی ہیں۔ یہ تجارتی یا سرکاری محکمہ تو نہیں ہے۔ اور جبکہ مہاراجہ بہادر نے اعلان فرمایا ہے کہ ان کا ایک ہی دھرم ہے۔ اور وہ انصاف ہے تو پھر انصاف محبت، ہمدردی اور بے غرض خدمت میں اس رقم کو کیوں صرف نہ کیا جائے۔ اور جو غریب رعایا مہاراجہ بہادر کے جان پر ان اور بچے ہیں، ان کی ہمدردی اور پرورش پر کیوں نہ خرچ کیا جائے۔ کیا یہ قابل افسوس نہیں ہے کہ روپیہ اور خاصہ فنڈ موجود ہو۔ اور جن پر خرچ ہونا ہو، وہ ہستیاں دُکھی ہوں اور محکمہ کی بڑی بڑی اسامیوں پر روپیہ خرچ کر دیا جائے۔

رعایا کی اصل حالت کی خبر رکھنا:۔

کیا ہی اچھا ہوگا کہ مہاراجہ بہادر ریاست کے علاقہ جات اور رعایا کی حالت کی پندرہ روزہ صحیح رپورٹ منگوائیں۔ اور خود سُنیں اور فوراً انسداد کریں اور پھر منسٹران کو حُکم دیا جائے کہ وہ ان برائیوں کی اصل یا فرضی ہونے کی جانچ پڑتال موقعہ پر جا کر کریں۔ جب تک مکمل وصحیح خبر اصلاح جملہ حالات رعایا کی مہاراجہ بہادر کو نہ ملیگی۔ تب تک انہیں مُطلقاً علم ہو ہی نہیں سکتا کہ کیا حالت ہے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ جن کی طرف سے ہزاروں تنخواہیں لے رہے ہیں۔ ان کی بابت سُننا بھی پڑے اہلکاران گوار انہیں کرتے۔ سیر وسیاحت اور عیش ونشاط جلسوں میں شریک ہونے کا ان کے پاس وقت ہے۔ وہ اُس اوپر کی ہوا میں بیٹھے ہیں کہ ہر ایک صادق بے غرض محض دوسروں کی بھلائی چاہنے والا بھی ان کے پاس

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

حاضر ہو۔

خفیہ پولیس کو ہٹایا جائے:۔

خفیہ پولیس کا محکمہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ یہ تو جہاں فارن گورنمنٹ ہو اور صریحاً مقابلہ ہو، حد سے زیادہ بے اعتمادی اور اظہار ناراضگی ونفرت کا جذبہ بدرجہ کمال ہو۔ وہاں ممکن ہے۔ خفیہ حالات کی اطلاعات حاصل کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہو مگر جبکہ مہاراجہ ہمارا اپنا جان پر ان ہے اور زندگی موت مشترکہ ہے جہاں مرنا جینا اور مشترکہ ذمہ داریاں اور نیکی وبدی ہے اور پھر صحیح اور وقت پر اطلاع ہر قسم پانے اور خرابی کو دُور کرنے کیلئے تیار ہیں۔ جس پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوتا تو یہ بوجھ کیوں خزانہ پر رکھا جاتا ہے۔ کیا رشوت خور، چور، بدمعاش، ڈاکو، رہزنوں، جواریوں کی اتنی ہی جانچ پڑتال کی جاتی ہے جتنی کہ مذہبی آدمیوں، دھارمک پرچارکوں اور بہی خواہ وفادار اور قوم وملک اور سرکار کی ایک میٹنگ ڈوگرہ صدر سبھا کی محض ایکٹ انتقال اراضی کا مسودہ جو سرکاری طور پر رائے کے واسطے بھیجا گیا تھا کے لئے بلائی گئی تھی۔ اس میں چار پانچ پولیس کے افسران موجود تھے۔ یہ دیکھکر مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ کس طرح رعایا کا روپیہ برباد کیا جارہا ہے اور کس قدر بے اعتباری اور خطرہ کا وہم وگمان قائیم کیا گیا ہے۔

چُنگی معاف ہونی چاہیئے:۔

جس قدر جلد ممکن ہو سکے چنگی معاف ہونی چاہیئے۔ یہ بیچاری غریب رعایا پر بے جا بوجھ ہے اور ان کو بڑی تکلیف ہے۔ گھنٹوں محالدار کے دروازے پر بیٹھنا پڑتا ہے۔ یہ ایک زحمت ہے اور حکومت کے لئے بھی بدنامی کا باعث ہے۔ معمولی سبزی، میوہ اور سوتی کپڑا، دیسی سوت وغیرہ جو باہر سے شہر میں آتا ہے۔ چُنگی لی جاتی ہے۔ یہ سب ہٹا دینی چاہیئے۔ نہایت غریب بوڑھے بچے عورتیں تنگ ہوتے ہیں اور لاد کر جانور سبزی جنس اور دیگر چیزیں لئے گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں۔ اور یہ بڑی بھاری پابندی مقرر راستوں پر آنے جانے کی ہے۔ اس قدر بھاری بوجھ کا ہچرائی اور دیگر اخراجات کا اُٹھانے کے باوجود بھی ان کو ہرگز کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں ہے۔ یہ چُنگی کیا ہے جامہ تلاش ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جوڈیشل اور انتظامیہ کے اختیارات کا جداگانہ ہونا:۔

یہ نہایت ضروری ہے کہ جوڈیشل وانتظامیہ کے اختیارات جداگانہ ہوں۔ تجربہ سے پایا گیا ہے کہ جو مالی افسران رعایا کی بہبودی اور بہتری کی تجاویز سوچنے اور ان کی خبر گیری کے لئے دردمند مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ فوجداری مقدمات میں ہی مصروف رہتے ہیں اور اپنا اصلی فرض۔ دورہ کا غذ استعمال کی پڑتال، گرداوری، بردی برآمدی زمینداران رعایا کے ومال مویشی وفصلات کی دریافت خاطر خواہ نہیں کر سکتے۔ اور علاوہ بریں جہاں کسی کو مُرغی انڈا، دودھ، گھی حسبِ دل خواہ نہ مل سکا یا پوری تواضع نہ ہوئی فوراً فوجداری کیس اِدھر اُدھر سے بنا کر جوڈیشل اختیارات استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور چپراسی کے ذریعے جس کو چاہیں پھنسانا آسان ہے۔ کوئی چیز چپراسی کے ہاتھ دیکر اُسکے گھر میں پھینک دی۔ اور پگڑی اُتار کر تحصیلدار یا وزیر وزارت کے پاس دوڑتا آ گیا۔ بس پھر کیا حملہ بر ملازم سرکار کا جُرم عاید ہو گیا۔

ایک مجسٹریٹ کے اختیارات کا استعمال عموماً دیکھا گیا ہے کہ جتنے جوڈیشل مقدمات محکمہ مال کے افسران کے پاس ہوتے ہیں۔ ان میں اکثر فیصلہ کرنے میں دیر لگتی ہے۔ کیونکہ ان کو مال کا کام زیادہ ہوتا ہے اور دورہ بھی کرنا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ان کا تجربہ، تعلیم، قانون دانی خاطر خواہ نہیں ہوتی۔ اس طرح اختیارات جوڈیشل محکمہ کسٹم یا بندوبست یا سڑک یا شکارگاہ کے افسران کو دئے گئے ہیں۔ وہ سب واپس لئے جانے چاہیئں یہ کام صرف محکمہ جوڈیشل کا ہے۔

زرعی تعلیم:۔

اگرچہ ڈائریکٹر صاحب ایگریکلچر مقرر ہو چکے ہیں۔ اب جموں میں بھی اس کام کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ اُمید ہے کہ جلدی میوہ دار درختاں لگا کر زمینداران کو باغات لگانے کی ترغیب وتحریص دی جائیگی اور علاوہ ازیں ملازمین متعلقہ کو ساری ریاست کا دورہ کر کے جا بجا علاقہ جات کے دیہات میں لیکچر دینے چاہیئں۔ اور مناسب پیداوار بڑھانے زراعت کو فروغ دینے وغیرہ کی ہدایت دینی چاہیئے۔ اور

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

جہاں قطعات سرکاری اس قابل موجود ہیں کہ باغ لگ سکیں وہاں باغات لگائے جائیں اور اچھے عمدہ
Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu
بیج اناج وسبزی وغیرہ کے تقسیم کئے جائیں۔ سبزی وترکاری کے بیجوں کی بڑی ضرورت ہے۔ اس طرح گندم مکئی کے بیج رکھنے اور اچھی پیداوار کرنے اور آلو وغیرہ کی کاشت کے طریقے مختلف پمفلٹوں کے ذریعے بتائے اور مشتہر کئے جانے چاہیئں۔

مُنشیات:۔

جہاں سگریٹ تمباکو کی مخالفت نابالغاں کے لئے قانون بنکر حکومت نے بہت حد تک اس نامراد مرض کو جس سے بلاشبہ جسمانی اور مالی خاصہ نقصان ہو رہا ہے کم کرنیکی کوشش کی ہے اور جس کے لئے ہم بڑی خوش اطمینانی اور صدقدلی سے شکریہ ادا کر چکے ہیں۔ وہاں اگر اس کا عملدرآمد بھی سختی سے کرایا جائے یعنی نگرانی سخت ہونی چاہیئے۔ تو یہ کارآمد ہوسکتا ہے۔ افسوس ہے کہ پبلک میں خود بخود ایسی قبیح عادات کو چھوڑنے کا خیال نہیں آتا اور وہ اپنا فرض نہیں پہچانتے۔ اور چونکہ وہ خود اس خراب عادات کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس لئے وہ حتمی طور پر چھوٹے لڑکوں کو منع نہیں کرتے۔ دیکھا جاتا ہے کہ لڑکے سگریٹ تمباکو پی رہے ہیں۔ وہ واقعی بدقسمتی ہے کہ ایسی اصلاحات کے لئے ہم حکومت کے محتاج ہیں۔ اور جب تک اس قسم کی محتاجی رہیگی۔ تب تک ہم اپنے پاؤں آپ کھڑے ہونے کے قابل نہیں ہوسکیں گے

راستہ جاتِ دیہاتی وپلوں کی تعمیر:۔

جو لوگ راج کی جان پر ان ہیں انہیں خاطر خواہ سہولت بہم نہیں پہنچائی جاتی۔ اب تک نہ صرف علاقہ جات میں دیہات کی اندرونی سڑکیں ہی نہین بلکہ اضلاع اور تحصیلات کے درمیان عام سڑکیں بھی نہیں بنائی گئیں جس سے آمدورفت میں رعایا کو بڑی سخت تکلیف اور نقصان ہے۔ علاوہ ازیں دریاؤں اور بڑے بڑے پہاڑی خطرناک نالہ جات پر پل نہیں بنائے جاتے بار بار عرضداشتیں پیش کی جاتی ہیں۔ شہری سڑکوں اور عمارات پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوتا ہے مگر پلوں کے لئے رقم ہی نہیں نکلتی۔

فلڈ سکیم پر خرچ:۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

شہر اور چند دیہات میدانی کو بچانے کے لئے بیشک یہ کام نہایت اچھا ہے مگر باہر اس کے ساتھ دیہات کے درمیانی نالہ جات پر پُل کیوں نہ باندھے جائیں۔ اور کیوں سڑکیں تیار نہ کی جائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کارپردازان حکومت صرف اس طرف توجہ دیتی ہے جہاں ان کی موٹر پہنچ سکتی ہے اور جہاں دورہ کرنا سخت محنت کا کام ہے وہاں کا خدا حافظ۔

آبنوشی کی سکیم:۔

آبنوشی کے پانی کی بڑی تکلیف کنڈی اور دیگر خشک علاقہ جات میں ہے۔ یہاں اس کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔ اس لئے ہماری مودبانہ التماس ہے کہ مہاراجہ بہادر ایک دفعہ بچشم خود تمام علاقہ کنڈی کو جیٹھ ہاڑ میں ملاحظہ فرمائیں تاکہ جو تکالیف زمینداروں کو ہو رہی ہیں۔ اور جو کام محکمہ کنڈی نے کیا ہے اُسکی حقیقت بھی معلوم ہو جائے۔ کون نہیں جانتا کہ پانی جیسی ضرورتِ زندگی کے بغیر سخت دُکھ ہوتا ہے۔

اسلحہ جات کی مخالفت نہیں ہونی چاہیئے:۔

کشمیر اور مظفر آباد میں بندوق رکھنے اور اس کے استعمال کی مخالفت ہے اور خاص لائیسنس مقرر ہے۔ اس روک نے وفادار رعایا کو جس آڑے وقت کا انحصار ہے، بالکل نامرد کمزور بنا دیا ہے۔ اور اب تو یہ حالت ہے کہ اگر کوئی دیہاتی یا پہاڑی آدمی کسی کے ہاتھ میں بندوق دیکھتا ہے تو دُور سے کانپنے لگتا ہے جہاں اس حد تک ڈر اور کمزوری رعایا میں پیدا ہو جاے۔ وہاں کس حد تک حکومت اپنی طاقت کو قائم رکھنے یا مضبوط بنانے کا خیال کر سکتی ہے۔ عجیب کیفیت ہے یہاں شکاری تو جتنا چاہیں شکار کریں۔ اور دن رات فایر کرتے پھرتے رہیں۔ مگر رعایا اپنی فصلوں جن پر ان کی زندگی کا مدار ہے کو بچانے کے لئے اور مال مویشی کی جان کو شیر چیتا ریچھ سے محفوظ رکھنے کے لئے بندوق استعمال نہیں کر سکتے۔ یہ راج کے حق میں بڑا نقصان دہ ہے۔ اس لئے کہیں بھی مخالفت نہیں ہونی چاہیئے اور جس طرح جموں پراونس میں اجازت ہے۔ اسی طرح کشمیر لداخ گلگت وغیرہ میں بھی ہونی چاہیئے رعایا کے قدیمی حق اور

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

آزادی جوانمردی بہادری کو کمزور اور برباد کرنا ہرگز نہ تو مصالحت ہے اور نہ فائدہ بلکہ سراسر نقصان ہے۔

تعلیم:۔

پرائیمری تعلیم جن قصبہ جات اور شہروں میں لازمی قرار دی گئی ہے۔ یہ نہایت نیک خیال ہے۔ اور اس کے لئے سرکار کا جتنا بھی شکر کیا جائے تھوڑا ہے۔ مگر ان میں بہت غریب لڑکوں کے ذریعہ معاش اور کتابوں کے اخراجات کا بھی فکر کرنا پڑیگا اور ممکن ہے کئی لڑکے ایسے ہوں جو کچھ محنت مزدوری کر کے یا نوکری کر کے صورت گذارہ پیدا کرتے ہوں گو اُن پر جبری تعلیم کا بوجھ ڈالا گیا ہے تو مشکل پیش آئیگی۔ اس لئے جو کمیٹی اس کے متعلق بنی ہے۔ اسے حالات و مجبوریوں کو مدنظر رکھکر ہر ایسے غریب لڑکے کو امداد دینے کی بھی تجویز کرنی پڑیگی۔

بیشک تعلیم عام کرنے اور اعلیٰ کرنے کا ہر سال زور دیا جاتا ہے مگر جو تعلیم سکولوں کالجوں میں دی جاتی ہے۔ یہ ہرگز اس قابل نہیں بناتی کہ ہمارے نوجوان لڑکے تعلیم یافتہ ہو کر اپنے غریب ان پڑھ دیہاتی بھائیوں کی سیوا کر سکیں۔ اور اُن کے دُکھ سُکھ میں شریک ہو سکیں۔ ان لڑکوں کا فیشن طرز زندگی دل و دماغ ایسا بنایا جانا چاہیئے کہ یہ ملکی خدمات میں برابر کے شریک ہو سکیں۔ کوئی خاص ہنر کا کام بھی سکھایا جائے۔

ہمارا فرض:۔

جہاں سرکار کے دیگر امور کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں اپنے بھائیوں سے بھی دو چار کھری کھری باتیں سنانا ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

اول جس طرح پہلے رحم کی درخواست اپنے غریب بھائیوں کی امداد اور ان کا دُکھ دُور کرنے کے متعلق کی گئی ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے یہ امدادی کام شروع کیا جائے۔ دوم یہ کہ جہاں پتا پُتر کا تعلق راجا اور

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

رعیت کا قائیم رہے اور ایک دوسرے کے ساتھ سُکھ دُکھ یکی بدی زندگی موت کو مساوی سمجھا جائے اور حقیقی تعلق محبت پیار اور پاس ادب جذبہ وفاداری ہو وہاں تو بہت کچھ اصلاحات ہو سکتی ہے۔ اور سب دُکھ دُور ہو جاتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ جب تک ہم آپ وہ تمام اختیاری طریقے جس سے غریب رعایا کا دُکھ دُور ہو جائے اور جو بے چینی دُکھی لوگوں کے اندر ہی اندر خراب صورت اختیار کر رہی ہے ہٹ جائے۔

ہمارے پروگرام کا خاص کام:۔

سجنو یہ متبرک اور کارِ ثواب جو آپ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ سرانجام دینے کے لئے اپنے چلن طرز زندگی کو نہایت سادہ قدرتی اور پوتر بنانا پڑیگا۔ اور تمام دنیوی پدارتھوں ناپائیدار سامان دنیا سے یقین و توجہ ہٹا کر قومی مُلکی خدمات کے کام میں لگ جانا چاہیئے۔ اسمیں مکمل سچائی اور نیک نیتی اور مجسمہ محبت و خدمت بن جانے کی ضرورت ہے۔ جہاں ایک پرماتما پر بھروسہ رکھو گے۔ اور بالکل معصوم بنو گے تو پھر کوئی طاقت آپ کے کام کو بند نہیں کر سکتی۔ مگر کبھی ہمارے اندر تعصب تنگ خیالی، خودغرضی۔ لالچ، حسد اور پارٹی بازی سازش ایک دوسرے کو نیچا دکھانے بدنام کرنے وغیرہ کی تباہ کُن برائیاں پیدا ہو جائیں گی اور ہماری نیت میں فرق آجائے گا۔ تو ہم رعایا اور راجہ دونوں کے سامنے حقیر قابل سزا اور قابل لعنت سمجھے جائیں گے"۔

(بہ شکریہ رنبیر، اپریل ۱۹۳۰ء)

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

قومی زندگی کا نیا پروگرام

(از قلم سردار بُدھ سنگھ جی)

یہ امر مسلّمہ ہے کہ کسی قوم و ملک کو اُس وقت تک آزادی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک خالص انسانی رشتہ جس کے لئے مکمل اتحاد اعتماد و محبت کی ضرورت ہے۔ قائیم نہ کیا جائے اور ایک متحدہ قومیت کی بنیاد خالص نیشنل باڈی کے قیام کی صورت میں نہ ڈالی جائے۔ بغیر حقیقی و مقبول عام واحد نمائیندہ قومی جماعت کے عوام کے مشترکہ مفاد و مطالبات و حقوق کا حاصل ہونا قطعاً مشکل ہے۔ جب ۹۰ فیصدی مطالبات اور حقوقِ انسانی جو اقتصادی، شہری، پولیٹیکل جمہوری اور معاشرتی ایک جیسے ہیں۔ اور ان سے محروم شدہ تمام غریب بے کس طرح طرح کے دُکھ و عذاب میں پڑے موت کے دن پُورے کر رہے ہیں۔ تو ان کے حصول کی کیوں مشترکہ کوشش نہ کی جائے۔

کیا فرداً فرداً اور پھر فرقہ وارانہ جماعتوں کی طرف سے جداگانہ جدو جہد شہری، جمہوری، و شخصی حقوق و آزادی کے لئے مذہبی و فروعی باتوں کی آڑ میں کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے۔ یہ قطعاً مشکل ہے اور اگر کہیں جزوی کامیابی جتھہ بند و منظّم طریقے پر کسی قدر نصیب بھی ہو جو محض خود غرض طاقت کی مصلحتاً ''حمایت سے وقتی طور پر ملنی ممکن ہے تو کیا وہ دائمی اطمینان قلب کا باعث ہو سکتی ہے اور کیا اس سے موجودہ دُکھ تکلیف کا خاتمہ ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ فرقہ وارانہ کشمکش رسہ کشی، حقوق کی تقسیم و تناسب کا جھگڑا ایک طرفہ اور پھر محض چند ایک کو ٹکڑے مل جانے سے طے نہیں ہو سکتا۔ جبکہ آپس میں فیصلہ کرنے کے بجائے مخالف طاقت کا سہارا لیا جائے۔ اور اگر بظاہر کسی فرقہ کو کچھ غلامی کے پھندے میں داخل کرنے اور عوام پر ایک ناپسندیدہ حاکم سرکاری ملازم کی صورت میں نازل کرنے سے مل بھی جائے تو دوسرے ہمسایہ بھائیوں کے ساتھ مخالفت دُشمنی اور نفرت کا بیج بویا جائیگا۔ اور اس صورت میں مجموعی طور پر جملہ غریب رعایا کے مفاد و حقوق جو کہ مشترکہ آواز اور متحدہ طاقت سے حاصل

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection, Jammu

کئے جاسکتے ہیں کا خاطر خواہ ملنا فریباً ناممکن ہو جائے گا۔ اور اس طرح دو یا تین فیصدی مفاد یکطرفہ کے مقابلہ میں ۹۷ فیصدی مطالبات وحقوق کے حصول کی جدو جہد کو قطعاً کمزور کر دیتا ہے۔ اور یہی وہ حالت ہے جس کی پُشت پناہ وہ طاقت ہے جو اس کے مکمل اتحاد کے نتائج سے خوف زدہ ہے۔

انسانی رشتہ مقدم ہے اور عالمگیر مذہب کے اصول یعنی راستی انصاف، نیکی، پاکیزگی۔ محبت، خوش خلقی کے پاک فرائیض کی ادائیگی (جس میں قربانی مجسم وسراپا محبت بننا پڑتا ہے) ایک سے ہیں۔ تو صحیح معنوں میں صادق اور حقیقی یہی خواہاں ملک وقوم کا اولین فرض ہے کہ وہ غریبوں کو دُکھ وعذاب سے بچانے اور انہیں بحیثیت انسان سُکھ آرام سے زندہ رہنے کے سامان مہیا کرنے کے لئے ہمہ تن کوشش کریں۔ بہترین دل ودماغ رکھنے والے اور پھر قومی خادم کہلانے والے اشخاص بھی جن کا اثر ورسوخ نسبتاً عوام کے دلوں پر خاصہ ہے۔ ابھی حقیقی نیشنل باڈی کے قیام اور اس میں ہمہ تن مصروف ہونے میں لیت ولعل کر رہے ہیں۔ اور وہ اپنے خیال میں ایک خاص وجہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب تک ہم میں قومی جماعت ہر طرح منظّم اور خاص پروگرام پر عمل کرنے والی موجود نہ ہو۔ فرقہ وارانہ جماعت کی حمایت امداد کو کھو دینا اپنے آپ کو کمزور کر دینا ہے۔ گو بظاہر ہر شخص مفاد وشہرت یا لیڈری کی خواہش کے زیر اثر ایسے اصحاب اپنے آپ کو حق بجانب کہلا سکتے ہیں۔ مگر دراصل وہ خود واقعی قربانی وایثار سے گریز کر رہے ہیں۔ اور اپنے ذاتی مفاد یا شہرت کو مقدم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قومی خدمت وحصول آزادی کے لئے جہاں تنگ خیالی، تعصب وفرقہ وارانہ منافرت بداعتمادی اور یکطرفہ کاروائی جو خود غرضی، لالچ ذاتی مفاد ملکی وقومی مفاد کیلئے مہلک ہیں۔ وہاں ذاتی وشخصی مفاد، خود غرضی شہرت کی خواہش کو قطعاً خیر باد کہہ دینے کی شرطِ اول ہے۔ اور اس پر عمل پیرا ہو کر قومی خدمت کرنا حقیقی زندگی حاصل کرنا ہے۔ صرف فرقہ وارانہ ذہنیت کو وسیع الخیالی، رواداری، ہمدردی ومحبت اور مشترکہ ومتحدہ جدو جہد حصول آزادی کے پاک فرض کی ادائیگی کیطرف تبدیل کرنا ہے اس صورت میں صادق حق پرست دُور اندیش ساتھیوں کی مدد ہر وقت شامل حال رہی ہے۔

جب تک قربانی مجسم، نیک وپاک، ہمدرد بندے اپنے آپ کو ہمہ تن خدمت خلق کے پاک فرض کی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ادائیگی میں مصروف نہ کریں گے اور سیدھی راہ میں نہ آئیں گے تب تک عوام کا اُن کے پیچھے آنا یا ان کی تقلید کرنا مُشکل ہے۔

صحیح و سچی خدمت و حقیقی عبادت، نیکی، پاکیزگی اور اعلیٰ افرائیض انسانی ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ ایک صادق قوت رحم کرنے والا انسان دوسرے غریب نادان، مظلوم، دُکھی عذاب میں پڑے لوگوں کے کام آئے جنہیں وہ اپنا ایمان اور دھرم سمجھ لیتا ہے۔ اور اسے ہی منتہائے مقصد زندگی خیال کرتا ہے تو اس کے لئے پھر چین سے بیٹھنا اور محض اپنے جسم و جان کی حفاظت، پرورش وتن پروری کے لئے چپ چاپ غیر ذمہ دارانہ طریقے پر زندگی بسر کرنا قطعاً مُشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ روز روشن میں ہمسائے اور اردگرد سے آہ وخفان ورنج ومصیبت کے نالوں کی آواز چیخ وپکار ہر انسان کے دل میں (جس میں ذرا سا درد ہے رحم کا مادہ ہے) ایک ناقابل برداشت صورت اختیار کر لیتی ہے۔ پھر اس کے لئے کوئی چارہ نہیں رہتا ہے کہ یا تو وہ اس درد کو دُور کرے یا ایسے دردناک حالات دیکھ سُنکر گھُل گھُل کر مرنے کی بجائے ایسے گناہ وعذاب کے دور کرنے کی جدوجہد میں اپنے آپ کو ختم کر دے۔

دراصل یہ مختلف فرقوں اور مذہبوں کی لڑائی نہیں ہے بلکہ دو جماعتوں کا مقابلہ ہے۔ ایک طرف سرکاری ملازمان عہدہ داران واقبال مند اشخاص، امیروں، وزیروں، دولت مندوں، سرمایہ داروں بڑے بڑے جاگیرداروں اور زمینداروں۔ تعلقداروں، چکداروں کی جماعت ہے۔ جسے صرف اپنے جسم و جان عیش وآرام سے واسطہ ہے اور بس۔ ان کی بلا سے کوئی غریب نادار دُکھی درد سے کراہتا ہے یا مرتا ہے۔

دوسری طرف مظلوم، غریب، دُکھی، مُفلس، نادار، بیکار بھوکی ننگی رعایا کی جماعت ہے۔ اس میں نادار مزدور و بے کس بھی شامل ہیں۔ جو سب کے لئے آرام پیدا کرتے ہیں۔ اور سخت محنت اور خون و پسینہ ایک کر کے جان جوکھوں میں ڈال کر سامان زندگی پیدا کرتے ہیں۔ مگر خود بھوکے اور ننگے رہ کر دُکھ پا رہے ہیں۔ انہیں دُکھ اور عذاب سے بچانا ہر ایک انسان (جس کے دل میں قوتِ رحم ہے۔ اور جو صاحبِ توفیق ہیں۔ اہل اثر منصف مزاج حق پرست ہیں) کا کام ہے۔ یہ جماعت بیچاری ''پراگندہ روزی پراگندہ دل) خود بخود اپنی دُکھی حالت کو درست نہیں کر سکتی۔ جب تک قربانی، مجسم، پاکیزہ دل، دردمند قومی پروانے اس کے دُکھ اور عذاب کو دور کرنے کے لئے اپنے آپ کو قربان نہیں کرتے تب

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تک کوئی صورت ان کے بچاؤ کی نہیں ہے۔ ابتدائے آفرینش سے بزرگ ہستیوں و مہاپرشوں نے خدمت خلق کا پیغام دیا ہے اور اس میں ہر طرح محبت و قربانی کا ثبوت دینے کو ہی سچا دھرم ایمان بتایا ہے۔ ؎

''یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان　　کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں''۔

پس ان دو جماعتوں میں عوام تقسیم ہیں۔ امیروں، رئیسوں، سرمایہ داروں کی جماعت دولت اور مادی طاقت کے زور پر قطعاً لاپروا اور مغرور بیٹھی ہے۔ اس کے پاس ایسے فوری ذرائع و سامان موجود ہیں۔ اول تو جسے چاہے ہم میں سے خرید سکتی ہے۔ بصورت انکار یا مقابلہ کے جماعت کی خدمت و قربانی کا دم بھرنے کے ختم کرنے کے سامان پیدا کر سکتی ہے۔ اور خدمت خلق کے نیک و پاک فرض کے کام سے انحراف کرا سکتی ہے کیونکہ غریب دنیا کی بھلائی تو تب ہی ہو سکتی ہے کہ جب دولت مند سرمایہ دار دل و سیع کریں۔ ان میں قوت رحم پیدا ہو۔ اور وہ غربا کے لئے تھیلیوں کے منہ کھول دیں۔ اور ایسا کرنے میں اس جماعت کو کچھ دینا پڑتا ہے کچھ قربانی کرنی پڑتی ہے۔ جس کے نام سے وہ نا آشنا ہیں۔ کیونکہ اگر یہ مادہ یا مبارک خیالی و نیک ارادہ ان میں ہوتا تو یہ دولت و سرمایہ جمع ہی نہیں ہو سکتا تھا یہ تو پہلے ہی دوسروں کو ہر حیلہ و بہانہ سے لوٹ کھسوٹ کر جمع کیا گیا ہے۔ اس لئے جبکہ انہیں موجودہ دولت و عیش پسندی سب سے مقدم ہے۔ لاکھوں غریبوں دکھیوں کے لئے انکی قوت رحم سے اپیل کرنا بے معنی معلوم ہوتا ہے۔ جب تک کہ ان کی معاون و حمایتی طاقتوں پر دسترس نصیب نہیں ہوتی۔ غریب طبقہ اور اس کے حمایتی خوب جانتے ہیں کہ وہ ان کے ہیں۔ گو مادی ذرائع و سامان برائے نام بھی نہیں ہیں۔ مگر صرف ایک چیز ہے اور وہ آخری علاج ہے کہ وہ منظم و متحد جتھہ بند ہو کر ایک آواز پیدا کریں۔ اور اپنے آپ کو فرقہ وارانہ تنگ و تاریک غاروں سے نکالکر باہر کھلے میدان میں جو حقیقی و قدرتی رشتہ انسانی یک جہتی اور محبت و ہمدردی کا باعث ہے کھڑے ہو جائیں اور حقیقی خدائی مذہب کے عالمگیر اصولوں (یعنی محبت) کے پجاری بنیں اور آپس میں جسم و جان کا تعلق پیدا کریں اور حصول آزادی کیلئے (جو ہر انسان کا پیدائیشی حق ہے) کیلئے سر توڑ کوشش کریں اور خدائی برکات نعمتوں اور سامان زندگی سے بحیثیت مساوی اور خودداری باعزت آزاد انسان کی طرح فائیدہ اُٹھانے کے لئے جد و جہد کریں۔

بلاشبہ یہ راستہ خاردار اور پُر از خطر ہے۔ اس میں ذاتی سُکھ آرام عنقا ہے۔ ذاتی مفاد کو قربان کرنا ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

علاوہ ازیں فریقین مخالف کی طرف سے ہر قسم کے عذاب، دُکھ و برے وحشیانہ سلوک کے لئے تیار رہنا ہے۔

جب تک خود دردِ مجسّم بن کر ہر قربانی کے لئے تیار نہ ہونگے۔ اپنے وہ لاکھوں غریب دُکھی لوگوں کو عذاب و مصیبت سے نہیں چھڑا سکیں گے۔ اس کے لئے تن من دھن سب نچھاور کرنا پڑیگا۔ اور پھر وہ کون سا دُکھ عذاب و ناروا سلوک ہے یا نقصانِ جان و مال ہے جو اس راہ میں برداشت نہ کرنا پڑے۔ مگر ان سب مصائب و آلام کے مقابلے میں جب لاکھوں بے کس دُکھی لوگوں کو آزادی کا سانس لینا نصیب ہوگا۔ اور ان کو بحیثیت آزاد و خوشحال زندگی بسر کرتے دیکھیں گے تو ان سے بڑھکر اور خوشی و اطمینان کا کون سا موقعہ ہوسکتا ہے۔ اور اس سے بڑھکر دھرم و ایمان، عبادت و نیکی و خدمت اور کیا ہو سکتی ہے۔

دراصل غلام، بیمار، کمزور، جاہل و مفلس کی بھی کوئی زندگی ہے۔ اس سے موت بدرجہا اچھی ہے۔ ایسے پریشان حال قابل امداد بیکار اور دُکھی لوگوں کا کیا مذہب اور دھرم ہے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ بھوکے ننگے بے چین دُکھی لوگوں کو تعلیم دینے، نماز پوجا پاٹھ کرنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ بھلا جس کا پیٹ بھوکا ہے اور برہنہ تن سردی سے ٹھٹر رہا ہے وہ نماز اور پوجا پاٹھ کیسے کرسکتا ہے اور اسے ایسی حالت میں بھی آخر روحانی ہستیوں اور خدائی باتوں سے واقف کرانے کی کوشش کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ یہ سب سلسلے اور بلند پروازی مطمعین سُکھی اور آزاد انسانوں کا مشغلہ ہے۔

انسانی زندگی کی ضروریات لازمی طور پر پہلے پوری کی جانی چاہیئں پھر دماغی و خیالی دنیا کا اور روحانیت کا مسئلہ حل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے عابدوں و بھگتوں نے بھی تنگ آکر خدا کو سُنا دیا ہے کہ بھوکے بھگت نہ کیجئے'' ''یہ مالا اپنی لیجئے۔'' ہم سے بھوکے رہ کر عبادت الٰہی نہیں ہوسکتی۔ یہ تسبیح و مالا اپنی سنبھالیں۔ وہ لوگ اور ان کے مذہبی رہنما جو عبادت گاہوں میں صرف رسمی کاروائی کرنے اور مختلف ذرائع سے دولت و سامان عشرت جمع کرنے اور پھر خود ہضم کرنے کے ساتھ اپنے مقلدین کے لئے نجات و واصل خدا ہونے کے خواب دکھا رہے ہیں۔ وہ دراصل سخت غلطی پر ہیں۔ حقیقی نجات و آزادی تو خدمت خلق میں نصیب ہوگی۔ جس میں تیاگ و قربانی اولین شرائیط ہیں۔

یاد رہے کہ جو لوگ موجودہ مشکلات و پیچیدہ صورت حالات کے حل کرنے کا واحد ذریعہ مشترکہ محاذ و

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

MeqKeriji IF3 (Retd) Collection Jammu

فرنٹ قائیم کرنے کے لئے، قومی جماعت بنانے کے لئے اپنے خیالات کا اظہار فرما رہے ہیں۔ انہیں کو سب سے اول ہر قربانی کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ اور جب تک وہ ابھی سے نہایت غریب نادار دُکھی کی سی زندگی کی ہر مُشکل وحقیقت کا احساس عملاً نہیں کریں گے۔ اور اُن کے اندر رہ کر ان کا دُکھ درد نہ بانٹیں گے تب تک وہ اس قابل نہیں ہو سکتے کہ وہ بغیر ضانہ خدمت کا کام کر سکیں۔

(بہ شکریہ رنبیر ۵، مارچ ۱۹۳۷ء)

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہریجنوں کی دردناک حالت

(از قلم سردار بُدھ سنگھ جی)

آہ! شودر کیلئے ہندوستان غم خانہ ہے
دردِ انسانی سے اس بستی کا دل بیگانہ ہے

میں پہلے بھی ہریجنوں کے سُدھار کے لئے اپیل کرتا رہا ہوں۔ اب پھر ان کی بدستور سابقہ دکھ بھری حالت کو سدھارنے اور انکی ترقی اور بہتری کے لئے اپیل کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ ہندو سوسائیٹی اور گورنمنٹ اس پر توجہ دیگی۔

ہر کوئی ذاتی طور پر اپنے دل سے مانتا ہے کہ ہریجن جنکی تعداد ریاست میں تقریباً دو لاکھ ہے انسانی سوسائیٹی کے لئے نہایت مفید کام کرتے ہیں۔ مثلاً جوتے بنانے کپڑا تیار کرنے، ڈونے بنانے، چیکی ٹوکریاں تیار کرنے صفائی کرنے، میلا کوڑا کرکٹ اُٹھا کر شہروں قصبوں سے باہر لیجانے گھاس لکڑی لانے، چرائی کرنے، بوجھ اُٹھانے اور کھیتی باڑی کے کام میں امداد کرتے ہیں۔ غرضیکہ ہر ادنیٰ سے ادنیٰ کام کرتے ہیں جو اونچی ذات کے کہلانے والے ہندو نہیں کرتے اور وہ بیچارے غریب ہریجنوں کو کرنا پڑتا ہے۔ دراصل جسقدر صحت وصفائی وخدمت وغیرہ کے کام ہو رہے ہیں۔ یہ اکثر ہریجنوں کی بہترین خدمت کی وجہ سے ہیں۔ ورنہ اگر یہ کام چھوڑ دیں تو نہایت مشکل پیش آجائے گی۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ اس مفید ترین طبقہ انسانی کی اسقدر قیمتی خدمت کا مناسب صلحہ دینے اور انکی حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے ان کے ساتھ انسانیت اور اخلاق سے بعید بے رحمانہ سلوک کیا جاتا ہے۔ ان غریب سیواداروں سے تمام خدمات لے چکنے کے بعد جب اُنکی زندگی کی قائمی کا سامان روٹی کپڑا اور جھونپڑی مہیا کرنے میں مناسب امداد کا وقت آتا ہے۔ تو ان کی طرف مطلق توجہ نہیں دی جاتی اور انہیں ذلالت اور افلاس کی حالت میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جہاں ان کی حالت خراب ہوتی جارہی ہے وہاں ہندو جنتا بھی ان کے ساتھ بے رحمانہ سلوک کرنے کی وجہ سے اخلاقی طور پر گر رہی ہے۔

باوجودیکہ پبلک کنوؤں سے پانی لینے اور مندروں میں داخل ہونے کا حکم گورنمنٹ کی طرف سے ہو چکا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہے مگر پھر بھی خاصکر دیہات میں ان ہریجنوں کو نہ کنوؤں میں گھسنے دیا جاتا ہے۔ نہ پانی بھرنے دیا جاتا ہے۔ ان کے لئے ہندوؤں کی طرف سے بدستور پابندی اور مخالفت کا سلسلہ قائیم ہے۔ اور یہ لوگ اس قدر خوفزدہ اور بے بس ہیں کہ سخت تکلیف وعذاب سہنے کی شکایات کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ ان کی مالی حالت اس قدر کمزور وخراب ہے کہ یہاں سے باہر کے ماسوائے چند دیہات کے عموماً اُن کی اپنی کوئی ملکیت نہیں ہے۔ اکثر دوسرے مالکین کی زمین بہ ادائیگی لگان کاشت کرتے ہیں۔ اور لگان کے ساتھ مالکان کو بیگار بھی دیتے ہیں۔ ان کے گھر کے کام وغیرہ مفت کرتے ہیں اور جب تک ایک غلام کی حیثیت سے تابع فرمان رہیں تو زمین وکوٹھا پر قابض رہ سکتے ہیں۔

بصورت دیگر خواہ وہ کسی مجبوری و بیماری کی وجہ سے مجبور ہوں انہیں بیدخلی کا نوٹس مل جاتا ہے۔ ان میں اکثر بیماروں کا کوئی مستقل ٹھکانہ نہیں اطمینان سے ایک جگہ گذارہ نہیں کر سکتے ہیں۔ پیداوار اراضی سے ان کا مطلقاً گذارہ نہیں ہوتا۔ جب تک محنت مزدوری کا کام نہ کریں۔ زندگی محال ہے اور مزدوری کا کام بھی اکثر نہیں ملتا۔ کوئی مستقل ذریعہ آمدنی کا نہیں ہے۔ بیکاری زیادہ ہے۔ ان کیلئے عجیب پریشانی کا عالم ہے۔ ان کے گھروں کی ناگفتہ بہ حالت دیکھکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو نہایت غلیظ اور تنگ وتاریک ہیں۔ چراغ تک نہیں جلتا۔ ڈنگروں اور مال مویشی کے ساتھ اندھیرے میں اور دھویں میں جہاں دم گھٹتا ہے بغیر پوری خوراک اور مناسب کپڑے کے پڑے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اکثر بیمار ہو جاتے ہیں شاید ہی کوئی ایسا گھر ہوگا۔ جہاں کوئی بیمار نہ ہو۔ اکثر یہ لوگ مقروض ہیں اور قرضہ کی عدم موجودگی میں جائیداد، اپنے جسم وجان کو عورتیں اور لڑکے بھی محنت مزدوری اور غلامی کے لئے پیش کرتے ہیں۔ پھر بھی برسوں تک بلکہ زندگی بھر قرضہ ادا نہیں ہوتا۔ یہ کسقدر دردناک بات ہے کہ ان غریب بیماروں کا کوئی علاج نہیں کیا جاتا۔ عموماً دیہات اور پہاڑی کوہستانی علاقہ جات میں حسب ضرورت شفاخانہ جات نہیں ہیں۔ اور زیادہ مصیبت کا سامنا انکی عورتوں کو اس وقت کرنا پڑتا ہے۔ جب بچہ ہوتا ہے اور کوئی دایہ نہیں ملتی ہے۔ اور اگر کہیں دیہات میں کوئی ہندو عورت دایہ کا کام کرتی ہے تو وہ ان ہریجنوں غریب بیمار عورتوں کی امداد ایسے وقت میں اس لئے نہیں کی جاتی کہ اس سے چھوت لگ جاتی ہے۔ جب ایسی دردناک حالت ہو، اور اسقدر مفید ترین طبقہ انسانی کی حالت نہایت خراب ہو تو ان کے دُکھ درد اور ذلت آمیز حالت کو دُور کرنا اور ان کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کرنا اخلاقاً نہایت ضروری ہے۔ گورنمنٹ اور ہندوؤں کا فرض ودھرم ہے کہ بہت جلد اُن کی حالت کو سنوارنے کیطرف خاص توجہ دیں۔ ورنہ جب تک ان کے ساتھ غیر انسانی اور بے رحمانہ سلوک کا سلسلہ جاری رہیگا۔ تب تک گورنمنٹ اور ہندو سوسائیٹی صریح بے انصافی اور غیر ہمدردانہ سلوک کے الزام سے بری نہیں ہوسکتی۔ اب میں چند تجاویز ان ہریجنوں کی حالت درست کرنے کے متعلق پیش کرتا ہوں۔

(۱) انسانی سوسائیٹی کا اول فرض یہ ہے کہ چھوت چھات کی لعنت کو انسانی جماعت میں ختم کردیں اور اگر جماعتی طور پر جلدی انتظام نہیں ہوسکتا تو فوراً جسقدر ممکن ہوسکے ان بدقسمتوں کی مالی امداد کی جائے۔

(۲) محکمہ دھرم ارتھ کی توجہ خاص طور پر ان کی امداد کیلئے جسے دھرم سمجھا جائے دلائی جاوے کہ ان غریبوں کی حالت سدھارنے کے لئے کافی روپیہ خرچ کرے۔

(۳) جس قدر روپیہ یگیوں، تیوہاروں، گورپوربوں، مذہبی رسوم وغیرہ پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اس میں خاص ان لوگوں کے لئے مخصوص رکھا جائے۔

(۴) محکمہ دھرم ارتھ کے ماتحت جس قدر پاٹھ شالائیں وسکول ہیں۔ ان میں ہندوؤں کے ساتھ بطریق مساوی ان کو تعلیم حاصل کرنے کا حق ہونا چاہیئے۔ اور وہاں سے ہی چھوت چھات کو دُور کرنا چاہیئے۔

(۵) جہاں کہیں محکمہ دھرم ارتھ کے ماتحت مندروں کے ساتھ زمینیں ہیں اور خاص نقد وجنس کی آمدن ہے وہاں کے ایسے غریب نادار لوگوں بالخصوص اپاہجوں کو روٹی کپڑا ومکان ملنے کا انتظام ہونا چاہیئے۔

(۶) گورنمنٹ کیلئے لازم ہے کہ مفصلات و دیہات میں ان ہریجنوں کو کنوؤں سے پانی لینے اور مندروں میں داخل ہونے کے حکم کی تعمیل کرانیکی طرف خاص توجہ دے۔ کیونکہ ابھی تک اکثر پابندیاں قائیم ہیں۔ جملہ افسران جو دورہ کرتے ہیں اور جن کا واسطہ دیہاتوں سے ہے کو پابند کیا جائے کہ وہ ہریجنوں کی دیکھ بھال کریں۔ اور انکی حفاظت وبہتری کے لئے نگرانی کا سلسلہ قائیم رہنا چاہیئے۔

(۷) ان کی تعلیم کا خاص انتظام کیا جائے اور سہولت بہم پہنچائی جائے۔ جہاں ان کی آبادی زیادہ ہے وہاں سکول کھولے جائیں اور مُفت تعلیم بھی دی جائے۔ ان کی کتابوں اور کاپیوں وغیرہ کا خرچہ گورنمنٹ برداشت کرے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Modkeri IS (Retd) Collection Jammu

(۸) موجودہ صنعتی سکولوں میں ان کے لڑکوں کو وظیفہ دیکر ٹریننگ دلائی جائے۔

(۹) ان کو اپنے اپنے پیشہ کے کام کرنے کے لئے قرضے اور خاص امداد دی جائے۔

(۱۰) ایک علیحدہ فنڈ قائیم کیا جائے جس سے ان لوگوں کی بنائی ہوئی چیزیں خرید کی جاویں جو کہ سرکاری کاموں میں استعمال کی جادیں۔ اور عوام بھی ان کی بنی ہوئی چیزیں خرید کریں تا کہ ان کو وقت پر قیمت مل سکے۔ اور ان لوگوں کی تجارت قائیم رہے اور گذارہ ہوتا رہے۔

(۱۱) ان کی نمایاں پسماندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی ذلیل اور بدتر حالت کے احساس کو ان میں دُور کرنے کی غرض سے انہین ملازمت میں جگہ دینے کے لئے خاص توجہ دی جاوے۔

(۱۲) جن ہریجنوں کے اپنے گھر کوٹھے نہیں ہیں اور نہ ملکیت اور وراثت والے ہیں۔ ان کو کوٹھا بنانے اور گھر باڑی کے لئے تھوڑی سی زمین اور دیگر امداد دی جائے۔

(۱۳) ان سب باتوں کا حل تب ہوسکتا ہے۔ جبکہ انکی بہتری و بہبودی کے لئے ایک سپیشل آفیسر یا ایجنسی ہریجن سدھار کے نام سے قائیم کی جائے اور انکی دیکھ بھال کا کام کرے۔ اور جس طریقے سے اُن کا دُکھ دُور ہوسکتا ہے۔ اور اُنکی بہتری بہبودی ممکن ہے۔ اس پر عمل کرنے کا انتظام ہو۔ ان مودبانہ الفاظ سے ہی مضمون کو ختم کرتا ہوں تا کہ ریاستی گورنمنٹ ہندو سوسائیٹی، محکمہ دھرم ارتھ ان غریب قابل رحم محتاج بھائیوں کی امداد کر کے اپنے انسانی فرائض سے سبکدوش ہوں۔

(بہ شکریہ رنبیر ۱۹۳۹ء)

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

خراج عقیدت

سردار بُدھ سنگھ ہمارے ابتدائی ساتھیوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے تحریک آزادی ہمارے ساتھ مِل کر لڑی اور لوگوں کو سیاسی سطح پر بیدار کرنے کے لئے ہمارے شانہ بشانہ کام کیا۔ وقت کے سماجی اور اقتصادی حالات نے اُن کو متاثر کیا اور وہ لوگوں کی بھلائی کے کام میں جُٹ گئے۔

سردار بُدھ سنگھ کو یاد کرتے ہوئے ہمیں ان کی انسان دوستی اور اُن کے اعلیٰ صِفات کو دہرانا چاہیئے۔ انصاف کے تئیں اُن کا رویہ اور اُن کی ایمانداری اور سچائی کسی بھی شک وشبہ سے بالاتر تھی۔ لوگوں کی بھلائی کے لئے اُن کا جذبہ واضح تھا اور وہ اس پر ہمیشہ مستحکم رہے۔ اسی وجہ سے سردار صاحب ہماری تحریک آزادی کے روح رواں بن گئے اور انہوں نے ہمارے ساتھ کام کر کے اہم ذمہ داریوں کو سنبھالتے ہوئے ریاست کو اس دلدل سے باہر لانے میں ہماری مدد کی جس میں یہ پھنسی ہوئی تھی۔ اُن کی بلند قامت شخصیت کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی ہے۔

شیخ محمد عبداللہ

وزیر اعلیٰ جموں کشمیر

سرینگر 25، مئی 1978

(تحریکِ حریت کشمیر صفحہ ۵)

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

قومی یک جہتی کا نقیب

صدرالدین مُجاھد

مُجھے وہ زمانہ یاد آرہا ہے جب مہاتما بدھ سنگھ تیاگی جی ہماری تحریک آزادی کے ایک سالار کارواں کی حیثیت سے ہماری رہنمائی کررہے تھے۔ میں ان کو ۱۹۳۶ء سے جانتا ہوں۔ جب مسلم کانفرنس شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کی قیادت میں جدو جہد کے مراحل میں تھی۔ سردار صاحب کے دل میں ابتداء سے ہی یہ خواہش تھی کہ اس ریاست کے مظلوم اور غریب عوام کو غلامی کے پنجے سے آزاد کرایا جائے اور انہیں وہ مقام دلایا جائے جس کے وہ مستحق ہیں۔ اس سلسلے میں وہ شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ سے ملے۔ ان سے تبادلہ خیال کیا۔ وہ قبلہ مولانا مسعودی، جناب بیگ صاحب، مرحوم بخشی غلام محمد اور مرحوم صادق صاحب سے بھی ملے۔ ان رہنماؤں نے بھی بدھ سنگھ جی کے خیالات شیخ صاحب تک پہنچا دیئے۔ سردار صاحب چاہتے تھے کہ تمام فرقے ایک جھنڈے تلے جمع ہوکر ریاست کو مطلق العنانیت ظلم اور تشدد سے آزاد کریں۔ لیکن اس وقت چونکہ تحریک آزادی مسلم کانفرنس کے نام سے چل رہی تھی۔ اس لئے غیر مسلموں کو اس تنظیم میں شرکت کرنے میں کچھ مشکلات درپیش تھیں۔ چنانچہ ۱۹۳۸ء میں جب کہ مسلم کانفرنس ابھی قائیم ہی تھی ایک قومی مطالبہ ''نیشنل ڈیمانڈ'' کے نام سے مرتب کیا گیا۔ جس پر پہلی بار ہندو، سکھ اور مسلم رہنماؤں اور کارکنوں نے دستخط کئے۔ جب یہ یاداشت وزیراعظم کی وساطت سے مہاراجہ کو پیش کی گئی تو اُس وقت پہلی بار ہندو سکھ اور مسلمان رہنما گرفتار کئے گئے ان میں سردار بُدھ سنگھ صاحب بھی شامل تھے۔ یہی وقت تھا جبکہ حقیقتاً نیشنل کانفرنس کی بنیاد پڑی۔ رہائی عمل میں آنے کے بعد ۱۹۳۹ء میں مسلم کانفرنس کو باقاعدہ نیشنل کانفرنس میں تبدیل کیا گیا۔ مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں تبدیل کرنے میں جو رول سردار صاحب نے ادا کیا وہ اہم اور قابل تعریف ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ سردار صاحب ان رہنماؤں میں سے ہیں جنہوں نے نیشنل کانفرنس کو قائیم کرنے میں بنیادی رول ادا کیا۔

جہاں تک ان کی سیاسی زندگی کا تعلق ہے میں نے کئی بار جیل کے اندر اور باہر یہ جاننے کی کوشش کی کہ وہ سیاست میں کیسے آئے اور انکی ابتدائی زندگی کیسے گذری۔ آخر میں نے ان سے پوچھا اتنا ہی نہیں بلکہ اپنے اخبار ''خالد'' اور آج کے ''خالد جدید'' جو گذشتہ ۴۱ سال سے یہاں شایع ہوتا رہا ہے کے لئے انٹرویو بھی حاصل کیا۔ اُن کی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

زبانی معلوم ہوا کہ جب وہ تعلیم سے فارغ ہوئے تو اس کے بعد محکمہ مال میں ملازم ہو گئے اور قلیل عرصے میں ایماندرای اور فرض شناسی کے پیش نظر وزیر وزارت کے عہدے پر فائیز ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ غریبوں پر بلا وجہ ظلم اور تشدد ہو رہا ہے۔ آپ اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے۔ اُس زمانے میں وزیر وزارت کا عہدہ آج کل کے بڑے وزیروں سے بھی اہم ہوتا تھا۔ لیکن سردار صاحب نے اُس عہدے کو ٹھکرا دیا۔ اور لوگوں کی خدمت کے لئے میدان عمل میں کود پڑے۔ سردار صاحب مہاراجہ ہری سنگھ جی کے دوستوں میں سے تھے بلکہ وہ اکثر بار اُن کے ساتھ بیڈمنٹن جیسے کھیل کھیلتے تھے۔ اتنے قریب ہونے کے باوجود بھی سردار صاحب نے اعلےٰ عہدے سے استعفےٰ دیدیا۔ اور لوگوں کی مشکلات اور انکے مصائب کو اعلیٰ حکام تک پہنچاتے رہے تا کہ شکایات کا انسداد ہو سکے۔ مہاتما بُدھ سنگھ تیاگی کی زندگی ہماری تحریک حُریت کا ایک شاندار باب ہے اور رہتی دنیا تک ان کی یاد لوگوں کے دلوں میں رہیگی۔ شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ اور دیگر کارکن وعوام اُن کی کافی عزت و احترام کرتے تھے۔ وہ ایک بلند شخصیت کے مالک تھے۔ جب وہ عوام پر ہو رہے ظلم کے خلاف بولتے تھے۔ ایک نیا ہی جذبہ اور ولولہ محسوس ہوتا تھا۔ غریبوں کی بے کسی اور ظلم کے خلاف انہوں نے تقریباً دو درجن کتابچے لکھے جن میں میرے پاس بھی کچھ کتابچے موجود ہیں۔ وہ براہ راست حکمرانوں اور وزراء تک خطو کتابت کرتے تھے۔ جس میں لوگوں کی غُربت اور مظلومیت کا رونا روتے تھے۔ سردار صاحب جب بھی کبھی سُنتے تھے کہ کوئی بھی کارکن ساتھی چاہے وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتا تھا مصیبت میں پھنسا ہے تو وہ ان لوگوں کے گھر جاتے۔ غم کے وقت شریک غم رہنا ثابت کرتے تھے کہ اُن کے دل میں اپنے ساتھیوں کے تئین کتنی محبت ہے۔

سردار صاحب نیشنل کانفرنس کے صدر بھی تھے اور اُن کی صدارت کے وقت بہترین تجاویز پیش ہو کر پاس ہوئیں۔ ''کشمیر چھوڑ دو'' تحریک کے دوران سردار صاحب کو گرفتار کیا گیا۔ کچھ ساتھیوں جن میں شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ، بیگ صاحب، کشپ بندھو، پنڈت جانکی ناتھ رُتشی، خواجہ غلام محمد صادق، خواجہ غلام نبی (نبہ جی) ڈی پی دھر اور راقم صدرالدین مجاہد شامل تھے کو بادامی باغ چھاونی میں نظر بند کیا گیا۔ کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد فیصلہ ہوا کہ شیخ صاحب کے خلاف مقدمہ چلایا جائے گا۔ اور حکومت نے اعلےٰ پیمانے پر فیصلہ لیا کہ ہمیں چھاونی سے نکالا جائے مُجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جس وقت ہمیں چھاونی سے نکال کر احاطے میں قطار میں کھڑا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کیا گیا تو سرکار کا حکم تھا کہ ہمیں ہتھکڑیاں پہنا کر گاڑی میں سوار کیا جائے۔

شری کشیپ بندھو نے جن کا پہلا نمبر تھا اپنا وایاں ہاتھ پیش کیا۔ اور فوجیوں نے ہتھکڑیاں پہنا دیں۔ اس کے بعد دوسرا نمبر سردار بُدھ سنگھ جی کا تھا۔ انہوں نے ہتھکڑی لگانے کے خلاف زبردست احتجاج کیا اور فوجی کمانڈر کو کہا کہ وہ جا کر مہاراجہ اور وزیر اعظم رام چندر کاک سے کہہ دے کہ ہم ڈاکو نہیں ہیں، ہم نے ڈاکہ نہیں مارا ہے ہتھکڑیاں ہمارے لئے نہیں ہیں۔ سردار صاحب کا غصہ دیکھکر وہ براہ راست وزیر اعظم رام چندر کاک سے ٹیلیفون پر ملا اور ان کو سب باتیں بتا دیں۔ چنانچہ اُن کی ہدایت پر کسی نظر بند کر ہتھکڑیاں نہیں پہنائی گئیں اور ہمیں جموں لیجایا گیا۔ کچھ دن وہاں رہنے کے بعد ہمیں اودھم پور جیل میں منتقل کیا گیا۔ مُجھے اودھمپور جیل کا ایک واقعہ یاد آتا ہے۔ میری عادت تھی کہ میں ہر روز جیل میں ڈائری لکھتا تھا کہ سردار صاحب بیگ صاحب کو کہتے تھے کہ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے مجاہد ایک اخلاقی قیدی ہے کیونکہ یہ جیل میں لکھتا رہتا ہے۔ میں کبھی سگریٹ پیتا تھا یا مٹی اُٹھا کر چلم بناتا تھا تو سردار صاحب مُجھے ڈانٹتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ایک اخلاقی قیدی کے طریقے نہیں ہیں کیونکہ سگریٹ پیتے ہو۔ سردار صاحب میرے اور دیگر ساتھیوں کے اسبات پر مخالف تھے کہ ہمیں گھر خط وغیرہ نہیں لکھنا چاہیئے۔ ان کا اصول یہ تھا کہ جب تک رہا نہ ہوں تب تک خط نہیں لکھنا چاہیئے۔ ایک دفعہ ہمیں ہماری استدعا پر اودھمپور جیل میں کچھ پوسٹ کارڈ ملے تا کہ گھر والوں کو یہ خبر ہو سکے کہ ہمیں بادامی باغ جیل سے جموں اور جموں سے اودھمپور منتقل کیا گیا ہے پہلے سردار صاحب نے پوسٹ کارڈ قبول کرنے سے انکار کیا لیکن جب بیگ صاحب نے ان کو اس دوست کو شکریہ کی دو سطریں لکھنے کے لئے کہا جس نے ان کو کپڑے بھیجے تھے تو سردار صاحب نے یہ کارڈ لیکر لکھنا شروع کیا جب خط لکھدیا تو بیگ صاحب نے کہا کہ آپ نے خط نہ لکھنے کا اصول بنایا تھا۔ پھر آپ نے اصول کیوں توڑا؟ سردار صاحب نے غُصے میں آکر یہ کارڈ پھاڑ دیا۔ اور اس کے ٹکڑے زمین پر پھینک دئے۔ میں نے چُپکے سے وہ ٹکڑے اُٹھا کر اپنی جیب میں ڈالدیئے۔ ایک گھنٹے کے بعد جب جیل کا داروغہ آیا تو اُس نے کہا پوسٹ کارڈ دیجئے۔ کیونکہ ان کو درج کرنا ہے۔ سب نے اپنے اپنے کارڈ دیئے تا کہ سنسر ہو کر آگے بھیج دیئے جائیں۔ جب سردار صاحب سے کارڈ مانگا گیا تو انہوں نے داروغہ کو بتایا کہ میں نے وہ پھاڑ دیا۔ ثبوت مانگنے پر انہوں نے اس کو بتایا کہ میرے پاس اس کے ٹکڑے موجود ہیں جب زمین پر اِدھر اُدھر ڈھونڈنے کے بعد وہ یہ ٹکڑے پانے میں کامیاب نہ ہوئے تو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji Jl FS (Retd) Collection Jammu

سردار صاحب پر داروغہ نے الزام لگایا کہ آپ نے کارڈ اندر گرا دیا نہ کیا ہے۔ یہ سنکر سردار صاحب غصے سے لال پیلے ہو گئے۔ ان کا غصہ دیکھکر میں نے کچھ ڈر سا محسوس کیا اور میں نے وہ ٹکڑے اُن کے ہاتھ میں تھما دئے۔

جیل قواعد کے مطابق جیل کے احاطے میں داخل ہوتے ہی جیبوں کی تلاشی لی جاتی تھی تا کہ ساری نقدی اور کاغذات جیل حکام کے حوالے کر سکیں جیل قوانین کے مطابق قیدی جیل آفیسر کے ذریعہ اپنی ذاتی ضروریات کی چیزیں منگا سکتے تھے۔ بشرطیکہ ان چیزوں کے منگانے میں کوئی قانونی پابندی نہ ہو۔ چنانچہ سردار صاحب کی جیب میں دو ڈھائی سو روپے تھے لیکن انہوں نے اس میں سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا تھا۔ جب ہم سب ساتھیوں کے پیسے خرچ ہوئے تو ایکروز ہم نے سوچا کہ اب سردار صاحب کے پیسے خرچ کئے جائیں۔ اس کے بعد روز کوئی نہ کوئی چیز خصوصاً سگریٹ سردار صاحب کے نام پر منگوانے شروع کئے۔ یہ واقعہ ۱۹۴۷ء کا ہے۔ ایک روز سردار صاحب کو تولیہ او تہہ بند کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے مجھے جیل کے حکام کو یہ چیزیں لانے کے لئے لکھا۔ میں نے اُس کے حکم کی تعمیل کی اور اُنکے دستخط لینے کے بعد اپنے دستخط بھی ثبت کئے۔ کیونکہ میں Mess کا انچارج تھا۔ جب یہ پرچہ اکونٹنٹ کے پاس پہنچ گیا تو اُس نے یہ لکھکر بھیجا کہ ان کے یہاں صرف تیس پینتیس روپے ہیں اور ان میں دو تین چیزیں لانے کی گنجائش نہیں ہے۔ واپس جیل سپرینٹینڈنٹ کو بھیجا۔ جب یہ بات سردار صاحب تک پہنچی، تو وہ بہت ناراض ہوئے اور جیل والوں سے حساب طلب کیا۔ جب حساب ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ زیادہ خرچہ سگریٹوں پر ہوا ہے۔ لیکن جب انہیں اصلیت معلوم ہوئی تو ہنستے ہوئے جواب دیا۔ اگر آپ کی ضرورتیں پوری ہوئی ہیں تو مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۹۴۷ء میں جب وزیر اعظم شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کی قیادت میں پہلی عوامی حکومت بنی تو سردار صاحب کو براڈ کاسٹنگ اور انفارمیشن منسٹر بنایا گیا۔ سردار صاحب جب منسٹر کی حیثیت میں کسی گاؤں میں جاتے تھے تو وہاں وہ کُرسی پر بیٹھنے کے بجائے زمینداروں اور گاؤں والوں میں بالکل اسی طرح بیٹھتے تھے۔ جیسے وہ انہی میں سے ایک ہوں۔ میں ان دنوں ریڈیو اور بعد میں فیلڈ پبلسٹی میں کام کرتا تھا چونکہ محکمہ اُن کے ماتحت تھا۔ اس لئے اکثر ان کے ساتھ دوروں پر جانے کا موقع ملا۔

سردار بُدھ سنگھ تیاگی ایک بہترین رہنما ایک حق گو اور خدا پرست تھے۔ اُن کا اکثر وقت خدا کی یاد میں گزرتا تھا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

وہ جیل میں ورزش بھی کرتے تھے اور کئی گھنٹے سانس بند کر کے خدا کی یاد میں وقت گذارتے تھے۔ اُن کی زندگی ایک نمونہ تھی۔ میں آج محسوس کر رہا ہوں کہ سردار صاحب کو بہت مدت کیلئے جینا چاہیئے تھا۔ لیکن قانون قدرت اٹل ہے اور انہیں وقت پر نہ مٹنے والی دنیا میں جانا پڑا۔ انہوں نے وطن کو آزاد کرانے کے لئے فرقہ وارانہ اتفاق واتحاد کو مضبوط بنانے کے لئے جو قربانیاں دی ہیں۔ اور جو کچھ کیا ہے وہ ہماری ریاست ہی کا نہیں بلکہ پورے ہندوستان کی تاریخ کا شاندار باب ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ایک تاریخ ساز شخصیت

محمد یوسف مسعودی

میر پور کی سرزمین نے جن اولوالعزم مجاہدوں کو جنم دیا اُن میں مجاہد ملّت راجہ محمد اکبر خان صاحب اور تیاگ مورتی مہاتما بدھ سنگھ جی سرفہرست ہیں۔ یہ دونوں رہنما تحریک آزادی کشمیر کے صفِ اول کے رہنما رہ چکے ہیں۔ ان کی بے لوث قربانیوں اور مجاہدانہ رول کو تاریخ حریت کشمیر میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔

مہاتما بدھ سنگھ جی ایک ایسے نازک اور صبر آزما دور میں مطلع سیاست پر طلوع ہوئے جب کشمیر کے مظلوم و محکوم عوام مطلق العنانیت کی بے رحم چکی میں پسے جا رہے تھے۔ ریاست کے طول و عرض میں جبر و استبداد کا دور دورہ تھا۔ خدا کی زمین مخلوق خدا پر تنگ کی جا رہی تھی۔ خوف و دہشت کی فضا میں انسان پر انسان کی زبردستی زندگی کا معمول بن چکا تھا۔ اس دہشت زدہ ماحول میں ڈوگرہ بربریت کے خلاف لب کشائی کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔ لیکن حکومت کے اعلیٰ ایوانوں میں رہتے ہوئے بھی ایک حق پرست اور غریب پرور شخصیت دبے کُچلے عوام کے دلوں کی دھڑکنوں کو سُن رہی تھی اور وہ مہاتما بدھ سنگھ جی تھے۔ جو زیادہ دیر اس روح فرسا کیفیت کو برداشت نہ کر سکے چنانچہ انہوں نے عیش عشرت کی زندگی چھوڑ کر نتائج سے بے خوف ہو کر مشکلات و مصائب کو گلے لگایا اور اپنے وجود کو زندانوں کی زینت بنا دیا۔ شخصی راج کے دوران وہ وزیر وزارت (ڈپٹی کمشنر) کے عہدے پر فائیز تھے۔ جبکہ حکومت کے معمولی نوکر کو لوگوں کے قضا و قدر کا مالک تصوّر کیا جاتا تھا۔ لیکن اقتدار و اختیار کو لات مار کر جس جرآت مندانہ اور بے جگری سے انہوں نے صدائے حق بلند کی۔ اُس کی مثال ملنا اس پُر آشوب زمانے میں اگر ممکن نہیں لیکن مشکل ضرور ہے۔ وہ وقتاً فوقتاً حکومت کو عوامی مسائیل و مُشکلات کی جانب توجہ مبذول کراتے رہے۔ جب انہوں نے بیگاریوں کو ڈیڑھ ڈیڑھ من کے سرکاری بوجھ اُٹھائے، بانہال کی چڑھائی چڑھتے دیکھا۔ جن کے کانوں اور ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ اس دلدوز واقعہ سے وہ کافی متاثر ہوئے۔ اُن کے دردمند دل نے ان مظلوم انسانوں کے درد کو محسوس کیا۔ چنانچہ اس دردناک کیفیت کو انہوں نے بذریعہ تحریر و تقریر حکام تک پہنچایا۔ مہاراجہ اور اُس کے مشیروں کو عوام کو مُفلسی اور زبوں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

حالی، حکام کی رشوت ستانی، لوٹ کھسوٹ، رعایا پر سختی اور بیگاری کے بارے میں کسان کی داستان اور انصاف کی تلاش کے نام سے دو کتابچے تحریر کر کے روانہ کئے۔ اس باغیانہ تحریر کی پاداش میں ان کو پہلی بار قلعہ باہو میں نظر بند کیا گیا۔ لیکن اُن کے پائیہ استقلال میں ذرہ بھر بھی جنبش نہیں آئی اور خندہ پیشانی کے ساتھ قید و بند کی اذیتیں اور صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ رہائی کے بعد انہوں نے اپنی تحریک کو شدومد کے ساتھ جاری رکھا۔ ۱۹۳۱ء میں کیبنٹ کے نام ایک طویل خط ''دردِ دل'' کے نام سے شائع کیا۔ جس میں صاف وصریح الفاظ میں شخصی راج کی بے ضابطگیوں اور سختیوں کا خاکہ کھینچا گیا۔ سب سے زیادہ زور پریس پلیٹ فارم کی آزادی اور آزاد اسمبلی کے قیام پر دیا گیا تھا۔ سردار صاحب نے نہایت بے باکی سے یہ حقیقت ان الفاظ میں واضح کی کہ ''قبل اس کے کہ پانی سر سے گذر جائے، رعایا کے مطالبات پورے کئے جائیں''۔

۱۹۳۴ء میں پرجا سبھا (اسمبلی) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ بدھ سنگھ جی اس کے ممبر منتخب ہوئے۔ پرجا سبھا میں انہوں نے محنت کشوں اور کسانوں کے نمائیندوں پر مشتمل ایک گروپ بنایا۔ جسے زمین داروں کے گروپ سے پکارا جاتا تھا۔ پرجا سبھا کے اجلاس میں وہ اکثر حکومت کی غلط پالیسیوں اور جبر وزیادتیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے رہے۔ اُس زمانے میں تحریک آزادی مسلم کانفرنس کی زیر قیادت چلائی جارہی تھی۔ مسلم کانفرنس کے نمایندے اسمبلی میں عوامی مطالبے پیش کرتے تھے تو بدھ سنگھ جی ہر نازک مرحلے پر ممبران مسلم کانفرنس کا بھرپور ساتھ دیتے رہے۔ کسانوں سے متعلق ایک مسودۂ بل پر بحث کے دوران جب مسلم کانفرنس کے ارکان نے ایوان سے واک آؤٹ کیا۔ تو بدھ سنگھ جی ان کے ساتھ شمولیت کرنے کی غرض سے اُٹھے۔ کہا جاتا ہے۔ اس پر پنڈت امرناتھ کاک اور ٹھاکر کرتار سنگھ نے اُن سے مسلم کانفرنسیوں کے ساتھ شمولیت کرنے کی وجہ دریافت کی تو سردار صاحب نے برجستہ جواب دیا۔ میں اُن زندوں کے ساتھ ہوں مجھے مُردوں سے کیا تعلق۔ آخر پرجا سبھا میں کاہچرائی کا بل پیش کیا گیا۔ لیکن عوامی نمائیندوں کی سفارشات کو نظر انداز کرتے ہوئے حکومت نے بل واپس لیا۔ حکومت کی اس بے ضابطگی کے باعث وہ ممبر شپ سے مستعفی ہو گئے۔

مہاتما بدھ سنگھ تیاگی قومی تحریک میں تمام فرقوں کی شمولیت اور اسمیں وسعت پیدا کرنے کے کوشاں اور آزادی کیلئے مشترکہ جدوجہد کے زبردست حامی تھے۔ اُن کی خواہش تھی کہ اس تحریک میں ہر اُس شخص کو شامل ہو جانا چاہیئے جو مظلوم ہو۔ جس کا استحصال کیا گیا ہو۔ وہ اس سلسلے میں جنگ آزادی کے سپہ سالار شیخ محمد عبداللہ اور

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Modern IES (Retd) Collection Jammu

دیگر قومی رہنماؤں سے ملے۔ وہ مسلم کانفرنس کے پہلے ہی متاثر ہوئے تھے۔ مسلم کانفرنس ریاست کے عوام کو بلا لحاظ مذہب وملت بحیثیت مجموعی غلامی، جہالت اور استحصال سے چھٹکارا دلانے کیلئے میدان عمل میں آئی تھی۔ مسلم کانفرنس ایک مخصوص نظام کے خلاف برسرِ پیکار تھی۔ جس کے پنجہ استبداد میں ہر مذہب سے وابستہ افراد شامل تھے۔ مشترکہ مقاصد کے حصول کیلئے جناب شیخ محمد عبداللہ نے وقتاً فوقتاً غیر مسلم بھائیوں سے تعاون کی اپیل کی۔ چنانچہ ۱۹۳۸ء میں مہاراجہ کو مسلم کانفرنس کیطرف سے جو قومی مطالبہ National Demand پیش کیا گیا۔ اُس دستاویز پر اور لوگوں کے علاوہ جن غیر مسلموں نے پہلی بار دستخط کئے اُن میں مہاتما بدھ سنگھ جی بھی شامل تھے۔ اس کے بعد تمام رہنماؤں اور سردار صاحب کو بھی گرفتار کیا گیا۔ آخر ۱۹۳۹ء میں اُن کا دیرینہ خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔ جب ریاست کے عوام نیشنل کانفرنس کے سُرخ ہل والے جھنڈے تلے منظم ہو گئے۔ اس کے بعد وہ نیشنل کانفرنس کی مرکزی مجلس عاملہ کے رُکن اور دو بار صدر چُنے گئے۔ اس طرح قومی تحریک کو ایک نئی سمت عطا کرنے اور تحریک آزادی کا نیا باب شروع کرنے میں بدھ سنگھ تیاگی نے ایک تاریخ ساز شخصیت کا رول ادا کیا۔

شخصی راج کے دوران ریاست میں چھوٹی چھوٹی جاگیریں تھیں۔ جہاں کے باشندے حیوانوں سے بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کئے جاتے تھے۔ خصوصاً جاگیر چنہنی بقول بدھ سنگھ جی ظلم وتشدد کا گھر بن چکا تھا چنہنی کا جاگیر دار مہاراجہ کا قرابت دار تھا۔ اُس نے جاگیر چنہنی میں تشدد اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ راجہ چنہنی کی بدعنوانیوں اور انسانیت کش سلوک کو متعدد بار حکومت کے نوٹس میں لایا گیا تھا۔ لیکن حالات جوں کے توں رہے۔ آخر کار نیشنل کانفرنس کے عظیم الشان تاریخی اجلاس منعقدہ سوپور میں جاگیر چنہنی کے کچھ نمائندے شامل ہوئے۔ انہوں نے راجہ چنہنی کے مظالم کی دردناک اور لرزہ خیز داستان بیان کی۔ جس سے سُن کر کارکن اور رہنما کافی متاثر ہوئے اور فیصلہ لیا گیا کہ چنہنی کے بدنصیب بھائیوں کی حالت زار کا مشاہدہ کرنے کے لئے ایک ٹیم روانہ کی جائے۔ اس کے بعد یہ کٹھن کام بدھ سنگھ جی نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور سینکڑوں رضا کاروں کی معیت میں چنہنی پہنچ کر ستیہ گرہ شروع کیا۔ اور تحریر وتقاریر کے ذریعہ حکومت اور عوام کو راجہ چنہنی کے سیاہ کرتوت سے آگاہ کیا۔ اور ایک زوردار مہم جسے تحریک چنہنی کہا جاتا ہے چلائی جو اُنکی انتھک اور مسلسل کوششوں کا نتیجہ تھی۔ جس کی بدولت باشندگان چنہنی نے سُکھ کا سانس لیا۔ اس تحریک کے دوران جن لوگوں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نے سرگرم حصہ لیا۔ اُن میں چنہنی ہی کے مستری محمد شفیع نے نمایاں رول ادا کیا۔ عجب اتفاق ہے کہ جب یہ سطور تحریر کی جارہی تھیں تو خبر موصول ہوئی کہ چنہنی کا یہ مرد مجاہد چل بسا۔

میں سردار صاحب موصوف کو اُس زمانے سے جانتا ہوں جب وہ آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کے صدر تھے۔ اس کے بعد کوئٹ کشمیر تحریک کے دوران ان کو قریب سے دیکھنے اور کام کرنے کا موقع ملا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مطلق العنانیت کے خلاف عوامی بغاوت نقطہ، عروج پر پہنچ چکی تھی۔ ہر شخص غلامی کے پھندے کو اُتار پھینکنے کے لئے مصروف عمل تھا۔ مجھے یاد ہے کہ مہاتما بدھ سنگھ جی اپنی شعلہ بیانی سے عوام کا جذبہ آزادی اُبھارنے کیلئے مذہبی بزرگوں کی عظیم زندگیوں اور تعلیمات کی یاد دلاتے تھے۔ جو حق کے لئے باطل سے نبرد آزما ہوئے اور ہر حال میں ظلم و جبر کے خلاف آواز حق بُلند کی۔ اس طرح سے وہ اپنی پُر جوش تقاریر سے عوام کا لہو گرماتے تھے۔ ۱۹۴۶ء میں بغاوت پھیلانے کے الزام میں اُنہیں گرفتار کیا گیا۔ اور ان پر مقدمہ چلایا گیا۔ دوران مقدمہ عدالت میں جس بے جگری اور جُرآت سے انہوں نے شخصی راج کے جبر و استبدار کی داستان بیان کی وہ اُس دور کی مکمل مستند تاریخ بھی ہے اور تفسیر بھی۔ رسوائے زمانہ بیعہ نامہ امرتسر کی مذمت کرتے ہوئے انہوں نے کہا تھا کہ یہ معاہدہ نہیں کہلایا جاسکتا۔ کیونکہ دو ڈاکوؤں کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہوسکتا۔ ہم اس نام نہاد معاہدے کو پاؤں تلے روند ڈالیں گے۔ آخر اُن پر فرد جرم عاید کیا گیا اور ڈیڑھ سال قید اور جرمانہ کی سزا ہوگئی۔ لیکن مہاتما جی نے حسب معمول صعف پیری کے باوجود ایک حقیقی مجاہد اور جانباز کی طرح اس سزا کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔

قید خانوں میں بھی وہ اپنے ہم قفس ساتھیوں کے دُکھ درد کو اپنا ہی درد محسوس کرتے تھے۔ جب بھی کسی دوست پر سختی کی جاتی تھی یا کسی مشکل کا سامنا ہوتا، مہاتما جی کا پیار بھرا دل بھر جاتا تھا۔ ۱۹۴۷ء کے اوائل میں جب اُنہیں سرینگر سنٹرل جیل میں منتقل کیا گیا۔ تو یہاں مجاہدین آزادی پر سختیوں کے خلاف انہوں نے قبلہ مصرت مولانا محمد سعید مسعودی اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ بھوک ہڑتال شروع کی۔ غرض ہر حال میں انہوں نے ناانصافیوں اور زیادتیوں کے خلاف اپنی آواز کو بلند کیا۔ چاہے وہ اقتدار و اختیار کے مالک تھے یا ایک قیدی کی حیثیت میں۔

مہاتما بدھ سنگھ جی درویش صفت اور سادہ طبعیت کے مالک تھے۔ آزادی سے پہلے جب مشکلات و مصائب کا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

زمانہ تھا وہ نہایت صبر وسکون کے ساتھ سادہ زندگی گزارتے تھے۔ اور آزادی کے بعد جب وہ وزیر بنائے گئے تو اُن کے طرز زندگی میں کوئی خاص فرق نہیں آیا۔ ان کا رہن سہن ایک ہی ڈگر پر قائیم رہا۔ اُن کی ذات سے حاکم یا منسٹر ہونے کا گمان ہی نہیں ہوتا تھا۔ وہ بڑے انہماک سے مہاجرین کی آبادکاری اور غریبوں کی فلاح و بہبود کے کاموں میں جُٹ گئے۔

سرکاری تقریب (منعقدہ ایمپوریم گارڈن سرینگر) میں اُنہوں نے باتوں باتوں میں راقم سے کہا تھا۔ عوام نے اس لئے سالہا سال تک زبرست قربانیاں نہیں دی تھیں کہ اُن کے نمایئندے اور لیڈر آزادی کے بعد مہاراجہ کیطرح شان وشوکت سے رہیں۔ اور سرکاری تقریبات پر زرِکثیر صرف کریں۔ جبکہ اب بھی اکثر لوگ نان شبینہ کو ترس رہے ہیں۔ اور نہایت غُربت اور افلاس کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ غرض وہ ہر حیثیت میں غریبوں اور مفلوک الحال لوگوں کا خیال رکھتے تھے اور اُن کی بھلائی کے لئے سوچتے تھے۔

سردار صاحب کی زندگی اور خیالات پر مذہب کے گہرے اثرات پڑے تھے۔ وہ جب بھی کسی مسئلے پر اظہار خیال کرتے تو اُن کے خیالات واحساسات سے مذہب سے اُن کی گہری وابستگی ظاہر ہو جاتی تھی۔ مذہب کے وسیع مطالعہ اور عظیم مذہبی شخصیتوں کی سیرت نے بدھ سنگھ کو ایک باوقار حاکم ہوتے ہوئے مظلوم ومجبور عوام کے دُکھ درد میں شامل ہونے کی تحریک عطا کی۔ جو اُن کے خلوص وایثار کی زندہ وجاوید مثال ہے۔

اب جبکہ مہاتما بدھ سنگھ جی ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں۔ لیکن اُن کی شرافت، سادگی، جذبہ ہمدردی، حق و بیباکی کی مثالیں ان دوستوں کے ذہنوں میں محفوظ اور تازہ ہیں۔ جنہیں اُن کے ساتھ کبھی کام کرنے کا موقع ملا ہو۔ اس بزرگ رہنما کی بے مثال قربانیوں اور گرانقدر خدمات کو تاریخ کشمیر میں سنہری حروف سے لکھا جایئگا۔ جس سے آئیندہ آنے والی نسلیں فخر وعقیدت سے پڑھیں گی۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ایک اِنسان دُوست

عبدالکبیر خان (جیل بابا)

تیاگی سردار بُدھ سنگھ جی سورگیہ کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ آل جموں وکشمیر نیشنل کانفرس کے چند لیڈروں میں سے ایک تھے۔ میں نے اکثر ان کو بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کرتے دیکھا ہے۔ ان کی عالمانہ اور فاضلانہ تقریروں سے اُن کی عظمت کا اندازہ لگتا تھا۔ ایک زمانے میں وہ شخصی راج میں وزیر وزارت کے عہدہ جلیلہ پر مامور تھے۔ مگر قدرت نے پہلے ہی سے انہیں رحمدل بنا دیا تھا۔ شاید اس لئے کہ آگے چل کر اُن سے اہم کام لینا مطلوب تھا۔ اُس زمانے میں غریب عوام پر راہ چلتے بیگار کی پکڑ دھکڑ عام تھی۔ اس بیجا ظلم وستم کو دیکھکر تیاگی صاحب کا دل برداشت نہ کر سکا۔ اور اُس بے انصافی کے خلاف اس وزیر وزارت کی کُرسی پر لات مار کر سیاست کے میدان میں کود پڑے۔ تاکہ اس ظلم وستم سے غریب عوام کو نجات دلا سکیں۔ چونکہ تیاگی صاحب جناب شیخ محمد عبداللہ کے خاص ساتھیوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ اس لئے میں اپنی پوزیشن کو مُدنظر رکھ کر اُن کے قریب جانے سے ہچکچاتا تھا۔ جلسوں میں لوگ ان کی تقریروں کو بڑے شوق سے سنتے تھے۔ یہ کمر خمیدہ ستر سال کا بوڑھا آزادی وطن کا دیوانہ اپنی شعلہ بیانی سے جوانوں کو اپنے گریباں تار تار کرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ اُن کی تقریروں میں درد تھا۔ خلوص تھا۔ اور وطنیت کا جذبہ موجزن تھا۔ اُن کی دُھواں دار تقریروں سے لگتا تھا کہ یہ وطن کا سپاہی شخصی راج کے خلاف ہاتھ میں برہنہ تلوار لیکر وطن کی آزادی کیلئے سربکف میدان عمل میں اتر پڑا ہے۔ ۱۹۴۶ء کے زمانہ میں کوئیٹ کشمیر کے نام لیواؤں کے لئے حکومت نے سنٹرل جیل کا دروازہ کھول رکھا تھا۔ تاکہ آنیوالے مجاہدین کو باہر زیادہ دیر ٹھہرنا نہ پڑے۔ جب مُجھے اس مہمان خانے میں پہنچایا گیا۔ تو اُس وقت تک ۹۸۴ مجاہدین وطن اندر داخل ہو چکے تھے۔ ان ہی میں جناب تیاگی صاحب کا بھی شمار تھا۔ اُس وقت چند معزز لیڈروں کو سپیشل کلاس میں رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ جن میں قبلہ مولانا محمد سعید صاحب مسعودی اور جناب تیاگی صاحب کا نام سرفہرست تھا۔ سپیشل کلاس میں رہنے والوں کو کھانے اور پینے کی کافی سہولیات میسر تھیں۔ مثلاً گوشت دودھ، مکھن، ڈبل روٹی صاف چاول تازہ سبزی سگریٹ وغیرہ وغیرہ۔ مگر مولانا صاحب اور تیاگی صاحب نے سپیشل کلاس میں جانے سے صاف انکار کر دیا۔ اس طرح یہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji RS (Retd) Collection Jammu

دونوں بزرگ عام قیدیوں کے ساتھ آکر دن بیٹھے۔ وقت گذرتا گیا۔ دن گذرتے گئے۔ ہمارے لیڈروں نے قیدیوں کو سہولت پہنچانے کے لئے حکومت کو چند مطالبات لکھکر بھیجدیئے۔ لیکن حکومت نے اُن مطالبات پر توجہ دینا تو درکنار جواب تک دینا بھی گوارا نہ کیا۔ حکومت کی اس تغافل شعاری پر بطور احتجاج مولانا صاحب نے بھوک ہڑتال شروع کر دی۔ اس طرح کچھ دن گذر گئے۔ مولانا صاحب کی حالت نازک مرحلوں سے گذرنے لگی۔ جیل کے ہر قیدی کے دل میں حکومت کے خلاف نفرت کی آگ بھڑک اُٹھی سب قیدی ایک ہو گئے۔ مرنے اور مارنے پر تُل گئے۔ جیل کا نظم ونسق درہم برہم ہو گیا۔ یہ خبر شہر میں آگ کی طرح پھیل گئی اور سوئی ہوئی ایجی ٹیشن پھر سے جاگ اُٹھی۔ اب شہر میں مار دھاڑ اور پکڑ دھکڑ کا چل چلاؤ ہونے لگا۔ دوسری طرف جیل میں مولانا صاحب کی زندگی بچانے کی فکر دامنگیر ہوئی۔ تو تیاگی صاحب نے اپنی بارک سے بسترہ اُٹھا کر مولانا صاحب کی بارک میں بچھا دیا۔ اور اعلان کر دیا کہ اگر کل دن کے اندر اندر ہمارے مطالبات تسلیم نہیں کئے۔ تو کل شام سے ہی میں مرن برت رکھوں گا۔ ہائے اللہ اب کیا ہوگا۔ یک نہ شد دو شد۔ ہم لوگوں کیلئے پریشانی اور بڑھ گئی۔ اُدھر حکومت نے گھبرا کر تمام مطالبات تسلیم کئے۔ وہاں جب مولانا صاحب نے بھوک ہڑتال توڑ کر تیاگی صاحب کے ہاتھ سے دودھ کا ایک چمچہ پی لیا۔ تو اُس وقت کا منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ دن قیدیوں کے لئے عید کا دن تھا۔ جیل کے تمام قیدی حکومت کی شکست اور اپنی فتحمندی پر ناچ اُٹھے۔ اور جیل میں دھوم مچادی۔ حق تو یہ ہے کہ میں بھی پھولے نہ سمایا اور اس اُچھل کود میں شامل ہو گیا۔ اور جھوم جھوم کر ناچنے لگا۔ اُس وقت میرے لئے ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا والا معاملہ تھا۔

دوسرے روز کیا ہوا کہ جس بارک میں تیاگی صاحب اپنا بستر اُٹھا کر لے آئے تھے۔ اُس بارک کے تمام قیدیوں نے مولانا صاحب کی بارک پر اچانک ہلہ بول کر تیاگی صاحب کا بسترہ اُٹھا کر شور غل مچاتے ہوئے لے گئے۔ گویا ان قیدیوں کو ایک گم شدہ خزانہ پھر سے ہاتھ آ گیا۔ یہ خوشی بھی تھی۔ مگر دیوانہ پن کا بھی ایک عالم تھا۔ تیاگی صاحب اس منظر کو پیار بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ اور یہ شعر گنگنا رہے تھے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کسے معلوم تھا فصل گل میں۔ قفس میں میرے دیوانے رہینگے۔ شعر کچھ برمحل تھا۔ تو میں نے تیاگی صاحب سے مذاق کے طور پر کہا۔ جناب شاعر کب سے بنے؟ تو بغیر کسی سوچ کے جواب دیا۔ جیل بابا اگر تم بھی مرن برت رکھ لیتے تو تم بھی شاعر بنتے۔

مطالبات میں ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ تمام سیاسی قیدیوں کو دن کے چار بجے کے بعد پھانسی کے میدان میں کھیل کود کی اجازت دی جائے تا کہ ان کی صحت پر کوئی بُرا اثر نہ پڑے۔ اب سب قیدی میدان میں چلے جاتے اور اپنی اپنی پسند کا کھیل کھیلتے۔ کچھ جوان کبڈی کھیلتے تو کچھ جوان اپنی جوانی کے نشے میں چور ہو کر کُشتی لڑتے۔ یہ تماشا دیکھکر مُجھے اپنی گذری ہوئی جوانی کی یاد آتی۔ بقول شاعر ؎

ایاز اب کہاں وُہ جوانی کا عالم
جوانی جو ملتی گلے سے لگاتے

اس طرح اور کچھ تعلیم یافتہ طبقہ ایک گول دایرے میں بیٹھ کر سیاست پر بحث و مباحثہ شروع کر دیتے۔ اس طرح چند گھڑیاں زمانے کے ہر غم کو بھول کر گذار لیتے۔ پھانسی کا میدان کیا ہے۔ اس کا پس منظر کیا ہے۔ آپ بھی سُن لیجئے۔ یہ جیل کی چار دیواری کے اندر ایک وسیع میدان ہے۔ اس میں اب بھی ایک وار موجود ہے۔ اس دار پر قاتلوں کو چڑھا کر گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالکر لٹکایا جاتا۔ خدا جانے اس وار پر کتنے بے گناہ لٹکائے گئے ہونگے۔ تیاگی صاحب چونکہ تنہا پسند تھے۔ ہم سے الگ تھلگ ہو کر میدان کی چار دیواری کے ساتھ ساتھ ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر چکر کاٹ لیتے۔ اس طرح وہ روزانہ دو تین میل کا سفر طے کرتے۔ کبھی کبھی جناب شام لعل صاحب صراف شامل ہو جاتے۔ اور سرگوشیاں کرتے بھی نظر آتے۔ میں نے جیل کے زمانے میں انکو فکر مند اور پریشان نہ دیکھا۔ اُن کے چہرے پر ہمیشہ ایک ہلکی سی مُسکراہٹ موجود ہوتی۔ شاید کسی شاعر نے ان کو ہی دیکھکر یہ فرمایا ہے۔ ؎

ہزاروں غم مری عادت بدل نہیں سکتے
میں کیا کروں مُجھے عادت ہے مُسکرانے کی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Monkey/IITS (Retd) Collection Jammu

تیاگی صاحب کی ہمت تحمل، استقلال اور اُن کی رُوحانی طاقت کے لئے حوصلہ مندی کا سبق تھا۔ جیل کے اندر وہ اپنی مثال آپ تھے۔ جیسے وہ سب کچھ اپنے ساتھ لیکر جیل میں آ بیٹھے ہیں۔ تو فکر کاہے کی۔ ان کا خیال تھا کہ ہم منزل پا چکے ہیں جس منزل کی تلاش تھی۔ کبھی کبھی یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ہم جب بھی اس قفس سے چھوٹ جائیں گے۔ تو اُس وقت آزادی کی دیوی ہمارے آگے آگے پھول برساتی ناچتی ہوگی اور ہوا بھی وہی۔ تیاگی صاحب مذہبی جھگڑوں سے بالاتر تھے۔ اُن کی نظروں میں سب ایک جیسے تھے۔ اُن کے دل میں ہر ایک کے لئے پیار ہی پیار تھا۔ ان کا دل محبت اور خلوص سے مالا مال تھا۔ وہ اگرچہ سب کے رفیق سب کے دوست تھے۔ مگر میں تو یہی کہونگا کہ وہ ایک مکمل اِنسان تھے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ایک تیاگی اور دیش بھگت

مولانا محمد سعید مسعودی

۳۳ - ۱۹۳۴ء کی بات ہے کہ میں نے سردار بُدھ سنگھ کا نام سُنا تھا۔ لیکن اُن کی شخصیت کا کوئی خاص تصور ذہن میں نہیں تھا۔ پہلی بار میں نے ان کو پتھر مسجد سرینگر کے صحن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کی تقریب میں ایک جلسے میں دیکھا۔ انہوں نے اس جلسے میں بڑی پُر جوش تقریر کی اور اپنے جذبات ظاہر کئے۔ ان کی تقریر کا موضوع تھا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے غریبوں کے لئے کیا کچھ کہا ہے۔ اور کیا کچھ کیا ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے انہوں نے لوگوں سے کہا کہ غریبوں کی صحیح طریقے سے خدمت کرنا ہی حضور ﷺ کی صحیح پیروی کرنا ہے۔ یہ اُنکی تقریر کا خلاصہ اور مفہوم تھا جو سُننے والوں کو بہت پسند آیا۔ جب وہ تقریر کر کے چلے گئے تو سب لوگ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ یہ کون صاحب ہیں؟ معلوم ہو کہ یہ ایک فقیر اور سنت ہیں جو امیرا کدل سرینگر کے گُوردوارے میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اس تقریب کے بعد جب اُن سے ملاقات ہوئی اور پوری جان پہچان ہوئی تو غیر معمولی شخصیت نظر آئے اور معلوم ہوا کہ بڑے بڑے سرکاری عہدے ترک کر کے انہوں نے اپنے آپکو غریبوں کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ ہم مختلف موقعوں پر مسلم کانفرنس کے اسٹیج پر اُن کو بُلاتے رہے۔ وہ عام لوگوں سے خطاب کرتے رہے اور لوگ بھی اُن سے متعارف ہوتے گئے اور اُن کا احترام کرنے لگے۔

۳۷-۱۹۳۸ء میں جب کشمیر کی تحریک آزادی کچھ آگے بڑھی تو سردار صاحب کے علاوہ کچھ ہندو دوستوں کی بھی یہ غلط فہمی کہ مسلم کانفرنس ایک فرقہ پرست جماعت ہے دور ہوگئی۔ وہ یہ حقیقت سمجھنے لگے کہ یہ ایک فرقہ پرست جماعت ہے دور ہوگئی۔ وہ یہ حقیقت سمجھنے لگے کہ یہ ایک عوامی قسم کی سیاسی جماعت ہے اس طرح سے سردار صاحب مسلم کانفرنس کے اور بھی زیادہ قریب آگئے اور کھُلے طور پر اپنے خیالات کے اظہار کیلئے مسلم کانفرنس کے اسٹیج کو استعمال کرنے لگے۔ ۱۹۳۸ء میں مُسلم کانفرنس کے رہنماؤں اور یہاں کی مختلف جماعتوں کے سرکردہ لیڈروں نے جن میں پنڈت جیالعل کِلم، پنڈت کشپ بندھو، پنڈت پریم ناتھ بزاج، پنڈت شام لعل صراف اور سردار بُدھ سنگھ جی شامل تھے باہمی مشورے کے بعد گورنمنٹ کو "نیشنل ڈیمانڈ" کے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

نام سے ایک یاداشت پیش کی مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کے سرکردہ ممبران کے علاوہ ان اصحاب نے بھی اس یاداشت پر دستخط کئے تھے۔ اُسی زمانے میں گورنمنٹ نے مسلم کانفرنس کے ایک سرکردہ لیڈر راجہ محمد اکبر صاحب میرپوری کو ایک تقریر کرنے پر بغاوت کا الزام لگا کر تین سال قید کی سزا دی تھی۔ اس فیصلے کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل دائیر کی گئی۔ ہائیکورٹ نے سزا کی مدت تو گھٹا دی لیکن راجہ صاحب کو بری نہ کیا جس پر عوام نے زبردست احتجاج کیا۔ ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں نیشنل ڈیمانڈ پر دستخط کرنے والے اکثر لیڈروں خاصکر سردار بدھ سنگھ نے تقریر کی۔ گورنمنٹ نے جلسے جلوسوں اور تقریروں کی آزادی پر پابندی لگا دی۔ مسلم کانفرنس کے لیڈروں کے علاوہ سردار بدھ سنگھ اور دوسرے اصحاب جو غیر منظم طور پر مسلم کانفرنس سے تعاون کرتے تھے نے مل کر فیصلہ کیا کہ وہ اس پابندی کی مخالفت کرینگے خلاف ورزی شروع کر دی گئی اس سلسلے میں جو پہلا جلسہ ہوا اس میں سردار صاحب نے بھی شرکت کی۔ گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں۔ شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ خواجہ غلام محمد صادق پنڈت کشپ بندھو سنت بدھ سنگھ اور یہ ناچیز بھی گرفتار ہو گئے۔ پہلی بار مجھے سردار صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ جب بادامی باغ کے حوالات میں ہمیں اِکٹھے رکھا گیا اور وہاں مجسٹریٹ سے سزا دلوانے کے بعد ہمیں اودھمپور جیل اور وہاں سے سنٹرل جیل جموں میں منتقل کیا گیا وہاں شیخ صاحب کو کسی اور جیل میں منتقل کیا گیا لیکن مجھے سردار صاحب صادق صاحب اور دوسرے دوستوں کو سنٹرل جیل جموں میں ہی رکھا گیا۔ جیل میں اکٹھے رہنے کے دوران ہمیں ایک دوسرے اور عام قیدیوں کے حالات کا قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا۔ چھ مہینوں کی مسلسل قید ہم نے ان جیلوں میں کاٹی۔ اس کے بعد مسلم کانفرنس کے لیڈروں نے طے کیا کہ اب ہمیں مسلم کانفرنس کا نام اور آئین تبدیل کرنا چاہیئے۔ پہلے تو آئین تھا جو شخص اپنے آپکو مسلمان کہلاتا ہو وہ مُسلم کانفرنس میں شامل ہو سکتا ہے۔ اُس کے بعد آئین میں ترمیم کی گئی کہ ہر وہ شخص جس نے جموں و کشمیر کی سیاست میں مخلصانہ حصہ لیا ہو، جمہوریت میں یقین رکھتا ہو اور ریاست کی ترقی اور آزادی کا خواہاں ہو تنظیم میں شمولیت کا حق رکھتا ہے۔ مرحوم خواجہ غلام محمد صادق کی صدارت میں مسلم کانفرنس کا تاریخی اجلاس بلایا گیا۔ جس میں مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں تبدیل کیا گیا۔ نیا آئین بنا۔ نئے دوست شامل ہو گئے اور بُدھ سنگھ تیاگی بھی نیشنل کانفرنس میں شامل ہو گئے (یہ تاریخ اجلاس مجاہد منزل میں منعقد ہوا) نیشنل کانفرنس کا پہلا اجلاس انت ناگ میں اور دوسرا بارہمولہ میں منعقد ہوا۔ سردار بدھ سنگھ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

بارہمولہ کے اجلاس کے علاوہ نیشنل کانفرنس کے دوسرے اور تیسرے سالانہ اجلاس کے بھی صدر رہے۔ اس طرح سے نیشنل کانفرنس میں اُن کو وہ رُتبہ حاصل ہوا جو شیخ محمد عبداللہ کے بعد اور کسی کو حاصل نہ ہوا تھا۔ جب وہ تنظیم کے صدر تھے اور میں جنرل سیکریٹری تھا مجھے اُن کے ساتھ بہت قریب سے کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اور میں نے اندازہ کیا کہ وہ ایک ایسا انسان ہے جس نے زندگی کی سب خواہشات پر قابو پالیا ہے۔ ایک دو جوڑے کپڑے ایک کمبل اور کھدر کے دو تین گز کی پگڑی کے علاوہ اُن کی ضرورت میں اور کوئی چیز شامل نہیں تھی۔ اکثر اوقات ان سب چیزوں کو چھوٹی سی تھیلی میں ڈال کر بغل میں دبا کر چل پڑتے اور وہ تھیلی کسی کو اُٹھانے نہیں دیتے تھے۔ باوجودیکہ جوانی میں انہیں کمر کی تکلیف ہوگئی تھی جس کی وجہ سے انہیں چلنے پھرنے میں بڑی دقت ہوتی تھی لیکن تنظیمی دورے کرنے اور نیشنل کانفرنس کا پیغام گھر گھر پہنچانے میں وہ کسی دوسرے سے پیچھے نہیں رہے۔ جب وہ نیشنل کانفرنس کے صدر تھے ہم پونچھ راجوری ریاسی اور ارناس کا دورہ کر رہے تھے۔ سردی کا موسم تھا پیدل چلنا کچھ خوشگوار نہیں لگتا تھا۔ شیخ صاحب راجہ محمد اکبر خان اور بارہمولہ کے شیخ محمد اکبر کے علاوہ سردار صاحب بھی اس دورے میں شامل تھے تنظیم کے صدر ہونے کی حیثیت میں اُنہیں یہ احساس تھا کہ اس کارواں کی ساری ذمہ داری اُن پر ہی ہے۔ جب پونچھ راجوری کے علاقے میں ہم پہنچے ان کی جانب سے اپنے ساتھیوں کے تئیں میزبان کا سلوک شروع ہوا۔ سواری کے لئے انہوں نے ہمارے لئے گھوڑوں اور خچروں کا انتظام کیا اور خود پیدل چلتے رہے۔ ہم گھوڑوں پر سوار ہونے کے باوجود بعد میں پہنچے جبکہ سردار صاحب پیدل چل کر ہر پڑاؤ پر ہم سے پہلے ہی پہنچ جایا کرتے تھے۔ ایک دن ہم نے بھوکا پیاسا کافی لمبا سفر طے کیا جب ہم غالباً راجوری میں پونی بھارکھ کے مقام پر پہنچ گئے تو ہمیں بہت بھوک لگی تھی۔ گاؤں سڑک سے دُور تھا اور بہت کم لوگ جان پہچان کے تھے۔ سردار صاحب یہ سب کچھ جانتے تھے۔ لہذا انہوں نے صبح ہی اپنی تھیلی میں آلو ڈال دئے تھے ایک جگہ آگ جلا کر آلو بھون کر اُن میں نمک ملا دیا شیخ صاحب اور باقی ساتھیوں نے گویا ایک نعمت سمجھکر اُس وقت گرم گرم آلو سے بھوک کی آگ ٹھنڈی کی۔

ایک دفعہ سردار صاحب اور میں نے اننت ناگ سے تنظیمی دورہ شروع کیا۔ ہم اپنے سفر کے دوران علاقہ مغل میدان سے ہوتے ہوئے کشتواڑ پہنچ گئے اُس زمانے میں کشتواڑ سے اوپر ایک نہر کا کام شروع کیا گیا تھا۔ اُن دشوار گزار راستوں کا سفر میں نے اور دوسرے ساتھیوں نے گھوڑوں کے ذریعہ طے کیا۔ لیکن تیاگی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji Collection Jammu

صاحب نے یہ سارا سفر پیدل اطمینان سے طے کیا۔ اُن کا شاہ گنوا پہاڑی علاقوں میں سفر کے دوران اچھے بھلے نوجوانوں کی سانس پھول جاتی ہے۔

سردار صاحب کی تحریر پُر اثر ہوتی تھی وہ غریبوں کے حالات اُن کی تکالیف و مصائب تفصیل سے لکھتے نیشنل کانفرنس کے صدر کی حیثیت سے بارہمولہ اور سرینگر کے سالانہ اجلاسوں میں جو صدارتی خطبے انہوں نے لکھے وہ نہایت ہی اعلیٰ تحریریں تھیں۔ ۱۹۴۶ء میں مہاراجہ ہری سنگھ سے تخت چھوڑنے کا مطالبہ کرنے کی جو تحریک ''کشمیر چھوڑ دو'' کے نام سے چلی اُس میں سنت بدھ سنگھ جی پیش پیش تھے۔ تحریک کے دوران انہوں نے مہاراجہ کے خلاف نہایت سخت تقریریں کی۔ انہوں نے تاریخی شہادت سے ثابت کیا کہ ڈوگرہ راج لاہور راج سے غداری کرنے کی وجہ سے قائم ہوا۔ اگر غداری کر کے گلاب سنگھ مہاراجگاں لاہور کے حقوق انگریزوں کو نہ بخش دیتے تو ان کو یہ ریاست ملنے والی نہیں تھی اور جو ظاہری قیمت مقرر ہوئی۔ وہ ظاہرداری تھی۔ یہ دراصل غداری کا معاوضہ تھا جب وہ کوئٹ کشمیر کے ہنگامے میں گرفتار کیے گئے۔ اُن پر بغاوت کا مقدمہ چلا۔ جس کی سماعت عدالت میں چھ مہینوں تک چلتی رہی۔ استغاثہ کے الزامات کو قبول کرتے ہوئے اپنی تقاریر کی تائید میں جو بیان دیا۔ وہ ایک تاریخی دستاویز تھا، انہوں نے پولیس کے الزامات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ پولیس نے تقاریر کی ساری تفصیل اپنی ڈائری میں درج نہیں کی ہے۔ بلکہ میں نے اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ کہے ہیں۔ اپنے بیان کی تائید میں انہوں نے تاریخ کنہیالال تاریخ لاہور اور تاریخ پنجاب جیسی مستند تواریخ کا حوالہ دیکر ثابت کیا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وارثوں اور لاہور کی خالصہ حکومت کے ساتھ گلاب سنگھ نے کیا کچھ کیا ہے۔ انہوں نے عدالت کو بتایا کہ انہوں نے کوئی خود ساختہ بیان نہیں دیا ہے بلکہ تاریخ کی روشنی میں واقعات کو دُہرایا ہے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ ان ڈوگرہ بھائیوں نے لاہور کی حکومت کو تباہ کرنے کیلئے کیا کیا سازشیں کیں اور کس طرح بھائیوں کو بھائیوں کے ساتھ چاچوں کو بھتیجوں کے ساتھ لڑا کر اصل میں اُن کو کمزور کر دیا اور بعد میں اُنکو اُکسا کر انگریزوں سے لڑایا اور پھر صُلح کُن بن گئے۔ اور اس طرح سے اُن کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔ سردار صاحب مرحوم کا یہ تاریخ ساز بیان ۱۹۴۷ء کے اوائل میں جبکہ وہ پابند سلاسل تھے خواجہ غلام محی الدین قرہ کی کوششوں سے کتابی صورت میں شائع کیا گیا تھا۔ کیونکہ اُن کے بیانات کو کارکنوں کی پولیٹکل اسٹڈی کے لئے بہترین مواد مانا گیا تھا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

''کوئٹ کشمیر'' کے دوران جیل میں میں نے تیاگی جی اور دوسرے دوستوں نے بھوک ہڑتال کی۔ اس میں طویل بھوک ہڑتال جو تھی وہ تیاگی جی اور میری تھی بڑھاپے کے باوجود ۱۲ دن کی بھوک ہڑتال نبھانا اُنکا کمال تھا ۔گورنمنٹ نے ہم دونوں کو علاج معالجہ کیلئے سنٹرل جیل سرینگر سے بادامی باغ منتقل کیا۔ کیونکہ ہماری موجودگی سے باقی قیدی کارکنوں پر کافی اثر پڑتا تھا۔ اس طرح سے ہمیں دوسرے سیاسی قیدیوں سے دُور رکھا گیا۔ بعد میں ہم جب صحت یاب ہوگئے تو ہمیں اپنے اپنے ضلع کی جیلوں میں منتقل کیا گیا مئی کی گرمیوں میں تیاگی جی کو میرپور اور مجھے مظفرآباد بھیجا گیا۔ یہ کاروائی اُس وقت کے وزیراعظم رام چندر کاک کے ایماء پر کی گئی تھی۔ اسی دوران قبائلی حملہ ہوا۔ میں مظفرآباد جیل سے رہا ہوکر پیدل سرینگر پہنچ گیا۔ سردار جی میرپور جیل سے رہا ہوئے۔ ہم نے بذریعہ تار اُن کو نیشنل کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔ رفیوجیوں کے مصائب اور نامساعد حالات کے باوجود سردار صاحب مختلف مراحل سے گذر کر سرینگر پہنچے۔ ایمرجنسی گورنمنٹ کے قائیم ہونے کے بعد اُن کے ذمے رفیوجیوں کی بحالی کا کام سونپا گیا۔ اس لئے اُن کا زیادہ تر وقت رفیوجیوں کے مسائیل حل کرنے میں صرف ہوگیا۔

۱۹۵۲ء میں پارلیمنٹ میں ریاست کو نمائیندگی دی گئی۔ جس کی رو سے لوک سبھا کیلئے چھ ممبر اور راجیہ سبھا کیلئے چار ممبر منتخب کئے گئے سردار صاحب راجیہ سبھا اور میں لوک سبھا کے لئے منتخب ہوئے۔ اس طرح سے پارلیمنٹ میں بھی ہم دونوں کو اکٹھا رہنے کا موقعہ ملا۔ وہاں بھی جب کبھی کھڑے ہوئے تو غربا کیلئے بولتے رہے جو عام رواج لوک سبھا میں ممبران کی تقاریر کا ہوتا تھا۔ وہ اس نہج سے ہٹ کر بڑی سادہ اور عام فہم زبان میں عوام کے مسائیل و مصائب کا ذکر کرتے تھے۔ بعد میں جب اگست ۱۹۵۳ء کا واقعہ رونما ہوا۔ اُس معاملے میں اُنکا رویہ مجھ سے مختلف تھا۔ اُس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مکمل طور بخشی غلام محمد کے حامی تھے۔ بلکہ وہ شیخ صاحب اور بیگ صاحب کے طریقہ کار سے خوش نہیں تھے۔ لہذا ہم سے بھی وہاں اُن کے ساتھ موافقت نہیں ہوئی۔ جبکہ ہم شیخ صاحب اور بیگ صاحب کی رہائی کے کوشاں تھے اُس میں اُن کو زیادہ انصاف کی بات دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اس لئے وہ ہم سے دور ہی رہے۔ ۱۹۵۴ء کے بعد اُن سے ملاقات کا سلسلہ منقطع ہوا۔ آخر ۱۹۶۰ء میں میں ٹی بی کے عارضہ میں مبتلا ہوا اور علاج معالجہ کے سلسلے میں دہلی میں مقیم تھا، تو تیاگی جی میری تیمارداری کے لئے آئے۔ ہم نے دُکھ درد کی باتیں کیں۔ اور اس کے بعد دہلی میں ہی کچھ ملاقاتیں ہوتی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu.

رہیں۔ اور یہ ہماری ملاقات کا آخری سلسلہ تھا۔ اس کے بعد دوستوں کے ذریعہ سے اُنکی خیر وعافیت سے مطلع ہوتا رہا۔ ان ملاقات کا کوئی موقعہ نہ آیا۔

سردار صاحب جیسے آدمی روز پیدا نہیں ہوتے۔ سردار صاحب باپ کی طرف سے سکھ نہیں تھے لیکن اُن کی ماں سکھ مذہب سے تعلق رکھتی تھی۔ سنت بدھ سنگھ اور ان کے بھائی سوہن سنگھ پر اُن کی ماں کا گہرا اثر پڑا تھا۔ وہ ہر چیز سے مُقدم اور عظیم تر خدا کو سمجھتے تھے۔ وہ غریبوں کی مدد بغیر کسی خوف کے کرتے تھے۔ ان کے کردار پر اپنی والدہ کے خیالات کے اتنے گہرے نقوش تھے کہ وہ دونوں بھائی حاکم ہونے کے باوجود غربا پروری اور دیانت داری کیلئے مشہور تھے۔ یہ اُنکی خوش قسمتی تھی کہ اُنکی والدہ نے اُن کے لئے جو سانچہ گھڑ لیا تھا وہ اُس میں پورے ڈھل گئے۔

لمبی چوڑی سیاست میں یقین نہیں رکھتے تھے نہ اُن کا اعتماد نعرہ بازی میں تھا وہ سوشلزم سیکولرازم اور ڈیموکریسی کے علاوہ دیگر ازموں کے خالی خولی نعروں کے بجائے اُنکی رُوح کو عملی جامہ پہنانے کے کوشاں تھے ان میں شوشلزم اور جمہوریت کی رُوح موجود تھی لیکن وہ اسے نعرہ بازی کے طور پر استعمال کرنے کے خلاف تھے وہ جو کچھ بھی کرتے محض خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرتے تھے۔ اگرچہ ایسی شخصیتیں عموماً سیاست میں نہیں آجاتیں لیکن اُس زمانے کی نیشنل کانفرنس کی خوش قسمتی تھی اُسکو ایک ایسا آدمی مل گیا جس نے تحریک کو لوگوں کے نزدیک لے جانے میں کافی کام کیا۔ کیونکہ کسی تحریک کو عام لوگوں کے پاس لے جانا مشکل ترین کام ہوتا ہے۔ اونچی سٹیج پر بولنے والے بہت لوگ ہوتے ہیں جو اسٹیج پر زندہ باد کے نعرے لگوا کر چلے جاتے ہیں۔ اصل میں وہ آدمی جو اسٹیج پر بولنے کے بعد غریبوں کی جھونپڑیوں میں گھُس کر اُن کے بچوں کے ساتھ باتیں کرے۔ اُن کی مجلسوں میں اُن ہی کے ساتھ اُن ہی کی طرح اُن ہی کے برابر زمین پر بیٹھے اور عوام کے دُکھ سُکھ میں شریک ہو جائے وہ لوگوں کو تحریک کے زیادہ نزدیک لے جاتا ہے، اس معاملے میں نیشنل کانفرنسیوں میں سردار صاحب سرفہرست تھے۔ ان کی مثال سوائے راجہ محمد اکبر خان کے اور کہیں نہیں ملتی۔ راجہ صاحب بھی اسی طریقے عوام میں گھُل مل جاتے تھے۔ نتیجے کے طور پر عوام بھی اُن سے لپٹ جاتے گویا وہ تحریک سے لپٹ گئے ہوں۔ جن لوگوں نے ریاست جموں وکشمیر کی پسماندہ آبادی کو بیدار کر کے سیاسی جدو جہد کے راستے پر ڈالا اور ۱۹۳۱ء سے ۱۹۵۱ء تک کے دور میں مُسلم کانفرنس اور نیشنل کانفرنس کی وہ تحریک چلائی۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جس کو انڈین نیشنل کانگرس کی تحریک کا نمونہ مانا گیا۔ ان لوگوں کو سمجھنے کیلئے سنت بدھ سنگھ جی اور راجہ محمد اکبر صاحب میر پوری نمونے کے انسان تھے۔ راجہ صاحب ۱۹۴۶ء میں کوئٹ کشمیر تحریک کے دوران ہی خدا کو پیارے ہو گئے لیکن مہاتما سنت بدھ سنگھ جی اُس وقت تک یہ فرض انجام دیتے رہے۔ جب تک ۱۹۵۳ء میں نیشنل کانفرنس کو اندرونی اختلافات نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بیکار نہ کر دیا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

''جے کسان جے جوان کا موجد''

لالہ ملک راج صراف

''اس سچائی سے ایک لمحہ کے لئے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جو اقدامات آپ نے کئے ہیں وہ سراسر بے انصافی پر مبنی ہیں اور ان سے عوام کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اب پبلک کا آپ کی سچائی، انصاف پسندی اور جذبہ وفاداری کے متعلق وہ نسچہ نہ رہا جو پہلے تھا۔ یہ خیال نہ صرف ریاست میں بلکہ سارے ہندوستان میں پھیل رہا ہے اس سے پہلے آپ کو ایک ہوشیار، ضمیر والا، خوددار، نہایت ذہین، انصاف پسند شہزادہ مانا جاتا تھا۔ اور ان دل و دماغ کی خاصیتوں کی وجہ سے لوگ آپ سے پیار کرتے تھے۔ اب لوگ آپ کو کمزور، شرمیلا، بے انصاف حکمران کہہ کر پکارتے ہیں۔ مجھے معاف رکھنا میرا مذہب سچائی ہے۔ میرے دل و دماغ سے چاپلوسی، خوشامد اور جھوٹی باتیں کرنا دور ہیں۔ میں اصلیت کا پجاری ہوں۔ اس لئے ناراض نہ ہونا۔۔۔۔۔''

یہ اُس چٹھی کے چند اقتباسات ہیں جو تیاگ مورتی سنت بدھ سنگھ جی نے ستمبر ۱۹۳۰ء میں مہاراج ہری سنگھ جی کو فرانس میں بھیجی تھی جہاں آپ مہارانی صاحبہ کے ساتھ قیام پذیر تھے اور جہاں کینس میں مارچ ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر کرن سنگھ جی پیدا ہوئے تھے۔ اس چٹھی میں ظاہر کردہ خیالات و جذبات کے محرک زیادہ تر وہ شاہی احکام تھے۔ جن کی رو سے ریاست جموں و کشمیر کے اولین واحد اخبار ''رنبیر'' اور اولین عوامی جماعت ڈوگرہ صدر سبھا جموں پر پابندی عاید کی گئی تھی۔ اول الذکر تو اس پاداش میں کہ اس نے ایک خاص ضمیمہ کی صورت میں مہاتما گاندھی کی گرفتاری کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر جموں میں ایک عظیم الشان ہڑتال کی خبر کی تشہیر کی تھی اور ڈوگرہ سبھا کو اس لئے کہ اس کے جنرل سیکریٹری نے پریذیڈنٹ انڈین نیشنل کانگرس کے نام ایک چٹھی کے ذریعے سبھا ہذا کو کانگرس کی ہی ایک شاخ ظاہر کیا تا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس وقت مہاراجہ ہری سنگھ کو ان الفاظ میں صرف تیاگ مورتی سردار بدھ سنگھ ہی ایڈریس کر سکتے تھے۔ یہ ایک نڈرتا اور ایثار کی بات تھی جو لوگ سردار صاحب کے نام اور کام سے پوری طرح واقف تھے وہ بخوبی جانتے تھے کہ تیاگ مورتی بدھ سنگھ جی سچی بات کہنے سے کبھی نہ ڈرتے تھے اور وہ بنی نوع انسان کے ہمدرد تھے۔ سچے مُحبِ وطن تھے غریبوں، مزدوروں، کسانوں، حاجت مندوں کے غم خوار تھے۔ مُجھے سردار بدھ سنگھ جی کو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ ان کے ساتھ کام

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کرنے کا سوبھاگیہ بھی پراپت ہوا ہے وہ ''رنبیر'' کو ایک قوم پرست اخبار کے ناطے اپنا ہی اخبار سمجھتے تھے۔

اور اس کے ذریعہ اپنے خیالات کا اکثر اظہار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ''رنبیر'' اور سردار بدھ سنگھ جی ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم گردانے جاتے تھے، دوسروں نے تو ریاست کے اس اولین اخبار کو صرف سالانہ چندہ دینے پر اکتفا کیا مگر سردار بدھ سنگھ جی نے اپنا ایک قطعہ اراضی چندہ کی صورت میں میرے نام بحیثیت ایڈیٹر و مالک ''رنبیر'' کے وقف کر دیا۔

میں نے ان کے قول وفعل میں ہمیشہ یکسانیت پائی۔ وہ کھدر اور سودیشی اشیاء کے استعمال پر زور دیتے تھے اور خود بھی کھدر پہنتے تھے وہ طبیعتاً فقیر منش تھے۔ قربانی کا مادہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ انہوں نے معمر ہونے کے باوجود جیل کی مُصیبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔ ریاسی جیل میں انہوں نے چوہدری غلام عباس کے ساتھ پورے روزے بھی رکھے۔ اعلیٰ سرکاری ملازمت کے دوران سردار بدھ سنگھ جی نے مسٹر ویکفیلڈ جیسے جابر انگریزی منسٹر سے بھی ٹکر لی۔ جب آپ نے دیکھا کہ آپ ایک اعلیٰ سرکاری عہدہ پر رہ کر عوام کی وہ خدمت نہیں کر سکتے جو آپ حقیقت میں کرنا چاہتے تھے تو آپ نے ایک لمحہ کے لئے بھی پس وپیش کئے بغیر اس عہدے پر لات ماردی۔ مجھے سردار صاحب کے ساتھ دیہات میں سفر کرنے کا بھی موقعہ ملا ہے وہ اکثر پیدل ہی چلا کرتے تھے۔ معمولی پھلوں اور کچھ سبزیوں پر ہی گزارہ کیا کرتے تھے ان کے تئیں دیہاتی لوگوں کی عقیدت مندی لامحدود تھی۔ اور ان کو ایک طرح سے ولی تصوّر کرتے تھے۔ ایک بار ہم دونوں بارہمولہ کے نزدیک واقع پہاڑ پر چلے گئے وہاں ایک گاؤں کے لوگوں نے سردار صاحب سے خشک سالی کی شکایت کی اور کہا کہ وہ بارش کے لئے ترس رہے ہیں۔ آپ نے حسب معمول اُن کی ڈھارس بندھاتے ہوئے تلقین کی کہ گھبراؤ نہیں۔ خدا پر بھروسہ رکھو اور اس کا سمرن کرو دیہاتیوں نے اس پر عمل کیا۔ ابھی زیادہ وقت گذرنے نہ پایا تھا کہ بارش کے دیوتا نے آدرشن دئے۔ سردار جی کے لئے ان دیہاتیوں کی شردھا کئی گُنا مزید بڑھ گئی۔

چھنی کے لوگوں کو وہاں کے راجہ کی زیادتیوں سے نجات دلانے کے لئے تیاگ مورتی سردار بدھ سنگھ نے کمر کس لی اور جموں اودھمپور کے تین سو والنٹیر وں کا جتھا لیکر چھنی پر چڑھائی کر دی میں خود بھی اس جتھے میں شامل تھا۔ راجہ کی پولیس نے مزاحمت کی۔ سردار جی نے اس کی ذرہ بھر پراہ نہ کی اور ہم سب انکی رہنمائی میں فاتحانہ انداز میں چھنی کی حدود میں داخل ہوئے۔ چھنی ستیہ گرہ سردار جی کی پبلک زندگی کے بہترین

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کارناموں میں سے ایک تھا۔ ریاست جموں و کشمیر میں صحیح معنوں میں قومی سرگرمیوں کا آغاز دو نامور شخصیتوں کی انتھک اور بے لاگ کوششوں کا مرہون منت ہے۔ ایک لالہ ہنس راج ڈوگرہ (وکیل) جنہوں نے نہ صرف ڈوگرہ صدر سبھا کی بلکہ دوسری سبھا سوسائیٹیوں کی بھی بنیاد رکھی، یہ اُس صدی کے آغاز کی بات ہے۔ اس کے تقریباً پندرہ سال بعد سنت بدھ سنگھ جی نے سرکاری ملازمت میں ہوتے ہوئے بھی، رفاہ عام کے کاموں میں سرگرم حصہ لینا شروع کیا۔ افسوس کے دونوں بزرگ اس وقت ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ لیکن اُن کے کارہائے نمایاں رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔

سردار صاحب کے خلاف بسا اوقات اُن کے اعلیٰ افسروں نے اُنکی پبلک سرگرمیوں کی بابت شکایت کی لیکن حکمرانِ وقت مہاراجہ پرتاپ سنگھ اُن کے حق میں تھے۔ اس لئے آپ کے مخالف آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ تاہم جب آپ نے محسوس کیا کہ سرکاری ملازمت میں رہتے ہوئے وہ عوام کا بھلا نہیں کر سکتے۔ آپ جیسا کہ اوپر آ چکا ہے ملازمت سے مستعفی ہو گئے اور قومی کاموں میں جُٹ گئے۔ بھلا گورنمنٹ اس شخص کی سرگرمیوں کو کب تک برداشت کر سکتی تھی۔ اس کے نتیجے کے طور پر آپ کو ایک سے زاید بار قید و بند کے مصائب برداشت کرنے پڑے۔ کبھی قلعہ باہو میں، کبھی ریاسی جیل میں، کبھی اودھمپور میں، کبھی اپنے آبائی وطن میرپور میں اور کبھی سرینگر کے ہری پربت جیل اور بادامی باغ چھاونی میں۔ لیکن عوام نے آپکو اپنے دلوں میں جگہ دی۔ تین بار آپ نے ڈوگرہ صدر سبھا کے سالانہ اجلاس کی صدارت فرمائی۔ آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کے وجود میں آنے کے بعد آپ دوبار اس کے صدر چُنے گئے۔ اُن دنوں متعدد جماعتوں کے صدر کی حیثیت میں جو انقلاب انگریز تقریریں آپنے کیں وہ جموں و کشمیر کی تاریخ میں سُنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ تقسیم ہند کے بعد شیرِ کشمیر شیخ محمد عبداللہ نے جموں و کشمیر کی وزارت عظمےٰ کی باگ ڈور سنبھالی تو سردار بُدھ سنگھ جی کو اپنی کیبنٹ میں بطور وزیر بحالیات لے لیا اور اس کے ساتھ ہی آپنے مقدور بھر ریفیوجیوں کی سہایتا کی۔ بعد ازاں آپ براڈ کاسٹنگ اور انفرمیشن وزیر مقرر ہوئے جس سے آپ ۱۴، اکتوبر ۱۹۵۰ء کو مستعفی ہو گئے تاہم آپ آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کی مجلس عاملہ کے برابر رکن رہے۔ ریاست کی سیاسیات میں آپکی خدمات کا ریکارڈ نہایت شاندار ہے۔ غریب غربا مزدوروں کسانوں اور محتاجوں کی حاجت روائی میں جو نمایاں حصہ آپنے ادا کیا ہے وہ بلا شُبہ ناقابل فراموش ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سردار بدھ سنگھ جی لگاتار بارہ برس تک ۱۹۵۲ء تا ۱۹۶۴ء تک پارلیمنٹ (راجیہ سبھا) کے ممبر بھی رہے اس طویل عرصہ کے دوران آپ نے سینکڑوں تقریریں کیں اور دل کی عمیق گہرائیوں سے اُن کی جو سچی آواز نکلی بلاخوف و خطر اور پوری قوت کے ساتھ ایوان میں بلند کی۔ بہت کم اصحاب کو اس بات کا علم ہوگا کہ ''جے کسان جے جوان'' کا قومی نعرہ سب سے پہلے سردار بدھ سنگھ جی نے ہی ۱۹۶۴ء میں پارلیمنٹ کے اندر اپنی ایک تقریر کے دوران لگایا تھا۔ اس تقریر میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ملک کی موجودہ حالت اور کام کا اندازہ محض بڑی بڑی عمارتوں اور شہروں کے رنگ و روغن کا منظر دیکھکر نہ لگائیں بلکہ دوسری طرف لاکھوں کچے کوٹھے، گھاس پھوس کے جھونپڑے، بے چراغ ڈیرے اور ان میں رہنے والے بے بس انسانوں کی دردناک حالت بھی تصور میں لائیں اور پھر دیکھیں ونظر دوڑائیں اور سوچیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے تھا ہم نے کیا کیا ہے اور کیا کرنا باقی ہے۔ آپنے مزید فرمایا۔ پانچ فیصد دولت مندوں کے لئے آپ نوے فیصد کسانوں اور مزدوروں کو کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ زرعی اصلاحات کے کام میں دیر کرنا خطرناک نتائج پیدا کرنے والا ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے کام کرنے کے طریقے بڑے لمبے، پیچیدہ اور ڈھیلے ہیں۔

سردار بدھ سنگھ جی ریاست جموں وکشمیر کی اسمبلی، جس کا نام اسوقت ''پرجا سبھا'' تھا کے بھی کچھ وقت ممبر رہے لیکن اس میں سرکاری ممبراں کی اکثریت تھی۔ بقول اُن کے گورنمنٹ اپنے ممبروں یعنی سرکاری ممبروں، نمبرداروں ذیلداروں، پنشنروں وغیرہ کی اکثریت سے من مانا قانون پاس کرالیتی یہ اسمبلی ایک ڈھونگ اور فریب تھا۔'' چنانچہ آپ نے بطور پروٹسٹ اس ممبری سے استعفیٰ دیدیا۔ آپ چند ایک کتابوں کے مصنف بھی ہیں جن میں آپنے کسانوں مزدوروں غریب غرباء ہریجنوں کی بدحالی کا نقشہ کھینچا ہے اور ان لوگوں کے سدھار پر اپنا زور قلم صرف کیا ہے۔ یہ کتابیں ہیں۔ کسان کی داستان۔ غریبوں کے دُکھ کا علاج۔ درد دِل انصاف کی تلاش۔ اس کے علاوہ آپکے سینکڑوں مضامین تقریریں اور بیانات جو سب کی سب حُبِ وطن اور انسانیت کے جذبہ سے لبریز ہیں اخبارات میں بھی چھپے ہیں۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

مجاہدِ آزادی

رشید تاثیر

تحریک آزادی کشمیر کو جن لوگوں نے اپنے بلند عزائیم، حوصلے اور قیادت سے سنوارا ہے اُن میں تیاگ مورتی مہاتما بدھ سنگھ کا نام سرِ فہرست ہے۔ آئندہ کا مورخ جب تحریک حریت کشمیر کو رقم کریگا تو سردار بدھ سنگھ کا نام اُن کی بے لوث قیادت کی بنیاد پر ریاست کے صفِ اول کے قایدین کے زمرہ میں سنہری حروف میں لکھے گا۔

تیاگ مورتی مہاتما بدھ سنگھ مئی ۱۸۸۴ میں میر پور کے ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اکانوے برس کی عمر پا کر ۱۴، مئی ۱۹۷۵ء کو اس عالم فانی سے رخصت ہوئے۔ چونکہ ان کی والدہ بابا گورونانک جی سے زبردست عقیدت رکھتی تھیں۔ آپ نے انہی کے مذہب کو اپنا لیا۔ اور سدا کے لئے اسی کے پیرو ہوئے۔ آپ نے اپنا تعلیمی دور جموں، سرینگر اور لاہور میں مکمل کیا۔ ریاستی حکومت میں نائب تحصیلدار کے عہدے پر تعینات ہوئے۔ ان کی دیانتداری اور فرض شناسی نے انہیں جلد ہی تحصیلدار اور بعدازاں وزیر وزارت یعنی ڈپٹی کمشنر کے عہدے پر پہنچایا۔ مگر ان کے دل میں ریاستی عوام کی بے بسی اور مظلومیت کانٹے کی طرح کھٹکتی رہی۔ بھلا ایسے دل و دماغ والے انسان سرکاری ملازمت پر کہاں تک قناعت کر سکتے۔ ۱۹۲۵ء میں آخر وہ دن بھی آ گیا۔ جب انہوں نے ڈپٹی کمشنر کے عہدے کو چھوڑنے کا پکا ارادہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ادنیٰ سرکاری ملازمت کے لئے ریاستی باشندے سر دھڑ کی بازی لگایا کرتے تھے۔ پھر کہیں جس کسی کو سرکاری ملازمت ملتی تھی تو وہ اُسے جوئے شیر کے مترادف سمجھتا تھا۔ لیکن ایک مہاتما بدھ سنگھ جی تھے۔ جنہوں نے سرکاری ملازمت محض ریاستی عوام کی آزادانہ خدمت گذاری کے لئے چھوڑ دی اور ایسا کوئی غیر معمولی کردار کا آدمی ہی کر سکتا تھا۔

سرکاری ملازمت کے دوران آپ نے اپنے فرائیض نہایت ایمانداری اور قابلیت سے انجام دئے۔ حالانکہ اُس زمانے میں کمشنر بندوبست مسٹر ٹال بٹ (جو ایک انگریز تھا) نے ان کی احسن کارکردگی سے محفوظ ہو کر ان کے اعزاز میں ایک خاص تقریب میں ''پروانہ خوشنودی'' پیش کیا۔ مہاتما بدھ سنگھ نے دوران ملازمت ریاست کے انگریز وزیر اعظم مسٹر ویکفیلڈ کے جابرانہ اقدامات پر اُس سے زبردست ٹکر لی۔

آپ نے ریاستی عوام میں سیاسی و اقتصادی بیداری پیدا کرنے کیلئے کئی پمفلٹ تحریر کئے۔ جن میں ''مسودہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ملازمت'' کسان کی داستان'' ''غریبوں کے دُکھوں کا علاج'' ''فریادِ رعیت'' ''انصاف کی تلاش'' ''دردِ دل'' ''میری کراچی یاترا'' نے کافی شہرت حاصل کی۔ ان پمفلٹوں میں جہاں مہاتما بدھ سنگھ نے ریاستی عوام کی زبوں حالی اور جاگیردارانہ نظام کی چیرہ دستیوں کا تفصیل سے تذکرہ کیا۔ وہاں ان سے نجات پانے کیلئے ریاستی عوام کو انتباہ کرتے رہے کہ وہ اپنے آپ کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کریں۔ اور ظالم کے سامنے مظلوم بنکر رہنے پر قناعت نہ کریں۔ چنانچہ ان کی اس جرآت مندانہ تحریروں اور تقریروں کی بناء پر انہیں تین بار ڈوگرہ سبھا کا صدر چنا گیا۔ گو کہ ڈوگرہ سبھا ریاستی شاہی خاندان کے زیرِ سرپرستی تھی۔ مگر مہاتما بدھ سنگھ نے ڈوگرہ سبھا کو ایک عوامی پلیٹ فارم میں تبدیل کیا۔ اب ڈوگرہ سبھا کے پنڈال سے شاہی خاندان کی قصیدہ گوئی کے بجائے عوامی مسائل اُبھر کر نہ صرف شاہی خاندان کے افراد کی نیندیں حرام کرنے لگے۔ بلکہ عوام میں احساس پیدا ہونے لگا کہ ان کے مصائب کا علاج شاہی خاندان کی بے جا ہاں میں ہاں ملانے میں نہیں بلکہ اقتدار میں برابر کا شریک ہونے میں ہے۔

چنانچہ ۱۹۲۵ء میں جب آپ کو ڈوگرہ سبھا کی صدارت کے فرائض تفویض ہوئے۔ تو آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں کہا۔

''چونکہ جب مظلوموں کی آہیں اُس مالک کل تک پہنچتی ہیں تو اُس کی طرف سے خاص انسانی ہستیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جو ہمہ تن خلق خدا کی خدمت اور تمام بے انصافیوں، خرابیوں کو دُور کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیتی ہیں۔ اور یہ ایسی صورت میں ہوتا ہے جبکہ راجہ پرماتما کے دئے ہوئے اختیارات، طاقت، اقتدار کا استعمال قانونِ قدرت کے مطابق آزادی، مساوات، حق وانصاف سے نہیں کرتا''۔

سردار بُدھ سنگھ نے ڈوگرہ سبھا کے تیرہویں اجلاس منعقدہ جموں ۱۹۲۵ء کے اپنے خطبہ صدارت میں جاگیردارانہ حکومت کو اشاروں اور کنایوں میں ریاستی عوام کی زبوں حالی کے بارے میں ہدفِ ملامت بنایا۔ خطبہ صدارت کا یہ اقتباس قابلِ غور ہے۔ جس میں آپ نے باتوں باتوں میں ریاستی عوام کی تکالیف ومصائب کا تذکرہ کیا ہے۔

''ہماری تکلیف ونقصان کے باعث اور ان میں دن بدن اضافہ کرنے والے حسب ذیل امور ہیں۔ تمام خرابیاں، بداعتمادی، نفرت پھیلانے والی، مذہب کو سلب کرنے والے قوانین اور نوٹیفکیشن، رشوت ستانی۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

مقدمہ بازی، پنچایت سسٹم کا نہ ہونا، بیگار، درختان توت کے مطابق قانون، تعلیم، صنعت وحرفت کے کارخانوں کا نہ ہونا کاریگروں کی حوصلہ افزائی نہ کرنا۔ شراب نوشی، سگریٹ، تمباکو، چرس، چنڈو وغیرہ منشیات، بردہ فروشی، عدم موجودگی، تدابیر انسداد قحط، کاہچرائی وآبیانہ اور بندوبست دوامی کی پیچیدگیاں تعلیم کا عام فہم اور پھر مذہبی اور قومی نہ ہونا۔ بدیشی کپڑے اور دیگر غیر ضروری نمایشی اشیاء کا استعمال، کنڈی علاقہ جات میں پانی کی قلت، انتظامی وجوڈیشل اختیارات کا جداگانہ نہ ہونا۔ قصبہ جات، دیہات، مفصلات میں صفائی کا انتظام نہ ہونا، انسانی بیماری، مویشیوں کی بیماری کا خاطر خواہ علاج نہ ہونا، رفاہ عام کے لئے سڑکیں اور پگڈنڈیوں کا مفقود ہونا کم تنخواہ چھوٹے ملازمین کیلئے رشوت ستانی کا باعث ہے''۔

مگر اس سب کے باوجود سردار بُدھ سنگھ ڈوگرہ سبھا کے پلیٹ فارم سے بھی وسیع پنڈال کی تلاش میں تھے۔ چنانچہ ۱۹۳۱ء میں جب سرینگر میں یہاں کے شہریوں نے شہری حقوق اور مکمل مذہبی آزادی حاصل کرنے کے لئے تحریک شروع کی۔ اور جو بعد ازاں مکمل سیاسی طور پر مسلم کانفرنس کے نام سے وجود میں آئی۔

مسلم کانفرنس کے پنڈال سے جہاں مسلمانوں کے غصب شدہ حقوق کا تذکرہ کیا جانے لگا۔ وہاں ریاست کے جملہ غیر مسلموں کے حقوق بحال کرنے کے لئے بھی زور وشور سے مطالبات ہونے لگے۔ مسلم کانفرنس کے زعماء جب کوئی بات کرتے تھے یا تحریک چلاتے تھے۔ تو وہ اُسے مسلم کہکر محدود نہیں بناتے تھے۔ بلکہ ریاست کے اقتصادی، سیاسی اور آبادی کے جملہ طبقوں کے حالات زیر نظر رکھکر اُن کا حل تلاش کرتے تھے۔ مسلم کانفرنس کا یہ طریقہ کار غیر مسلموں کو بھی بھانے لگا۔ البتہ اکثر غیر مسلم دانشور محض مسلم نام کی وجہ سے اس پلیٹ فارم۔ کے قریب آنے سے کتراتے تھے۔ مگر سردار بدھ سنگھ اُن چند دوراندیش غیر مسلم ریاستی سیاستدانوں میں سے ایک ہیں۔ جنہوں نے مسلم کانفرنس کے سٹیج کو ایک موزوں فورم قرار دیکر اس سٹیج سے اللہ اکبر کے نعروں کے درمیان اپنے بُلند خیالات کا اظہار کرنا شروع کیا۔ ان کی تقلید کرتے ہوئے کئی دوسرے غیر مسلم رہنماؤں نے بھی مسلم کانفرنس کے سٹیج پر جاگیردارانہ نظام کو للکارنا شروع کیا۔

چنانچہ ۱۷، اکتوبر ۱۹۳۴ء کو ریاستی اسمبلی کا پہلا اجلاس جموں میں منعقد ہوا۔ جس میں سردار بُدھ سنگھ نے میرپور پونچھ کے سکھوں کے منتخب نمائندے کی حیثیت میں شرکت کی۔ یہ اجلاس ۲، نومبر ۱۹۳۴ء تک جاری رہا۔ اس [illegible] وزیر اعظم نے ریگولیشن آف ۱۹۹۱ جو کہ اپریل ۱۹۳۴ء کے تیسرے ہفتے میں شائع ہوا تھا پڑھکر سُنایا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جس میں مجوزہ اسمبلی کے اختیارات درج تھے۔ اور مہاراجہ ہری سنگھ کی طرف سے اسمبلی کے وجود میں آنے پر پیغام تہنیت بھی شامل تھا۔

اسمبلی کے اس سیشن میں مسلم کانفرنس پارٹی کے لیڈر میاں احمد یار خان نے اپنی جماعت کا نقطہ نظر پیش کرتے کہا ''اس وقت جو ڈھانچہ پیش کیا گیا اور جو آئین ہمارے سامنے رکھا گیا ہے۔ اس سے بہتر آئین کے ریاستی عوام مستحق ہیں''۔

اسمبلی میں سردار بدھ سنگھ واحد غیر مسلم رہنما تھے جنہوں نے میاں احمد یار خان کی تائید کی۔ اور حکومت پر زور دیکر کہا کہ وہ اُس آئینی خاکے کو کالعدم قرار دیکر ریاستی عوام کے منتخب ممبروں کو ریاست کے لئے آئین سازی کا کام سونپ دے۔ اس طرح جو آئین تیار ہوگا وہ زیادہ بہتر اور عوامی اُمنگوں کا ترجمان ہوگا۔ جموں کی ڈوگرہ سبھا نے بھی مسلم کانفرنس کے نقطہ نظر کی تائید کی۔

۲۵۔۲۶۔۲۷، اکتوبر ۱۹۳۵ء کو مسلم کانفرنس کا چوتھا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس کے بعد ریاست میں ہندو مسلم اتحاد کی واضح شکل ذمہ دار اسمبلی ڈے منانے کی صورت میں سامنے آئی۔ مئی ۱۹۳۶ء کو ریاست کے طول و عرض میں ذمہ دار اسمبلی ڈے منایا گیا۔ اکثر مقامات پر غیر مسلموں کی صدارت میں جلسے و جلوس نکالے گئے اور قراردادیں پاس کی گئیں۔

جولائی ۱۹۳۶ء میں متحدہ قومیت کی بنیاد ڈالنے کے لئے ہندو مسلم اور سکھ نوجوانوں نے کشمیر یوتھ لیگ کی بنیاد سردار بدھ سنگھ کی سرپرستی میں ڈالی۔ ۲۹، اکتوبر ۱۹۳۶ء کو سردار بدھ سنگھ نے اسمبلی کے سرینگر اجلاس میں اسے ''کھلونا اسمبلی'' پکارتے ہوئے ایک ولولہ انگیز تقریر کے بعد اپنا استعفیٰ پیش کیا۔ ان کی اس حُب الوطنی اور قوم پرستی کی تائید کرتے ہوئے مسلم کانفرنس کے منتخب ممبران نے ۲۷ نومبر ۱۹۳۶ء کو بجٹ کا بائیکاٹ کرتے ہوئے کاہچرائی بل کو واپس نہ لئے جانے پر استعفیٰ دے دیا۔

۱۸، اگست ۱۹۳۸ء کو مسلم کانفرنس نے ذمہ دار نظام حکومت ڈے کے طور پر منایا۔ سرینگر شہر میں جو جلوس اس ضمن میں ترتیب دیا گیا۔ اُس کی قیادت شیخ محمد عبداللہ اور بدھ سنگھ اپنے کندھوں پر ذمہ دار نظام حکومت کی تختیاں لئے کر رہے تھے۔

۲۷، اگست ۱۹۳۸ء کو قومی مطالبہ کے نام سے ریاستی رہنماؤں نے ایک دستاویز مرتب کی۔ جس میں حکومت

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji H.S (Retd) Collection Jammu

سے مطالبہ کیا گیا کہ ریاست کے موجودہ طرز حکومت کو بدل کر ایک ذمہ دارانہ نظام حکومت قائم کیجائے کابینہ وزارت جموں وکشمیر کی مجلس قانون ساز کے سامنے جوابدہ ہو مجلس قانون ساز کُلی طور پر ایسے حلقہ جات سے منتخب شدہ ارکانی پر مشتمل ہوگی جو حلقہ جات حق رائے دہی بالغاں کی بنیاد پر قائم کئے جائیں گے۔ مجلس قانون ساز کا انتخاب مخلوط بنیادوں پر ہوگا۔ اور اقلیتوں کو اُن کے جائز لسانی، مذہبی، تمدنی، سیاسی اور اقتصادی تحفظات دئے جائینگے ریاست کے تمام باشندے بلا امتیاز مذہب وملت، رنگ ونسل حفاظتی افواج میں بھرتی ہونے کے مستحق ہونگے۔ مہاراجہ ہری سنگھ کی رعایا کو کوئی بھی فرد ضمیر کی آزادی، حق جائداد، حق انجمن سازی، تحریر وتقریر سے روکا نہیں جا سکے گا۔ وغیرہ اس دستاویز پر دستخط کرنے والوں میں سردار بُدھ سنگھ بھی شامل تھے۔ دستاویز کے مشتہر ہوتے ہی جاگیردارانہ نظام نے نہ صرف دستخط کنندگان کو گرفتار کرلیا۔ بلکہ ان کے دوش بدوش عام لوگوں کو بھی قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنے پر مجبور کیا۔

چھ ماہ قید کے بعد جب سردار بدھ سنگھ دوسرے رفقاء کے ساتھ رہا کئے گئے۔ تو انہوں نے ایک قومی تنظیم ترتیب دینے پر سنجیدگی سے غور کرنا شروع کیا۔ پھر جب مسلم کانفرنس نیشنل کانفرنس میں تبدیل ہوئی۔ سردار بُدھ سنگھ اس قوم پرست جماعت کے صف اول کے رہنماؤں میں شمار ہونے لگے۔ چنانچہ آپ واحد غیر مسلم رہنما ہیں جو نیشنل کانفرنس کے دوبار صدر چُنے گئے۔

۱۹۴۰ء میں سردار بُدھ سنگھ کو پہلی بار نیشنل کانفرنس کے صدر کے فرائض تفویض ہوئے۔ ان دنوں ریاست کے وزیراعظم سرگوپال سوامی آئینگر تھے۔ انہوں نے مہاراجہ ہری سنگھ کو قانون اسلحہ اور حکومت کے زیر انتظام تعلیمی اداروں میں فارسی رسم الخط کے دوش بدوش دیوناگری رسم الخط رائج کرنے کا مشورہ دیا۔ چونکہ دونوں تجاویز میں حکومت کو اپنے مقاصد کی تکمیل نظر آنے لگی۔ اس لئے ان پر فوری عملدرآمد شروع کرنے کی پہل کی گئی۔

۲۴۔۲۵، نومبر ۱۹۴۰ء کو نیشنل کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی نے سردار بدھ سنگھ کی قیادت میں کیبنٹ آرڈر کو غیر دانشمندانہ اور شرانگیز قرار دیا اور ان احکامات کی مذمت کر کے حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ اِن احکامات کو واپس لے۔

نیشنل کانفرنس نے صرف اتنے پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ صدر سردار بدھ سنگھ نے وزیراعظم گوپال سوامی آئینگر کو کئی خطوط لکھے نتیجے کے طور پر حکومت قانون اسلحہ کے بعد فارسی دیوناگری، رسم الخط کو رائج کرنے کی ہمت کھو

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

بیٹھی۔

۲۴، اگست ۱۹۴۱ء کو سرینگر میں نیشنل کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں سردار بدھ سنگھ کو ایک اور بار صدارت کے فرائیض تفویض ہوئے۔ اس اجلاس میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر پشاور سے خان عبدالغفار خان آئے تھے۔ اور انہوں نے سردار بُدھ سنگھ کی صدارت میں کانفرنس کے کھُلے اجلاس سے خطاب کیا۔ سردار بُدھ سنگھ نے اپنے خطبہ صدارت میں برطانوی حکومت سے مخاطب ہو کر کہا۔

۳، ستمبر ۱۹۳۹ء کو ہندوستان کے کانوں نے ناگاہ یہ آواز سُنی کہ ہندوستان بھی اس جنگ (دوسری جنگ عظیم) میں شریک ہے۔ اُس وقت ہندوستانیوں کو نئے سرے سے احساس ہوا کہ غلامی کیا چیز ہے اور ایک آزاد قوم اور غلام قوم میں کیا فرق ہے۔ اس اعلان کے بعد ہندوستان کے رہنماؤں نے بار بار برطانوی حکومت سے دریافت کیا کہ اس جنگ کا مقصد کیا ہے اور اگر وہی مقصد ہے جس کا بار بار اعلان کیا جا رہا ہے۔ یعنی جمہوریت و آزادی کا تحفظ، تو پھر ہمیں بھی بتلایا جائے کہ ہم کب تک ان پاک اور زندگی بخش اصولوں میں حصہ دار ہونے کے قابل سمجھے جائیں گے''۔

ہندوستانی والیان ریاست کے اس اعلان پر کہ وہ نازی جرمنی کے مظالم کا مقابلہ کرنے اور دنیا کی جمہوریت اور آزادی کو ہٹلر کے پنجہ سے بچانے کے لئے تیار ہیں۔ سردار صاحب نے جواب دیتے ہوئے اپنے خطبہ صدارت میں کہا۔

''اگر ہندوستان کی دیسی ریاستوں میں نوابوں، مہاراجوں کی رعایا اُس آزادی کے حقوق سے مستفید ہوتی۔ جس آزادی اور جمہوریت کو بچانے کیلئے سات سمند پار اپنی جانی اور مالی امداد پیش کرنے کا اعلان فرمایا جاتا ہے۔ مگر ریاستوں کے اندر کیا صورت ہے؟۔۔۔۔ اگر ہندوستان کو ایک بڑا جیل خانہ تسلیم کر لیا جائے۔ تو دیسی ریاستیں اُس جیل خانے کی کال کوٹھڑیاں ہیں۔ ہندوستان کی دیسی ریاستوں میں انسانی آزادی پر جو پابندیاں عائید ہیں ترقی کے اس دور میں اُن کی مثال شاید افریقہ کے جنگلوں میں بھی ملنی مشکل ہو''۔

خطبہ صدارت میں ریاست جموں و کشمیر کا نقشہ کھینچتے ہوئے آپ نے کہا۔ ''ہماری ریاست جو ۸۴ ہزار مربع میل کے رقبہ اور چالیس لاکھ سے زائید انسانی آبادی پر مشتمل ہے۔ شمالی ہندوستان کی اہم ترین ریاست ہے جس کی سرحدیں تبت، چین، روس اور افغانستان سے پیوست ہیں اور اس ریاست کی اس سرحدی پوزیشن کا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IIFS Retail Collection Jammu

تقاضہ ہے کہ اس کے باشندے صرف اپنی بقا کو تمام ہندوستان کی سلامتی کے لئے ایک مضبوط اور ناقابل تسخیر دیوار ثابت ہوں۔ مگر یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب ریاست کے رہنے والوں کی علمی، اقتصادی، جسمانی، دماغی، معاشرتی اور سیاسی ترقیات ضروریات زمانہ کے مطابق ہوں۔ اور ان پر ایک نظامِ حکومت کارفرما ہو۔ جو ذمہ دار ہونے کے باعث قومی ترقیات کی نشو ونما میں ممد ثابت ہو سکے۔ مگر حالات بدقسمتی سے یہ ہیں کہ کشمیر بیرونی لوگوں کے لئے جنت نظیر ہونے کے باوجود اپنے باشندوں کے لئے جہنم کا نمونہ ہے۔ وہ اسکی فضا میں آزادی سے سانس تک نہیں لے سکے۔ وہ سیاسی غلامی کے علاوہ اب تو نئے قانون اسلحہ کے ذریعہ نہتے بھی کردئے گئے ہیں۔ انہیں اسمبلی کے نام سے ایک کھلونا سپرد کیا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کی شکل وصورت بھی بگاڑ دی جاتی ہے کہ وہ ایک بے جان لاش بن کر رہ جاتی ہے''۔

سردار صاحب نے اپنے خطبہ صدارت میں مختلف موضوعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے ریاستی باشندوں پر مصائب اور اُن کے ازالہ کے لئے بہت کچھ کہا۔ ناقص تعلیمی طریقہ کار کو بہتر بنانے کے لئے اپنے زرّیں مشوروں سے سنوارا، صحت وتندرستی، بے روزگاری، جنگلات، محکمہ مال، پولیس، امداد باہمی، محکمہ اطلاعات، وزیراعظم کی ڈکٹیٹرشپ، اسمبلی قائیم کرنے کا مقصد، ذمہ دار نظام حکومت، مذہب کی آڑ میں سرمایہ داری غیر ذمہ دار حکومت کے داؤ پیچ، کھوکھلے سرکاری اعلانات اور نیشنل کانفرنس کا عندیہ کے عنوانات کے تحت مختلف موضوعات پر بحث وتمحیص کی اور ریاست کے لوگوں کو نیشنل کانفرنس کے جھنڈے تلے منظم ہوکر آزادی اور عوامی کامرانی کے لئے جدوجہد کرنے پر زور دیا۔

کویٹ کشمیر تحریک کے دوران آپ نے کئی عوامی جلسوں سے خطاب کیا۔ اور گرفتار ہوئے۔ ان پر بھی بغاوت کا مقدمہ دائیر ہوا۔ عدالت میں آپ نے بعہ نامہ امرتسر کو'' دو ڈاکوؤں کے درمیان چوری کے مال پر معاہدہ قرار دیا۔'' ۱۹۴۷ء میں جب ہندوستان آزاد ہوا۔ ریاست میں شیخ صاحب کی قیادت میں حکومت قائیم ہوئی۔ آپ کو وزارت اطلاعات کا قلمدان سونپا گیا۔ اس عہدے پر آپ ۱۹۵۰ء تک فائیز رہے۔ ۱۹۵۲ء سے ۱۹۶۴ء تک آپ ممبر پارلیمنٹ رہے۔ آپ ایک اعلیٰ پایہ کے مقرّر اور مصنف تھے۔ آپ کی زندگی بلند خیالات اور ایثار کی مجسّمہ تھی۔ آپ کی وفات پر ریاست کی تقریباً تمام سیاسی جماعتوں نے ماتمی جلسے کئے اور لمبے چوڑے بیانات اخباروں میں داغے۔ مگر تاحال کسی جماعت یا حکومت نے اس عظیم شخص کے نام پر کوئی یادگار

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

قائیم کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ حالانکہ تاحال شیخ صاحب کی موجودہ حکومت نے بھی اس سلسلے میں کوئی قدم نہیں اُٹھایا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ موجودہ حکومت جس کے سربراہ جناب شیخ محمد عبداللہ ہیں اور جو سردار بدھ سنگھ کے نہ صرف قریبی ساتھی رہے ہیں بلکہ ان دونوں نے ریاست کی آزادی اور خوشحالی کے لئے ایک لمبی لڑائی لڑی ہے۔ اس لحاظ سے بھی شیخ صاحب پر یہ فرض عائید ہوتا ہے کہ اس فقیرانہ زندگی بسر کرنے والے بے لوث قائد کی ایک شاندار یادگار قائیم کرنے میں مزید تاخیر نہ کی جائے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ملک عبدالغنی سوپوری

میری واقفیت کے مطابق سردار بدھ سنگھ جی نے اپنی زندگی سرکاری ملازمت سے شروع کی۔ اور اُنکی ملازمت کے سلسلہ میں پاکیزگی اور درد دل کے اثرات لوگوں کے دلوں میں برابر موجود ہیں۔ لیکن حقیقت میں سردار بدھ سنگھ جی تحریک کشمیر کے حقیقی بانی ہیں۔ اور سب سے پہلے وہی وقت کے شاہی عتاب کے شکار ہوئے ہیں۔ سردار جی کو جن حالات نے تحریک میں کودنے پر مجبور کیا۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

انہوں نے کہا کہ

کلیجہ تھام لو۔ اب دل جلے فریاد کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ ''ریاست پنجاب کے حدود سے لیکر تبت، چین اور روس کی سرحد تک شمالاً، جنوباً تین سو میل چوڑی اور چینی تبت سے لیکر صوبہ سرحد تک ساڑھے تین سو میل غرباً چوڑی ہے۔ اس میں دو بڑے صوبے جموں وکشمیر ہیں اور تیسرا سرحدی علاقہ ہے جو ضلع لداخ گلگت اور پونچھ پر مشتمل ہے۔ اسمیں مختلف علاقہ جات ہیں۔ اور ان کے اندر کئی فرقے، مذہب اور نسل کے لوگ ہیں۔ جن کا تمدّن، کلچر، زبان لباس، رسم ورواج، خوراک اور طرز زندگی مختلف ہے۔ قریباً چالیس لاکھ کی آبادی ہے۔ اس ملک کے اندر آج تک سینکڑوں بادشاہ حکومت کر چکے ہیں۔

صدیوں سے یہاں کے باشندے خاصکر کسان اور مزدور طبقہ غربت، غلامی اور مظلومیت کا بُری طرح شکار رہے ہیں۔ اور ابھی تک باوجودیکہ ممالک وقومیں آگے بڑھ چکی ہیں۔ یہ بدنصیب ملک ابھی تک بدستور سابقہ نامعقول خودسرانہ دور میں رہتا ہوا عجیب قسم کے حالات میں پسماندگی کا شکار ہے۔ اس ریاست کی سالانہ آمدنی 2.5 کروڑ روپیہ ہے۔ اس میں ۶۲ لاکھ روپیہ کسٹم اور باقی جنگلات وریشم خانہ کی بڑی رقوم شامل ہیں۔ قریباً ڈیڑھ کروڑ روپے براہ راست عوام خاصکر غریب کسانوں جن کی تعداد ۹۵ فیصدی ہے، سے وصول ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں تقریباً ۲ کروڑ روپے تو صرف بھاری تنخواہوں، عملہ فوج وپرائیویٹ شاہی اخراجات پر خرچ ہوتا ہے۔ باقی پچاس لاکھ میں سے پبلک ورکس تعلیم وشفاخانوں پر خرچ ہوتا ہے۔ اس کا تھوڑا بہت

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

حصہ دیہات پر خرچ ہوتا ہے۔ حالانکہ بمقابلہ شہریوں کے دیہاتی لوگ خاصا روپیہ خزانہ میں جمع کرتے ہیں۔ یہ ایک زراعتی ملک ہے اور یہاں ۹۵ فیصد کسان اور مزدور آباد ہیں۔ اُن پر جو کُچھ گذرتی ہے۔ اور اب تک جس مصیبت اور دُکھ کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس کی کیفیت دردناک اور دل ہلا دینے والی ہے۔

آبادی دو طبقوں میں تقسیم ہے۔ لہذا دو مختلف جماعتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو اقتصادی اور سیاسی پہلو میں ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑی ہیں۔ قریباً ۶۰ لاکھ انسانوں میں سے ۸ لاکھ ہندو اور ۶۰ ہزار سکھ، ۳۰ لاکھ مسلمان اور ۶۰ ہزار دیگر ذاتوں کے لوگ آباد ہیں۔ اور برابر دو جماعتوں میں منقسم ہیں۔ ایک جماعت میں رئیس، راجے نواب، جاگیردار، سرمایہ دار، دولت مند، کارخانہ دار، ساہوکار، ملازمین سرکار، ذیلدار، نمبردار، اور وہ آسودہ لوگ ہیں، جن کے مفاد خصوصی کا تحفظ موجودہ غیر ذمہ دار نظام حکومت کا مرہون منت ہے۔ ان میں بدقسمتی سے مذہبی پرچارک، گیانی، پنڈت، سنت، سادھو کہلانے والے خاصکر جو بڑی گدیوں زیارت گاہوں کے مالک ہیں۔ اور بڑے بڑے ڈیروں اور مٹھوں پر قابض ہیں۔ اور جن کو چڑھاوا وغیرہ کے ذریعہ روپیہ ملتا ہے، بھی شامل ہیں۔ یہ لوگ اپنے اپنے فرقہ کے سادہ لوح لوگوں کی طرف سے انہیں بہشت، دوزخ، نجات۔ وصال باری، ایشور ملاپ، راحت ابدی کی اُمید دلا کر اور پھر تقدیر اور قسمت کے چکر میں ڈالکر خاصا روپیہ وصول کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے خالی لفظی گیان جنتر منتر وغیرہ پرچار کے بہانہ سے تمام مادی طاقت، تموار بندوق کے بغیر ہی اپنے زیر اثر لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا رکھا ہے۔ اور انکو گمراہ کر کے ان کو نہ صرف کسی نہ کسی طرح لوٹا جاتا ہے۔ بلکہ یہ لوگ موجودہ غیر ذمہ دار نظام کے ہاتھوں کو مضبوط کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ اور ان متولیوں، سجادہ نشینوں، پجاریوں اور مٹھ دھاریوں اور بھگتوں کو کچھ دِلا کر حکومت اپنے قابو میں رکھتی ہے اور موقعہ پڑنے پر ان کی پوزیشن سے ناجائیز فایدہ اُٹھاتی ہے۔

دوسری جماعت میں کسان، نادار مزدور اور پریشان حال بیکار نوجوان جن میں تعلیم یافتوں کی بھی کافی تعداد ہے۔ موجود ہیں اور ان کے علاوہ بھی کئی مظلوم ضرر رسیدہ ہیں۔ ان ہر دو جماعتوں میں مذہب وملت اور فرقہ کے آدمی ہیں۔ اب دوسری جماعت کی درد وغم کی کہانی اور کیفیت سُنئے۔

میرے دل ودماغ میں دنیاوی عیش وآرام اور تفریح کی قطعاً کوئی گنجائیش نہیں ہے کیونکہ۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہر درد مندوں کو رونا ہر اک زاں لوگے

بے ہوش جو پڑے ہیں شاید انہیں جگا دے۔

گذشتہ نصب صدی میں میری آنکھوں نے کئی رنگ دیکھے غریب باشندگان ملک کو اذیت دینے، عذاب پہنچانے کے کئی لرزہ خیز بھیانک نظارے دیکھے۔ ڈھائی من سے تین من تختہ کے بڑے صندوق جو اونٹوں پر جموں سے کشمیر لائے جاتے تھے، اور جو بارش کی وجہ سے بانہال چڑھائی نہیں چڑھ سکتے تھے ایک ایک بیگاری کی پیٹھ پر رکھ دیئے گئے، جب وہ اُٹھا نہ سکے تو وہ دو دو کے سُپرد کر دیئے گئے۔ اب اس قدر بلندی، دشوار گذار چڑھائی کے راستے پر اتنے بھاری بوجھ کو اُٹھا کر پیر پنچال پر چڑھانا کسقدر مصیبت اور عذاب ہے۔ ان مصیبت کے مارے بیگاریوں کو خون کے آنسو روتے دیکھا اور اس طرح کشتوار، رام بن کے علاقہ جات میں ۱۴، ۱۵ ہزار فٹ بلندی پر برفانی چوٹیوں پر ڈیڑھ ڈیڑھ من پختہ بوجھ پیٹھ پر اُٹھائے شدّت کی گرمی میں بیگاریوں کو پہاڑ پر چڑھتے دیکھا۔ ان کے دم پھول رہے ہیں۔ پسینہ سے تربہ تر ہیں۔ انکی پیٹھ چھیلی ہوئی زخمی دیکھی اور پھر سخت سردی اور برف میں بمعہ بوجھ کے پھسلتے گرتے دیکھا۔ برف سے اکثر بیگاریوں کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں خراب ہوتے ہوئے دیکھیں۔ ان کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں بیگاریوں کو گرفتار کئے ہوئے اور کئی کئی دن ایک جگہ بھیڑ بکریوں کی طرح زیر حراست رکھے ہوئے دیکھا، اور کئی دن گھروں سے غیر حاضر رہنے سے اُن کے مال مویشی، بال بچے، بیوی کی حالت خراب دیکھی۔ ان بیگاریوں میں کشمیر اور بانہال میں مسلمان، باقی جگہوں میں ہندو، جن میں ٹھاکر جنہیں اب راجپوتوں میں شمار کیا جاتا ہے اور اچھوت، ہریجن سب ہی شامل ہیں، جو بیگار میں پکڑے جاتے ہیں۔

اتنا ہی نہیں بلکہ چھوت چھات کا شدید ترین نفرت آمیز رویہ دیکھا، غریب اور نادار لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے بے موت مرتے دیکھا۔ ساہوکاروں، سرمایہ داروں کا جور و جبر اور عوام کی کمائی کا استحصال کرتے تھے۔ جیل میں بے کس اور بے بس لوگوں کو کسمپرسی کی حالت میں دیکھا۔ رشوت ستان افسروں اور ادنےٰ ملازموں کا لوٹ کھسوٹ اور درندہ پن دیکھا۔ پولیس کی بربریت اور لاقانونی نظام دیکھا۔ اور یہی وہ باتیں ہیں جن کو سنگ دل آدمی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

ابھی تک میں ملازم سرکار ہی تھا۔ اور کشمیر میں ملازمت کے سلسلہ میں رہ چکا تھا۔ اور سب حالات میرے دل و

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IPS (Retd) Collection Jammu

دماغ میں اُتر چکے تھے اور میں اکثر اُن خیالات میں گرمند ہو کر رات کو نہیں سو سکتا تھا۔ میرے دل و دماغ میں جوش تھا ولولہ تھا اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ رہا تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے۔ اور اس حال میں میں نے ۱۹۷۷ء بکرمی میں رخصت حاصل کی اور کشمیر آیا۔ کشمیر میں میں پہلے رہ چکا تھا۔ اور یہاں مزدوروں، کسانوں کے ساتھ بیرحمی دیکھی۔ بیگاریوں کے ننگے جسم پر ہنٹر لگتے دیکھا۔ یہاں جب بھی کسی صاحب کا ڈھیرہ آتا۔ وہ سپاہی ہو، یا پٹواری یا اور کوئی صاحب تو لوگوں کو جبراً بیگاری کے لئے پکڑا جاتا تھا۔ انتہا یہ درجہ کی بے رحمی دیکھی تو اس اثناء میں مجھ سے رہا نہ گیا تو ''فریاد رعیت'' کتاب لکھی اور اس کتاب میں بے پناہ مظالم بے رحمیوں، ناانصافیوں کا کسی حد تک تفصیل سے فوٹو پیش کیا۔ اور فوراً ہی بعد دوسری کتاب ''ملازمت کی زندگی''، لکھی اور چھپوانے سے پیشتر سرینگر حضوری باغ میں عوام کو جمع کر کے ہر دو مذکورہ کتابوں میں لکھے گئے المناک واقعات اور کتاب لکھنے کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ ان ہر دو کتابوں کو گورنمنٹ نے زیر ضبطی لایا۔ اور چھپوانے کی ممانعت کر دی اور بندہ (سردار بدھ سنگھ) کو جموں سے سرینگر اور پھر گلمرگ میں جوابدہی کے لئے طلب کیا۔ یہ کشمیر کے دور غلامی میں پہلا دن تھا۔ جبکہ حکومت کا سلوک اپنی رعایا کے ساتھ طشت از بام کیا گیا۔ اور یہ بات درست ثابت ہوئی کہ ؎

بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

کیونکہ اس واقعہ کے بعد مسلسل کسی نہ کسی کونے سے مظلوموں کی آواز کمزور یا زوردار نکلتی رہی۔ لیکن اس سلسلہ میں کوئی بہادر لیڈر یا کوئی منظم جماعت سامنے نہیں آئی۔ اور میں (بدھ سنگھ) تمام عیش و آرام سے بے نیاز ہو کر جنگلوں اور بیابانوں میں سفر کرتا رہا۔ اور دل میں صرف یہی خیال تھا کہ کوئی درد دل رکھنے والا جو صرف مجسمہ قربانی ہو۔ بہادر ہو جو اس دنیا کے مظلوموں کو اُبھارے، تاکہ یہ قوم ذلت و خواری کی زندگی سے آزاد ہو۔ اس سلسلہ میں میرا مشغلہ مضمون لکھنا تھا۔ ساتھ ہی میں (بدھ سنگھ) نے محسوس کیا کہ حالات دن بدن بدتر ہو رہے ہیں تو مجھ سے رہا نہ گیا۔ اور ایک چھوٹا سا کتابچہ، کسان کی داستان ۱۹۸۷ء بکرمی میں لکھا۔ اور فوراً ہی بعد ایک اور کتابچہ غریبوں کے دکھوں کا علاج چھوا کر تقسیم کیا۔ اور اب حکومت نے مجھے (سردار بدھ سنگھ) کو فوراً گرفتار کر کے قلعہ باہو جموں میں قید تنہائی میں نظر بند کیا۔ اور کتابوں کو ضبط قرار دیا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

''ریاستی مسلمان ذلالت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ کیونکہ انہیں حکومت پہلے ہی فرقہ پرست تصور کرتی تھی۔ اور یہ لوگ مظلوم، بے کس اور بے بس تھے۔ بلکہ اُنہیں برادران وطن حقیر سمجھتے تھے۔ عوام کے دلوں میں رنجشات کا ذخیرہ تھا۔ اور اسی لئے یہ توقع ہوسکتی تھی کہ کسی وقت اس بارود میں چنگاری پڑنے سے آگ لگ سکتی ہے''۔

خواجہ سعد الدین شال رئیس کشمیر اور خواجہ نور شاہ نقشبندی نے بھی مظلوم مزدوروں اور بے کس و بے بس بیگاریوں کے خلاف ۱۹۸۸ء میں آواز اُٹھائی اور سلطنت انگلشیہ کو ایک یادداشت اس زمانے کے وائیسرائے کی وساطت سے ارسال کی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان دونوں بزرگوں کو جلاوطن وممانعت روزگار کی سزا بھگتنا پڑی۔ لیکن مفتی ضیاء الدین صاحب پونچھی نے ریاست سے باہر سعد الدین اور خواجہ نور شاہ کی جلاوطنی کے خلاف تحریک چلائی۔ اور اُنہی ایام میں ہندوستان میں چوٹی کے لیڈر جمع ہوئے۔ اور گوجرانوالہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں جلاوطنی کے اسباب پر تقریریں ہوئیں۔ اور ریاستی حکومت پر دباؤ ڈالا گیا۔ اور پھر خواجہ سعد الدین شال اور خواجہ نور شاہ نقشبندی کے جلاوطنی کے احکام واپس لئے گئے۔

ہندوستان میں سوراج کی تحریک چل رہی تھی۔ اور کشمیر سے باہر تعلیم حاصل کرنے والے طلباء وہاں کی سیاست اور تحریک سے سبق حاصل کر کے اپنی ریاست سے متعلق حالات کا جائزہ لیتے رہے تھے۔ آخر ایک دن ایسا آیا کہ ان متاثرہ طلبا میں سے ایک جری شخص شیخ محمد عبداللہ میدان عمل میں نکلا اور اس وقت درد دل رکھنے والے سربرآوردگان نے یہ خیال کر کے کہ خدا نے ایک نوجوان کو یہاں کے مظلوموں کی آزادی کی تحریک چلانے کا فرض انجام دینے کے لئے پیدا کیا۔ اس لئے ایک کاروان کے طور اس کے قدموں کے ساتھ قدم ملانا ہی بہتر ہوگا۔ چنانچہ مولانا محمد یوسف شاہ میر واعظ، مولانا احمد اللہ صاحب میر واعظ ہمدانی، منشی شہاب الدین صاحب، خواجہ سعد الدین شال صاحب، مولوی محمد عبداللہ صاحب (ایڈوکیٹ) خواجہ غلام نبی گلکار صاحب، مسٹر عبدالرحیم، مفتی جلال الدین سید حسین شاہ، خواجہ غلام احمد عشائی وغیرہ فوراً صف آراء ہوئے اور جموں سے سردار بدھ سنگھ جی، راجہ محمد اکبر خان، وہاب الدین منشی چوہدری غلام عباس ایڈوکیٹ، اللہ رکھا ساغر، گوہر رحمان، شیخ عبدالحمید صاحب وغیرہ صف آراء ہوئے اور تحریک وسیع پیمانہ پر شروع ہوئی۔ آور اب یہ وقت تھا کہ لوگ مرنے مارنے پر پورے طور آمادہ تھے۔ اور تحریک دبائے نہ دب سکی۔ حالانکہ کئی دفعہ ملک فوج کے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

حوالہ کیا گیا۔ ٹکٹکی قید و بند اور گولیوں کی بوچھاڑ سے بھی ان لوگوں کی آگ بجھ نہ سکی۔ آس میں قابل ذکر اگر کوئی بات تھی تو صرف یہ تھی کہ تحریک مسلمانوں کی قیادت مسلم کانفرنس کے نام پر چلی۔ دُنیا اس کو فرقہ پرست تحریک کا نام دے رہی ہے۔ اور ایک سکھ ناتوان عمر رسیدہ اس تحریک کا ساتھ دے رہا ہے۔ اور نہ برادرانِ وطن کی طعنہ زنی اس کو متاثر کر رہی ہے۔

اب یہ سمجھنا قدرے آسان ہو گیا کہ مہاتما بدھ سنگھ کن حالات سے متاثر تھے۔ اور ان کی زندگی محض انسانیت تھی ۔ اور انسانی ہمدردی ان کے دل و دماغ میں گھر کر گئی تھی۔ وہ کسی فرقہ یا کسی رشتہ کو نگاہ میں رکھے ہوئے نہیں تھے بلکہ ایک انسان، مظلوم انسانوں کے لئے زندگی وقف کئے ہوئے تھا۔

گلینسی کمیشن کی بُنیاد:۔ پھر یہاں منشور اعظم کے نام سے جو مراعات دی گئیں۔ اس میں ایک بات یہ بھی تھی کہ ۷۵ ارکان کی اسمبلی بنی تو اسمیں مسلم کانفرنس پارٹی علیحدہ بن گئی۔ اور غالباً اسمیں ایک دو سکھ بھی منتخب ہوئے تھے تو انہوں نے خالصہ پارٹی قائم کرنا چاہی۔ لیکن سردار بدھ سنگھ جی نے فرمایا کہ میں زندہ اور متحرک پارٹی سے رہنا چاہتا ہوں۔ اور انہوں نے مسلم کانفرنس پارٹی کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر جب کاہچرائی بل کے خلاف صرف ۱۳ ممبروں نے استعفٰے دیا تو سردار صاحب نے بھی استعفٰے دیا۔

سردار بدھ سنگھ جاہ و حشمت، تکلیف، ٹھاٹھ باٹھ اور اپنے لئے آرام کی زندگی بسر کرنے میں لاطمع تھے۔ وہ صرف درد دل رکھنے والا انسان تھا۔ وہ اس قدر فکر مند تھے کہ ریاست میں قومی یک جہتی کی فضا قائم ہو۔ اور فرقہ وارانہ ذہن ختم ہو۔ انکی یہ خواہش کسی حد تک پوری ہوئی۔ جب 11، جون ۱۹۳۸ء کی صبح مسلم کانفرنس آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس میں بدل گئی۔ نیشنل کانفرنس کے پہلے صدر خواجہ غلام محمد صادق نے کہا تھا کہ جموں و کشمیر کی بیداری کی تاریخ میں آج کا دن سنہری حروف سے لکھا جائیگا۔ اس وقت سے آج تک نیشنل کانفرنس بہت سے طوفانوں کا مقابلہ کر چکی ہے اور بہت سی لڑائیاں لڑ چکی ہے۔ جمہوری نصب العین اور روز افزوں ہر دلعزیزی کی بدولت نیشنل کانفرنس اپنی طاقت میں دن دُگنی رات چوگنی ترقی کرتی گئی۔

نیا کشمیر کا منصوبہ:۔ سردار بدھ سنگھ جی کی خوشی کی اس وقت انتہا نہ رہی جب ۱۹۴۴ء میں مکمل سوشلزم کو اپنا نصب العین بنایا۔ سردار جی نے فرمایا کہ اب ہمارا نشان منزل مکمل ہو گیا اور ہمیں قدم بہ قدم اس جانب

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

گامزن ہونا چاہیئے۔

سردار بدھ سنگھ بحیثیت صدر:۔

۱۹۴۰ء میں سردار بدھ سنگھ جی نیشنل کانفرنس کے صدر بنائے گئے اور ۲۷ ستمبر ۱۹۴۰ء کو بمقام بارہمولہ طوفان کے باوجود تاریخی استقبالیہ مرحوم خواجہ سیف الدین شاہ نے پیش کیا۔ بارہمولہ میں یہ تاریخی اجلاس ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ ستمبر تین دن تک جاری رہا۔ اس اجلاس میں جو خطبہ سردار جی نے پیش کیا وہ خود اُنکی زندگی اور ریاست جموں وکشمیر کے ماضی وحال کی مکمل تصویر تھی۔ یہ خطبہ صدارت ۶۴ صفحات پر مشتمل تھا۔

جب ۱۹۴۷ء کے بعد شیخ محمد عبداللہ کی پہلی وزارت قائیم ہوئی تو اس میں سردار جی کو کابینہ کا ممبر بنالیا گیا۔ حالانکہ سردار جی وزیر بننے میں دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ کوٹھیوں میں شاہانہ عیش وعشرت کے سامان ہوتے ہوئے خداپرستی سے لاپرواہی ہوسکتی ہے۔ اپنے ساتھیوں کے اصرار اور خواہش پر سردار جی تقریباً گیارہ سال تک راجیہ سبھا کے ممبر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

سردار صاحب کانگرس سے متاثر ہوئے۔

کانگرس شری جواہر لعل نہرو کی خواہشات پر نیشنل کانفرنس کی امداد کرتی رہی۔ اور شیخ صاحب کو کوئیٹ کشمیر کی تحریک پر گرفتاری کے بعد جب پنڈت جواہر لعل نہرو نیشنل کانفرنس کی امداد کیلئے کشمیر آئے تو اُنہیں ۲۰ جون ۱۹۴۶ء کو گرفتار کر کے حراست میں لیا گیا۔ اس پر سردار جی کو کوئی صدمہ نہیں ہوا۔ بلکہ وہ خوش ہوئے انہوں نے فرمایا کہ اب ہماری تحریک وسیع اور طاقتور ہوگئی ہے۔

اپنے ساتھیوں سے محبت:۔

تیاگ مورتی سردار بدھ سنگھ جی آخری ایام میں جموں نگروٹہ میں قیام پذیر تھے۔ اور اُن کے پیروکار یا ساتھی وہاں یا تو آتے ہی نہیں تھے یا بہت کم آتے تھے۔ ایک دن خواجہ شمس الدین سابق وزیر اعظم کو اُن سے ملنے کی خواہش ہوئی۔ جب وہ سردار جی کے پاس پہنچے تو اُنہوں نے اُن کے وہاں پہنچنے پر محبت اور خوشی کا اظہار کیا۔ ارے بھائی تم سب کہاں ہو۔ میں تو ابھی زندہ ہوں۔ اور بھی کسی ساتھی کو دیکھنے کی خواہش رکھتا ہوں۔

۱۹۴۶ء میں راقم ملک عبدالغنی سنٹرل جیل سرینگر میں تھا۔ اس موقع پر سردار بدھ سنگھ جی بھی اس جیل میں تھے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

قیدیوں کی کثیر تعداد تھی۔ سیاسی قیدیوں کے ساتھ عام اخلاقی قیدیوں کا سلوک ہو رہا تھا۔ بدقسمتی سے میں بیمار ہو گیا۔ جیل کے ہسپتال میں انڈور کر لیا گیا۔ دو ماہ کے علاج معالجہ کے بعد حالت خراب ہوتی گئی۔ جیل سے باہر کے ڈاکٹر بھی منگوائے گئے۔ خون، پیشاب، پاخانہ کے ٹیسٹ بھی لئے گئے۔ لیکن حالات خراب ہوتے گئے۔ ایکدن سردار صاحب نے قیدیوں کا جلسہ بلایا۔ اور گورنمنٹ پر زور دیا کہ ملک عبدالغنی کا یا کامیاب علاج کرایا جائے یا اس کو اپنی ذمہ داری پر رہا کیا جائے اور اگر کل تک اس سلسلے میں کاروائی نہیں کی گئی۔ تو پھر تمام قیدیوں کو بھوک ہڑتال شروع کرنی چاہیئے۔ اس کے نتیجے میں دوسری صبح کو مجھے صدر ہسپتال لیا گیا۔ اور وہاں تین ماہ تک انڈور رہا۔ اور رفتہ رفتہ صحت یاب ہوتا گیا۔

سردار بدھ سنگھ جی مرحوم اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں لیکن اُن کا عمل زندہ جاوید رہیگا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ترانۂ عقیدت

کامریڈ کرشن دیو سیٹھی

میر پور ضلع کی دوسری شخصیت جس نے نہ صرف اس ضلع بلکہ پورے جموں وکشمیر کی سیاست پر اپنے اثرات پیدا کئے وہ سردار بُدھ سنگھ کی ہے، سردار بُدھ سنگھ نے وزیر وزارت کا عہدہ ترک کر کے شخصی حکومت کے خلاف زور دار آواز بلند کی، مزدوروں، کسانوں اور دیگر محنت کشوں کی زبوں حالی کی داستان بیان کی، سُود خوری جاگیر داری اور بیگار کی لوٹ کھسوٹ کے خلاف اعلائے کلمۃ الحق بیان کیا۔ اُن کی اس دیدہ دلیری سے خائف ہو کر مہاراجہ کی شخصی سرکار نے ۱۹۲۹ء میں اُن کو قلعہ باہو میں قید کر دیا یہ وہ زمانہ ہے جب ابھی کوئی منظم سیاسی تحریک شروع نہیں ہوئی تھی۔ سردار صاحب نے مجروح کے اس شعر کے مطابق عمل کیا۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آئے گئے اور کارواں بنتا گیا

۱۹۳۴ء میں سردار صاب ریاستی پرجا سبھا (اسمبلی) کے ممبر میر پور پونچھ کے سکھ حلقہ سے منتخب ہوئے، لیکن پرجا سبھا میں اُنہوں نے نمائندگی سکھوں کی بجائے عام مہنت کشوں کی کی۔ پرجا سبھا کا ریکارڈ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اُس زمانہ میں بھی وہ کس جوش وجذبہ سے عوام کی ترجمانی کرتے تھے سُود خوری، وڈ داری جاگیرداری، بیگار، قانون حق وراثت، گاؤکشی کے قانون کا ہچرائی کے معاملات، پر جس طرح اُنہوں نے اظہار خیال بے باکی سے کیا وہ اُن جیسا شخص ہی کر سکتا ہے ان تقاریر سے بے شک اُن کو منتخب کرنیوالے بھی ناخوش ہوئے، کیونکہ اُس علاقہ میں اُن کی اکثریت استحصالی عناصر سے ہی تعلق رکھتی تھی لیکن سردار صاحب کسی کی بھی ناخوشی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے ڈگر پر چلتے رہے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسمبلی میں مُسلم کانفرنس کے ممبران اسمبلی جو ۲۱ مُسلم نشستوں میں سے 19 پر کامیاب ہوئے تھے بڑے متاثر ہوئے۔ بعض لکھنے والوں نے جن غیر مسلموں کے اثرات کی وجہ سے مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں تبدیل کرنیکا کریڈٹ کچھ غیر مُسلم کو دیا ہے اُن میں سردار بُدھ سنگھ کو ثانوی درجہ دیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں تبدیل کرنیکی عملی ترغیب میں سردار بُدھ سنگھ کا مقام سرفہرست ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور کوئی بھی غیر جانبدار مبصر اس سے انکار کی جسارت نہیں کر سکتا۔ خود شیخ محمد عبداللہ اور دوسرے لیڈروں نے اپنی تقاریر میں اس امر کا اقرار کیا ہے سردار بدھ سنگھ وفات پا چکے ہیں۔ لیکن اُن کا نام ہمیشہ زندہ جاوید رہے گا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سردار بُدھ سنگھ۔ایک تاثر

جی۔ایم۔ہمدانی (ظہرا)

سردار بدھ سنگھ جی مرحوم تحریک آزادی ریاست جموں وکشمیر کے ایسے قوم پرست، مخلص، بلا لالچ، کھدر پوش، ملنسار، بااخلاق سادہ وضع اور شریف الطبع شخص تھے۔جن کی آجکل بہت کم مثالیں مل سکتی ہیں۔جب ۱۹۳۹ء میں مسلم کانفرنس کو جس کے تحت صدیوں کی غلامی کے بعد جناب شیخ محمد عبداللہ کی قیادت میں کاروانِ آزادی رواں ہوا نیشنل کانفرنس میں اس غرض کیلئے مُبدل کیا گیا۔تاکہ اس کے دروازے ریاست کے تمام عوام کے لئے بلا امتیاز مذہب ملّت کھول دئے جائیں تو سردار صاحب پہلے رہنما تھے جنہوں نے اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اعلان کیا کہ ''پرماتما نے آج میری دعائیں قبول کیں۔اور اب وقت آیا ہے کہ ہم سب مل کر یہاں کے شخصی نظام جس نے لاکھوں دُکھی عوام کا خون چوسا ہے کا خاتمہ کر کے اس جنت بے نظیر میں ایک ایسا ذمہ دارانہ نظام قائیم کریں جس میں غریب جنتا کیلئے دوائی، روٹی، کپڑا، تعلیم اور جھونپڑی مہیا ہو''۔

سردار صاحب لباس نشست و برخاست، کھانے اور رہن سہن کے سلسلے میں اس قدر سادہ وضع تھے کہ اُنہیں تیاگی یا مہاتما کے نام سے پکارنا بے جا نہ ہوگا۔چنانچہ حکومت اور تنظیم میں بڑے بڑے عہدوں پر فائیز ہوتے ہوئے بھی انہوں نے اپنی فقیرانہ طرز زندگی کو ہمیشہ قائیم رکھا۔میرے پاس اُن کی ایک اہم تقریر کی روئیداد موجود ہے۔جس کو میں ذیل میں درج کر کے اُن کے تئیں اپنی عقیدت کا اظہار کرتا ہوں''۔

''جس ملک کی رعایا کو پوری خوراک صاف لباس اور جھونپڑی نصیب نہ ہو اور جس قوم کے افراد سے بغیر معاوضہ کے بیگار یعنی جبری مزدوری لی جاتی ہو۔جس ریاست میں جبر وظلم، بے انصافی، رشوت ستانی، بیکاری، جہالت بیماری عام ہو اور ڈاکٹر اور حکیم کی دوائیں میسر نہ ہوں اور بھاری لگان اور قرضہ کی وجہ سے پیدائیشی کمزوری، بیماری، جہالت، غلامی، پانچ عظیم خطرناک بیماریوں میں مبتلا دکھ وعذاب برداشت کر رہی ہو۔آخر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس ملک کا خصم گوسائیں کون ہے۔اس کا کوئی ذمہ دار بھی ہے یا نہیں؟ اور یہ کس کی رعایا ہے؟ اس کی مالی حالت، وسعت، ذرائع آمدنی اور قدرتی وسائیل کیسے ہیں۔کون نہیں جانتا کہ ریاست کشمیر کی آمدنی ڈھائی کروڑ روپے ہے۔اس کے ذرائع آمدنی ماسوائے جنگلات اور ریشم کے جو قریباً ایک چوتھائی ہے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

باقی سب رعایا کی جیب سے حکماً اور جبراً پیدا کئے جاتے ہیں۔ جس ملک میں دُنیا کے کونے کونے سے سیاح سیر و تفریح اور خوشی حاصل کرنے کیلئے آتے ہیں اور جس ملک کی دستکاریاں دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ جس ملک کے حُسن، آبشاروں اور مُرغزاروں پر کتابیں لکھی جا چکی ہیں، وہاں کی رعایا غربت، دُکھی اور ذلّت آمیز نقشہ کیوں پیش کر رہی ہے۔ جس ملک کو جنت بے نظیر کہکر دُنیا کے لوگوں کو سیر و شکار، تفریح عیش و نشاط کے بازار میں دعوت دیجائے لیکن یہاں کی رعایا دوزخ میں پڑی تڑپ رہی ہے اور آئے دن اس کا خون نکالا جاتا ہے۔ لہذا یہی کیا جائیگا کہ یہاں کوئی والی وارث نہیں ہے۔ مگر نہیں یہاں والئے ملک ہے جو آزاد ممالک کی سیر کر چکا ہے۔ تعلیم یافتہ ہے اور دولت و سامان عیش و عشرت کے لحاظ سے کسی بڑے سے بڑے رئیس سے کم نہیں اور اُس نے اپنی مرضی کی گورنمنٹ بھی بنا رکھی ہے۔ دفتروں میں کام ہو رہا ہے۔ ہزار ہا ملازمین کا عملہ ہے فوج ہے پولیس ہے عدالتیں ہیں اور اسمبلی بھی ہے جس کا نام پرجا سبھا رکھا گیا ہے۔ اس میں رعایا کے چند منتخب نمائندے نمایشی طور رکھے گئے ہیں۔ ایک آئین بھی ہے جس کی رُو سے کُلہم اختیارات والئے ملک کو حاصل ہیں۔ مگر یہ سب کچھ کاغذی ہے۔ نمایش ہے اور ایک ڈھونگ ہے۔ عملی طور پر رعایا کی بہتری، بہبودی، ذمہ واری اور جواب دہی کا نام و نشان ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رعایا کی حالت دردناک ہے۔ کہنے کو یہ گورنمنٹ ہے مگر حقیقت میں یہ ایک واحد دماغ کی حکومت ہے۔ اس غیر ذمہ دار گورنمنٹ نے کاغذی طور پر آئین کی کتاب میں کُلہم اختیارات والئے ملک کے ہاتھ میں دئے ہیں مگر یہ خود صریحاً فارن پالیسی کے زیر اثر ہر طرح سے مجاز و مختار ہے اور اس سے قطعاً کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جب حالت یہ ہو تو کیا کیا جائے اس کا کیا علاج ہے؟ اس کا واحد علاج ذمہ دارانہ گورنمنٹ کا قیام ہے جس کے لئے ہم سب کو بلا امتیاز کفن بر دوش ہو کر میدان عمل میں کود پڑنا چاہیئے۔" وغیرہ وغیرہ۔

(یہ تقریر مرحوم سردار صاحب نے ۱۳، جولائی ۱۹۳۸ء کو کی تھی۔ تقریر تو ویسے بہت طویل ہے لیکن میں نے اس کا یہ کچھ حصہ یہاں پر نقل کیا ہے۔)

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

پہلا باغی

پنڈت کشپ بندھو

غالباً ۱۹۳۰ء کی گرمیوں کے ایام تھے میں لاہور میں مقیم تھا کہ ایک کشمیری دوست نے مجھے مطلع کیا کہ سردار بدھ سنگھ کو مہاراجہ کی حکومت نے گرفتار کر کے باہو کے قلعہ میں قید کر لیا ہے۔ اس طرح میں نے سرگباشی بدھ سنگھ جی کا نام پہلی بار سُنا جب میں نے اس دوست سے سردار صاحب کے متعلق تفصیلات دریافت کیں۔ تو اُس نے مجھے بتایا کہ وہ ریاسی میں وزیر وزارت کے عہدے پر فائیز تھے لیکن حکومت کے مظالم دیکھکر اُنہوں نے نوکری سے استعفیٰ دیا۔ اسپر مہاراجہ ہری سنگھ نے انکی گرفتاری کے احکامات صادر کئے۔ یہ وہ دن تھے جب لاہور میں ''کشمیر لیبر بورڈ'' کی تنظیم قائم ہو چکی تھی اور اس تنظیم کے تحت ہندوستان میں مزدوری کے لئے سردیوں کے دنوں میں کشمیر سے آنے والے کشمیریوں کو منظم کیا جاتا تھا۔ سردار صاحب کی گرفتاری کی خبر سُنتے ہی میں نے ''لیبر بورڈ'' کی ایک میٹنگ میں اس گرفتاری کے خلاف پروٹیسٹ کیا۔ اس وقت کشمیر لیبر بورڈ سارے ہندوستان میں واحد تنظیم تھی جو حکومت کشمیر کے مظالم کے خلاف ہندوستان میں آواز بلند کرتی تھی۔ علاوہ ازیں آزاد پریس اور آزاد پلیٹ فارم کا مطالبہ کرتی تھی۔ شری موتی لال نہرو کو اس بورڈ کی سرپرستی حاصل تھی ۱۹۳۲ء کے ابتدائی مہینے تھے میں کشمیر میں ہی تھا۔ ایک روز مجھے کسی نے اطلاع دی کہ سردار بدھ سنگھ جی آپ سے ملنے آئے ہیں۔ سردار صاحب کا نام سُنتے ہی میں اُنکی پذیرائی کیلئے اپنی رہائیش گاہ کی دوسری منزل سے نیچے آیا تو دیکھا ایک کھدر پوش آنگن میں کھڑا ہے میں اُن سے بغلگیر ہو گیا اس طرح سے یہ میری پہلی ملاقات تھی۔ ہم کشمیر کے ماضی و حال، اس کی جغرافیائی پوزیشن اور جموں و کشمیر، لداخ کی موجودہ وحدت پر بات چیت کرتے رہے۔

سردار صاحب کی یہ زبردست خواہش تھی کہ کشمیر کے ہندو اور مسلمان کی دو الگ الگ تنظیموں کے بجائے ایک ہی نیشنل آرگنائیزیشن ہونی چاہیئے۔ جب اُنہیں معلوم ہوا کہ میں خود اس ایک تنظیم کیلئے کوشاں ہوں تو انہیں اطمینان ہوا۔ اس کے بعد ہم ایک ہی قومی تنظیم کے قیام کیلئے کافی عرصہ کام کرتے رہے۔ پورے چھ سال بعد نیشنل کانفرنس کا وجود عمل میں آیا جس تنظیم کے لئے درجنوں ہندو اور مسلمان کارکن سال ہا سال تک خاموشی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Reta) Collection Jammu

سے کام کرتے آئے تھے۔ آخر وہ تنظیم ریاست کشمیر کے سیاسی مطلع پر نمودار ہوئی۔ لیکن نیشنل کانفرنس کا وجود عمل میں آنے کے صرف چند گھنٹوں کے اندر حکومت کشمیر نے اس تنظیم سے وابسطہ کارکنوں کو گرفتار کیا۔ شیخ محمد عبداللہ، سردار بدھ سنگھ، غلام محمد صادق، مولانا محمد سعید مسعودی اور مجھے گرفتار کر کے چھ چھ مہینے کی قید کی سزا سُنا کر اودھمپور جیل میں مقید کیا گیا۔ مرزا محمد افضل بیگ کو دو مختلف موقعوں پر نو مہینے کی سزا سُنائی گئی۔ پنڈت جیا لال کلم اور پنڈت پریمناتھ بزاز کو چھ چھ مہینے کی سزا سُنا کر میر پور جیل بھیج دیا گیا۔ اس طرح نیشنل کانفرنس کے صفِ اول کے کارکنوں کو گرفتار کر کے وادی کشمیر کے جیلوں میں بھیج دیا گیا۔ اور دوسرے کارکنوں کو سرینگر کے سنٹرل جیل اور دوسرے مقامی جیلخانوں میں رکھا گیا۔ اودھمپور میں کچھ دن رکھکر ہمیں جموں کے مختلف جیلوں میں منتقل کیا گیا۔ لیکن نیشنل کانفرنس کے قیام کے ساتھ ہی سیاسی طور اس ملک کے ہندو مسلمان سکھ کارکن ایک جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ یہ ٹھیک ہے کہ جموں میں یہ تحریک نہ صرف دھیمی تھی بلکہ وہاں تحریک کے خلاف زبردست مخالفت تھی۔ لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ جموں کے سیاسی کارکن بھی تحریک سے وابستہ ہو گئے۔

جاگیر چنہنی اور سردار بُدھ سنگھ:۔

یوں تو ساری ریاست جموں و کشمیر میں شخصی راج کے مظالم کا دور دورہ تھا۔ لیکن چنہنی جاگیر میں یہ مظالم بھیانک صورت اختیار کر چکے تھے۔ چنہنی کا راجہ حکمران راجہ کا رشتہ دار تھا اور اس رشتہ داری کی وجہ سے چنہنی جاگیر میں سارے گاؤں اُس کی جاگیر میں شامل تھے اور وہ راجہ کہلاتا تھا۔ اس جاگیر کی زمین سارے جنگلات اور ساری دھرتی اس کی خود مختار سلطنت تھی اور یہاں کے بسنے والے اس جاگیر کے غلام تھے۔ ان لوگوں کی اس جاگیردارانہ غلامی کے خلاف نیشنل کانفرنس نے زوردار آواز بلند کی اور اس جاگیر شاہی کے خلاف تحریک کی قیادت عملاً سردار بُدھ سنگھ کے ہاتھ میں تھی، جیسا کہ میں نے اوپر تذکرہ کیا کہ جموں میں نیشنل کانفرنس کی مخالفت تھی۔ جموں کے مسلمان مجموعی طور پر مُسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں تبدیل کرنے کے خلاف تھے۔ اور جموں کے ہندو مجموعی طور نیشنل کانفرنس کو جموں کے مہاراجہ اور ہندوؤں کے خلاف تحریک سمجھتے تھے۔ نیشنل کانفرنس کے ابتدائی دور میں اگرچہ وہاں کے خاص خاص ہندو کارکن عملاً خاموش تھے۔ لیکن چنہنی جاگیر میں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IES (Retd) Collection Jammu

حالات اس کے برعکس تھے وہاں کارکنوں کی ایک خاصی اچھی جماعت تھی۔ اس جماعت میں کچھ عورتیں بھی شامل تھیں۔ کشمیر سے ہم کبھی وہاں جاتے تھے لیکن سردار صاحب اس تحریک کے روح رواں تھے وہ چنہنی کے کارکنوں کو حوصلہ دیتے ان کی آواز کے ساتھ اپنی آواز ملاتے۔ غرض اُن کی قیادت کرنے کے لئے سردار صاحب کی قیادت اس جاگیر کے لوگوں کے لئے رحمت ثابت ہوئی۔ اس کے بعد کوئٹ کشمیر تحریک میں جب ہم گرفتار کئے گئے تو چیدہ چیدہ کارکنوں کو کشمیر سے گرفتار کر کے جموں اور جموں سے اودھمپور لایا گیا وہاں سے ہم تبدیل کئے گئے۔ سردار صاحب، خواجہ غلام نبی صاحب (نبہ جی) اور مجھے ریاسی جیل بھیجا گیا۔ ہم تینوں وہاں لگ بھگ چھ مہینے اکٹھے رہے اور پھر ہمیں بھدرواہ منتقل کیا گیا اور سردار بدھ سنگھ کو جموں جیل بھیج دیا گیا۔ کوئٹ کشمیر تحریک ہندوستان کی تقسیم اور آزادی کے ساتھ ہی ختم ہوگئی اور ساتھ ہی ریاست میں شخصی راج کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد جن لوگوں نے نیشنل کانفرنس کو منظم کیا تھا۔ وہ ملک کے حاکم بن گئے۔ سردار بدھ سنگھ کو بھی وزارت میں شامل کیا گیا۔ اُن کے علاوہ دوسرے ساتھی بھی اہڈمنسٹریشن چلانے میں جُٹ گئے۔

۱۹۵۳ء میں نیشنل کانفرنس کے ساتھیوں میں ایک اور انقلاب آ گیا جن لوگوں نے اپنی ساری جوانی ملک کی آزادی کی جدوجہد اور قید و بند کی صعوبتوں میں گذاری تھی۔ ملک کے آزاد ہونے کے بعد ان میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا آخر کار کچھ ساتھی اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو قید و بند میں گرفتار کرنے میں کامیاب ہوئے میں بھی اُن چند ساتھیوں میں شامل تھا جن کو قید کیا گیا۔ چار سال کے بعد مجھے رہا گیا گیا۔ رہائی کے بعد میں دہلی چلا گیا۔ ایک صبح کو میں باہر سیر کے لئے جا رہا تھا اتفاقاً میں تین مورتی ہاؤس کی جانب جا نکلا تو دوسری طرف سے سردار صاحب آ رہے تھے۔ غالباً چھ سال کے بعد ہم ایک دوسرے سے ملے۔ ان دِنوں سردار صاحب پارلیمنٹ کے ممبر تھے۔

سردار صاحب مجھ سے بغلگیر ہوئے اس بغلگیری کی محبت کی گرمی، دوستی کی شیرینی اور خلوص کی ساری حلاوت نے میرے جسم اور دل کو گرمایا۔ میں نے دیکھا کہ سردار صاحب کی آنکھوں سے دو موٹے موٹے موتی کے دانے نمودار ہوئے۔ خیر و عافیت پوچھکر سردار صاحب اپنے کوارٹر کی طرف واپس لوٹے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ چائے اور پھل سے مہمان کی خاطر تواضع کرنا سردار صاحب کا معمول تھا۔ گھنٹہ بھر ہم اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے اور رخصت ہو گئے اور یہ ہماری آخری ملاقات ثابت ہوئی۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

آخر ایک صبح کو میں نے یہ المناک خبر سُنی کہ صاحب اس دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس طرح کشمیر کے شخصی نظام کا پہلا باغی، نیشنل کانفرنس کے بانیوں میں سے ایک مجاہد ایک بے باک انسان ایک شریف سجن اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے چل بسا۔ اس طرح کتنے ہی زندگی کے ساتھی ہم سے رخصت ہو گئے۔

اے عمر رفتہ کہہ دے یارانِ رفتگاں سے
بچھڑے ہوئے تمہارے تم کو پکارتے ہیں

Manekji ESI (Retd) Collection Jammu

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تحریک حرّیت کشمیر کا بانی

(اقتسابات)

بلراج پوری

سردار بدھ سنگھ جی کو جموں وکشمیر کی سیاسی تحریک کا پیش رو کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ انہوں نے اس وقت یہاں کے جاگیردارانہ نظام کے خلاف آواز اُٹھائی، جس وقت ریاست میں کسی منظم سیاسی تنظیم کا وجود تک نہیں تھا۔ ۱۹۱۵ء میں جب مہاتما گاندھی نے کھادی استعمال کرنے کا نعرہ بلند کیا تو بدھ سنگھ جی پہلے شخص تھے جنہوں نے اس آواز پر لبیک کہا۔ اس کے بعد وہ قومی سطح پر اُبھرنا شروع ہوئے اور پھر ۱۹۴۲ء میں جموں وکشمیر نیشنل کانفرنس کے صدر بنے۔

سردار بدھ سنگھ جی کی عوام پروری کے آثار شروع سے ان کی زندگی کا ایک حصہ بن چکے تھے۔ سرکاری ملازم ہونے کے باوجود وہ وقتاً فوقتاً اس کا اظہار عملی طور کرتے رہے۔ بحیثیت تحصیلدار اور ڈپٹی کمشنر انہوں نے مہاراجہ اور اُس کے اعلیٰ افسروں کی توجہ ریاست میں ہو رہی ناانصافی، رشوت خوری اور غربت کی طرف دلائی۔

وہ پہلے عوامی رہنما تھے جنہوں نے عوام کے لئے بنیادی اور سماجی حقوق کا مطالبہ کیا۔ ۱۹۲۰ء میں وہ جموں سے سرینگر آرہے تھے تو انہوں نے سفر کے دوران جگہ جگہ مزدوروں کو بیگار کرتے ہوئے پایا۔ ان بیرحم نظاروں سے متاثر ہو کر انہوں نے سرینگر کے حضوری باغ میں عوامی اجتماع سے خطاب کیا۔ یہ بے بس ان پڑھ اور مظلوم کشمیریوں کے حق میں پہلی آواز تھی جس نے ریاستی سرکار کے ایوانوں کو ہلا کے رکھ دیا۔

سردار بدھ سنگھ ایک جرائت مند آفیسر تھے اور مروجہ نظام شاہی کے دوران جبکہ شاہی فرمان سے انحراف موت کو دعوت دینے کے مترادف ہو سکتا تھا۔ اُنہوں نے نہایت جُرائت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے کئی بار ایسی مروجہ روایات کو ماننے سے انکار کیا جن کا پاس نہ صرف افسر لوگوں بلکہ عوام کا بھی معمول بن چکا تھا۔ کشتواڑ میں ایام نوکری کے دوران ایکبار ان کو ولی عہد ہری سنگھ کے اُس علاقے کے مجوزہ دورے کے پیش نظر بیگار پر حاصل کئے گئے مزدوروں کے ذریعہ سڑک ٹھیک بنانے کے احکامات سے اتفاق نہ کرتے ہوئے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

حکام کو اس مقصد کیلئے رقومات بھیجنے کو کہا۔ مجبوراً حکام کو بڑک وقت پر ٹھیک کرنے کے لئے رقومات منظور کرنا
Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu
پڑیں۔ حالانکہ بعد میں بدھ سنگھ اپنے حکام کے عتاب کا شکار بن گئے۔

دوسری بار جب ہری سنگھ نے گھوڑے خریدنے کیلئے مرکبانوں کو گھوڑوں سمیت حاضر ہونے کو کہا تو بدھ سنگھ نے ان گھوڑے والوں کیلئے تین دن کی مزدوری کا مطالبہ کیا جو اس مقصد کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ عوام میں ان کی مقبولیت اور دیانت داری کیوجہ سے مہاراجہ پرتاپ سنگھ بھی اُن کی ان حرکات کو نظر انداز کرتے رہے لیکن انگریزی افسروں نے بدھ سنگھ کی ان حرکات کا سخت نوٹس لیا اور ریاستی حکومت پر اُن کے خلاف کاروائی کرنے کیلئے دباؤ ڈالا۔ آخر ۱۹۲۵ء میں سردار جی خود ڈپٹی کمشنر کے اعلیٰ عہدے سے مستعفی ہوئے اس موقعہ پر مہاراجہ نے ان کیلئے خصوصی طور پر ۷۷ روپے کی پنشن مقرر کی۔

بُدھ سنگھ جی سادہ اور صوفیانہ زندگی گزارتے رہے اور گاؤں گاؤں پھر کر لوگوں تک آزادی کا پیغام پہنچاتے رہے۔ بُدھ سنگھ جی کو ایسے اعزازات سے نوازا گیا جو اس سے پہلے ریاست کے کسی بھی باشندے کے حصے مین نہیں آئے تھے۔ مک کے تمام سکھوں نے ان کو پانچ مقدس اشخاص (پنج پیارے) میں شامل کر کے اُن سے مرمت شُدہ پنجا صاحب کے گوُردوارے کا سنگ بنیاد رکھوایا

۱۹۲۵ء سے جموں کے ڈوگروں نے تین بار ان کو ڈوگرہ سبھا کا صدر منتخب کیا اور آخر پر پہلے ۱۹۴۲ء اور پھر ۱۹۴۴ء میں ریاست کی سب سے بڑی سیاسی تنظیم نیشنل کانفرنس کا صدر منتخب کیا گیا۔ ۱۹۵۲ء سے یہ عہدہ شیخ صاحب جیسی جلیل القدر ہستی نے ہی سنبھالا۔

سردار بدھ سنگھ جی تین بار جیل گئے۔ آخری بار ان کو ۱۹۴۶ء میں کشمیر چھوڑ دو'' تحریک میں شمولیت کی بناء پر گرفتار کیا گیا۔ اگرچہ انکی صدارتی تقریروں اور بیانات میں اتنی شدت نہیں ہوتی تھی لیکن ۱۹۴۶ء میں اپنے مقدمے کی سماعت کے دوران انہوں نے کھلے عام کہا کہ نظام شاہی میں اصلاحی تحریکوں کے ذریعے سدھار لانے کا وقت گذر چکا ہے۔ اب صرف انقلاب اور آزادی کی منزل تک پہنچنا ہی ان کا نصب العین ہے۔

آزادی کے بعد سردار بدھ سنگھ جی شیخ صاحب کی سربراہی میں بنائی گئی پہلی عوامی حکومت میں شامل ہوئے۔ وہ دو سال سے بھی کم عرصہ کے دوران تین بار اُنکے پورٹ فولیو میں تبدیلی کی گئی۔ آخر کار ۱۴، اکتوبر ۱۹۵۰ء میں وہ کابینہ سے مستعفی ہوئے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں اس قسم کی سیاسی فضا راس نہیں آئی۔ سیاسی طور

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

پر بھی اُن کے مخصوص مزاج کی وجہ سے وہ کبھی کبھی اپنے آپکو الگ محسوس کرتے رہے۔

(ہندوستان سٹینڈرڈ۔۱۰، ستمبر ۱۹۵۳ء)

بُدھ سنگھ جی ٹھوس اعتقادات کے قائل، محنتی اور ایک اور آتش بیان مقرر تھے، اپنی وسیع نظروں کی وجہ سے ریاست کی ثقافتی، مذہبی اور علاقائی خلیجوں کو پُر کرنے میں اُن کی زندگی وقف رہی۔ اس لئے اُن کو مہاتما اور تیاگ مورتی جیسے القاب سے نوازا گیا۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

حقوق طلبی سے پہلے خود شناسی اور اتحاد ضروری ہے

سکھوں کے دیوان میں تیاگ مورتی سردار بُدھ سنگھ جی کی حقیقت افروز تقریر

(روزانہ خدمت جون 1945ء)

سرینگر ۵ جون ۱۹۴۵ء۔ رات کو کے سکھوں بھاری دیوان منعقدہ گوردوارہ امیرا کدل میں سردار رگھبیر سنگھ صاحب مکت اور سردار دھیان سنگھ صاحب ممبر اسمبلی۔ سردار موہن سنگھ صاحب نرماں و سردار جگت سنگھ صاحب مظفر آبادی کی تقاریر گوردواروں کی جاگیرات اور ان کی واگذاری سکھ حقوق اور گورو دوارہ اننت ناگ کی خستہ حالت اور محکمہ دھرم ارتھ کی بے جا دست اندازی وغیرہ کے متعلق ہونے کے بعد سردار بدھ سنگھ جی ست سری اکال کے جیکاروں کے درمیان سٹیج پر آئے اور انہوں نے دل ہلا دینے والی پُر اثر تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ مُجھ سے پہلے آپ صاحبان نے مختلف دوستوں کی تقاریر سن لی ہیں۔ قبل اس کے کہ میں آپ کے حقوق و گوردوارہ اننت ناگ مٹن وغیرہ کا ذکر کروں میں بتانا چاہتا ہوں کہ آپ ہیں کون جو یہاں اپنے حقوق حاصل کرنے جمع ہوئے ہیں۔ دوسرے فرقہ جات کے بھائیوں اور گورنمنٹ کو بتانے سے پہلے ہمیں خود سمجھنا چاہیئے کہ سکھ کی تعریف کیا ہے اور یہ کیوں اس صورت و شکل میں بنایا گیا۔ جب تک اپنی پوزیشن ہستی و حقوق کا ہمیں خود احساس نہ ہو تب تک کوئی دوسرا فرقہ یا گورنمنٹ آپ کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ لاکھوں نہیں کروڑوں انسان ہندوستان میں موجود تھے۔ مختلف مذاہب و عقائد کے لوگ تھے۔ لیکن جب آپس میں ایک ہی وطن کے رہنے والے فرقوں میں سر پھٹول ہونے لگا۔ نفرت دشمنی پیدا ہوگئی اور اس میں وقت کی حکومتوں نے بھی پارٹ ادا کیا۔ بڑی ذاتوں کی طرف سے غریبوں، نیچوں، اچھوتوں کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک ہونے لگا جسکی تلخ اور رنجیدہ یاداب تک موجود ہے اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم تھا۔ دھرم و ایمان فرض شناسی انسانی ہمدردی رواداری ایکطرف رہ گئے۔ اور اتحاد شکنی بدامنی بداعتمادی کی طاقتیں زور پکڑ رہی تھیں گورو نانک

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تشریف لائے۔ گورونانک کو آپ لوگوں سے کہیں بڑھ کر کئی صادق سچے خدا پرست مسلمانوں نے سمجھا اور پہچانا اور ان کی عظمت واحترام میں بہت کچھ مدح سرائی کی اور مختلف اوقات تعریفی نظمیں لکھی گئیں۔ ایک صاحب نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

ہوئے یوں بہت پارسا اس جہاں میں۔ ولی و نبی دیوتا اس جہاں میں

جنہیں بھیجتا خدا اس جہاں میں۔ فقط ان کے پیرو انہیں مانتے ہیں

مگر تجھ کو سارے گورو مانتے ہیں''۔

اب آپ غور کریں کہ بابا نانک سب کا گورو کیسے کہلایا۔ بھائی گور داس جی جن کا کلام گورو گرنتھ صاحب کی کلام بانی کی کنجی ہے۔ نے کہا کہ ''ریت اک آہار کر روڑاں دی گور کری بچھائی۔ بھاری کری تپسیا بڑے بھاگ ہرسوں بن آئی۔

بابا پوہدا سچ کھنڈ نوندھ نام غریبی پائی''

یعنی بابا نانک نے بھاری تپسیا عبادت کی اور ضبط نفس میں کمال کیا ریت اور اک جو نہایت کڑوا پودہ ہوتا ہے کھایا اور اس خوراک کے باوجود چھوٹے چھوٹے پتھروں روڑوں پر سویا جب زہد وریاضت اور اپنے جسم وجان اس حد تک عذاب دیا جائے اور مدعا بسل خدا ہو۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ درگاہ الٰہی تک رسائی نہ ہو۔ ایسے ہی بڑے بڑے عاشقان صادق نے انتہائی عبادت تپسیا نفس کشی سے خدا کے تخت کو ہلا دیا کہا جاتا ہے کہ خدا نے نانک کو کہا کہ کیا مانگتے ہو کس لئے ایسی سخت ازمائش میں اپنے آپ کو ڈال دیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اے خدا اے اکال پرکھ مجھے اپنا نام مبارک دیدے اور پھر انکساری عاجزی غریبوں کے ساتھ محبت پیار یہ دونوں چیزیں میرے لئے دنیا بھر کی دولت سونے چاندی کی کانوں اور قیمتی موتیوں زر وجواہر سے بڑھ کر ہیں۔

اب آپ بتاؤ کہ اگر میرے جیسا انسان ہوتا اور آپ لوگوں سے بھی ممکن ہے کئی ایسے وقت جبکہ خدائی فضل و برکت ہو اور کچھ مانگنے کو کہا جائے۔ تو ہم خوبصورت عورت۔ اولاد دولت، امارت وزارت جاگیریں زمینات غرضیکہ شاہی تاج وتخت مانگتے مگر گورونانک جانتا تھا کہ یہ سب چیزیں ناپائدار ہیں

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ایک دن چھینی جائیں گی اور پھر پچھتانا ہوگا اسے خدائی برکات وصفات اور بغیر ضانہ خدمت خلق غریبوں سے پیار ہی پائدار اور قیمتی چیزیں ہیں۔

دنیا کے بزرگوں کے پاس لوگ گئے اور ہدایت مانگی دعا و برکت کے طالب ہوئے دنیاوی ساز و سامان اور مرادیں پوری کرنے کی استدعا کی۔ مگر جب گورونانک کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم مرید یا سکھ بننا چاہتے ہیں تو فرمایا کہ یہ ہے پنج پرن پتر حلف نامہ اسپر دستخط کرو'' جے تو ہے پریم کھیلن کا چاؤ سر دھر تلی گلی میری آؤ۔ اِت مارگ پیر دھر تیجے سیر دیجے کان نہ **کیجے**''۔

کہ اگر تمہیں پریم کا کھیل کھیلنے کا شوق اشتیاق ہے تو سر ہتھیلی پر رکھ کر میرے کوچہ گلی میں آؤ۔ کیونکہ اس راستہ پر قدم رکھنے سے سر دینے میں انکار نہیں ہوسکتا۔ یہ ہے وہ پیغام جو شروع میں گورونانک نے دیا۔ میں جب سکھوں کو گوروگرنتھ صاحب کے سامنے گوردوارہ میں سجدہ کرنے متھا ٹیکتے دیکھتا ہوں اور پھر گوردوارہ سے باہر ہوتے ہی ان کے اعمال وافعال کا جائزہ لیتا ہوں کہ وہ کس حد تک پریم، محبت بیغر ضانہ خدمت خلق کے فرض کو ادا کرتے ہیں تو حیران رہ جاتا ہوں۔ سجدہ تو گورونانک کے دربار میں کرتے ہیں۔ دعوے تو گورونانک کے سکھ مرید بننے کا کرتے ہیں مگر صریحاً گورو کے بانی کے برخلاف عمل کرتے ہیں۔ کوئی عورت کا غلام ہے مرید بنا ہوا ہے۔ کوئی عیش وعشرت میں مستغرت کوئی امارت وزارت کا سکھ مرید ہے۔ کوئی جاگیر دولت ممبری کا سکھ ہے غرضیکہ گورو کے سکھ گورمکھ بہت کم دکھائی دیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں پہلے سچا سکھ بننا چاہیئے۔

گورو نے سکھوں کو محض پریم کا کھیل یعنی نشکام سیوا خدمت خلق کے پاک فرض دینوں، دکھیوں، مظلوموں کی حمایت غریبوں، نیچوں، اچھوتوں کو گلے لگانے کی زبردست تاکید کی ہے اور یکجہتی اخوت مساوات رواداری باہم پریم محبت سے رہنے سہنے کی تلقین کی ہے اور گورو جی نے انسانوں کے اندر ہندو، مسلمان۔ سکھ عیسائی وغیرہ کی تمیز وتفریق کو ہرگز روا نہیں رکھا، سب کو گلے لگایا۔ سب کے حقوق ایک جیسے بیان کئے، سب کو ایک واحد لاشریک کے بیٹے کہہ کر پکارا، ''ایک پتا ایکس کے ہم بارک توں میرا گورہائی''

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہندو مسلمان دونوں کو گلے لگایا۔ دونوں کو بازوؤں میں لیکر بغلگیر ہو کر چھاتی سے لگایا۔ دل میں جگہ دی۔ اور تمام نفرت دُشمنی حسد تکبر دور کرنے بابت کھانے۔ ہمدردی سیوا پریم وقربانی کا سبق دیا۔

آپ صاحبان کو بخوبی معلوم ہے کہ گورو نانک ہندوستان ہی نہیں بلکہ اس کے باہر دُور دراز ملکوں میں گئے۔ مکہ شریف گئے۔ ہمالیہ کی چوٹیوں پر پہنچے۔ صحراؤں جنگلوں میں پھرے اور اُنہوں نے درختوں کے نیچے آسمان کی چھت کے سایہ میں نعرۂ حق لوگوں کو سنایا اور تمام بُرائیوں کشت وخون نفرت، دشمنی ڈاکہ زنی غارتگری سے منع کیا۔ ان خرابیوں کو عظیم گناہ قرار دیا مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ جب سے پختہ گوردوارے بن گئے سنگ مرمر لگ گیا۔ لیکن حقیقی تعلیم سکھ دھرم پر عمل نہیں کیا جاتا۔ گورو کے لنگروں میں ہر کسی انسان کو بلا لحاظ مذہب وملت بڑے پریم اور محبت سے انسانی بھائی سمجھ کر کھانا ملتا ہے اور ایک جیسا اور وہاں ہندو مسلمان سکھ نیچ اچھوت وغیرہ کسی ذات یا فرقہ کا کسی قسم کا لحاظ یا تمیز وتفریق نہیں ہے۔ اسی طرح گورو کی سنگت میں گوردواروں میں عبادت کرنے خدا کا نام لینے اور آپس کے دُکھ درد میں شریک ہونے انسانی ہمدردی حق وانصاف پر عمل پیرا ہونے کی توفیق حاصل کرنے اور سب کا بھلا چاہنے کی دعا اور اس میں شریک ہونے کے لئے سب ایک جگہ بیٹھتے ہیں وہاں پرشاد تقسیم ہوتا ہے سب پہلو بہ پہلو کھاتے ہیں۔ کسی قسم کی کوئی نفرت یا پرہیز نہیں ہے۔ خود گورو امرداس صاحب کے دربار میں شہنشاہ اکبر دعائے خیر حاصل کرنے حاضر ہوتا ہے۔ مگر مسلمہ اصول کے مطابق پہلے اسے لنگر سے پرشاد چھکنے کھانا کھانے کی شرط کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ ہاتھ پر روٹی یا کھچڑی لیکر کھاتا ہے۔ بادشاہ کو خیال تھا کہ جو گورو بڑی عظمت والا صاحب کرامات اور بزرگ ہے وہ کسی سنہری تخت پر رونق افروز ہوگا۔ بڑا عالیشان مکان ہوگا اس کا لباس شاہانہ ہوگا وغیرہ، جب درشن ودیدار کرتا ہے حیران رہ جاتا ہے اور پہچان جاتا ہے کہ یہ تو واقعی وہی بزرگ ہے جو بھوکوں کو کھانا کھلا رہا تھا اور جن میں بھی تھا اور مُجھے بھی کھانا دیا گیا اور گورو صاحب کی اپنے ہاتھ سے سیوا کے کام کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے اور اس کا سر ادب سے جھک جاتا ہے۔

یہیں بس نہیں، آپ کے ہری مندر سری امرت صاحب جسے آپ اپنا عظیم تیرتھ اور مذہبی استھان سمجھتے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Rtd) Collection Jammu

ہیں۔ وہی آپ کا مکہ کاشی اور ہری دوارہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ کروڑوں ہندوؤں اور لاکھوں سکھوں کی موجودگی میں اس گوردوارہ ہری مندر کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے والے جو بزرگ اور مبارک ہستی تھی وہ حضرت میاں میر صاحب تھے۔

اس عظیم گوردوارہ اور مرکزی تیرتھ کے چاروں دروازوں سے ہر ملک وقوم مذہب وملت کا ہر انسان آزادی سے آ سکتا ہے۔ تبت کے ایک لامہ بُدھ سادھو کی عقیدت اور ساری پرکرمائیں ڈنڈھوت کرتے ہوئے ہری مندر میں پہنچ کر دیدار کرنے کے صدق اور جذبہ کا ذکر کیا۔ کہا کہ ہمیں گورنمنٹ اور دیگر فرقہ کے برادران وطن پر واضح کرنا ہے کہ ہم گوردوارہ کی عظمت حفاظت کے لئے کیوں اتنا زور دیتے ہیں۔ اسلئے یہ وہ عبادت گاہ ہے وہ جگہ ہے جہاں ہم ہر انسان دُکھی اور مظلوم بھوکے ننگے انسان کے ساتھ مکمل ہمدردی اور سکھ سیوا کا عملی ثبوت دینے کا دھرم فرض رکھتے ہیں۔ اور یہاں سے ہی ہم نعرہ حق آزادی کا نعرہ لگانے اور ظُلم، لوٹ کھسوٹ کے برخلاف آواز بُلند کر سکتے ہیں۔ یہاں سے سب کا بھلا چاہتے ہیں اور سب کی آزادی کی آدرش ودُعا کرتے ہیں۔ ہر کسی کو حق حاصل ہے کہ وہ اس میں آئے پناہ چاہے امان پائے۔ سردار صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے پایا کہ گورونانک جو مردانہ مسلمان سے اتنا ہی محبت شفقت سے پیش آئے تھے اور جس مردانہ کے وجد میں لانے والے خدائی صفات وثنا کے راگ میں وہ طاقت تھی کہ وہ گورونانک کو سمادھی مراقبہ کی حالت میں لے جاتا اور پھر واپس لاتا درشنوں کی متلاشی لوگوں کی پیاس بجھاتا کیا ایسے نیک مرد سچے مسلمان کو دُودھ پیتے وقت کھانا کھاتے وقت دُور بیٹھنے یا فرش سے اٹھنے کا حکم دیتا تھا ہرگز نہیں بلکہ اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتا، دُودھ پلاتا تھا۔ اسلامی ممالک میں اور مکہ شریف میں گورونانک تشریف لے گئے، حاجی بنے وہاں وہ مسلمان بھائیوں سے وہ کھانے پینے میں پرہیز کرتے تھے ہرگز نہیں۔ وہاں تو انہوں نے ایک انسانی رشتہ جو سب سے مقدم اور افضل ہے بیان کیا اونعرہ حق بلند کیا۔ ست نام واہگورو کا صحیح مفہوم سمجھایا یعنی کہ حق اللہ اور سبحان اللہ افسوس ہے کہ دنیا مختلف زبانوں کے نا سمجھنے سے غلط فہمی میں مبتلا ہو رہی ہے۔ کیا گورو ارجن دیو جی حضرت میاں میر کو اپنے آپ سے جُدا سمجھتے تھے اور اُن کو کھانا کھاتے وقت اُٹھا لیتے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

تھے۔ یا کسی قسم کی تفریق و تمیز کو روا رکھتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ گورو گوبند سنگھ جی کا زخموں سے جسم چھلنی ہو چکا تھا۔ پاؤں میں چھالے تھے۔ طاقت رفتار نہ تھی۔ خدا کے پیارے غنی خاں اور نبی خاں پٹھان بھائیوں نے پیر بنا کر سر پر اُٹھایا اور کھانا کھلایا آج طرح طرح کی تحویلی باتیں بنا کر تعصب اور تنگ خیال لوگ اصل واقعہ کو غلط طریق پر بیان کر رہے ہیں کہ گورو صاحب نے خود نہیں کھایا سکھوں کو حکم دیا کہ کھالو۔ کیا فضول اور غلط بات ہے۔ کبھی گورو گوبند سنگھ جی کے متعلق کوئی بہانہ سازی یا غلط بیانی کا الزام لگا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں یہ گناہ ہے اور کیا وہ اپنے آپ اور سکھوں میں فرق سمجھتے تھے اور اپنا اور سکھوں کا دھرم مذہب علیحدہ سمجھتے تھے۔ اسی طرح سائیں بدھو شاہ اور ان کے صاحبزادے۔ سیدے خاں پٹھان اور سعید بھیکھن شاہ صاحب وغیرہ سچے صادق مسلمانوں کے ساتھ جو رہ ورسم محبت ایک جان پران ہونے کے تعلقات جو گورو صاحبان کے رہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔

گورو صاحب کے کارنامے اور اُن کی پاک تعلیم و کلام بانی ہمیں صاف بتاتی ہیں اور روزے روشن کی طرح ظاہر ہے کہ سکھ دھرم میں چھوت چھات اونچ نیچ۔ غریب امیر ذات پات کھانے پینے لنگر پرشاد کرنے اور سنگت پنگت یعنی عبادت کرتے وقت کے مجمع اور کھانا کھاتے وقت اکٹھے بیٹھکر ایک لائن میں مل جل کر پریم محبت سے کھانا کھانے میں کسی قسم کی کوئی روک نفرت یا پرہیز نہیں ہے۔ تو پھر ہمارے گھروں کے اندر اس سے مختلف عمل کیوں ہے۔ اور پھر ہم اپنے آپ کو گورو کا سکھ کہلاتے ہیں۔ جب تک ہم یہ نہ سمجھیں گے کہ سکھ محض پریم کا کھیل کھیلنے ملک و قوم کو آزاد کرنے بلکہ دنیا بھر کو آزادی کا پیغام دینے کے لئے بنایا گیا ہے اور اسے دینوں، دکھیوں، مظلوموں ستم رسیدہ دکھ و عذاب لوٹ کھسوٹ میں کچلے ہوئے انسانوں کو ظلم تشدد بے انصافی بے رحمی کے پنجہ استبداد سے چھوڑانے کے لئے اور اس متبرک فرض کی ادائیگی میں میں خون کا آخری قطرہ صرف کرنے کیلئے بنایا گیا ہے۔ اور اسے بانٹ کھانے مساوات یکجہتی رواداری کی تاکید ہے۔ اور گوربانی کلام یہ پکار پکار کر ہمیں سناتی ہے نہ کو بیری نہ ہی بیگانہ سگل سنگھ ہمکو بن آئی۔ یعنی نہ ہمارا کوئی دشمن ہے نہ بیگانہ ہے سب سے ہماری رفاقت دوستی اور ملنساری ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ سب کو میت ہم اپنا کینا ہم سجناں کے ساجن۔ یعنی ہم نے اپنا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Moekefil IFS (Retd) Collection Jammu

دوست متر بنالیا۔ اور ہم سب کے رفیق سا بن ہیں۔ گورو گوبند سنگھ جی نے صاف اور آخری حکم یہ دیا کہ ''مانس کی ذات سب ایکے پہچان لو'' کہ انسانی ذات سب ایک سمجھو سب آپس میں بھائی ہیں۔ یہ پوجا نماز مندر و مسجد ہندو و ترک سب ایک ہی ہیں۔ مختلف ممالک کے لباس و رسم و رواج ہیں ورنا خدا ایک ہے بندہ ایک ہے۔ ہمارا انسانی رشتہ ہے۔ اسلئے ''ساچ کہوں سُن لیو سبھے جن پریم کئیو تن ہی پربھ پائیو''۔ سچ کہتا ہوں سب لوگ اچھی طرح سن لیں کہ جس نے پریم محبت کی ہے۔ یعنی پریم مجسم ہے وہی خُدا کو پا سکتا ہے اور اُسی نے خُدا کو پایا ہے۔ بتایئے یہاں تفریق و تمیز انسانوں کے درمیان رکھنے کی گنجائش ہے۔ غرضیکہ مکمل انسان کے جو اہم فرائض حقیقی دھرم اور ایمان جو کچھ کہ بتایا گیا اور جسپر عمل کر کے خود گورو صاحبان اور گورمُکھ پیاروں نے دکھلایا۔ ہم اس کے اُلٹ چل کر بے مُکھ ہو گئے ہیں۔ گور مُکھ نہیں رہے۔ گورو کے سکھ نہیں رہے بلکہ خواہشات نفسانی مرضی ہوا اور لالچ کے بندے بن گئے ہیں۔ حالانکہ گورو صاحب نے فرمایا ہے کہ ''لالچ چھوڑ واندھیو لالچ دُکھ بھاری'' ''لوبھ لہر سوان حلق ہے یعنی لالچ لوبھ پاگل کُتے کے کاٹے کا زہر ہے۔ مگر ہم کیا دیکھتے ہیں کہ گورو صاحب نے تو یہ کہا کہ راج مال روپ جات جوبن، شخصی حکومت دولت خوبصورتی ذات جوانی پنجے ٹھگ انہی ٹھگیں جگ ٹھگیا۔ کسے نہ رکھی لج''۔ یعنی یہ چیزیں ٹھگ ہیں دھوکہ دینے والے ہیں، لوٹنے والی چیزیں ہیں اور اُنہوں نے ہمیں اکثر بے عزت کیا یعنی ہر ایک چیز کے غلط استعمال سے ہم دُکھی اور پریشان ہو رہے ہیں۔ ہم دن رات ان چیزوں کے لئے اپنے فرائض یا دھرم سے غافل ہیں اور صریحاً دانستہ کوتاہی کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ گورو صاحب نے فرمایا کہ ''نانک من مکھاں سیوں تُٹی آ بھلی جن مایا موہ پیار''۔

اے نانک جو خواہشات نفسانی و لالچ کے بندے ہیں ان سے ٹوٹ جائے علیحدگی اختیار ہو جائے تو اچھی اور پھر جن کو دنیاوی دولت اور ناپائدار ساز و سامان رشتہ وغیرہ سے پیار محبت ہے جو دنیا کی دولت محض اپنی ذات کے لئے جمع کر رہے ہیں اور دولت کے کیڑے ہیں اور جسطرح بھی ہو سکتا ہے جس جاو بے جا طریق سے دولت حاصل ہو جمع کرتے ہیں ان کی بدصحبت سے گورو نے پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

گورو صاحب نے چوروں، ڈاکوؤں، قاتلوں، ٹھگوں، پاپیوں کو جب کہ انہوں نے توبہ کی اور آئندہ کے واسطے اپنے دھرم فرض کو نیک نیتی و پاکیزگی سے ادا کرنے کا عہد کیا بخش دیا۔ مگر من مکھ یعنی لالچی خواہشات نفسانی کے غلام ہر حیلہ و بہانہ ظلم تشدد بے ایمانی جھوٹ سے دولت جمع کرنے غریبوں کا خون چوسنے والوں کو ہرگز نہیں بخشا۔ اور انہیں گناہ گار اور عظیم سزا کا مستحق سمجھا۔

اس لئے جب تک ہم نیک پاک سچے صادق سکھ نہ بنیں گے اور گورو نانک گورو گوبند سنگھ کی تعلیم و عملی زندگی اور بانی پر عمل نہ کرینگے تب تک نہ تو ہم سکھ کہلانے کے حقدار ہیں نہ ہی ہمیں اپنے جداگانہ حقوق و آزادی حاصل کرنے کا حق ہے۔ آزادی کسی واحد شخص یا فرقہ کی میراث نہیں اور کوئی فرقہ یا شخص علیحدہ رہ کر آزادی حاصل نہیں کر سکتا بلکہ یہ مشترک سارے ملک اور قوم کا مطالبہ ہے اور مشترکہ متحدہ محاذ بنا کر ہی ہم آزادی حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ اگر آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اپنے جائز مناسب حقوق پانے کے حقدار بننا چاہتے ہیں تو میدان عمل میں آؤ ہر گاؤں علاقہ وغیرہ کی قومی جماعت میں سب ممبر بن جائیں اور ملک و قوم کی آزادی کے لئے پہلو بہ پہلو قدم وقدم برادران وطن کے ساتھ ملکر مکمل اتحاد و اتفاق و تنظیم کے رشتہ میں بند ہے ہو کر آزادی کا نعرہ بلند کرو۔ آپ تو ساری دنیا کو آزاد کرنے کا دعوے' لیکر آئے اور اٹھے تھے'' آپ مکت مکت کرے سنسار نانک تس جن کو سدا نمسکار'' جو ساری دنیا کی آزادی میں اپنی آزادی سمجھتا ہے اسکو ہمیشہ تعظیم نمسکار وسلام ہے۔

اب آپ خود ہی غلام کمزور اور منتشر صورت میں مفلسی غریبی کا شکار ہو رہے ہیں دوسروں کو آزاد کس طرح کر سکتے ہیں۔ پہلے اپنے آپ کو جتھہ بند کرو ایک تنظیم کے ماتحت آؤ اور ایک آواز ایک نعرہ ایک قدم ایک نصب العین ہو پھر کہیں آپ اپنے حقوق و آزادی حاصل کرنے کے اہل ہو سکتے ہو۔ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے سردار جی نے کہا کہ آپ کو گورو تیغ بہادر جسے آپ دھرم کی چادر۔ شہیدوں کا سرتاج قربانی و پریم مجسم بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی گرفتاری کا انعام ایک غریب نادار بھوکے ننگے لڑکے کو اس کی مصیبت دور کرنے کے لئے دلانے کی کیا بے نظیر مثال قائم کی مصیبت دکھ دور کرنے کے لئے بازی لگا دی کیا وہ لڑکا سکھ تھا نہ مسلمان تھا مگر گورو کے گھر میں ہندو مسلمان کی تمیز نہ تھی اور پھر آپ کہیں بتا سکتے

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ہیں کہ اسقدر قربانیاں شہادتیں جو گورو صاحبان اور گورو کے سکھوں نے حق و انصاف کی حفاظت آزادی کے حاصل کرنے دکھیوں غلاموں کی سیوا میں کیں اس کے لئے معاوضہ یا بدل مانگا یا معاہدہ یا تحریر کی نہیں پریم کی کھیل میں معاوضہ کیا۔ میں نیشنل کانفرنس میں کیوں شامل ہوں وہاں کیا کرتا ہوں اور آپ کے حقوق و آزادی کے متعلق وہاں کیا خیال رکھتا ہوں۔ ان سوالات کا بھی جواب دینا چاہتا ہوں۔ میرا باپ دادا سکھ نہ تھے میری والدہ ماتا نے مجھے سکھ عقیدہ دھرم اختیار کرنے پر مجبوری ہی نہیں کیا بلکہ بانی پڑھنے اور گورو صاحبان کی زندگی کے حالات سے واقفیت پیدا کرنے کی ترغیب دی اور فرمایا کہ تجھے گورو نانک گورو گوبند سنگھ کے مشن تعلیم پر دھرم پر چل کر شانتی ملے گی اور کامیابی نصیب ہوگی۔ میں نے بقائمی عقل و ہوش تلاش حق کے سلسلہ میں گورو نانک کا بتایا ہوا راستہ اختیار کیا اور اکال تخت امرتسر کار سیوا کے عظیم الشان موقعہ پر امرت پان ل پیا اور گورو صاحب کی ہدایات بانی پر عمل کرنے کا عہد کیا اور چونکہ میں نے حقیقی معنوں میں گورو نانک کے اس پیغام اور اعلان کے آگے سر تسلیم خم کر دیا کہ پریم کی کھیل میں سر ہتھیلی پر رکھ کر اس راستہ پر گامزن ہونگا۔ اس لئے مجھے پریم کی کھیل یعنی بغیر ضانہ خدمت خلق کے پاک فرض نشکام سیوا کے سلسلہ میں غریبوں مظلوموں دکھیوں مصیبت زدہ ننگے بھوکوں کی امداد سیوا اور ان کے لئے انتہائی قربانی کرنے ان کو موجودہ مصائب مشکلات اور غلامانہ ذلیل حالت سے نجات دلانے کے لئے خون کا خون کا آخری قطرہ گرانے کا حکم گورو نانک نے دیا ان کی تعلیم ہدایات گوروبانی اور ان کے عمل جیون کا منتہائی مقصود یہی ہے۔ اب بتاؤ کہ اگر میں گورو کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ تو پھر کیوں آپ اعتراض کرتے ہیں۔ اور آپ کو کیا حق ہے کہ مجھ سے جواب طلب کریں۔ مجھے جہاں ۴۰ لاکھ باشندگان ریاست کی غربت افلاس مصیبت غلامی مظلومیت کا احساس ہے وہاں آپ کی دردناک حالت بھی بخوبی معلوم ہے۔ میں دیہات میں پھرتا ہوں۔ غریب نادار سکھوں کو دیکھتا ہوں۔ کپڑے پھٹے ہیں۔ صابون کپڑے وغیرہ دھونے کو نہیں ملتا۔ جھونپڑیاں گھاس کی ہیں۔ تعلیم دوائی علاج نہیں ہے۔ گذارہ تنگ ہے غرضیکہ طرح طرح کی مصائب اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں ایسی مصائب و مشکلات سب غریب لوگوں کی ایک جیسی ہیں۔ جب میں ایک خاکروب قلی اور غریب کسان

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

کے لئے ہر طرح اپنی خدمات پیش کر سکتا ہوں اور ان کی حالت درست کرنے انہیں آزادی دلانے کے لئے بے تاب ہوں اور ان کے لئے انتہائی قربانی کرنے کو تیار ہوں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ آپ کے حقوق مذہبی آزادی کے لئے میں قربانی نہ کر سکوں۔ اور آپ کی خدمت سیوا سے جی چراؤں۔ آخر میں سکھ دھرم وعقیدہ رکھتا ہوں اور انسانی رشتہ مقدم افضل سمجھتا ہوں آپ میرے گورو کے سکھ ہیں اور سب سے بڑھکر واہگوار واکال پرکھ خدا کے بندے اس کے بیٹے میرے بھائی ہیں۔ آپ لوگوں کو ان دشمن اتحاد خود غرض لالچی سرکار پرست غدار وطن لوگوں نے طرح طرح کی غلط باتیں سنائیں اور غلط فہمی پھیلائی۔ وہ اور ان کی خود سرانہ مطلق العنانی طاقتیں نہیں چاہتیں کہ آپ بدھ سنگھ کی بات سن پائیں یا اس کے نزدیک پھٹکیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر ایسا ہوا تو سکھ جتھہ بند ہو جائینگے اور یہ جیتی جاگتی قوم جتھہ پھر اپنے حقوق وآزادی حاصل کر کے رہیں گے۔ آپ کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ اور ملک وقوم کی تحریک آزادی کے مشترکہ کاز اور نصب العین کو حاصل کرنے کی جدوجہد میں من میث القوم شامل ہونے سے باز رکھنے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے۔ مجھے کئی گیانیوں پرچارکوں نے پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو۔ میں نے ان سے پوچھا کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ خدا کا نام جپانے کتھا بارتا کرنے کا کام کرتے ہیں۔ میں نے ان کو کہا کہ میں غریب دکھی انسانوں کو ضروریات زندگی کے مہیا کرنے انہیں موجودہ مشکلات و مصائب دکھ سے نجات دلانے کا کام کرتا ہوں۔ ورنہ پریشان دل دُکھی آدمی مذہب دھرم کی باتیں نہیں سن سکتا جو دکھی ہے۔ مظلوم ہے جس کی زندگی کا اثاثہ لٹ رہا ہے وہ کیسے بانی کے راز کو سمجھ سکتا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ نیشنل کانفرنس کے پروگرام اور ''نیا کشمیر'' میں درج شدہ منصوبہ میں آپ کے حقوق وآزادی کی کافی ضمانت موجود ہے آپ کے حقوق ہر طرح محفوظ ہیں اور علانیہ درج ہے اور بارہا ہم کہہ چکے ہیں کہ ہر ایک کی مذہبی آزادی شہری حقوق میں کوئی شخص یا طاقت دست اندازی نہیں کر سکتی چھوت چھات اور فرقہ وارانہ منافرت دشمنی پھیلانے والے ہر اقدام کو ہم نے جرم قرار دیا ہے پھر یہ غلط فہمی کیسی؟ اطمینان رکھو۔ واضع رہے اگرچہ کافی سکھ نیشنل کانفرنس میں شامل ہیں۔ میں نے کئی دفعہ کہا کہ اگر مجھے آپ اکیلا بھی چھوڑ دیں گے تو بھی وقت آئیگا جب ملک آزاد ہوگا کیونکہ انقلاب کی رو کو کوئی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

طاقت یا مخالفت روک نہیں سکتی تو اسوقت اگر انسانیت حق شناسی احسان مندی انصاف وایمان کا ذرہ
Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu
بھی شائبہ یا اثر کسی انسان یا انسانوں کی جماعت میں باقی رہا تو اس بات کی شہادت ہوگی کہ ملک وقوم کی آزادی کی تحریک میں ایک سکھ نے بھی حصہ لیا تھا اور قربانی دی تھی وغیرہ۔ صرف اس بات سے ہی آپ سر اونچا کر سکتے ہیں اور اگر آپ تحریک آزادی میں سب کے سب شامل ہو جائیں تو آپ کی آئیندہ نسلیں نوجوان بچے لڑکے کھیل کے میدانوں بازاروں سکولوں کالجوں اپنے گھروں میں ہر جگہ سرخروئی فخر سے سر اونچا کر کے کہہ سکتے ہیں کہ ان کے بزرگوں نے تحریک آزادی میں پہلو بہ پہلو اپنا خون بہایا اور حصہ دار شریک بنے رہے۔ اور اگر بدقسمتی سے یہی موجودہ غفلت وگمراہی کا عالم رہا تو آپ کی نسلوں اور بچوں کو شرم ندامت کے مارے سر جھکانی پڑے گی۔ جبکہ دوسرے وطنی بھائی یہ طعنہ دینگے کہ یہ ہی وہ اور ان کی اولاد ہیں جنہوں نے اور جن کے بزرگوں نے ہماری تحریک آزادی میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ مخالف دشمن کی صف میں کھڑے ہو گئے۔ اس لئے برائے خدا واہیگو رو کے واسطے اپنے آپ پر اور پھر اپنے بچوں اور آئندہ نسلوں پر رحم کر کے اور ان کے لئے شرمندگی ذلالت اور بے عزتی کا سامان نہ پیدا کرو۔ جو شخص یا جماعت بندگان خدا عام دکھی مصیبت اور جنتا کی سیوا کرتی ہے انہیں جینے کا سامان پیدا کرتی ہے محبت پریم خدمت خلق کے پاک جذبات میں اپنے آپ پر کھیل جاتے ہیں اور انتہائی قربانی دیتے ہیں ان کا کوئی حق مار نہیں سکتا۔

جو کسی کو حق دلاتا ہے جو جسے آزاد کراتا ہے زندہ رہنے کا حق وآزادی سے وہ خود بخود ہی ہمکنار ہوتا ہے۔

گورو صاحبان وگورمکھوں نے نشکام سیوا بیفرضانہ خدمت خلق کے جذبہ سے متاثر ہو کر بلا معاوضہ بلا بدل دھرم فرض سمجھکر قربانیاں دیں اور ملک وقوم کو آزاد کرنے کے لئے موت کو دعوت دی وغیرہ۔

کئی سجنوں نے مجھے کہا کہ آپ ہمیں چھوڑ گئے ہیں ہماری خبر نہیں لیتے وغیرہ میں ان کو اور پھر آپ صاحباں کی واقفیت کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ جب سے میں نے سکھ عقیدہ اختیار کیا اور انسانی رشتہ مقدم سمجھا اور پریم کی کھیل کو اپنا فرض تصور کیا۔ یقین کیا تو کوئی گوردوارہ یا سکھ سبھا یا کمیٹی یا دفتر ایسا نہیں کہ جہاں میں نے سکھ دھرم اور گورو صاحبان کی متبرک زندگیوں پر اپنے خیالات کا اظہار نہیں کیا۔ میر

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

پور۔ جموں ۔رنبیر سنگھپورہ۔ پونچھ پرتاب سنگھپورہ ۔ڈوڈیاں ۔ٹی بیگ۔ مظفر آباد۔ بارہمولہ۔ سرینگر۔ امیرا کدل چھٹی پادشاہی اننت ناگ۔ سنگھپورہ۔ سوپور۔ علاقہ کامراج علاقہ اننت ناگ کے سکھوں کے گوردواروں میں حاضر ہو کر خیالات کا اظہار کیا اور جہاں آپ نے یاد کیا حاضر ہوا۔ ہر مشکل اور ضرورت کے وقت حاضر رہا۔ ریزولیوشن بنانے میمورنڈم تیار کرنے حقوق طلبی ۔کے مسائل حل کرنے غرضیکہ ہر جائیز مناسب بات میں اپنا مشورہ دیا آپ کی فائلیں موجود ہیں اسے دیکھ لیا جائے۔ میرے حق میں یہ صریحاً بے انصافی اور یکطرفہ کاروائی ہے کہ آپ اپنے ریکارڈ اور خاکسار کی کچھ سیوا معمولی خدمات کا احساس نہیں کرتے اور غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور گمراہی کا شکار ہو رہے ہیں۔ خالصہ دربار کا جتھہ بن چکا ہے اس میں کسی من مکھ ۔سرکار پرست ۔ڈرپوک ۔خودغرض ۔لالچی اور سی آئی ڈی کے ملازم کا عمل دخل نہ ہونا چاہیئے ۔تم نے اندھا دھند اس جتھہ کی تقلید نہیں کرنی گورمکھ پیارے نیک ۔وپاک قربانی مجسم پانچ اشخاص کا جتھہ بھی مبارک ہے میں جانتا ہوں کہ آپ اپنے حقوق کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہو اور اب جتھہ بند ہو رہے ہو مبارک ہے مگر جتھہ بندی کو مضبوط کر کے ملک وقوم کی آزادی میں شامل ہو کر آپ آزادی حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو۔

اننت ناگ کے گوردوارہ کی دیکھ کر مجھے بڑی شرم آئی اور ندامت سے میری گردن جھک گئی اور میں چند منٹ سے زیادہ اس کی اس خستہ حالت کو اور سکھوِ ززں کی بے بسی اور کمزوری کی منہ بولتی تصویر کو نہ دیکھ سکا اور میں نے ایک مضمون حوالہ قلم کیا ہے۔ جو آپ نے پڑھ لیا ہوگا۔ میں اس گوردوارہ کے بارہ میں آپ کے ساتھ ہوں محکمہ دھرم ارتھ جس کی پشت پناہ خود مہاراجہ بہادر ہیں کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ سکھوں کے مذہبی حقوق اور گوردوارہ پر مالکانہ قبضہ کرنے کی ناکام سعی کرے۔ زیادہ ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔ جب سالہا سال سے گوردوارہ موجود ہے گورو گرنتھ صاحب کا پرکاش ہے۔ سکھوں کا قبضہ ہے تو پھر یہ بحث لاحاصل ہے کہ اس پر کسی غیر شخص یا جماعت محکمہ کا جن کو سکھی عقائد دھرم سے دور کا واسطہ نہیں ہے کا عمل دخل برداشت کیا جا سکے۔ حالات حاضرہ کی نزاکت کے پیش نظر گورنمنٹ کو چاہئے کہ محکمہ دھرم ارتھ کی بیجا دست اندازی کو روک دے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

اگر آپ جتھ بندی کو مقدم سمجھتے ہوئے گورودوارہ کی عظمت حفاظت کے لئے کمر بستہ ہو گئے تو کوئی
Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu
طاقت آپ کے اس حق کو نہیں روک سکتی نہ انکار کر سکتی ہے۔ بھائی جگت سنگھ جی مظفر آبادی نے کہا ہے کہ کشمیر کے سکھوں کا خون سرد ہوا ہے کہ ابھی تک گوردوارہ نہیں بن سکا وغیرہ میں انہیں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جب سکھوں نے آپ کے ضلع کے گورمکھ سردار کپور سنگھ کو جتھہ دار بنایا ہے۔ اور پنتھ کی کشتی کا اسے ملاح بنایا ہے۔ باگ ڈور اس کے سپرد کی ہے تو پھر کشمیر کے سکھوں پر شکایت غیر ضروری ہے۔ آپ جتھہ دار صاحب کو کہو اُٹھو میدان میں نکلو اور پروگرام بناؤ پھر دیکھو کشمیر کا خالصہ آگے آتا ہے یا نہیں یقیناً وہ آئیگا۔ اور قربانی دیگا۔ خالصہ جی آپ مایوس نہ ہوں آپ کے اندر سکھی سپرٹ گورو گوبند سنگھ کی امرت شکتی موجود ہے صرف لوبھ لالچ بے علمی غلط فہمی ڈر خوف گمراہی سے وہ پردہ کے نیچے ہے دبی ہوئی ہے ذرہ سا کسی گورمکھ اور جیتے جاگتے سکھ نے سوچ دبایا سب لمپ روشن ہو جائیں گے اور آپ میں وہ شکتی طاقت ہے۔ جمالی و جلالی طاقتیں ہیں کہ جتھہ بند ہو کہ اپنے فرض دھرم کو پہنچانتے ہوئے ملک وقوم کی آزادی کے لئے زمین و آسمان کو ہلا سکتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے ہم نیشنل کانفرنس کے کارکنوں نے عہد کر لیا ہے کہ یا تو فریب نادار مظلوم غلام بے بس و مصیبت زدہ عوام کو آزاد کریں گے یا مٹ جائیں گے۔ غلامانہ زندگی کو ہم موت سمجھتے ہیں۔ اور تحریک آزادی میں شامل ہو جائیں اور انسانی حقوق و آزادی کیلئے سر دھڑ کی بازی لگائیں اور پھر دعا کریں نانک نام چڑھدی کلا تیرے بھانے سربت کا بھلا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

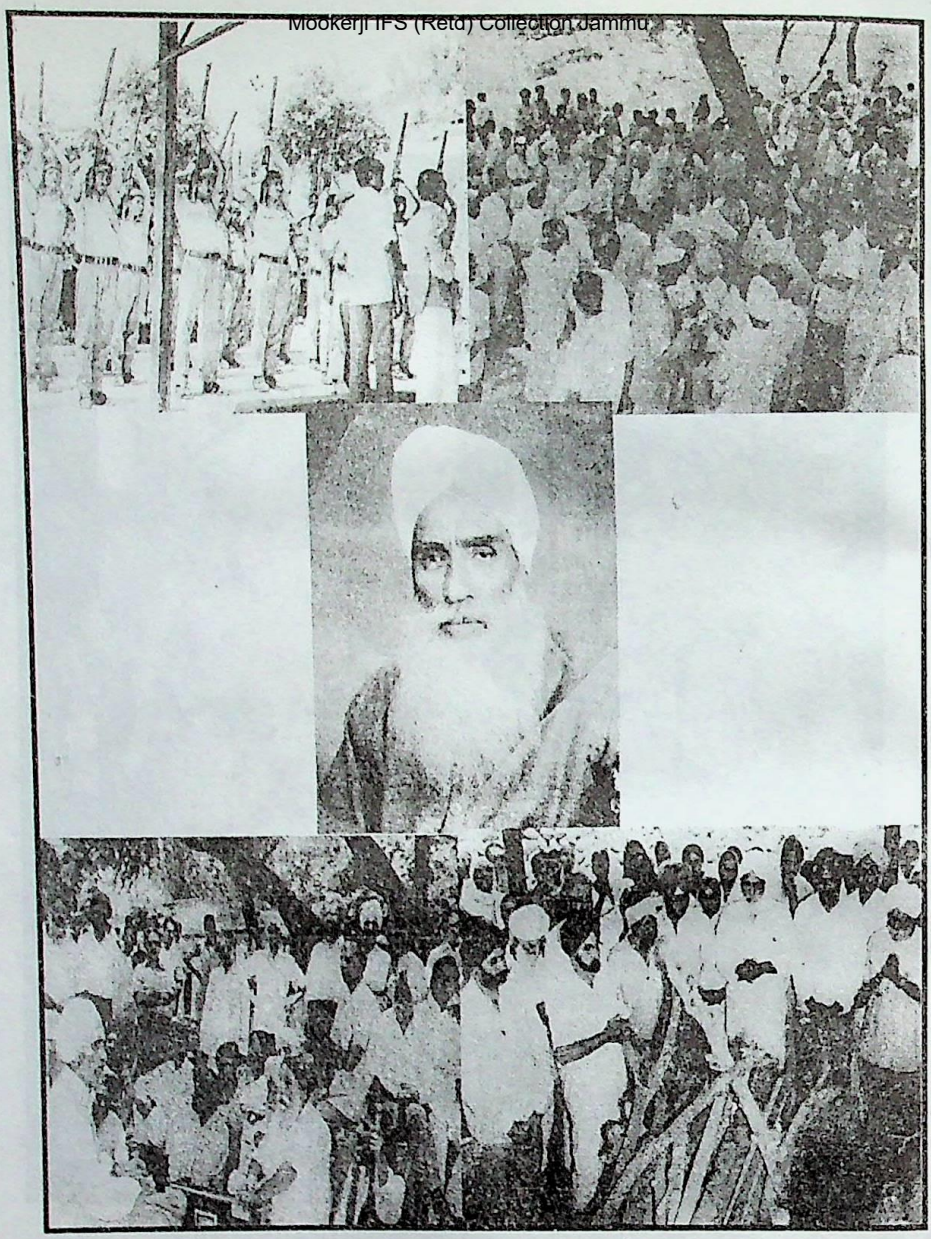

تیاگ مؤرتی مہاتما بدھ سنگھ جی 14 مئی 1975ء کو اس جہانِ فانی سے رُخصت ہوئے۔

بھر کے دامن گوہر مقصد سے ملک وقوم

آہ! ملک وقوم کے ہاتھوں سے وہ جاتا رہا

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

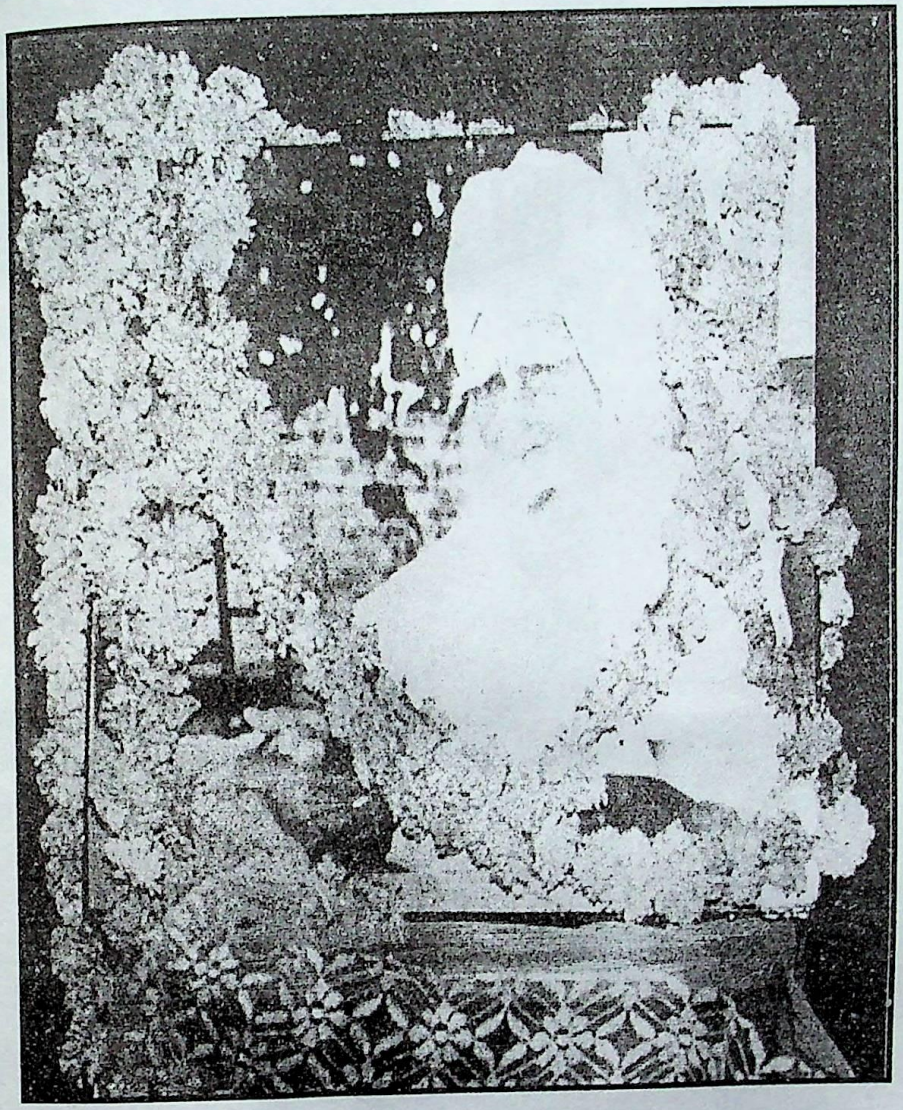

تیاگ مُورتی مہاتما بُدھ سنگھ جی

خراج عقیدت

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

خراج عقیدت

از سردار سنت سنگھ تیغ
زیر علاج
اچاریہ شری چند میڈیکل کالج ہسپتال
سیدڑا جموں۔

ہم نے کوئی دوسرا تجھ جیسا نہیں دیکھا

مُجھے یہ جان کر از حد خوشی ہوئی ہے کہ سردار ڈاکٹر کلونت سنگھ جی سابقہ ڈائریکٹر اینیمل ہسبینڈری جموں و کشمیر، قابل احترام رہنما جانباز ہستی سردار بُدھ سنگھ جی تیاگی کی سوانح عُمری (پریم کھلاڑی) کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کرنے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب جہاں اپنے فرضِ اولین کی ادائیگی کر رہے ہیں وہاں دُنیا بھر کے تاریخ دانوں کو ایک عظیم انقلابی فقیر کے سنہری کارناموں کے اتہاس سے روشناس بھی کر رہے ہیں۔

تیاگ مورتی سردار بُدھ سنگھ جی کی عظمت کو الفاظ میں بیان کرنا نہائت مشکل کام ہے اس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے ان کے دیدار کئے ہوں یا ان کے ساتھ کام کیا ہو۔ اس عظیم انسان نے وزیر وزارت کے بہت بڑے رتبہ کو ٹھکراتے ہوئے اپنا گھر بار چھوڑ کر جنگلوں کا رُخ کیا اور یادِ الٰہی میں مصروف ہو گئے تاکہ وا ہگورو سے آزادی کی تحریک میں کود پڑنے کی شکتی حاصل کر سکیں۔ چنانچہ اس مردِ مجاہد نے اکیلے ہی آزادی کا علم اُس وقت بُلند کیا جب ریاست نا تو کوئی منظم تحریک موجود تھی اور نہ ہی کوئی انسان شخصی راج کے خلاف کوئی آواز ہی اُٹھا سکتا تھا۔ یہ اُن کی روحانی شکتی تھی کہ لوگوں نے ان کی آواز پر اکٹھے ہونا شروع کر دیا اور وہ راستے کی سب رکاوٹوں کو پار کرتے ہوئے قید و بند کی مصیبتوں کو گلے لگاتے ہوئے اور سر پر کفن باندھ کر آگے بڑھتے گئے اور ریاست کے چالیس لاکھ پسماندہ، غربت تلے پسے ہوئے مظلوم عوام کو شخصی راج سے چھٹکارا دلا کر ہی دم لیا۔ شائد انہیں جیسی عظیم ہستیوں کے لئے کسی شاعر نے کہا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نُوری پے روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مُجھے فخر حاصل ہے کہ بہت چھوٹی عُمر میں مُجھے ان کے روحانی اور پُرکشش چہرہ کے دیدار ہوئے۔ جب تیاگی جی گاؤں گاؤں جا کر لوگوں کے حالات زندگی دریافت کرتے ہوئے ہمارے گاؤں بٹیاں دو پٹہ پہنچے تو میرے والد بھائی نہال سنگھ اور والدہ ہوشناک کور کو مل کر بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے یہ سُن رکھا تھا کہ اُن کا لڑکا یعنی خادم ایک انقلابی

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

جذبہ رکھتا ہے اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈالکر مسلمانوں کو جہاں اور جنہوں نے کسانوں کے بھی خاتے جن سے وہ غریب عوام کو دی ہوئی معمولی سی رقم پر سود در سود چڑھا کر خون چوستے تھے، چھین کر دریا میں پھینک کر روپوش ہو جاتا ہے۔ اور جو لوگ کسانوں سے زبردستی اناج چھیننے کی کوشش کرتے ہیں وہ ان کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ بھی کرتا ہے۔ تیاگی جی نے میرے ماں باپ کو کہا کہ وہ مجھے اُن کے حوالے کر دیں۔ کیونکہ میری جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ میرے والدین نے خوشی کا اظہار کیا۔ مگر التجا کی کہ ابھی وہ مجھے اپنے گھر ہی رہنے دیں۔ تاکہ میں اور پڑھ لکھ جاؤں۔ تیاگی جی آٹھ دن ہمارے گھر رہے اور دریائے جہلم پر بسے ہوئے گاؤں اور اونچے اونچے پہاڑوں کے قدرتی نظاروں سے لُطف اندوز ہوتے رہے۔ اسکے بعد وہ چلے گئے مگر مجھے اُن کی روحانی کشش اُن کے پاس لے گئی۔ چنانچہ میں تقریباً ان کے ساتھ ہی رہا۔ بہت لمبی لمبی پدیاترائیں اکٹھی کیں اور نیشنل کانفرنس سے لیکر اکالی تحریک اور ریاست کے باہر دوسری جنگِ آزادی کی تحریکوں میں میں سرگرم رہا اور تقسیم وطن کے وقت بھی پورے جوش اور ولولہ کے ساتھ قبائیلوں کے گھیرے میں پھنسے عورتوں مردوں بچوں اور بوڑھوں کو نکالنے کے کام میں مصروف رہا اور انہیں آباد کرنے کیلئے تیاگی صاحب نے جو بھی ہدایت مجھے دی میں نے اُس سے بڑھ چڑھ کر عوام کی خدمت کرنے کی کوشش کی۔

اکثر اوقات سرکاری مشینری سے اُن کی کوتاہی کے خلاف کمر بستہ ہوتا رہا اور کئی مرتبہ جیل کی یاترا کی۔ یہ سب اس عظیم مردِ مجاہد کی زندگی سے حاصل کیا ہوا سبق تھا اور میں انہیں اپنا حقیقی رہنما مانتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے سکھی کے اعلیٰ آدرشوں۔ مانس کی جات سب ایک ہی پہچان بو، کے مطابق تمام بنی نوع انسان کی بلا لحاظ مذہب وملت خدمت کی انہیں دُکھوں اور مُصیبتوں سے چھٹکارا دلایا جو ایک حقیقی سِکھ کا اولین فرض ہے۔

انہیں کے اصولوں پر چلتے ہوئے میں نے آج تک اپنی خدمات کا کوئی عوضانہ وصول نہیں کیا اور نہ ہی کوئی فریڈم فائیٹر کی پنشن حاصل کی۔ حالانکہ اب جبکہ میں 97 سال کا ہوں اور سڑک کے حادثے میں دونوں ٹانگیں ٹوٹ چکی ہیں۔ موجودہ سرکار نے میری دیکھ بھال کا کوئی خاطرہ خواہ انتظام نہیں کیا۔ مگر مجھے اس کا کوئی افسوس نہیں۔ کیونکہ آج تک کسی سرکار نے اُن لاکھوں شرنارتھیوں کو معاوضہ نہیں دیا جو 1947ئمیں اپنا سب کچھ کھو کر اور اپنے گھر بار چھوڑ کر جہاں کسمپرسی کی حالت میں دِن گذار رہے ہیں۔ ریاست بھر میں ایک خون خرابے کا دور چل رہا ہے۔ جس میں معصوم لوگوں کی جانیں تلف ہو رہی ہیں۔ آج ضرورت ہے کہ ہم تیاگ مؤرتی مہاتما بدھ سنگھ جی کے پیغام کو بار بار پڑھیں۔ اس سمت میں جو کوشش ڈاکٹر صاحب کر رہے ہیں۔ میں انہیں اپنے پورے تعاون کا یقین دلاتے ہوئے ان کی اس مشن میں کی میابی کے لئے واہگورو سے ارداس کرتا ہوں۔ اور اُن کو پریم کھلاڑی کی اشاعت پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Tributes paid to Mahatma Budh Singh

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

Rich tributes were paid to Mahatma Budh Singh on his 120th birth anniversary, here today.

Speaking on the occasion representatives of various Political and social organizations recalled the visionary and exemplary works of Budh Singh and stressed for need to follow the footprints of the great freedom fighter.

Justice (Retd.) R P Sethi who presided over the function, described Mahatma Budh Singh as 'Trimurti' who set examples of sacrifice, honesty and dedication for upliftment of poor and down trodden.

Recalling the contribution of Budh Singh in freedom movement of Jammu and Kashmir from the feudal rule as well as in the social reforms, Mr Sethi lamented that present leadership of the State has completely forgotten the vision of Naya Kashmir which was conceived by the Mahatma.

"Slogan of 'Naya Kashmir' has lost somewhere under the corrupt practices and lies of the present day politicians who have been only befooling people," he said and urged people to take a pledge to preach the teachings of Mahatma Budh Singh.

Expressing his disappointment over the fact that a majority of people do not know anything about Mahatma Budh Singh, Justice Sethi suggested introduction of a chapter in the primary classes about life history of the freedom fighter so that the next generation could know great leaders and reformers.

Mr. Dalip Singh who was chief guest on the occasion, lamented that Mahatma Budh Singh's own party has forgotten the principles of the great leader "NC had to face defeat and loose power only because its leaders have forgotten the teachings of Budh Singh, " he said.

CPI (M) leader Mohd. Yusuf Tarigami, while paying tributes to the Mahatma said that Budh Singh was not a personality but an institution.

He said teachings of Budh Singh were more relevant

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

presently when voices of division and secession are being raised from different regions of the State. Instead of simply paying tributes to him we should try to follow his footprints," he added.

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

Prominent thinker and socialist Mr Krishan Dev Sethi recalled the days of his association with the freedom fighter and claimed that Budh Singh was among those few persons who fought for rights of others.

He was the only person who can be credited to get Muslim Conference re-christened as National Conference," he stressed and termed Budh Singh as a great secular Leader.

Senior journalist Mr Balraj Puri said that Budh Singh was the only person who got respect and honour by both Dogras and Kashmiris. He was equally respected by Hindus, Muslim and Sikhs because of his secular ideas, he said."

Mr Puri announced that all leaders of Jammu and Kashmir State were political children of Mahatma Budh Singh.

National Conference provincial president and former Minister Mr Ajay Sadhotra while paying tributes to the Mahatma said that Budh Singh's passion for social work was exemplary for both politicians and bureaucrats.

He admitted that National Conference has been enjoying the mass support because of hard work of persons like Budh Singh who devoted their entire life for the welfare of commoners. He urged that personality of Budh Singh should not be confined in a limited circle but seen as an institution.

Veteran Akali leader and one time associate of the freedom fighter, Sant Singh Tegh also recalled memories of the old days and termed the Mahatma as a true secularist.

Former Minister Mr. Gurumukh Singh also spoke on the occasion.

The function was jointly organized by the Mahatma Budh Singh Foundation Jammu and State Forum for Justice and Human rights.

Chief organisor of Mahatma Budh Singh foundation, Dr. Kulwant Singh Presented vote of thanks.

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Kerji IFS (Retd) Collection Jammu

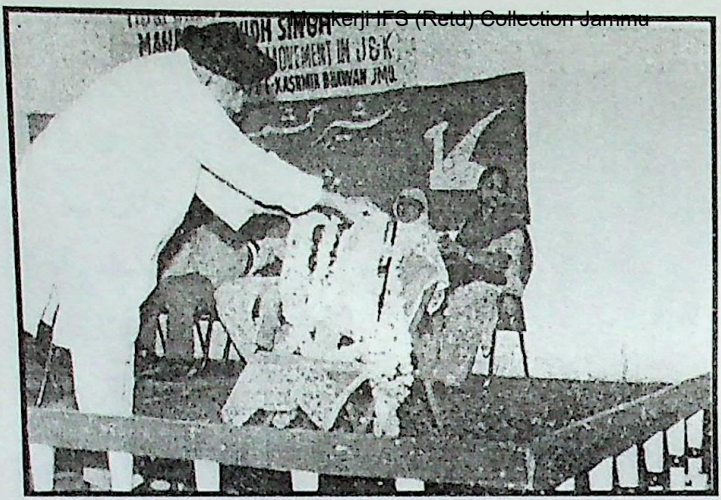

مہاتما جی کے لڑکے
سردار اجیت سنگھ
پھول مالا بھینٹ
کرتے ہوئے۔

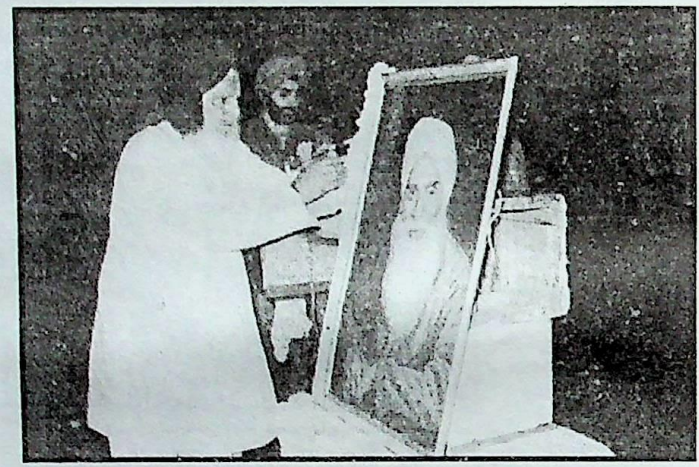

سردار سنت سنگھ تیغ
مہاتما جی کو پھول مالا
بھینٹ کرتے
ہوئے۔

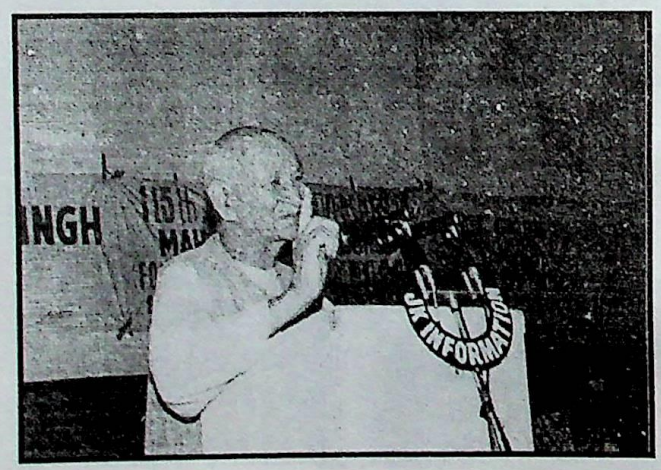

شری رام پیارا صراف
عقیدت میں۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

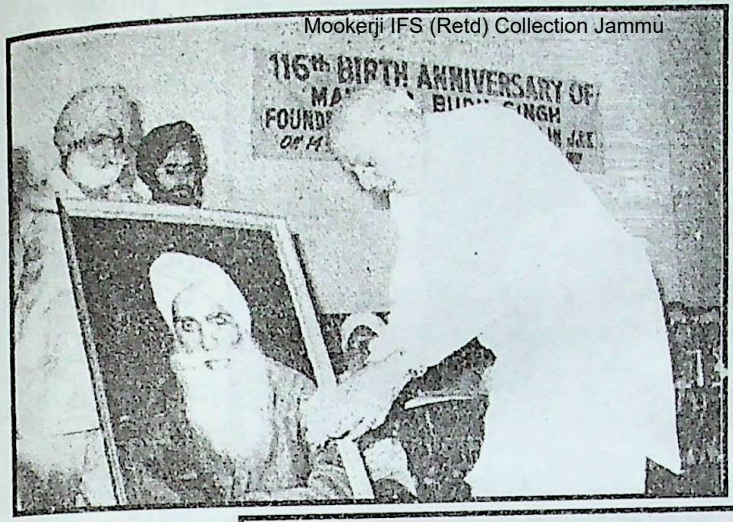

116ویں منعقدہ تقریب میں ڈاکٹر فاروق عبداللہ مہاتما جی کو پھول مالا بھینٹ کر رہے ہیں۔

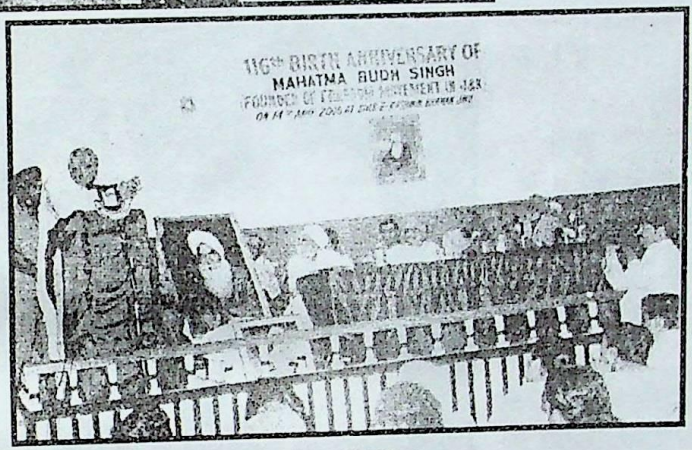

ڈاکٹر فاروق عبداللہ مہاتما جی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے۔

ڈاکٹر دلیپ سنگھ جی مہاتما جی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

شری محمد ایوب خان
خراج عقیدت پیش
کرتے ہوئے۔

ڈاکٹر کلونت سنگھ
عقیدت میں۔

شری بلراج پوری پھول
مالا بھینٹ کرتے ہوئے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

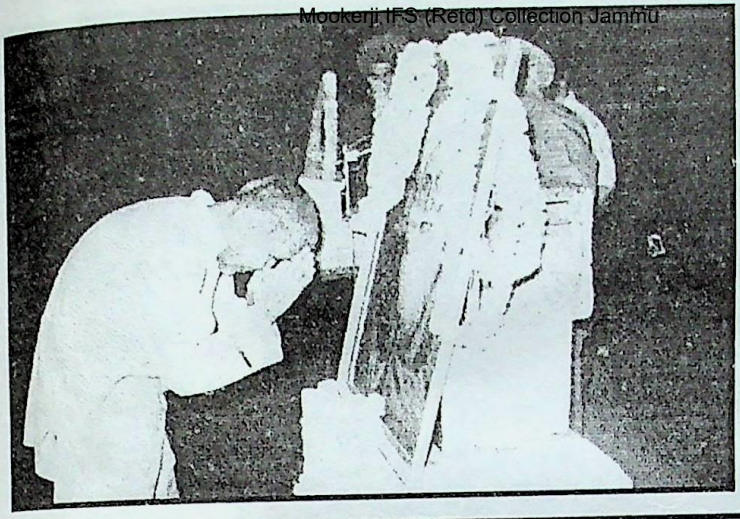

شری رام پیارا
صراف عقیدت
میں۔

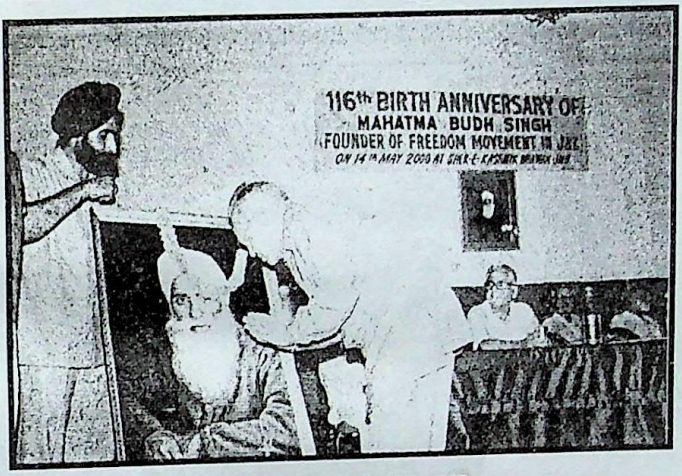

جج ہربنس لال بگوترہ
خراج عقیدت پیش
کرتے ہوئے۔

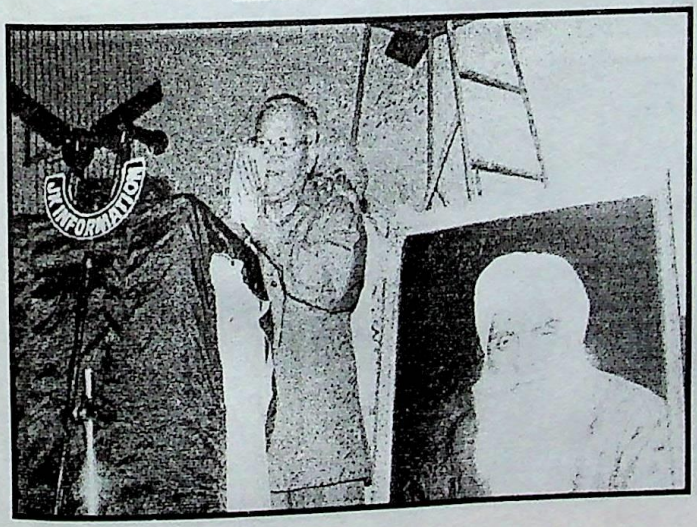

جج ہربنس لال بگوترہ
خراج عقیدت
کرتے ہوئے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

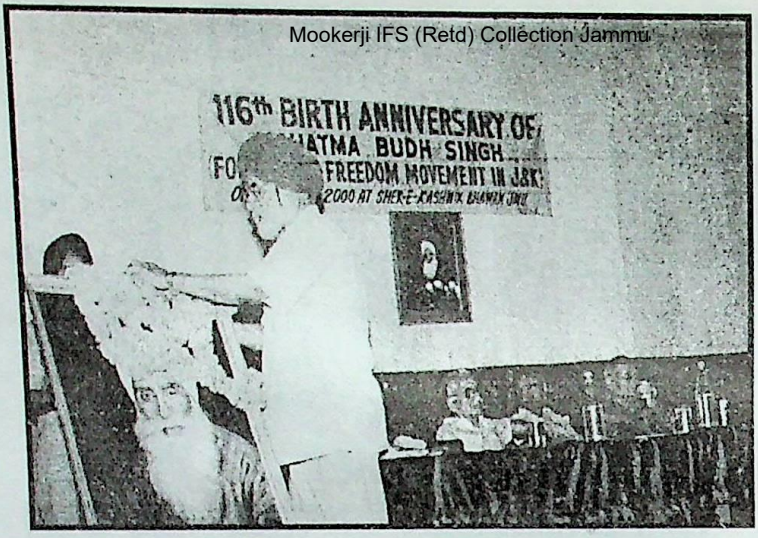

شری ہربنس سنگھ آزاد پھول مالا بھینٹ کرتے ہوئے۔

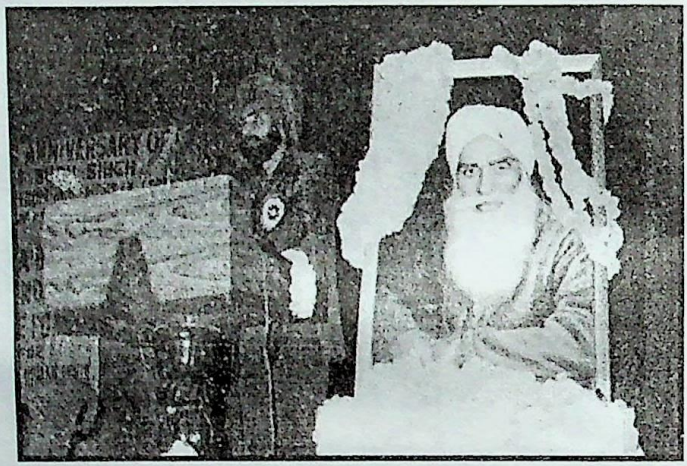

کرنل ڈی۔ایس تریہن خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے۔

115ویں منعقدہ تقریب میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے۔ بائیں سے دائیں ڈاکٹر کلونت سنگھ، ماسٹر گگن دیپ سنگھ، شری رام ناتھ شاشتری، سردار اجیت سنگھ، ڈاکٹر دلیپ سنگھ، سردار دلیپ سنگھ ابرول۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

شری وید بھسین
خراج عقیدت پیش
کرتے ہوئے۔

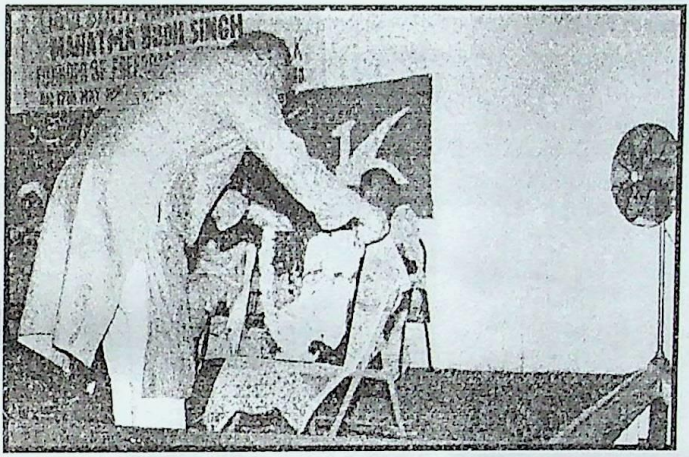

شری وید بھسین
پھول مالا بھینٹ
کرتے ہوئے۔

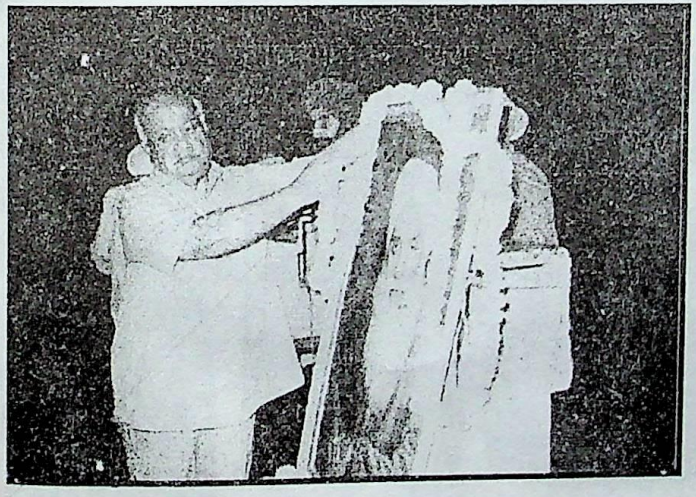

پنڈت منگت رام شرما
پھول مالا بھینٹ
کرتے ہوئے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

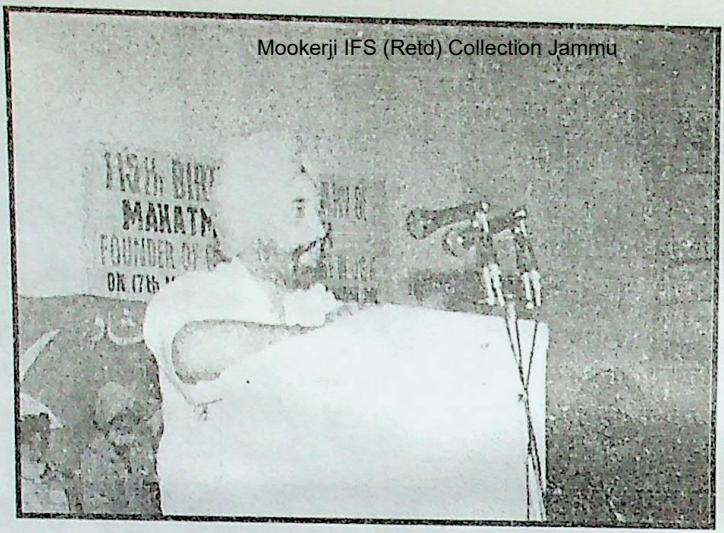

شری ایچ ایس
باہری خراج
عقیدت پیش کرتے
ہوئے۔

شری بودھ راج بالی
اور سردار ہربنس سنگھ
خراج عقیدت پیش
کرتے ہوئے۔

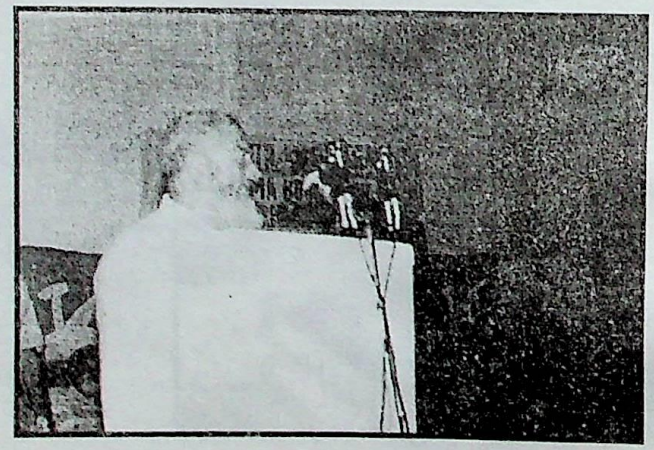

ڈاکٹر عبدالعزیز خان
خراج عقیدت پیش
کرتے ہوئے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

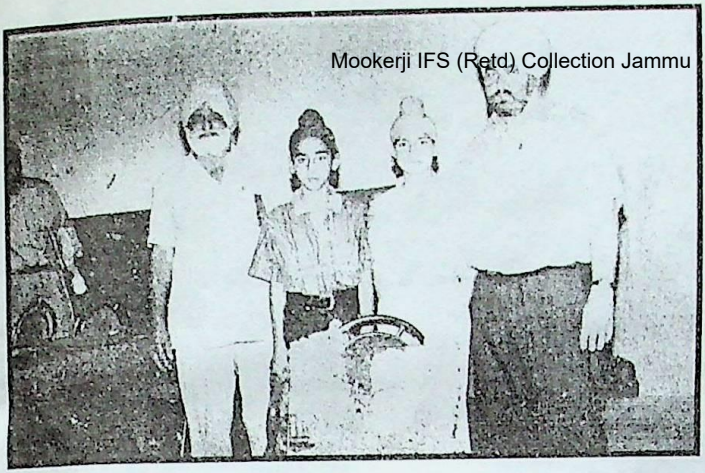

ڈاکٹر کلونت سنگھ بائیں،
سردار ملوندر سنگھ دائیں
مہاتما جی کو پھول مالائیں
بھینٹ کرتے ہوئے۔

سردار گورمکھ سنگھ
پھول مالا بھینٹ
کرتے ہوئے۔

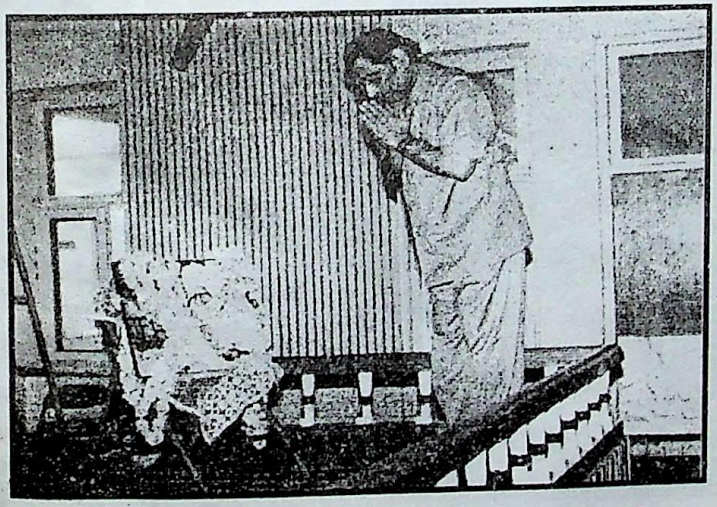

شری بودھ راج
بالی عقیدت میں۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

سالانہ منعقدہ تقریر میں
سٹیج پر بیٹھے ہوئے
بائیں سے دائیں شری
ایوب خان، شری بلراج
پوری، سردار سنگھ تیغ،
سردار ہربنس سنگھ آزاد،
ڈاکٹر دلیپ سنگھ،
پنڈت منگت رام شرما،
شری بودھ راج بالی۔

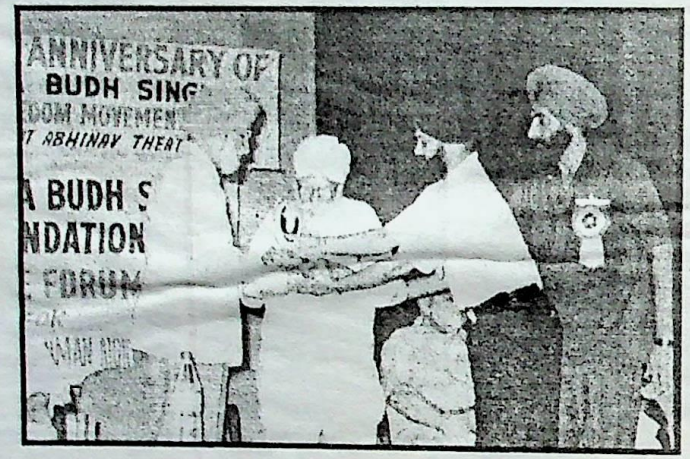

ڈاکٹر دلیپ سنگھ جی کو
مہاتما بدھ سنگھ آرڈر
آف خطاب سے نوازا
گیا۔

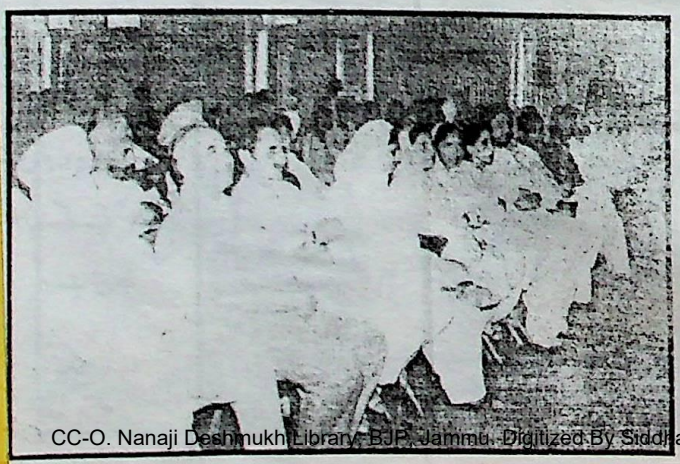

مہاتما بدھ سنگھ جی کی یا
میں منعقدہ تقریب
بیٹھے ہوئے معزز
جلسہ۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

شری گورو ہرکرشن پبلک سکول کے بچے شبد پڑھ رہے ہیں۔

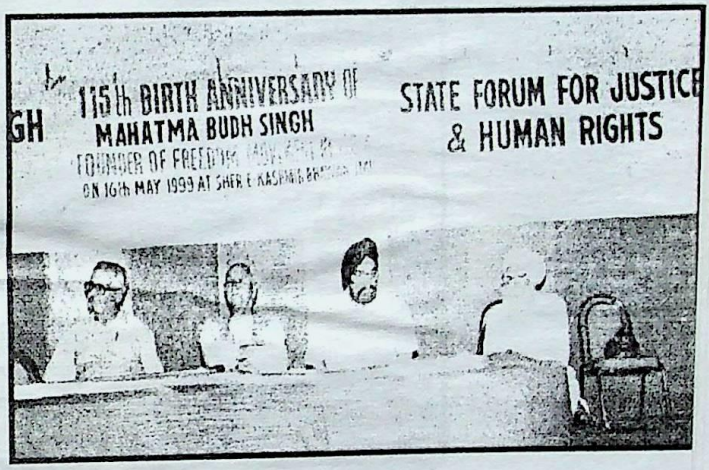

115ویں منعقدہ تقریب میں سٹیج پر بیٹھے ہوئے بائیں سے دائیں شری ایوب خان، شری رام ناتھ شاستری، سردار ہربنس سنگھ آزاد، ڈاکٹر دلیپ سنگھ۔

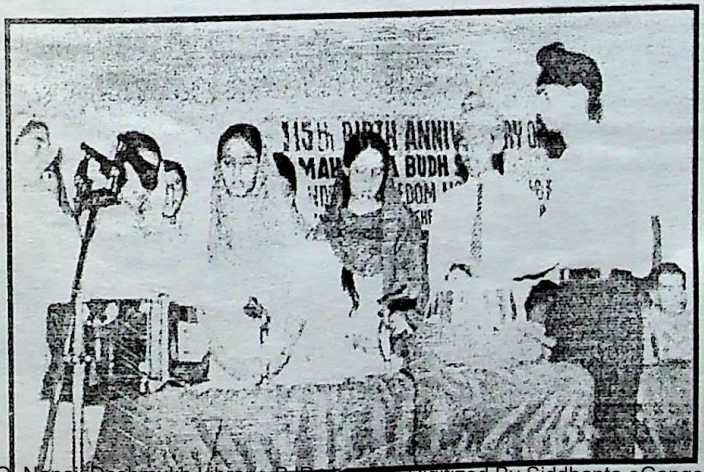

شری گورو ہرکرشن پبلک سکول کے بچے شبد پڑھ رہے ہیں۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

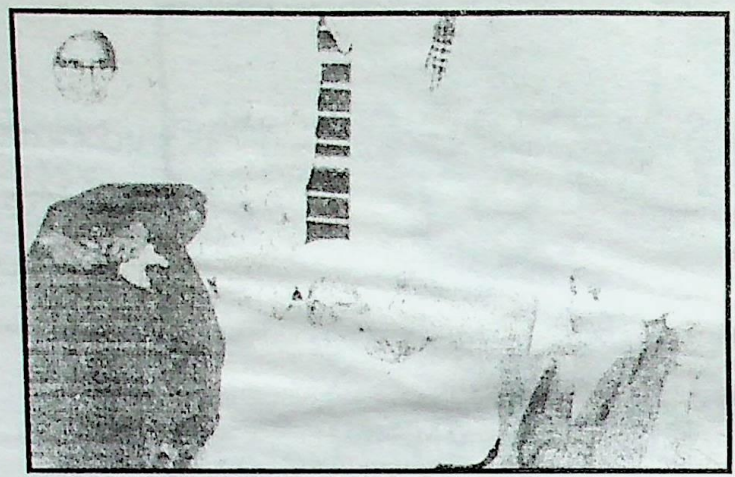

مہاتما بدھ سنگھ جی
اپنی لڑکی شریمتی
مہندر کور اور داماد
سردار مہکم سنگھ ابرول
کے ساتھ کچھ لمحات
گذارتے ہوئے۔

مہاتما جی کے پریوار
کے کچھ اور لوگ اُن کی
یاد میں کھڑے ہیں۔

سردار ہرمندر سنگھ
خالصہ عبادت میں۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

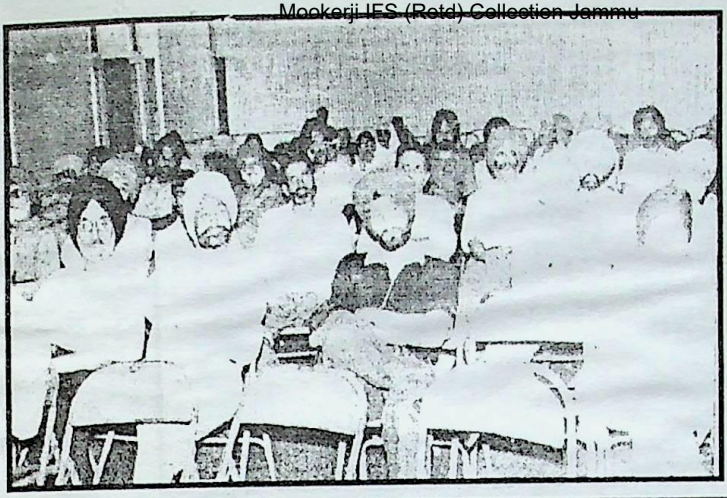

مہاتما بدھ سنگھ جی کی یاد میں منعقدہ تقریب میں بیٹھے ہوئے معزز حاضرین جلسہ۔

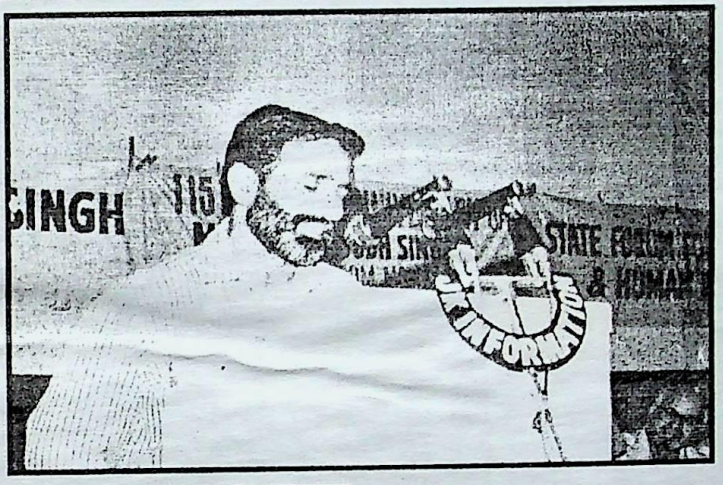

مہاتما بدھ سنگھ جی کی خدمت کرنے والا شری فرمان علی جو آخری وقت میں مہاتما جی کے پاس موجود تھا۔

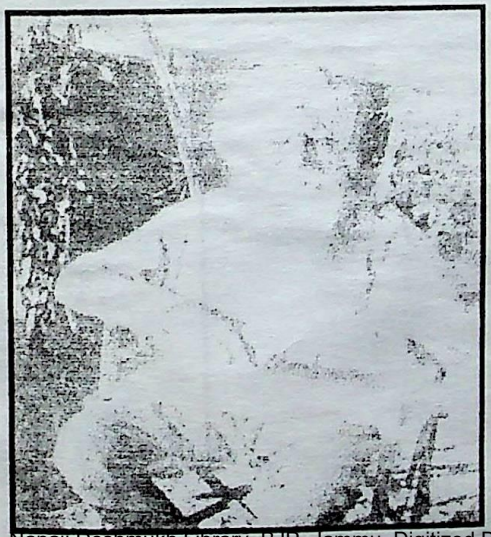

مہاتما بدھ سنگھ جی کے بڑے بھائی سردار سوہن سنگھ جی جو افسر مال کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تھے۔

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

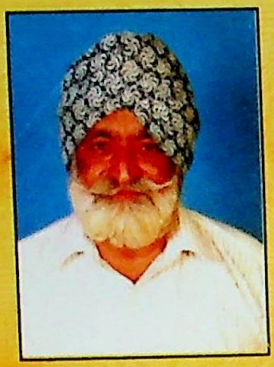

Dr. Kulwant Singh (M.V.Sc. Ph. D), Chief Organizer, Mahatma Budh Singh Foundation, was the Director Animal Husbandary Dept. J&K State for 4 years from 1978 to 1982.

A man of lofty thoughts and democratic and ethical ideals, Dr. Kulwant Singh is dedicated to the services of humanity. Despite many other engagements at present, he is the Convener, State Forum for Justice and Human Rights. He has devoted his life for the uplift of downtrodden and economically poor sections of the society. Being the nephew of Mahatma Budh Singh, he was closely associated with him for several years. He was greatly influenced by the towering personality, philosophy and high ideals of Mahatma Budh Singh.

He carried a great spiritual impact of Mahatma in his mind. In this context, he has endeavoured to convey the message of Mahatma to bring about the radical reforms in economic and social structure of the country for improving the lot of millions of toiling masses and to remove poverty and social injustice.

He has dedicated the second edition of the book to the memory of the martyrs who laid their lives during partition and thereafter and those who have suffered innumerable hardships for the cause of justice and human rights.

Prof. (Dr) Sukhdev Singh
Secretary,
Mahatma Budh Singh Foundation.

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha

Mookerji IFS (Retd) Collection Jammu

ڈاکٹر دلیپ سنگھ جی صدر مہاتما بُدھ سنگھ فاؤنڈیشن مہاتما جی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے۔

Printed at : ESS ESS ESS Offset Press, Near D.C. Office Jammu # 2543336

CC-O. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized By Siddhanta eGangotri Gyaan Kosha